

حیاتِ خاتم الشعراء

حیاتِ خاتم الشعراء

عبدالرحمن ابن ابی نعیم

حالات و واقعات اور افکار و تعلیمات کا حسین مجموعہ

تالیف

راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر



راجہ طارق محمود نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی کاوشیں

- ✽ الفوائد (ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ) مترجم
- ✽ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (از: امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) مترجم
- ✽ حیات حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ حیات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ حیات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ حیات خاتم الشعراء حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ شرح کلام جامی رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)
- ✽ حیات شمس المعارف حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ دیوان حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ (از: مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ) (مترجم)
- ✽ حیات حسین بن منصور حلاج (مع کلام اردو ترجمہ)
- ✽ الاوافق اردو ترجمہ عملیات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- ✽ حیات خلیفہ ہارون الرشید
- ✽ سرسید احمد خان



حیاتِ خاتم الشعراء

حیاتِ خاتم الشعراء

عبدالرحمن بن عمر بن عبدالقاسم بن علی بن ابی طالب

حالات و واقعات اور افکار و تعلیمات کا حسین مجموعہ

تالیف: راجہ طارق محمود نعمانی نظر ثانی: پروفیسر سید امیر کھوکھر

بک کارنر

شوروم: بالقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ، مینام پاکستان
فون نمبر: 0544-614977 موبائل: 0323-5777931

پرنٹرز: پبلشرز- کمپوزرز- ڈیزائنرز- بک سٹریٹ- ہول سیلز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائرز

Hayat Hazrat Abdur Rahman Jami رحمۃ اللہ علیہ

By: Raja Tariq Mehmood Nomani

Jhelum: Book Corner. 2015

504p.

1. Muslim Scholar & Saint - Biography

ISBN: 978-969-9396-84-7

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ادارہ ”بک کارنر شو روم جہلم“ محفوظ ہیں
اس کا کوئی بھی حصہ بغیر اجازت کے شائع کرنا یا کہیں بھی استعمال میں لانا غیر قانونی ہوگا۔
خلاف ورزی کی صورت میں پبلشر قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔
قانونی مشیر: عبدالجبار بٹ (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نام کتاب : حیات حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف : راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی : پروفیسر سید امیر کھوکھر

ترجمین و اہتمام : شاہد حمید / ولی اللہ

پکچرز ایڈیٹنگ : گنگن شاہد / امر شاہد

پروف ریڈنگ : صبح صادق کرم الہی

سرورق : محمد شکیل طلعت

مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور



اتماس: اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتاب کی تصنیف، پروف ریڈنگ، پکچرز ایڈیٹنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں انتہائی احتیاط کی گئی ہے، تاہم غلطی کا احتمال بہر حال باقی رہتا ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو ناشر، پروف ریڈرز اور طابع ہر قسم کے سہو پر اللہ غفور و رحیم سے عفو و کرم کے خواست گار ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب میں اگر کہیں بھی غلطی یا خامی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے۔ ادارہ **بک کارنر جہلم** کے متعلقین اپنے کرم فرماؤں کے تعاون کے لیے بے حد شکر گزار ہیں۔ (ناشر)



DISPLAY CENTER

BOOK CORNER SHOWROOM

Opposite Iqbal Library, Book Street, Jhelum, Pakistan

Ph: +92 (0544) 614977, 621953 - Mob: 0323-577931, 0321-5440882

http://www.bookcorner.com.pk - email: bookcornershowroom@gmail.com

www.facebook.com/bookcornershowroom

کلام الاحمر من جامی

تم فرسودہ جاں پارہ ز ہجران یارسول اللہ ﷺ
 دلم پڑمردہ آوارہ ز عصیاں یارسول اللہ ﷺ
 چوں سوئے من گزر آری من مسکین ز ناداری
 فدای نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ! ہجر و فراق سے میری جان ٹکڑے ٹکڑے جسم مضحک ہو گیا ہے، میرا دل مرجھا گیا ہے اور میرا دل گناہوں سے پریشان ہو گیا ہے۔
 یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ مجھ فقیر و نادار کے پاس قدم رنجہ فرمائیں تو میں آپ ﷺ کے نعلین شریفین کے نقش پاک پر اپنی جان قربان کر دوں۔



مشہور خطاط خورشید عالم گوہر قلم کا شاہکار



حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
ایک مصور کی نظر سے

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہرات کے قدیم شہر سے شمال، مائل بہ مغرب اور نئی آبادی سے شمال مغرب میں تقریباً ایک کروڑ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہرات مغربی افغانستان کے صوبہ ہرات کا شہر ہے۔ تجہیز و تکفین کے بعد مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعش، عید گاہ ہرات لائی گئی اور نماز جنازہ کے بعد انہیں ان کے پیر مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے دفن کر دیا گیا۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کو ”خیابان ہرات“ کہتے ہیں۔ وہاں پر ایک صحن، ایک باغ اور ایک باغیچہ ہے۔ صحن ایک ایسے احاطہ پر مشتمل ہے کہ جس کے ارد گرد ایک نحشتی (اینٹوں کی) چار دیواری ہے۔ صحن پتھر اور اینٹ سے تعمیر شدہ ہے۔ ان سیاہ اور سفید قدرتی پتھروں کو ایک مناسب، موزوں اور منظم ترتیب کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے، اور فرش کی کیفیت یہی ہے۔ اس کے وسط میں تقریباً شمال کی جانب اینٹوں کے ایک چبوترے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔



مزار مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ، ہرات (افغانستان)





انتساب

ہم خاتم الشعراء مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سوانح حیات کو
اول نعت خواں، سید الشعراء، شاعرِ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابیِ جلیل

سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

کے نامِ نامی سے بصد عقیدت و احترام منسوب
کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

راجہ طارق محمود نعمانی



عرض ناشر

اس جہان رنگ و بو میں ایسے کئی افراد گزرے ہیں جن کے افکار و کردار نے ایک زمانے کو فیض یاب کیا۔ علم و حکمت ہو یا فکر و فن؛ ان کے کارنامے لوحِ تاریخ کے سرنامے قرار پائے..... محبت و مودت اور عشق و عقیدت ان کا اوڑھنا بچھونا رہا..... سوز و گداز ان کی شخصیت کا لازمہ تھا اور تگ و تازان کی زندگی کا عنصر ترکیبی..... ایسے لوگ یقیناً ہر دور کے لیے باعثِ اعزاز و افتخار اور ہر زمانے کے لیے لائقِ تحسین و آفرین ہوتے ہیں..... ایسی ہی رشکِ روزگار شخصیات میں خاتم الشعراء عارف نامی، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں..... جو ایک طرف علم و فضل کے خورشید فروزاں تھے تو ساتھ ہی ساتھ اقلیمِ معرفت و حقیقت کے بھی نیرِ تاباں بھی..... وہ بہ یک وقت صرف و نحو، ترجمہ و تفسیر، حدیث، اصول حدیث، منطق، کلام، فلسفہ، معانی، بدیع جیسے علوم و فنون پر مکمل مہارت رکھتے تھے..... خاص طور پر ان کا خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق اور عشق و محبت بھری وابستگی شہرہ آفاق حیثیت رکھتی ہے..... یہ کتاب انہی برگزیدہ ہستی کے احوال و آثار اور تعلیمات و افکار کا مستند مجموعہ ہے..... ادارہ بک کارنر، نامور محقق جناب راجہ طارق محمود نعمانی کی اس تحقیقی کاوش کو پیش کرتے ہوئے از حد خوشی محسوس کر رہا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ ادیبِ شہیر جناب پروفیسر سید امیر کھوکھر صاحب نے بڑی عرق ریزی اور دیدہ فشانی سے کتاب کی نظر ثانی کی اور اپنے ادبی اسلوب سے اس کی نوک پلک سنوار کر علمی، ادبی اور تحقیقی فریضہ سرانجام دیا، ادارہ ان کی اس کاوش پر از حد مسرور و ممنون ہے۔

قارئین کرام!!..... آپ کے لیے یہ بات یقیناً خوشی کا باعث بنے گی کہ مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اردو ترجمہ و تشریح ”شرح کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ“ بھی ادارے کی جانب سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے..... انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح کا کام بھی راجہ طارق نعمانی صاحب کے قلم سے مکمل ہوا ہے.....

عزیز قارئین!!..... ادارہ کی طرف سے مطبوعہ کتب کی اشاعت پر آپ کی طرف سے حوصلہ افزا پذیرائی ہمارے جذبوں کو مزید جلا بخشتی ہے بلکہ مہمیز لگاتی ہے..... لیجیے! کتاب حاضر ہے محبت اور خلوص کے ساتھ..... ورق اُلٹیے اور اس علمی، ادبی اور روحانی شخصیت کے افکار و تعلیمات سے مستفید و مستفیض ہوں..... اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو.....!

شاہد حمید

فہرست مضامین

مقدمہ

33	حیاتِ خاتم الشعراء
33	حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
33	حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے احوال و آثار
34	حضرت مولانا عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے سوانح نگاران
	حضرت مولانا عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی شخصیت اور علمی احوال و آثار کے موضوع پر مطالعہ کی اہمیت
36	ضرورت
38	حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا علمی اور روحانی مقام
39	ایرانی محققین اور آثار جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
40	پیغامات
41	موضوعات مقالات
43	روس میں جامی شناسی
44	آثار جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
46	حصہ اول
46	حصہ دوم
47	حصہ سوم

آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ (تکملہ)

48	حضرت مولانا عبدالرحمن جامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے مستقل علمی آثار
48	بہارستان یا روضۃ الاخیار (فارسی۔ نشر و نظم)
48	شرح دیباچہ مرقع (فارسی۔ نشر)

- 48 ----- منشآتِ جامی رضی اللہ عنہ (فارسی - نشر)
- 48 ----- نامہ جامی رضی اللہ عنہ بہ نوائی رضی اللہ عنہ: فارسی
- 49 ----- ادب - نظم
- 49 ----- اشعار نایاب جامی رضی اللہ عنہ (فارسی)
- 49 ----- کیفیت
- 49 ----- دوازدہ امام (فارسی - مثنوی)
- 49 ----- کیفیت
- 50 ----- دیوانِ جامی رضی اللہ عنہ (فارسی - نظم)
- 50 ----- ہفت اورنگ (فارسی - نظم)
- 50 ----- سلسلۃ الذهب
- 50 ----- سلمان و ابسال
- 51 ----- تحفۃ الاحرار
- 51 ----- سبۃ الابرار
- 51 ----- یوسف وزلیخا
- 51 ----- لیلیٰ و مجنون
- 51 ----- خردنامہ اسکندری
- 52 ----- علوم نقلی تفسیر
- 52 ----- تفسیر سورۃ اخلاص
- 52 ----- تفسیر سورۃ فاتحہ (فارسی - نشر)
- 52 ----- تفسیر قرآن مجید: (عربی - نشر)
- 53 ----- حدیث
- 53 ----- چہل حدیث: اربعین: (فارسی - نظم)
- 53 ----- شرح حدیث عمائیہ: (فارسی - نشر)
- 54 ----- سیرت و تذکرہ
- 54 ----- شواہد النبویۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ: (فارسی - نشر)
- 55 ----- مناقب شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ: (فارسی - نشر)

- 55 ----- نفحات الانس من حضرات القدس: (فارسی - نثر)
- 56 ----- فقہ
- 56 ----- "رسالہ مناسک حج" (صغیر)۔ (فارسی - نثر)
- 56 ----- رسالہ مناسک حج (کبیر)۔ (بظاہر فارسی)
- 57 ----- شرح النقایہ مختصر الوقایہ (فارسی - نثر)
- 57 ----- تصوف
- 57 ----- اشعۃ اللمعات بشرح لمعات: (فارسی - نثر)
- 57 ----- تہلیلۃ: شرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: (فارسی - نثر)
- 57 ----- تہلیلۃ یا کلمہ فی التوحید۔ (فارسی - نثر)
- 58 ----- الدرۃ الفاخرۃ یا رسالہ در تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم: (عربی - نثر)
- 58 ----- سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ یا الحاشیۃ القدسیہ: (فارسی/عربی - نثر)
- 58 ----- کیفیت
- 58 ----- سررشتہ طریقہ خواجگان: (فارسی - نثر)
- 59 ----- سوال و جواب ہندوستان: (بظاہر فارسی/نثر)
- 59 ----- شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فارسی - نثر
- 59 ----- شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فارسی - نثر
- 60 ----- شرح دو بیت از مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی - نثر و نظم)
- 60 ----- شرح رباعیات: (فارسی - نثر و نظم)
- 60 ----- شرح قصص الحکم: (عربی - نثر)
- 60 ----- شرح قصیدہ "تائیہ فارضیہ یا شرح نظم الدر: (فارسی - نثر)
- 60 ----- شرح قصیدہ عطار
- 61 ----- شعر
- 61 ----- شرح مفتاح الغیب
- 62 ----- رسالہ طریقہ خواجگان: (فارسی - نثر و نظم)
- 62 ----- آغاز: اشعار
- 62 ----- شعر نمبر

- 62 ----- لوامع انوار الکشف والشہود علی قلوب ارباب الذوق والوجود یا شرح خمیریہ (فارسی۔ نثر)
- 63 ----- اشعار
- 64 ----- لوامع: (فارسی۔ نثر)
- 64 ----- ناسیہ ”بانی نامہ“: (فارسی۔ نثر و نظم)
- 65 ----- ”نقد النصوص“ فی شرح نقش الفصوص: (فارسی۔ نثر)
- 65 ----- وجود یا وجودیہ یا رسالہ وجیزہ در تحقیق و اثبات واجب الوجود
- 65 ----- (عربی۔ نثر)
- 66 ----- علوم زبان
- 66 ----- شرح العوائل المائتہ: (فارسی۔ منظوم)
- 66 ----- صرف فارسی منظوم و منشور
- 67 ----- فوائد ضیائیہ (عربی، نثر)
- 67 ----- فنون شاعری
- 67 ----- رسالہ عروض ”یا مجمع الاوزان“: (فارسی۔ نثر)
- 67 ----- ”الرسالة الواقیہ فی علم القافیہ“ یا ”مختصر وافی در علم قوافی“: (فارسی۔ نثر)
- 68 ----- کیفیت
- 68 ----- معنیات
- 68 ----- ”حلیہ حلل“، ”رسالہ معما“ کبیر (فارسی۔ نثر)
- 68 ----- رسالہ معما۔ صغیر: (فارسی۔ نثر)
- 69 ----- ”دستور معما“۔ متوسط: (فارسی۔ نثر و نظم)
- 69 ----- دستور معما۔ منظوم: (فارسی)
- 69 ----- شرح معنیات میر حسین معمانی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی۔ نثر)
- 70 ----- علوم عقلی، موسیقی
- 70 ----- رسالہ موسیقی: (فارسی۔ نثر)
- 71 ----- آثار حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ)
- 71 ----- کی غیر مستقل تصانیف) کا مختصر تذکرہ
- 71 ----- ”اعتقاد نامہ“: (فارسی۔ مثنوی)

- 71 ----- "جلاء الروح": (فارسی - قصیدہ)
- 72 ----- ساقی نامہ: (فارسی - مثنوی)
- 72 ----- "لہجۃ الاسرار": (فارسی - قصیدہ)
- 73 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کتب
- 73 ----- ابیات و عبارات عربیہ و فارسیہ استعمالہ انور الدین الجامی رحمۃ اللہ علیہ فی رسائلہ و منشاتہ!
- 73 ----- ارشادیہ
- 73 ----- رسالۃ فی الاہلیت: (بظاہر عربی)
- 74 ----- تاریخ صوفیان و تحقیق مذہب آنان: (بظاہر فارسی: نثر)
- 74 ----- تحقیقات: (فارسی - نثر)
- 74 ----- ترجمہ (یا شرح) قصیدہ بردہ: (فارسی)
- 75 ----- رسالہ فی التصوف و اہلہ و تحقیق مذہبہم: (غالباً: عربی، نثر)
- 75 ----- تفسیر سورۃ یسین: (فارسی - نثر)
- 76 ----- تفسیر قرآن: (عربی - نثر)
- 76 ----- رسالۃ التوحید: (عربی - نثر)
- 76 ----- حیرت الصرف (فارسی)
- 76 ----- دیوان رسائل
- 76 ----- رسالہ عرفانی: (فارسی)
- 77 ----- رسالہ عرفانی: (فارسی)
- 78 ----- رسالہ منظومہ
- 77 ----- زبدۃ الصنائع: (فارسی)
- 78 ----- سبحة فی الصنائع والحکم
- 78 ----- سرخاب (سہراب) و رستم: (فارسی)
- 78 ----- آغاز: شعر
- 78 ----- شرائط ذکر
- 79 ----- شرح اصطلاحات شعریا یا کنایات الشعراء: (فارسی - نثر)
- 80 ----- شرح اصطلاحات صوفیہ: (فارسی - نثر)

- 80 ----- شرح اصطلاحات صوفیہ۔ (فارسی۔ نثر)
- 80 ----- شرح دعاء القنوت: (عربی)
- 80 ----- شرح دیوان خاقانی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)
- 80 ----- شرح الرسالة الوضعیة (عربی)
- 81 ----- آغاز
- 81 ----- شرح گلشن راز
- 81 ----- شرح مخزن الاسرار
- 81 ----- شق القمر: (فارسی)
- 81 ----- شعر
- 82 ----- صد کلمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ با ترجمہ فارسی
- 82 ----- اشعار
- 83 ----- رسالہ عروہ
- 83 ----- ”من الفتوحات المکیة“ میں صفۃ الراضیہ: (بظاہر عربی۔ نثر)
- 83 ----- رسالہ قطبیہ: (فارسی)
- 83 ----- آغاز
- 83 ----- قلندرنامہ: (فارسی)
- 83 ----- کلمتی الشہادۃ
- 84 ----- گل نوروز
- 84 ----- مثنوی عشقی: (فارسی)
- 84 ----- آغاز: شعر
- 84 ----- مختصر الفقہ: (فارسی)
- 84 ----- رسالہ مراتب ستہ: (فارسی)
- 85 ----- ملفوظات جامی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)
- 85 ----- مناقب مولوی رحمۃ اللہ علیہ
- 85 ----- رسالہ منطق
- 85 ----- النغمۃ المکیة

- 85 ----- رسالہ نور بخش ﷺ
- 86 ----- آغاز
- 86 ----- رسالہ وحدت الوجود: (فارسی)
- 86 ----- الوصیہ
- 87 ----- بحوالہ آثار جامی ﷺ
- 87 ----- چند ایسی کتب کہ جو صریحاً غلط طور پر حضرت مولانا جامی ﷺ کی جانب منسوب کر دی گئی
- 87 ----- تاریخ ہرات
- 89 ----- تجنیس خط یا تجنیس اللغات: (فارسی - نظم)
- 89 ----- آغاز: شعر
- 89 ----- شعر
- 89 ----- اشعار
- 89 ----- شعر
- 90 ----- تجنیس خط
- 91 ----- ترجمہ کوک شاستر: لذت النساء: (فارسی - نظم)
- 91 ----- شعر
- 91 ----- دیوان مادح: (فارسی - نظم)
- 91 ----- شعر
- 92 ----- آغاز: شعر
- 92 ----- رسالہ صغیر: (فارسی - نثر)
- 93 ----- رسالہ عرفانی: (فارسی - نثر)
- 93 ----- طریق بحث: (فارسی - نثر)
- 93 ----- شعر
- 94 ----- اشعار
- 94 ----- شعر
- 94 ----- شعر
- 95 ----- لطائف شراف: (فارسی - نثر)

- 95 ----- اختتام: شعر
- 96 ----- اللمعات: (فارسی - نثر)
- 96 ----- اشعار
- 97 ----- منتخب مثنوی مولوی ڈالندہ: (فارسی)
- 97 ----- پس نوشت
- 98 ----- رسالہ فی اسرار علم التصوف! (فارسی)
- 98 ----- منتخب چہار عنوان کیمیائے سعادت: (فارسی)
- 98 ----- کیمیائے سعادت کے عنوانات
- 99 ----- تتمہ تکملہ آثار حضرت مولانا عبدالرحمن جامی ڈالندہ
- 99 ----- سخنانِ خواجہ پارسا ڈالندہ یا "الحاشیۃ القدسیۃ"
- 99 ----- شرح رباعیات جامی ڈالندہ
- 99 ----- ناسیہ یانی نامہ
- 100 ----- شق القمر
- 100 ----- موجودہ کتاب کے بارے میں
- 101 ----- ترتیب
- 102 ----- فہرست عکسیات
- 103 ----- حیات
- 103 ----- خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی ڈالندہ

(حصہ اول)

- 104 ----- مشتمل بر عناوین
- 105 ----- سرزمین ایران و جام
- 105 ----- (تربت جام)
- 106 ----- حدود
- 106 ----- ایران کے تاریخی ادوار کا تسلسل زمانہ قبل از اسلام (حملہ اسلام تک)
- 107 ----- عرب و ایران زمانہ بعد از اسلام
- 107 ----- اسلامی دور کے ابتدائی حکمران

- 107 ----- خاندان سلجوقی
- 107 ----- خاندان اتابکہ
- 108 ----- منگول
- 108 ----- ایران میں طوائف الملوکی
- 108 ----- خاندان تیموریہ
- 108 ----- ایران اور عرب تہذیب و ثقافت کے باوصف (مختصر جائزہ)
- 110 ----- ایرانی ”تہذیب و تمدن“ کا عربی تہذیب و تمدن پر اثر
- 111 ----- دنیوی اصول و قواعد کے تطابق میں انداز سیاست و حکمرانی
- 112 ----- تاریخ و فن تاریخ اور نظم حکومت و سلطنت کے باوصف مناسبت حاصل کرنا
- 113 ----- اسلامی نظم حکومت و سلطنت اور ایرانی نظم حکومت و سلطنت کا ایک مختصر جائزہ
- 114 ----- اسلامی محکمہ مال گزاری اور ایرانی محکمہ مال گزاری، ایک مختصر جائزہ
- 114 ----- نیز اصطلاحات مال گزاری اور سکہ سازی کا اسلوب
- 115 ----- ایرانی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا اثر عرب تہذیب و تمدن اور ثقافت پر
- 116 ----- ایرانی صنعت و دستکاری نیز فن تعمیرات اور علم و ادب کے اثرات کا مختصر جائزہ
- 118 ----- ”اہل ایران“ کا دین اسلام کی اشاعت اور علوم و فنون کی خدمات میں زریں حصہ
- 119 ----- السنہ ایران: (زبانوں کی تقسیم)
- 120 ----- ایرانی خط
- 120 ----- ایران قدیم کی تاریخ کے ادوار
- 120 ----- ایرانی قبائل و اقوام و ملل
- 120 ----- ایرانی مذاہب: عہد قدیم
- 121 ----- جشن ہائے ایران قدیم
- 121 ----- فنون ایران: ایران قدیم اور فنون لطیفہ (قدیمی)
- 121 ----- زمانہ بعد از اسلام
- 121 ----- ایرانی فن تعمیرات کی نمایاں خصوصیات
- 122 ----- قدیم مصوری اور مکاتب مصوری
- 122 ----- خوش نویسی

- 122 ----- قالین بانی
- 122 ----- ایرانی فنون کا اثر جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے
- 123 ----- جام
- 123 ----- (ترتیب جام)
- 123 ----- ہرات
- 123 ----- ہرات
- 125 ----- جام
- 126 ----- آپ نے اپنا تخلص ”جامی“ کیوں رکھا
- 127 ----- حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ
- 127 ----- حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ کا مختصر جائزہ
- 132 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد
- 134 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بسال
- 134 ----- تحصیل علم
- 134 ----- ولادت
- 134 ----- لقب
- 134 ----- اسم مبارک
- 134 ----- تخلص
- 135 ----- نوٹ
- 135 ----- تحصیل علم کے لیے سفر
- 135 ----- اساتذہ و شیوخ اور ہرات کا مدرسہ نظامیہ
- 136 ----- نصابی تعلیم و کتب
- 136 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان
- 137 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند میں
- 137 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بحث اول ملاقات میں
- 137 ----- مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 137 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور ذہانت کا اعتراف

- 137 ----- علمی استحضار کا ایک واقعہ
- 138 ----- تعطیل کے ایام فراغت میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاغل
- 138 ----- جولائی طبع
- 139 ----- علمی جامعیت
- 139 ----- حواشی متعلقہ باب سوم
- 142 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تہج علمی اور وسعت نظری
- 143 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دینی، علمی و فکری رجحانات کا مختصر جائزہ
- 151 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف و سلوک
- 155 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کا اصحاب تصوف و سلوک کا مختصر اور عمومی جائزہ
- 161 ----- نفحات الانس
- 164 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف و سلوک
- 165 ----- حضرت مخدوم خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات
- 165 ----- جذب و شوق اور طلب صدق
- 166 ----- حضرت مخدوم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت باطنی کا حصول
- 166 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت طریقت اور اس کے تین سلاسل
- 166 ----- رشحات عین الحیات
- 168 ----- دورہ سیر و سلوک
- یعنی حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرات مشائخ کبار کے ساتھ نسبت و ارادت کے
- 168 ----- باوصف ملاقاتیں
- 168 ----- حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی نسبت بچپن میں
- 169 ----- حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ علیہ
- 169 ----- حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہ
- 170 ----- حضرت شیخ بہاء الدین عمر رحمۃ اللہ علیہ
- 171 ----- حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ روحہ
- 172 ----- حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمۃ اللہ علیہ
- 172 ----- حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد

- 173 ----- حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- 174 ----- متن
- 174 ----- ترجمہ متن
- 175 ----- متن
- 175 ----- ترجمہ متن
- 175 ----- حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- 176 ----- حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اور سلطان ابوسعید گورگان کے باہمی روابط
- 177 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تصوف و سلوک
- 177 ----- چنگیز خان کے ظالمانہ احکامات کی تنبیخ
- 178 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف اور سلوک کے مراتب سہ گانہ کا حصول، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے
- 182 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی رجحانات، آپ کے اعزاء و اقارب اور اولاد و مجاہد وغیرہ کے مختصر ”احوال و آثار“
- 182 ----- ایرانی افکار و نظریات کا انقلابی پہلو
- 182 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی متنازعہ شخصیت
- 184 ----- انتہا پسند اہل تشیع کا نقطہ نظر
- 185 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی عقائد و رجحانات
- 185 ----- سلسلۃ الذہب
- 185 ----- اعتقاد نامہ
- 186 ----- نظم ”اعتقاد نامہ“
- 187 ----- سلسلۃ الذہب
- 187 ----- حکایت
- 188 ----- مطلع
- 190 ----- شواہد النبوة
- 191 ----- مدح خلفائے اربعہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 194 ----- مثنوی ”سبحة الابرار“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

- 195 ----- مثنوی ”لیلیٰ و مجنون“ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 196 ----- مثنوی ”خردنامہ اسکندری“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 200 ----- حاشیہ
- 207 ----- اعتقادنامہ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 208 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاء و اقربا رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر ”احوال و آثار“
- 208 ----- عقد
- 209 ----- اولاد امجاد رحمۃ اللہ علیہ
- 209 ----- فارسی رباعی
- 211 ----- واقعہ
- 212 ----- قطعات
- 213 ----- اعزاء و اقارب
- 213 ----- بھائی
- 214 ----- بہن
- 215 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسفار کا مختصر جائزہ
- 216 ----- تذکرے اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسفار کے احوال و آثار
- 216 ----- حاشیہ بتفصیل ذیل
- 218 ----- روداد سفر
- 219 ----- افسوسناک واقعہ
- 221 ----- اشعار
- 222 ----- سوائے حجاز
- 222 ----- دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں
- 223 ----- شہر نجف میں
- 223 ----- حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی منقبت میں قصیدہ
- 223 ----- حضرت سید شرف الدین محمد لیث نقیب کی جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال
- 225 ----- شام کا سفر
- 225 ----- سماعت حدیث و سند حدیث اور زعماء سے ملاقاتیں

- 225 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حلب میں
- 225 ----- قیصر روم کی جانب سے ہدیہ اور روم آنے کی دعوت
- 226 ----- تبریز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال
- 226 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہرات میں
- 227 ----- اشعار
- 227 ----- اشعار
- حصہ دوم
- 230 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عہد اور سیاسی ماحول
- 232 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے مذہبی رجحانات
- 233 ----- مذہبی اور اجتماعی احوال و ظروف کا پس منظر
- 236 ----- نویں صدی میں ایران میں تصوف کے رجحانات
- 240 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 243 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف و سلوک
- 244 ----- حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور فلسفہ وحدت الوجود
- 245 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت شارح الشیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ
- 246 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ
- 247 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 247 ----- صفات
- 248 ----- وصل کے ہر سہ مراحل
- 248 ----- مثال
- 248 ----- خواہش و ضرورت کا تعلق و رشتہ
- 249 ----- مقام عینیت، تجلی
- 249 ----- کتاب ”لوائح جامی رحمۃ اللہ علیہ“
- 250 ----- سیر و سلوک کے مراحل
- 251 ----- تصوف کے نظریہ کی فوقیت
- 251 ----- لفظ

- 254 ----- مثنوی لیلیٰ و مجنون
- 254 ----- اشعار
- 256 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ گہری وابستگی
- 258 ----- اشعار
- 258 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تصوف و سلوک میں حقیقت پسند تھے
- 258 ----- اشعار
- 261 ----- نفحات الانس
- 261 ----- میر سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
- 262 ----- ”سلسلہ الذہب“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 263 ----- اشعار
- 263 ----- اشعار
- 264 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی روش
- 265 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اخفا کا حکم منجانب اللہ تھا
- 265 ----- اشعار
- 266 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اور روحانی اشارات و مکاشفات
- 266 ----- ”سلسلہ ارادت“ کی جانب مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بے التفاتی کا سبب
- 267 ----- خلوت در انجمن
- 268 ----- ”رشحات عین الحیات“ از جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ
- 269 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”طریقہ نقشبندیہ“ سے قلبی ارادت
- 269 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قلب پر توجہ اور ذکر قلبی
- 269 ----- اشعار
- 271 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات و کرامات
- 272 ----- حکایات و کرامات
- 273 ----- اشعار
- 274 ----- ”ٹمستہ المہتیرین“ از جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ

حصہ سوم

- 276 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خصائل و فضائل اور کمالات
- 277 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 277 ----- ”عادات و اطوار“ تحقیقاتی نقطہ نگاہ سے
- 278 ----- تحصیل علم کا خصوصی ملکہ
- 279 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی استعدادات
- 279 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب قدسی نفس تھے
- 281 ----- اشعار
- 281 ----- مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا
- 281 ----- اشعار
- 284 ----- مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 285 ----- اشعار
- 287 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیوی امور میں لا تعلقی اور تجرد
- 288 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور شریعت و طریقت میں اتصال کا نمایاں پہلو
- 290 ----- ذکر و مراقبہ
- 290 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراقبہ، اشغال اور اوراد کا طریقہ
- 290 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی خاصیت
- 291 ----- عادات و اطوار
- 291 ----- ریاکارانہ روش سے اجتناب
- 291 ----- رفاہ عامہ کے کام
- 291 ----- طبیعت و مزاج
- 292 ----- جلوت و خلوت
- 292 ----- اشعار
- 293 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عزت نفس کا مقام اور استغنا و بے نفسی
- 294 ----- عزت نفس
- 294 ----- فقر و فاقہ اور صبر و قناعت

- 295 ----- اشعار
- 295 ----- شرافت نفس
- 295 ----- خردنامہ اسکندری از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 296 ----- مثنوی ”سبحة الابرار“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 300 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ناممکنات اور استغنا
- 301 ----- اشعار
- 301 ----- اشعار
- 303 ----- دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 303 ----- اشعار
- 305 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سادگی اور درویشی
- 306 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روزمرہ کی زندگی کے مشاغل
- 306 ----- عوام کی تربیت اور خدمت خلق
- 306 ----- ”مستہ المہتیرین“ از جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ
- 307 ----- رقعہ
- 309 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور خیر خواہی نیز نیکو کاری کا فطری جذبہ
- 310 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور رقععات
- 310 ----- رقعہ
- 312 ----- اشعار
- حصہ چہارم
- 314 ----- سخن ہائے گفتنی
- 317 ----- ”ہرات“ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے
- 218 ----- تاریخی وسعت
- 218 ----- آبادی
- 319 ----- اشعار
- 319 ----- ہرات: ”علم و ادب“ و ”اسلامی ثقافت“ کا عظیم شہر
- 320 ----- سلاطین کی علم پروری

- 320 ----- تیموری سلاطین
- 322 ----- ”سلطنتِ تیموریہ“ اور ”تیموری سلاطین“
- 322 ----- ایران کی سیاسی تاریخ کے دورخ
- 324 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 326 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تیموری سلاطین
- 326 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ادبی تخلیقات کا دور
- 327 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح سلاطین ”سلسلہ تیموریہ“ میں سے
- 327 ----- سلطان مرزا ابوالقاسم بابر
- 327 ----- اشعار
- 328 ----- اشعار
- 329 ----- سلطان مرزا ابوسعید گورگان
- 329 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 331 ----- سلطان حسین بایقرا
- 332 ----- ہرات کی شان و شوکت
- 332 ----- سام مرزا
- 333 ----- سلطان حسین بایقرا کی علمی حیثیات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 333 ----- استاد جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 334 ----- منشآتِ جامی
- 335 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر کتب کی تالیفات کا دور
- 336 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل
- 336 ----- مثنوی لیلیٰ و مجنون از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 337 ----- جناب امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہراتی
- 337 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر دلعزیزی اور شہرت
- 338 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر و بیشتر کتب کی تصنیف و تالیف کا دور اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر
- 339 ----- احوال و آثار
- 340 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی حیثیات

- 344 ----- عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین
- 344 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراسم
- 344 ----- سلطان جہان شاہ قراقویونلو
- 345 ----- سلطان "جہان شاہ" کا دیوان
- 346 ----- "یعقوب بیگ" اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 346 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم و منشور آثار
- 346 ----- منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 347 ----- جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 347 ----- سلطان یعقوب بیگ
- 347 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویات اور منشآت
- 348 ----- سلسلۃ الذهب
- 348 ----- مثنوی "سلامان و ابسال"
- 350 ----- دیوان "خاتمۃ الحیوۃ" از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 351 ----- انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 353 ----- عثمانی سلاطین
- 353 ----- منشآت فریدون بیگ
- 354 ----- دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 354 ----- مثنوی "سلسلۃ الذهب" از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 355 ----- دیوان "خاتمۃ الحیوۃ" از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 355 ----- اشعار
- 357 ----- صفوی سلاطین
- 357 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور صفوی سلاطین
- 357 ----- ہرات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 359 ----- اشعار
- 359 ----- دیوان ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ
- 359 ----- قاضی نور اللہ شوسترے مصنف (مجالس المؤمنین)

- 360 ----- سلاطین صفویہ اور علمائے شیعہ
- 360 ----- سام مرزا کی تحفہ سامی اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 360 ----- اشعار
- 361 ----- سام مرزا اور مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ
- 362 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور پاک و ہند کے مشہیر علم و ادب کے ساتھ علمی و ادبی مراسم
- 362 ----- انشائے جامی از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 362 ----- الف: ملک التجار
- 363 ----- محمود گادان، صاحب علم و فن شخصیت
- 363 ----- علم مقام
- 363 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ اور محمود گادان (ملک التجار) کی ریاض الانشاء کا مختصر جائزہ
- 363 ----- ”القاب و آداب کے استعمال کا نمونہ
- 364 ----- مکاتیب کا موضوع
- 364 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل
- 366 ----- نفحات الانس
- 366 ----- کتاب الانوار (تذکرہ اولیاء) از حضرت مولانا عین الدین بیجا پوری رحمۃ اللہ علیہ
- 367 ----- جناب ڈاکٹر باقر صاحب کی توضیح
- 367 ----- رسالہ ”سوال و جواب“ ہندوستان
- 368 ----- خواجہ علی بن ملک التجار
- 368 ----- جناب سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اُج (پاکستان)
- 369 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 371 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب (نثر و نظم) کا ہندو پاک میں شائع ہونا اور شہرت و مقبولیت پانا
- 371 ----- نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 372 ----- ”رسالہ در حقائق دین“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 372 ----- اشعار
- 373 ----- ”رسالہ سوال و جواب ہندوستان“ از مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 374 ----- ”اشعار جامی“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

- 374 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تصوف و سلوک کا انداز و روش
- 375 ----- میر شیر علی خان لودی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 375 ----- برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی مقبولیت کا سبب
- 375 ----- برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی پذیرائی کے مختلف ادوار کا مختصر اور سرسری جائزہ
- 376 ----- پاک و ہند میں چھاپہ خانہ کا آغاز اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت
- 376 ----- برصغیر میں شروحات و تراجم
- 377 ----- اردو زبان میں تراجم
- 377 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و ادبی آثار کی ترویج میں برصغیر کے مدارس و مکاتب کا عظیم حصہ
- 378 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی پاک و ہند کے علما و شعرا سے ملاقاتیں
- 378 ----- حضرت شیخ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- 379 ----- علمی سفر و سیاحت
- 380 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں
- 381 ----- برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
- 381 ----- بالواسطہ اور بلاواسطہ شاگردان
- 382 ----- جناب کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- 383 ----- جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- 383 ----- سفینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- 384 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہندی شعرا سے متاثر ہونا
- 384 ----- جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- 384 ----- جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید
- 385 ----- اشعار
- 385 ----- دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب
- 385 ----- جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی تقلید
- 386 ----- شروح اشعار خسرو
- 386 ----- حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی

حصہ پنجم

- 387 ----- تصانیف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 388 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار
- 390 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی تصانیف
- 391 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف
- 391 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و تالیفات کی تعداد
- 392 ----- سام مرزا کا موقف
- 393 ----- امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف
- 394 ----- مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد جامی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف
- 394 ----- جناب شہزادہ محمد داراشکوہ ”قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ“ کا بیان
- 395 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فنی حیثیات کے بے لاگ اعتراف
- 395 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور تالیفات کا فروغ
- 396 ----- سرعت انتقال ذہن
- 396 ----- کتاب الشقائق العثمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ
- 397 ----- منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 397 ----- ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانے
- 398 ----- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحقیقات اور تصانیف کا دور اور تحقیقات کا تنوع
- 398 ----- دیوان ”خاتمة الحیوة“
- 399 ----- موضوعات کا تنوع
- 400 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دستیاب تصانیف کے مختصر احوال و آثار
- 400 ----- رسالہ کبیر موسوم بہ حلّیہ حلل
- 400 ----- اشعار
- 401 ----- ابتدا
- 401 ----- اختتام
- 402 ----- سبب تالیف
- 402 ----- متن رسالہ کا تعارف

402	-----	رسالہ صغیرہ
403	-----	ابتدا
403	-----	رسالہ کبیر
404	-----	فن معما
404	-----	رسالہ در فن قافیہ یا "الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ"
404	-----	ابتدا
405	-----	سبب تالیف
405	-----	مقدمہ
406	-----	نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص
406	-----	ابتدا
406	-----	اختتام
406	-----	اشعار
407	-----	مقدمہ
408	-----	لوائح
408	-----	اشعار
409	-----	اختتام
409	-----	اشعار
410	-----	تصوف و سلوک
410	-----	لوائح فی شرح الخمریہ
410	-----	ابن فارض
410	-----	ابتدا
410	-----	اشعار
412	-----	ارکان الحج
412	-----	ابتدا
412	-----	اختتام
413	-----	کیفیت

- 414 ----- ”نفحات الانس من حضرات القدس“
- 414 ----- اشعار
- 415 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 416 ----- نفحات الانس
- 416 ----- کیفیت
- 417 ----- جناب پروفیسر ڈاکٹر ”ایڈورڈ براؤن“ کا نقطہ نظر
- 418 ----- سخنانِ خواجہ پارسا
- 418 ----- ابتدا
- 418 ----- اختتام
- 418 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 419 ----- اشعار
- 419 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 420 ----- شواہد النبوة
- 420 ----- ابتدا
- 420 ----- مقدمہ
- 420 ----- کیفیت
- 421 ----- اشعة اللمعات
- 421 ----- اختتام
- 422 ----- اشعار
- 422 ----- کیفیت
- 422 ----- مقدمہ
- 423 ----- چہل حدیث
- 423 ----- اشعار
- 424 ----- اختتام
- 424 ----- اشعار
- 424 ----- اربعین

424	رسالہ تجنیس خط
425	ابتدا
425	مثنویات ہفت اورنگ
425	مقدمہ
426	مثنویات ہفت رنگ میں شامل مثنویات کی تفصیل
426	اول: "سلسلہ الذهب": دفتر اول
426	ابتدا
426	اختتام
426	مثنوی
427	کیفیت
427	تصوف
427	اشعار
428	"سلسلہ الذهب" دفتر دوم
428	کیفیت
429	"سلسلہ الذهب" دفتر سوم
429	کیفیت
429	ابتدا
430	اختتام
430	مضامین و عناوین
430	مثنوی
431	دوم: سلامان و ابسال
431	کیفیت
431	انتساب
431	مقدمہ
431	اشعار
432	ابتدا

- 432 ----- اختتام
- 433 ----- سلامان و ابسال
- 433 ----- شرح طوسی
- 433 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 434 ----- سوم: تحفۃ الاحرار
- 434 ----- ابتدا
- 434 ----- اختتام
- 435 ----- اشعار
- 435 ----- مثنوی
- 435 ----- کیفیت
- 435 ----- مقدمے
- 436 ----- چہارم: سبحة الابرار
- 436 ----- کیفیت
- 437 ----- ابتدا
- 437 ----- اختتام
- 438 ----- حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار بیان
- 438 ----- چہل عقود کی ترتیب و تفصیل
- 439 ----- پنجم: مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا
- 440 ----- ابتدا
- 440 ----- کیفیت
- 441 ----- تورات کی مختصر تفصیل
- 442 ----- مزید تحقیقات
- 442 ----- قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا
- 442 ----- مثنویات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 443 ----- ششم: مثنوی (لیلیٰ و مجنون)
- 443 ----- اشعار

- 443 ----- ابتدا
- 443 ----- کیفیت
- 444 ----- ہفتم: خردنامہ اسکندری
- 445 ----- ابتدا
- 445 ----- شعر
- 446 ----- کیفیت
- 447 ----- بہارستان
- 449 ----- بہارستان
- 449 ----- کیفیت
- 449 ----- اختتام
- 450 ----- الرسالة النائیہ
- 451 ----- ابتدا
- 451 ----- شرح رباعیات
- 451 ----- ابتدا
- 451 ----- اختتام
- 452 ----- کیفیت
- 452 ----- منشآت جامی رضی اللہ عنہ
- 453 ----- کیفیت
- 454 ----- دیوان قصائد و غزلیات
- 454 ----- ابتدائے دیوان اول
- 454 ----- اشعار
- 456 ----- اشعار
- 456 ----- اشعار
- 457 ----- ترجمہ اشعار
- 458 ----- ابتدائے دیوان دوم
- 458 ----- اشعار

- 458 ----- ترجمہ اشعار
- 459 ----- اشعار
- 460 ----- ترجمہ اشعار
- 460 ----- کیفیت
- 462 ----- اشعار
- 463 ----- ابتدائے دیوان سوم
- 464 ----- دووین جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیلات
- 464 ----- قصائد
- 464 ----- مثنویات و ترجیعات
- 464 ----- غزلیات
- 465 ----- مقطعات
- 465 ----- رباعیات
- 465 ----- ”الفوائد الضیائیہ“ یا شرح بر کافیہ ابن حاجب (شرح جامی)
- 465 ----- ابتدا
- 466 ----- اختتام
- 466 ----- کیفیت
- 467 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ اور عمارات مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 467 ----- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ
- 469 ----- حواشی
- 469 ----- عمارات مولانا جامی
- 470 ----- مدرسہ اندرون ہرات (احوال و آثار)
- 470 ----- کیفیت
- 470 ----- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عبادت خانہ
- 470 ----- مدرسہ بیرون ہرات
- 472 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات
- 472 ----- واقعہ وفات

- 473 ----- علات کے آثار
- 474 ----- رحلت
- 475 ----- جنازہ و تدفین
- 475 ----- تاریخ ولادت
- 476 ----- قصیدہ تحریر کرنے کی تاریخ
- 476 ----- تعلیمات
- 476 ----- تصوف و سلوک کی وادی میں قدم رکھنا
- 477 ----- شعر و شاعری
- 477 ----- مناجات
- 478 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 478 ----- وفات جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 478 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 478 ----- مرجع خلائق
- 478 ----- حواشی
- 479 ----- تخت ہزار
- 479 ----- لوح مزار
- 480 ----- اشعار
- 481 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کا محل وقوع
- 481 ----- خیابان ہرات
- 481 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آبادی کا نقشہ
- 483 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تولیت
- 483 ----- مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت عوام کے عقائد و نظریات
- 484 ----- معاصر اور قدیم شعرا کے ساتھ مناسبت
- 484 ----- اشعار
- 485 ----- عربی زبان و ادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت اور فن ترجمہ میں مہارت
- 486 ----- شرح جامی رحمۃ اللہ علیہ

- 487 ----- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ملمع غزلیات کی روش
- 487 ----- اخلاقی قصائد اور مثنویات سب سے
- 488 ----- مثنویات جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 488 ----- قصص و حکایات
- 489 ----- عربی زبان و ادب میں مہارت و سلیقہ
- 489 ----- ترجمہ میں فکری کاوشات
- 490 ----- قصائد و رنگ غزل
- 490 ----- کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 492 ----- انتخاب کلام جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 493 ----- کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ
- 493 ----- انتخاب: کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ (شرح کلام جامی)



مقدمہ

حیاتِ خاتم الشعراء

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۱۷-۸۹۸ھ / ۱۴۱۴-۱۴۹۲ء)

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار:

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى الى يوم الدين
دارالجزء آمین۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! فرماتے ہیں کہ

بخون دیدہ صورت بست شرح حال خود جامی

کہ می گوید بآں سلطانِ خوبآن صورتِ حالش؟

ترجمہ: ”خون (پُکاتی) نگاہ کی صورت کے ساتھ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح حال کی

تفصیل رقم کی ہے۔ کون ہو سکتا ہے کہ جو محبوبوں کے بادشاہ کی صورتِ حال کو اس طور

پر بیان کر سکے؟“

قرونِ وسطیٰ کی ”اسلامی تاریخ“ کی نویں صدی ہجری میں سرزمینِ ایران میں فارسی زبان و ادب
(نثر و نظم) کا جو عدیم المثال ^① عبقری انسان پیدا ہوا؛ وہ خاتم الشعراء حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن
جامی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

① بے مثال۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ علمی و ادبی حیثیات کے باوصف ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ فارسی زبان و ادب نیز عربی علم و ادب کے ساتھ یکساں مناسبت اور مہارت تامہ کے باوصف ان کے علم و ادب میں فضل و کمال کا شہرہ نہ صرف خراسان میں جو کہ ان کا وطن تھا؛ بلکہ تمام فارسی زبان سے متعلقہ ممالک مثلاً: ہندوستان، افغانستان، ماوراء النہر سے لے کر ایشیائے کوچک اور استنبول تک ہے۔

تو اس حوالے سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم المرتبت تذکرہ نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے عہد میں بلکہ علمی و ادبی اور روحانی خدمات کے باوصف دور حاضر میں بھی ارباب علم و ادب اور اصحاب فکر و نظر کے ہاں نہایت عزت و احترام سے کیا جاتا ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی احوال و آثار کے حوالے سے آپ کی شخصیت کے ساتھ جس قدر اعتنا برتا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کو محفوظ کرنے اور احاطہ تحریر میں منضبط کرنے میں جس قدر تلاش و تحقیق و تفتیش سے کام لیا گیا؛ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عظیم المرتبت سلاطین و امرا و وزرا نے بھی نہایت عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بابر نامہ کے مولف اور ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے بانی سلطان ظہیر الدین بابر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موقر کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت ادب و احترام سے لیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے کہ:

”اپنے دور میں ظاہری اور معنوی علوم میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔“^①

جو کہ اس کے خودنوشت سوانح کے احوال و آثار پر مشتمل ہے۔ ”بابر نامہ“ کو ”لمنسکی“ نے بسال: ۱۸۵۷ء میں غازان سے ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ کتاب بابر نامہ بسال: ۱۹۵۰ء میں مکرر شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاران:

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر علمی کام کرنے والوں میں درج ذیل جلیل القدر اصحاب علم و فن کے نام نہایت شہرت کے حامل چلے آتے ہیں۔

① امیر نظام الدین علی شیر رحمۃ اللہ علیہ المتخلص بہ ”نوائی“ (متولد: ۸۴۳ھ / متوفی ۹۰۶ھ) ان کا بھرپور تعارف ہم نے کتاب میں آئندہ چل کر دیا ہے۔

② سلطان ظہیر الدین محمد بابر رحمۃ اللہ علیہ (متولد: ۸۸۷ھ / متوفی: ۹۳۷ھ)

① ملاحظہ کیجیے: (ظہیر الدین محمد بابر، ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا بانی تھا۔ یہ مغلیہ سلطنت ۱۸۵۷ء میں ختم ہو گئی۔ ظہیر الدین محمد بابر بسال: ۸۸۷ھ میں متولد ہوا اور بسال: ۹۳۷ھ میں وفات پائی۔ اس کی کتاب ”بابر نامہ“ چغتائی (ترکی زبان) میں ہے۔

③ امیر دولت شاہ بن امیر علاء الدولہ شاہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ مولف کتاب ”تذکرۃ الشعراء“، متوفی: بسال:

۸۹۶ھ

حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

① تذکرہ مرآت الصفا

② تذکرہ مجالس النفائس تالیف ”میر علی شیر رحمۃ اللہ علیہ“

③ تاریخ ادبیات ایران، تالیف پروفیسر ڈاکٹر براؤن صاحب، جلد سوم۔

④ معز السلطنۃ والدین ابوالنصر سام میرزا، شاہ اسمعیل صفوی کا دوسرا بیٹا متولد ۹۲۳ھ متوفی ۹۸۳ھ

حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

① حبیب السیر

② تحفہ سامی، مطبوعہ تہران

③ احسن التواریخ، از حسن روملو

Infra: Rieu: CHARLES CATALOGUE OF
THE PERSIAN MANUSCRIPTS IN THE
BRITISH MUSEUM (VOL:1)

”حبیب السیر“ کے مولف جناب اخواند میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت درجہ ادب و احترام سے کیا ہے، اور مذکورہ بالا مولفین نے اپنی اپنی کتب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی (وسعت نظری) اور عبقرت کی تعریف نہایت عمدہ الفاظ میں کی ہے۔

گزشتہ صدی (انیسوی صدی عیسوی) میں جن جن مستشرقین یورپ نے ایران کی تاریخ ادبیات پر کسی بھی حوالے سے کام کیا ہے وہ تمام کے تمام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی خدمات کے نہایت درجہ معترف ہیں، اور وہ آپ کی استادانہ حیثیت اور جامعیت کے بھی معترف ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن صاحب، حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی حیثیات کا تعارف بدیں الفاظ کرواتے ہیں کہ:

”حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، سرزمین ایران سے اٹھنے والے نامی نوابغ میں سے ایک ہے۔ کیونکہ وہ بیک وقت عظیم شاعر، عظیم محقق اور عظیم عارف ہے۔“

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی اور روحانی شخصیت کے حوالے سے ہم اپنی علمی و ادبی اور روحانی حیثیات کی تنظیم و تشکیل کیسے اور کیونکر کر سکتے ہیں؟

مذکورہ بالا سوال کا جواب یقیناً انہیں خطوط کے حوالے سے استوار ہو کر مل سکتا ہے۔ ”حیاتِ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر ہماری یہ حقیر اور ناچیز فکری کاوش محض اسی لیے ہے کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم المرتبت علمی و ادبی اور روحانی حیثیات کے قرار واقعی احوال و آثار فارسی و اردو علم و ادب کے شائق طلبہ کی خدمت میں پیش کیے جاسکیں۔

تاکہ فارسی و اردو ادب میں بالخصوص ان کی تعلیمی، علمی و ادبی اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی اقدار کی فکری تشکیل ہو سکے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی اور روحانی مقام:

یہاں پر ہم حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی اور روحانی مقام کے بارے میں مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر ڈاکٹر استاد ایڈورڈ جی براؤن صاحب: (۱۸۶۲ - ۱۹۲۶ء) کے درج ذیل نقطہ نظر کا حوالہ دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ملاحظہ کیجیے:

”وہ (جامی رحمۃ اللہ علیہ) ان نامور اساتذہ اور اکابر میں سے ایک ہیں؛ کہ جنہیں سرزمین ایران نے پروان چڑھایا، اور وہ ان (اساتذہ و اکابر) کے درمیان (اس لحاظ سے) منفرد ہیں کہ وہ (بیک وقت) عظیم شاعر بھی ہیں، اور نکتہ رس محقق بھی، اور (پھر) عالی مرتبت عارف بھی..... ایران میں کوئی دوسرا شاعر غیر معمولی عزت و تکریم اور بے پایاں شہرت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہو..... کوئی استاد سخن اور فارسی کا شاعر بھی موضوعات کے تنوع اور مختلف فنون کے تفسیر میں ان (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے پایہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔“^①

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبقری اور نابغہ روزگار شخصیت کے حوالے سے نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی کے دور سے لے کر موجودہ دور تک ارباب علم و تحقیق نے خصوصی توجہ مبذول کئے رکھی ہے۔

چنانچہ، اس سلسلہ میں اورینٹل سٹڈی کے بیشتر مصنفین اور تذکرہ نگاروں نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی احوال و آثار، حالات زندگی اور فکری حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف منشور و منظوم کے حوالہ جات کو نقل کیا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ) (۱) (جلد ۱، ص ۳۰۱، ۳۰۵ - ۳۵۳ - ۳۹۲)۔

چنانچہ، اس طور پر اگر صرف فارسی شعرا کی ان عمومی کتب تذکرہ پر نگاہ کی جائے کہ جن میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور علمی احوال و آثار درج ہیں۔ تو ”فرہنگ سخنوران“ کے حوالے سے تقریباً چالیس کے قریب مآخذ و مصادر کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

بہر کیف، ابھی تک حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر مآخذ و مصادر کی فہرست ناقص ٹھہرتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر تحقیقی کام کو جدید بنیادوں پر استوار کیا جائے تو یقیناً مزید مآخذ و مصادر کے بارے میں اطلاعات فراہم ہو سکتی ہیں۔

ایرانی محققین اور آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ہماری معلومات کی حد تک درج ذیل ایرانی محققین نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور علمی و ادبی احوال و آثار پر محققانہ علمی کام کیا ہے۔

① فردوسی شمس، ایران

موضوع: تحقیق در آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف در بسال: ۱۶ - ۱۳۱۵ھ، ۵۱ ص - شماره: ۳۵۳۔

② روستایاں، احمد۔ ایران

موضوع: تحقیق در احوال و آثار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف در: ۱۷ - ۱۳۱۶ھ ۶۳ ص: شماره ۲۵۳

③ حکمت، علی اصغر، ایران (۱۳۱۰ - ۱۳۰۰ھ)

موضوع: جامی رحمۃ اللہ علیہ متضمن تحقیقات در تاریخ احوال و آثار منظوم و منشور خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)۔

تالیف در بسال: ۱۳۲۰ھ - ش - مطبوعہ تہران، چاپخانہ بانک ملی ایران - ۱۳۲۰ھ - ش

حکمت، علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب سات فصول پر مشتمل ہے۔

① محیط جامی رحمۃ اللہ علیہ ② زندگانی جامی رحمۃ اللہ علیہ

③ صفات جامی رحمۃ اللہ علیہ ④ عقائد جامی رحمۃ اللہ علیہ

⑤ آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ ⑥ مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ

④ منتخب اشعار

جناب سید عارف نوشاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا ملخصاً اور عمدہ ترجمہ اردو زبان میں مع ضروری حواشی کے کیا ہے۔

③ بقائی، عباس علی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایران

موضوع: زندگانی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف: دَر بسال: ۲۶۔ ۱۳۲۵ھ۔ ۱۶۹ ص۔ شمارہ: ۸۵

⑤ عبدالصمدی، محمود رحمۃ اللہ علیہ۔ ایران

موضوع: شرح حال و آثارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف دَر بسال: ۳۴۔ ۱۳۳۳ھ۔ ش ۱۲۳ ص: شمارہ: ۸۳

⑥ وزارت اطلاعات و نشریات افغانستان:

موضوع: تجلیل و پنجہ مین سال تولد نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! (فارسی۔ پشتو)۔

مطبوعہ: انجمن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ وزارت اطلاعات و نشریات افغانستان، کابل، سرطان: ۱۳۴۴ھ۔ ش،

ی، ۱۳۸ + ۴ ص

بسال: ش/ ۱۹۶۳ء میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت (۸۱۷ھ) کے پانچ صد پچاس ۵۵۰ سال مکمل ہونے پر افغانستان میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی خاطر علمی تقاریب کا انعقاد عمل میں آیا۔

تو مذکورہ بالا کتاب کابل اور ہرات کی علمی و ادبی محافل میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر مختلف ممالک کے نمائندوں کی جانب سے پڑھے جانے والے مقالات کا ایک عمدہ مجموعہ ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا مجموعہ مقالات کی اہمیت کے پیش نظر مجموعہ میں مندرج مقالات کی فہرست کو درج ذیل طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

پیغامات:

① پیام اعلیٰ حضرت معظم ہمایونی (ظاہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

② مقدمہ مایل ہروی رحمۃ اللہ علیہ

③ بیانیہ نباغلی دکتور محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ، وزیر اعظم

④ بیانیہ بناغلی دوکٹورانس، وزیر معارف

⑤ پیام پوہنوں (کابل یونیورسٹی)

⑥ پیام پنجو تولنہ (پشتو اکیڈمی - کابل)

⑦ پیام انجمن تاریخ: (کابل)

⑧ پیام پوہنوں پنجاب (پنجاب یونیورسٹی - لاہور)

⑨ پیام دانش گاہ تہران - (تہران)

⑩ پیام استاد خلیل اللہ خلیلی رضی اللہ عنہ!

موضوعات مقالات:

① طریقت جامی رضی اللہ عنہ - از عبدالحی حبیبی رضی اللہ عنہ (افغانی) - فارسی

② جامی رضی اللہ عنہ وخواجہ عبداللہ انصاری بروی رضی اللہ عنہ از بودکوی (فرانسیسی) - فارسی

③ پنبتانه ادبیان اونورالدین جامی رضی اللہ عنہ - از پروفیسر رشتین رضی اللہ عنہ! (افغانی) پشتو

④ روابط جامی رضی اللہ عنہ باہندو پاکستان - از ڈاکٹر محمد باقر رضی اللہ عنہ (پاکستانی) - فارسی

⑤ آغاز وانجام عشق و عشق بازی در لیلی و مجنون از ڈاکٹر روان فرہادی رضی اللہ عنہ - (افغانی) - فارسی

⑥ ملا جامی رضی اللہ عنہ وشرح کافیہ از ملا جامی رضی اللہ عنہ شرح بر کافیہ باندی از قیام الدین خادم (افغانی) پشتو

⑦ لطائف و ظرائف جامی رضی اللہ عنہ از گویا اعتمادی (افغانی) فارسی

⑧ شاعر و مفکر بزرگ مشرقی عبدالرحمن ابن احمد جامی رضی اللہ عنہ! از غفور غلام رضی اللہ عنہ (روسی) فارسی

⑨ جامی رضی اللہ عنہ و مستشرقین، از میر حسین شاہ رضی اللہ عنہ (افغانی) فارسی

⑩ خردنامہ اسکندر، از ایرج افشار رضی اللہ عنہ (ایرانی) - فارسی

⑪ ہرات و جامی رضی اللہ عنہ، از توفیق رضی اللہ عنہ (افغانی) - فارسی

⑫ حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ، از عبدالمنعم محمد عمر رضی اللہ عنہ - (مصر) - فارسی

⑬ نصر اللہ مبشر الطرازی - مصر (معاصر)

موضوع: حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ سے فہرس لمؤتفاتہ المخطوطہ والمطبوعہ الہی

تقنینہا الدار (عربی)

مطبوعہ: دارالکتب قاہرہ، مصر در سال - ۱۹۶۳ء، ی - ۷۸ ص

دارالکتب المصریہ: قاہرہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی اور فارسی تصانیف، نیز فارسی کتب کے عربی اور ترکی تراجم کے مخطوطات نیز تالیفات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یورپی السنہ میں مطبوعی تراجم کی مختصر فہرست ہے۔

چنانچہ فہرست کے مرتب نے اختتام پر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات (احوال و آثار) کے موضوع پر عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں مآخذ اور مصادر کی ایک نہایت مختصر بہلوگرانی بھی دی ہے۔

⑬ نصرت، محمد اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ افغانستان: (معاصر)

موضوع: خلاصہ سوانح مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)

مطبوعہ: مطبع دولتی۔ کابل: (افغانستان) ۱۳۵۰ھ۔ ش، ۲۱ ص

⑭ جیراج پوری رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد اسلم۔ ہندوستان: (۱۲۹۹-۱۳۷۵ھ / ۱۸۸۲-۱۹۵۵ء)

موضوع: حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ: (اُردو)

مطبوعہ: مکتبہ جامعہ۔ دہلی: (بھارت)۔ ۱۰۶ ص

① ولادت اور نام و نسب

② تحصیل علم

③ تصوف

④ عشق

⑤ لطائف و ظرافت

⑥ سفر حج

⑦ خانگی حالات

⑧ وفات

⑨ تصنیفات

⑩ فارسی شعرا میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ

⑪ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری

⑫ قصیدہ

⑬ غزل

⑭ مثنوی

⑮ طالب ہاشمی۔ پاکستان (معاصر)

موضوع: سوز جامی رحمۃ اللہ علیہ: (اُردو)

مطبوعہ: مقبول اکیڈمی۔ لاہور بسال: ۱۹۷۳ء: ۱۷۶ ص

مرتب نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے درج ذیل گوشوں پر روشنی ڈالی ہے:

① نام، نسب، ولادت

② عہد طفلی

- ③ تحصیل و تکمیل علوم
 ④ اوصاف و خصائل
 ⑤ خوارقِ عادات
 ⑥ اسفارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ
 ⑦ سفرِ آخرت
 ⑧ معاصرین اور اربابِ صحبت
 ⑨ آثارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ
 ⑩ آخری آرام گاہ
 ⑪ نعتوں کے نمونے
 ⑫ اولاد
 ⑬ راہِ طریقت

روس میں جامی شناسی:

ہم حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تعلیم کے حوالے سے ماوراء النہر کے مسلم شہروں کا کہ جو روس سے متعلق ہیں، ذکر کر چکے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ”زمانہ طالب علمی میں سمرقند“ کے ”مدرسہ الغ بیگ“ میں زیر تعلیم رہے تھے۔ چنانچہ، اب بھی اس مدرسہ (مدرسہ الغ بیگ) میں دائیں ہاتھ کے دوسرے حجرے پر یادگاری تختی نصب ہے؛ جس پر تحریر ہے کہ:

”یہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ رہا ہے۔“

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ”فاراب“ (تاشقند) بھی جانے کا ذکر ملتا ہے۔ روس کے جن جن علاقوں میں فارسی زبان مروج ہے۔ ان علاقوں میں اب بھی لوگ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور علمی و ادبی احوال و آثار سے نہایت گہری دلچسپی لیا کرتے ہیں۔

چنانچہ اس علمی رجحان کا اندازہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے متون کی طباعت اور ان کے روسی اور ازبکی زبانوں میں تراجم کی اشاعت سے بھی کیا سکتا ہے۔

تاشقند اور ماسکو سے مثنویات ہفت اورنگ، ”الفوائد الضیائیہ“ اور ”رسالہ علم موسیقی“ طبع ہو چکے ہیں؛ جبکہ روسی علوم کی اکیڈمی نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل کتب کے نہایت عمدہ تراجم شائع کیے ہیں:

- ① بہارستان
 ② لیلی و مجنون
 ③ یوسف و زلیخا
 ④ سلمان و ابدال وغیرہ

مشہور روسی ایرانی شناس، آنجنہانی برٹلس نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر

علیحدہ کتاب ”جامی رضی اللہ عنہ“ مرتب کر کے شائع کی ہے۔

✽ پروفیسر شاہ محمد آف گورنمنٹ یونیورسٹی تاشقند نے ازبک قارئین کی خاطر ایک کتاب موسوم بہ ”جامی رضی اللہ عنہ“ شائع کی ہے۔

✽ جناب پارسائٹس آف جو ”اکادمی زبان و ادبیات“، ازبکستان سے وابستہ ہیں انہوں نے ایک مختصر کتاب (کتابچہ) موسوم بہ ”جامی رضی اللہ عنہ سے متعلق نوائی کی تحریریں“ مرتب کی ہے۔

✽ اکادمی علوم شرقیہ، ازبکستان کے زیر اہتمام ابوریحان بیرونی انسٹی ٹیوٹ نے فہرست مخطوطات آثارِ جامی رضی اللہ عنہ، تدوین یا ایڈٹ کی ہے؛ کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی تصنیف و تالیف کے پانچ صد سے زائد قلمی نسخوں کا ذکر ہے۔

✽ اصح زادہ کی کتاب، ”حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ“ مطبوعہ: تاجکستان بھی قابل ذکر ہے۔^①

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی سوانح نگاری یعنی ”احوال و آثار“ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے علمی و ادبی ”احوال و آثار“ (یعنی افکار و اشعار پر منشور کلام) پر جرح و شرح کا کام بھی عمومی و خصوصی ہر دو سطح پر ہوا ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی وفات سے لے کر ہمارے جدید دور تک آپ رضی اللہ عنہ کی تالیفات و تصانیف پر نوٹس و حواشی و شروحات اور نقادانہ تبصرہ کا سلسلہ نہایت طویل مگر دلچسپ ہے، اور کتاب شناسی جامی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک دلچسپ اور علمی موضوع ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے ہندوستان ”پاکستان و ہند“ کے ساتھ علمی و ادبی نیز تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی روابط کے بارے میں موجودہ کتاب ”حیاتِ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ“ کے اس موضوع سے متعلقہ ابواب میں ہم بالتفصیل ذکر کر چکے ہیں؛ قارئین وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

آثارِ جامی رضی اللہ عنہ:

(جامی رضی اللہ عنہ) کے موضوع پر مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا ہے (جو خود بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے سوانح نگار ہیں) کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے تمام علمی و ادبی ”احوال و آثار“ (یعنی تصانیف) تک ان کے لیے رسائی ممکن نہ ہو سکی۔

اور انہوں نے صرف وہی تصانیف قابل ذکر سمجھی ہیں کہ جن کو وہ تہران میں میسر اپنے رسائل کی مدد سے دیکھ پائے تھے۔

تو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی روابط دنیائے اسلام میں منتشر ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی تصانیف کے انتشار اور شیوع کے سبب سے خراسان و ایران کی سرزمین سمٹ چکی تھی۔

اور اس صورتِ حالات کے سبب سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خراسان اور ایران کی سرزمین سے باہر منتشر اور پراگندہ تصانیف (علمی و ادبی) احوال و آثار اور ان کی تعداد کا درست طور پر اندازہ لگانا اور اس موضوع کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

سال: ۱۳۲۰ھ سے لے کر کہ جو مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب (علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر زیر نظر کتاب (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کا تقریباً سال تالیف ہے اب تک (۱۳۶۲ھ شمسی) کے درمیانی بیالیس برس میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر محققین، دانشوروں اور کتاب شناسوں نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مزید علمی و ادبی آثار دریافت کیے ہیں۔

چنانچہ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود مشرقی مخطوطات کی جو ”فہارس کتب“ ایڈٹ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے اور نئے علمی آثار کا تذکرہ ملتا ہے۔

فارسی اور عربی زبان و ادب کی تاریخ کے محققین نے بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے علمی آثار دریافت کرنے کی خاطر پر زور کاوشات کی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کی ایک جامع فہرست ایڈٹ کرنے کے لیے مذکورہ فہارس کتب اور تواریخ ادب سے علمی و ادبی تحقیقات کے باوصف استفادہ کرنا ایک ناگزیر امر ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی و معنوی تعلقات و روابط نہایت وسیع اور بین الاقوامی نوعیت کے تھے۔

اور سرزمین ترکستان، ہندوستان، ماوراء النہر، روم اور عراق وغیرہ کے سلاطین، امرا اور وزرا و اکابرین علم و ادب و شعرو فن کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خط و کتابت اور تبادلہ کتب رہا کرتا تھا۔ بدیں سبب ان مذکورہ بالاممالک کے شاہی، سرکاری اور علمی خاندانوں کے موروثی کتب خانوں سے بھی حضرت الشیخ مولانا نور

الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کی دریافت ناگزیر ہے۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”تحفہ سامی“ تکملہ لاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسٹر ریو کی مدد سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی کتب میں سے انچاس کتب کے نام گنوا کر ان میں سے چھبیس کتب کا مفصل تعارف پیش کیا ہے۔ جبکہ ”آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے زیر نظر تکملہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی (متفق علیہ) اپنی کتب کی تعداد ستاون، اور تحقیق طلب آثار کی تعداد اڑتالیس ہے۔

اس تکملہ آثار جامی رحمۃ اللہ علیہ میں تصانیف حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی فہرست کو از سر نو موضوعی اعتبار سے مدون کیا ہے، اور ان کو درج ذیل حصص^① پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حصہ اول:

قسم الف: حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تصانیف کی فہرست پر مشتمل ہے، اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نسبت میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس انتساب کی صحت کے لیے ہم نے مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کے تکملہ حواشی نفعات الانس: (تالیف: بعد از ۸۹۸ھ و قبل از ۹۱۲ھ) سے مدد لی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ستاون کتب کا ذکر ہے۔

قسم ب: حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مستقل تصانیف پر مبنی ہے۔ یعنی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل اور اصل کتب کا انتخاب و اقتباس جو الگ نام سے معروف ہے اس سلسلہ میں پانچ کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

حصہ دوم:

اس حصہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان کتب کا تعارف کروایا گیا ہے جن کے نام متاخر اور معاصر کتب تاریخ و تذکرہ اور فہارس میں ملتے ہیں۔ لیکن ان کے صرف نام ہی محفوظ رہ گئے ہیں۔

اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایک ہی رسالے کو دو یا دو سے زیادہ نام دیے گئے ہوں۔ تاہم، تذکرہ نگاروں، مورخوں اور فہرست نویسوں کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ان رسائل و کتب کو فی الحال حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے؛ چنانچہ اس قسم کی اڑتالیس کتب کا یہاں اندراج ہوا ہے۔

① تین حصوں میں۔

حصہ سوم:

اس حصہ میں وہ کتب ہیں جو صریحاً غلط طور پر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کر دی گئی ہیں۔ ان کتب کے اصل مصنفین معلوم ہیں، یا پھر دوسرے شواہد کی بنا پر ان کتب کو حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہ غلط انتساب دراصل کاتبوں، نساخوں اور ان کی پیروی میں فہرست نگاروں، تذکرہ نویسوں کی عجلت^① اور کم توجہی کا نتیجہ ہے۔ ہم نے موضوع کی مناسبت سے یہاں پر صرف گیارہ کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

ہم کتاب کے متعلقہ باب بعنوان (تصانیف جامی رحمۃ اللہ علیہ) میں تقریباً بیس واضح اور یقینی تصانیف کا ذکر کر چکے ہیں؛ قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

آثارِ جامی رحمۃ اللہ (تکملہ)

حصہ اول: (قسم الف)

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے مستقل علمی آثار

ادب و نثر:

۱۔ بہارستان یاروضۃ الاخیار (فارسی۔ نثر و نظم)

رک: متن: صفحہ ۳۲۸^①

۲۔ شرح دیباچہ مرقع (فارسی۔ نثر)

یہ جناب میر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ (۸۳۴-۹۰۶ھ) کے دیباچہ مرقع کی شرح ہے۔

اس کا ایک مخطوطہ، کلیات جامی رحمۃ اللہ مؤرخ (۱۰۷۹ھ)، نمبر ۱۷۲۰، کتب خانہ اکادمی علوم شوروی۔

لینن گراڈ (روس) میں موجود ہے۔

۳۔ منشات جامی رحمۃ اللہ: (فارسی۔ نثر)

رک: متن، صفحہ ۳۳۲

موسسہ شرق شناسی "اکادمی علوم" ازبکستان، روس میں شمارہ ۲۱۷۸ کے تحت مکاتیب جامی رحمۃ اللہ کا جو

قلمی مخطوطہ (نسخہ) موجود ہے۔ اس میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے تین سو

سے بیشتر مکتوبات اور رقعات مندرج ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں منشات جامی رحمۃ اللہ، انشائے جامی رحمۃ اللہ اور "رقعات جامی رحمۃ اللہ" کے نام سے کئی

بار شائع ہو چکی ہے۔

۴۔ نامہ جامی رحمۃ اللہ بہ نوائی رحمۃ اللہ: فارسی

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ نے جناب امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ کو یہ مکتوب اس

وقت تحریر کیے جب کہ اس (نوائی رحمۃ اللہ) نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ (۸۸۰ھ / ۱۳۷۵ء کے بعد)

ملاحظہ کیجئے: الف: امیر کلین: تاریخ تذکرہ ہائے فارسی/۲: ص: ۸۶-۳۸۵: پ: خواجہ عبداللہ مروارید: درباب کتاب بہارستان جامی۔ مقالہ در

آریانا کابل: ج: ۳: شمارہ: ۱۱: بحوالہ آریانا: ج: ۲۶: شمارہ: ۳: ص: ۳۹۔

یہ مکتوب، کتب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران میں مخزونہ بیاض (نمبر ۴۱۷۷) کے ص: ۵۰-۵۱ پر مندرج ہے۔

ادب - نظم:

۵۔ اشعار نایاب جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

مذکورہ بالا عنوان سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نایاب اشعار جناب اسلم عواص رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کر کے اپنے مقدمہ کے ساتھ مؤسسہ طبع کتب، مطبع دولتی ہرات (افغانستان)۔ ۱۳۳۸ھ ش، د+ ۶۱۶۰ ص سے شائع کیے۔

مرتب رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس مجموعہ کے نایاب اشعار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہرات کے معاصر شاعر اور صوفی جناب بہاء الدین قاصد اوہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مملوکہ مخطوطہ سے لیے گئے ہیں۔ مگر یہ قلمی مخطوطہ ہر دو جانب سے ناقص ہے، اور خط نستعلیق میں دو سو سال قبل تحریر کیا گیا ہے۔

کیفیت:

مذکورہ بالانسخہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً چار سو غزلیات، دس قصائد، ایک سو تین قطععات اور رباعیات موجود ہیں۔

”دیوان کامل جامی رحمۃ اللہ علیہ“ باہتمام ہاشم رضی مطبوعہ تہران اور کلیات و دواوین جامی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ ہند سے تقابل کے بعد مذکورہ بالانسخہ کی ایک صد ستاون غزلیات اور قصائد نایاب معلوم ہوئے ہیں۔

✽ اس پر مستزاد یہ کہ، ”نسخہ اوہبی“ کا کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو مخطوطات سے بھی تقابل کیا گیا ہے کہ جن میں سے ایک نویں صدی ہجری میں تحریر کیا گیا ہے، اور ہرات میوزیم میں موجود ہے۔

✽ جب کہ دوسرا نسخہ (مخطوطہ) غلام محمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (بظاہر افغانستان) کی ملکیت میں ہے؛ جو بارہویں صدی ہجری میں تحریر ہوا۔

۶۔ دوازده امام (فارسی - مثنوی)

یہ مثنوی پچپن اشعار پر مشتمل ہے (اہل تشیع) کے بارہ ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے مناقب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی چار اشعار چہار حضرات خلفائے راشدین کی مجموعی مدح میں ہیں۔

کیفیت:

اس مثنوی کا متن ایک بیاض موسوم بہ ”بیاض اللہوردی“، مؤلفہ و مکتوبہ بسال: ۱۰۷۵ھ میں مندرج ہے۔

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی - نظم)

رک: متن، ص ۳۳۳

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا کلیات ہے جو کہ متعدد بار برصغیر ترکی اور ایران سے شائع ہو چکا ہے۔

دیوان کامل جامی رحمۃ اللہ علیہ: باہتمام و مقدمہ ہاشم رضی، انتشارات پیروز، تہران (ایران) ۱۳۴۱ ش، ۳۰۲ + ۹۵۵ ص

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ: کے تحلیل و تجزیہ اور تقابلی کے باوصف جناب رضا مصطفوی سبزواری رحمۃ اللہ علیہ کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ (دانش گاہ تہران) بسال: ۱۳۵۴ شمسی تحلیل دیوان جامی بر..... اساس تحلیل اشعرا ناصر خسرو قابل ذکر ہے۔

۸۔ ہفت اورنگ۔ (فارسی - نظم)

رک: متن، ص ۳۱۳

”ہفت اورنگ“ میں شامل مثنویات علاوہ علاحدہ متعدد بار پاکستان، ہند اور ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

”مثنوی ہفت اورنگ“ تصحیح و مقدمہ آقا مرتضیٰ، مدرس گیلانی، کتاب فروشی سعدی تہران (۱۳۵۱ ش)، چاپ دوم، سی و شش + ۱۰۴۹ + (۲) ص۔ یہ ایڈیشن بجا طور پر قابل استفادہ ہے۔

۸/۱ سلسلۃ الذہب:

رک: متن، ص: ۳۱۴ تا ۳۱۸

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ از سعدی رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ: ۴۶۸ - ۴۷۱ ①

Infra: D.S.ROBERTSON: JOURNAL OF ROYAL ASIATIC SOCIETY

OCT: 1945, APR: 1946

۸/۲۔ سلامان و ابسال:

رک: متن، ص ۱۳۱۸

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

① از سعدی تا جامی: ۴۶۶۔

- ① از سعدی رضی اللہ عنہ تا جامی رضی اللہ عنہ۔ ۷۶۶ اور ۷۶۷۔ ۷۷۱۔
- ② جامی رضی اللہ عنہ از جناب علی اصغر حکمت صاحب رضی اللہ عنہ: ۱۸۹:۹۳
- ③ نگاہی بہ سلمان و ابسال جامی رضی اللہ عنہ و سوابق آن از عبدالحی حبیبی رضی اللہ عنہ!
- تعلیق: از محمد اسمعیل مبلغ، از نشریات انجمن جامی رضی اللہ عنہ۔ کابل مقرب ۱۳۴۳ ش / ۱۹۶۴ء، ۵۳ + ۳۲ (۴) ص۔

نیز سلمان و ابسال کے موضوع پر چند تنقیدی مقالات شائع شدہ مجلہ سہ ماہہ^① ادب (کابل) مختلف شماره جات مختلف محققین کے مقالات

۸ / ۳۔ تحفۃ الاحرار:

رک: متن، ص: ۳۲۰!^②

۸ / ۴۔ سبحۃ الابرار:

رک: متن، ص: ۳۲۱^③

۸ / ۵۔ یوسف وزینخا:

رک: متن، ص: ۳۲۳^④

۸ / ۶۔ لیلیٰ و مجنون:

رک۔ متن، ص: ۳۲۶

① رومو و ژولیت ترجمہ و نگارش علی اصغر حکمت رضی اللہ عنہ، تہران: ۱۳۱۹ ش

② ”از سعدی رضی اللہ عنہ تا جامی رضی اللہ عنہ“: ۷۸۰۔ ۷۸۱

۸ / ۷۔ خردنامہ اسکندری

رک: متن، ص: ۳۲۷۔^⑤

① تین ماہ۔

② ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رضی اللہ عنہ تا جامی رضی اللہ عنہ): ۷۶۶ اور ۷۶۷۔ ۷۷۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رضی اللہ عنہ تا جامی رضی اللہ عنہ): ۷۶۷ اور ۷۶۸۔ ۷۷۵۔

④ ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رضی اللہ عنہ تا جامی رضی اللہ عنہ): ۸۹۔ ۷۷۸ ملاحظہ کیجیے: (کلمہ یوسف زینخا و زینخا جامی) بہروز، محمد حسین قرن: ۱۲ مجلہ آریانا،

کابل ج ۲۱ ش: ۸، ص: ۲۳۔ ۳۲ یوسف زینخا و زینخا، خیامپور، عبدالرسول! نشریہ دانشکدہ ادبیات تبریز (ایران)۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: ۱۔ خردنامہ اسکندر مخلوق جامی از ایرج افشار مقالہ در ”تحلیل..... جامی ص: ۱۲۲۔ ۱۲۷ مجلہ دانشکدہ ادبیات (دانش گاہ تہران)

۱۲: ۱۶۳۔ ۱۶۹۔

علوم نقلی - تفسیر

۹۔ تفسیر سورہ اخلاص:

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر سورہ اخلاص تبریز (آذربائیجان) کے حکمران سلطان یعقوب بیگ (زمانہ حکومت: ۸۸۴ - ۸۹۶ھ) کے فاضل وزیر اعظم قاضی عیسیٰ ساؤنجی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تالیف فرمائی تھی، اور انہیں ارسال فرمائی تھی۔ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے نام ایک مکتوب میں اس تفسیر سورہ اخلاص کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

۱۰۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ (فارسی۔ نثر)

آقا نفیس نے تاریخ نظم و نثر در ایران۔ ۱: ۸۸ - ۲۸۷، اور بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ تعلیقات تکملہ حواشی نجات الانس از جامی رحمۃ اللہ علیہ ۷۸۱! میں اس کے نام کا اندراج کیا ہے۔

نیز احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۱: ۲۹ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس "تفسیر سورہ فاتحہ" کا ذکر "تفسیر سورہ فاتحہ الکتاب" کے نام سے کیا ہے۔

کہ جو کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبہ بسال: ۹۷۰ھ میں شامل ہے اور یہ کلیات نئی دہلی بھارت (کتب خانہ کا نام درج نہیں ہے) میں موجود ہے۔

۱۱۔ تفسیر قرآن مجید: (عربی۔ نثر)

یہ پارہ اول کی سورہ بقرہ کی آیت:

وَآيَاتٍ فَازْهَبُونَ

تک کی تفسیر ہے۔^①

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تالیف کے سبب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ایک ایسی جامع تفسیر تحریر کرنا چاہتے تھے کہ جو بلغا کے نکات اور عرفا کے اشارات پر مشتمل ہو، اور ناقابل فہم لطائف و حقائق سے پاک ہو۔

بعد ازاں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد (مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اس کے مسودہ کو صاف کر کے تحریر کیا ہے۔

خود مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تفسیر کے بارے میں یہ رائے ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں اسرار^① سے پردہ اٹھا دیا ہے۔^②

کتب خانہ سلیمانہ ترکی میں اس تفسیر کے کم و بیش آٹھ مخطوطات موجود ہیں۔ چنانچہ، ایسا صوفیہ ترکی کے نسخہ (۴۰۵) پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط کے ساتھ وہ منشور و منظوم عبارت مندرج ہے، جو انہوں نے مذکورہ بالا نسخہ ”سلطان یعقوب بیگ آف قونیو رحمۃ اللہ علیہ“ (مقتول: ۸۹۷ھ) کو پیش کرتے وقت تحریر کی تھی۔^③

اسی تفسیر (تفسیر قرآن مجید) کا ایک قلمی نسخہ جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا۔ لیکن انہوں نے پروفیسر ایڈورڈ براؤن کی کتاب کے فارسی ترجمہ ”از سعدی رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں محض اس کا تذکرہ کیا، اور اس پر مستزاد کچھ بھی تفصیل نہ دی ہے۔

حدیث

۱۲۔ چہل حدیث: اربعین: (فارسی - نظم)

رک: متن، ص: ۳۱۱

اربعین جامی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح ترین متن باہتمام محمد یعقوب واحدی رحمۃ اللہ علیہ بعنوان ”اربعین جامی رحمۃ اللہ علیہ و اربعین نوابی“ ماہنامہ آریانا نشریہ انجمن تاریخ افغانستان۔ کابل، جلد: ۲۳۔ شماره مسلسل: ۲۶۳، شماره حاضر ۱، ۲، دلو و حوت: ۱۳۲۴ش / جنوری فروری ۱۹۶۶، ص: ۵۶-۷۱۔ [ص ۵۶ تا ۵۷] مقدمہ، ص ۵۸ تا ۶۵ اربعین جامی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۶۶ تا ۷۱! اربعین نوابی (بہ ترکی منظوم) شائع ہوا ہے۔

صحیح^④ نے یہ متن، ہندوستان، افغانستان اور ترکی میں مطبوعہ اربعین جامی رحمۃ اللہ علیہ اور کابل میں اربعین جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم مخطوطات کے تقابلی سے تیار کیا ہے۔

۱۳۔ شرح حدیث عماسیہ: (فارسی - نثر)

ابی رزین عقیلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ:

① ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) لجامی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱: ۴۴۳، تفسیر لجامی۔

② پوشیدہ باتوں سے۔

③ ملاحظہ کیجیے: (استدراکات ”نقد النصوص“) از ولیم چنگ: ص: ۵۰۸-۵۰۹۔

④ صحیح کرنے والا۔

أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ.

” (یہ کہ) کہاں تھا ہمارا رب اس سے پہلے کہ (اس نے) خلق کو پیدا فرمایا؟“

تو آپ ﷺ نے اس استفسار کے جواب میں یوں فرمایا کہ:

كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ.

” (یہ کہ) وہ رب ایک ابر (یا آسمان) میں تھا۔ اس کے نیچے ہوا تھی نہ اوپر۔“^①

یہ کہ شارح کے نزدیک اس حدیث کے ظاہر معنی اشکال سے خالی نہیں ہیں۔ چنانچہ، شکوک و اشکال کو رفع کرنے کی غرض سے انہوں نے ”سخنان کبرائے دین“ اور ”کلمات عظمائے اہل یقین“ سے مدد لی اور تحریر کیا کہ: حضرت حق تعالیٰ کے من حیث توجیہ عالم ظہور تک کچھ مراتب ہیں۔^②

اس حدیث پر دو اشکال وارد ہو جاتے ہیں:

۱۔ خدائے تعالیٰ کو تخلیق سے قبل کسی جگہ کی ضرورت تھی؟

۲۔ تخلیق کے بعد وہ (یعنی خدائے تعالیٰ) اپنی مخلوقات میں تھا، یہ بھی حلال ہے؟

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر حضرات صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم اور حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اس حدیث عمائیہ کی شرح میں حصہ لیا۔

بہر کیف، نویں صدی ہجری میں یہ مسئلہ علمی و نظری مباحث میں نہایت درجہ اہمیت کا حامل رہا ہے۔

سیرت و تذکرہ:

۱۴۔ شواہد النبوة لتقویۃ یقین اہل الفتوة: (فارسی۔ نثر):

رک: متن، صفحہ: ۳۰۹!

”شواہد النبوة“ کے کئی ہندوستانی ایڈیشن موجود ہیں۔ جبکہ اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔^③

جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”شواہد النبوة“ کے دو عدد قدیم قلمی نسخہ جات کا ذکر کیا ہے۔

① تہران، کتب خانہ ملی، شائد بخط جامی رحمۃ اللہ علیہ، مورخ: بسال: ۸۷۷ھ۔ ص: ۱۔ (۱۹۵)

② استنبول، ایاصوفیہ: ۱/۴۲۰۷، در کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ، مورخ بسال: ۸۷۷ھ، مگر ”شواہد النبوة“ کی تاریخ

تالیف بسال: ۸۵۵ھ کے حوالے سے مذکورہ بالا نسخہ جات کی تاریخ کتابت مشکوک نظر آتی ہے۔^④

① یہ روایت بالکل من گھڑت ہے، کیونکہ اس کے برعکس صحیح حدیث میں موجود ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

② اس شرح کا قدیم ترین مخطوط، کتاب خانہ ملک، تہران میں کلیات جامی: (۲۷۹۵) مورخ ۸۹۵ھ: ص: ۶۶۰ (۶۶۲) ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۲) (۱): ۱۲۲۸۔

③ لکھنؤ، نولکھنور: ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء، ص: ۲۳۳۔ مزید ایڈیشنوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: خانہ ہا مشارفہرست کتابہائے چالی فارسی ۳: ۳۳۱۹۔

④ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۲/ (۱): ۱۲۶۳۔

۱۵۔ مناقب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی۔ نثر)!

مناقب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ عرصہ قبل تک یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا ”رسالہ“ ناپید (مفقود) ہو چکا ہے۔ مگر مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر آربری صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا ایک واحد نسخہ دہلی میں موجود ہے۔ پروفیسر آربری صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نسخہ دہلی، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خودنوشت نسخہ کی نقل ہے۔ اس نسخہ کے آخر میں یوں تحریر ہے کہ:

رسالہ شریفہ صورت اتمام یافتہ بود و سمت اختتام نپذیرفتہ
بقول پروفیسر آربری صاحب:

”اس رسالہ کا بیشتر حصہ ”نفحات الانس“ میں درج ہوا ہے۔ لیکن بقیہ مضامین کسی دوسری جگہ نہیں ملتے۔“^①

اس مذکورہ بالا نسخہ کی دو اشاعتیں معلوم و مشہور ہیں:

① تصحیح جناب پروفیسر آربری صاحب

Infra: ARBERRY, A.J.:

JAMI'S BIOGRAPHY OF "ANSARI" ISLAMIC

QUARTERLY LONDON, 1963 VOL: 7, PP:57-82.

② مقامات شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ، بہ تصحیح و حواشی فکری سلجوق کابل، انجمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ریاست تنویر افکار: ۱۳۲۳ھ ش، ۲۵ ص۔^②

۱۶۔ نفحات الانس من حضرات القدس: (فارسی۔ نثر)

رک: متن صفحہ (۳۰۴)!

”نفحات الانس“ کی دو نہایت عمدہ اشاعتیں موجود ہیں:

① بکوش جناب مولوی غلام عیسیٰ، عبد الحمید و کبیر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ بانضمام شرح احوال مولف

(انگریزی) بقلم (W.NASSAU LEES) (1825-1889) مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی آف

بنگال کلکتہ، ۱۸۵۹ء، ۲۰+۲۳۰+۱۵ ص

① ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ برنقد انصوم) ہیچدہ! از ولیم چنگ صاحب۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتب چاہی در افغانستان: ۲۷۱ (عدد مسلسل)!) نیز ملاحظہ کیجیے: (شہ ای از احوال خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ) نقل از رسالہ منسوب بہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ اخیراً پیدا شدہ است! کتاب ہفتہ (تہران: شمارہ: ۱۰۳، ص: ۸۱-۸۶) نیز ملاحظہ کیجیے۔ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ عبداللہ انصاری (از بورکوی! مقالہ مندرج در تجلیل: جامی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۸-۳۶

② تصحیح و مقدمہ و پیوست مہدی توحید پور۔ کتب فروشی محمودی، تہران: ۱۳۳۷ شمسی ۱۶۵ + ص ۶۷۹۔

”نفحات الانس“ پر مزید ملاحظہ کیجیے:

① نفحات الانس حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ از عبدالرؤف بینوا رحمۃ اللہ علیہ۔ مجلہ آریانا۔ کابل۔ جلد: ۱۔ شماره: ۹۔

② ”مقدمہ بر“ نفحات الانس (اردو ترجمہ) از جناب شمس بریلوی صاحب! کراچی بسال: ۱۹۸۲ء۔

فقہ

۱۷۔ ”رسالہ مناسک حج“ (صغیر)۔ (فارسی۔ نثر)!

رک: متن، صفحہ: ۳۰۳! ”ارکان الحج“

جناب مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ (یعنی جامی رحمۃ اللہ علیہ) در رسالہ مناسک حج دو رسالہ نوشہ

اند۔ یکی صغیر کہ مشہور است و یکی کبیر کہ ... مشہور نیست

ترجمہ: ”حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ (یعنی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) نے

مناسک حج (کے موضوع پر) دو رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ایک تو مختصر (مگر) مشہور رسالہ

ہے۔ ایک مفصل ہے کہ جو مشہور نہیں ہے۔“^①

۱۸۔ رسالہ مناسک حج (کبیر)۔ (بظاہر فارسی)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفر حجاز بسال: (۸۷۷ھ / ۷۳ - ۷۲ - ۷۱ء)

کے دوران یہ رسالہ تحریر فرمایا: یہ رسالہ چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے عقائد کی بنیاد پر

مسائل حج پر ہے اور یہ رسالہ عرفات میں گم ہو گیا۔

اس رسالہ کا اصل مسودہ بھی موجود نہیں تھا۔ بدیں سبب دوبارہ تحریر نہ کیا جاسکا اور پردہ اخفا میں پڑ

گیا۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس): ص: ۳۹۔

② ملاحظہ کیجیے: (تکملہ لاری): ص: ۳۹۔

۱۹۔ شرح النقایہ مختصر الوقایہ (فارسی - نثر):

فقہ حنفی پر حضرت صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (م ۷۳۵ھ) کی عربی کتاب "النقایہ مختصر۔ الوقایہ" کی مختصر فارسی شرح ہے۔^①

یہ شرح، مطبع نولکشور، لکھنؤ (ہند) سے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

تصوف

۲۰۔ اشعۃ اللمعات بشرح لمعات: (فارسی - نثر)

رک: متن، ص: ۳۱۰

"اشعۃ اللمعات" کی تازہ ترین اور عمدہ اشاعت و طباعت باہتمام حامد ربانی تہران سے بسال: ۱۳۵۲ شمسی میں ہو چکی ہے۔^②

۲۱۔ تہلیلیہ: شرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: (فارسی - نثر)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں حروف الف ولام وحاء کے اسرار و رموز پر بھی بحث کی گئی ہے۔

اس رسالہ کے دانشگاه تہران، تہران (نمبر ۱۶ / ۸۶۷) اور برٹش میوزیم لندن (برطانیہ) [ADD-----2629415] مخطوطات موجود ہیں۔

کتب خانہ "اسعد آفندی رضی اللہ عنہ" ایا صوفیہ (ترکی) کے فہرست نگار نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے رسالہ فی اعراب لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا ہے وہ بظاہر یہ بھی رسالہ تہلیلیہ ہے۔^③

۲۲۔ تہلیلیہ یا کلمہ فی التوحید۔ ۲ (فارسی - نثر)

بظاہر یہ بھی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی مختصر شرح ہے۔^④

① ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) لمامی خلیفہ رضی اللہ عنہ / جلد: ۲، ۱۹۷۲۔

② ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص، بیست و چہار۔ بحوالہ: ولیم چنگ صاحب) نیز: "اشعۃ اللمعات" کی دیگر قدیم طباعتوں اور اشاعتوں کے لیے

ملاحظہ کیجیے: خانباہا مشار: فہرست کتابائے چالی فارسی: ۱: ۳۳۲۔

③ ملاحظہ کیجیے: دفتر کتب خانہ اسعد آفندی، ص: ۲۸۸۔ عدد عمومی: ۳۷۸

④ ملاحظہ کیجیے: برٹش میوزیم، لندن: (نسخہ نمبر ۸۰۱۸) اور کتب خانہ مجلس۔ تہران (نمبر ۱۲ / ۳۸۲۰) اس کے خطی نسخہ جات محفوظ ہیں۔ نسخہ مجلس "بخط

نستعلیق"، مورخ: ۱۳۰۵ھ از ص: ۱۷۸ تا ۱۸۰ ہے اور اس کا آغاز درج ذیل کلمات سے ہوتا ہے: "بنای طریق مشغولی این عزیزان" ملاحظہ

کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۳۶

۲۳۔ الدرۃ الفاخرہ یا رسالہ در تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم: (عربی۔ نثر)
مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ اور سام مرزانے اس کا نام ”رسالہ تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم“ تحریر کیا ہے۔

اس رسالہ کے بارے میں بالتفصیل ہم کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کے باب میں تحریر کر چکے ہیں۔ قارئین وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

۲۴۔ سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ یا الحاشیۃ القدسیہ: (فارسی/عربی۔ نثر)
رک: متن، صفحہ: ۳۰۸

کیفیت:

جناب احمد طاہر عراقی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے قدسیہ پر اپنے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ”رسالہ سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ“ کے مرتب کا نام مجہول ہے۔^①

بعد ازاں! ہرمان اتتھے کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ ”سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ“ کے مرتب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ، بظاہر قدسیہ کا حاشیہ بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا تحریر کیا ہوا ہے۔^②

مگر یہ استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ کسی کتاب میں بھی قدسیہ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

۲۵۔ سررشتہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔ نثر)

یہ وہی رسالہ ہے کہ جس کا ذکر سام مرزانے ”طریق صوفیان“ اور مولانا لاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”رسالہ در طریق خواجگان“ کے نام سے کیا ہے۔^③

طرازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ: ص: ۴۲ میں اس مذکورہ بالا رسالہ کا دوسرا نام ”نوریہ“ تحریر کیا ہے۔

مزید معلومات کے لیے موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کا باب ملاحظہ کیجیے:

① مطلوبہ: تہران، ۱۳۵۳ شمسی، ص: ۷۶۔

② ص: ۹۲۔

③ ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ تخلصی) ص: ۱۳۵ نیز ملاحظہ کیجیے: (مجموعہ حواشی نجات الانس) از لاری صاحب ص: ۱۳۹

۲۶۔ سوال و جواب ہندوستان: (بظاہر فارسی / نشر)

سام میرزا اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کا ذکر کیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کا باب ملاحظہ کیجیے:

۲۵۔ شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فارسی۔ نشر: 1

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جس شخص کے کہنے پر یہ شرح تحریر فرمائی، مقدمہ میں صرف اس کی صفات (امارت مآبی وسعدت انتسابی) تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے جب کہ اس کے نام کی تصریح نہ فرمائی ہے۔

اس شرح کا قدیم ترین نسخہ کتب خانہ ملک، تہران (نمبر ۸ / ۴۷۹۵) میں موجود کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ، مورخ بسال: ۸۹۵ھ، ص: ۶۵۸ - ۶۵۹! میں شامل ہے۔ یہ رسالہ پاکستان و ہند میں متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔^①

۲۸۔ شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فارسی۔ نشر: 2

سید حسن برنی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی ”قرآن السعدین“ از خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی تمہید میں تحریر کرتے ہیں کہ: مثنوی قرآن السعدین کا ایک شعر تاریخی دلچسپی رکھتا ہے۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کشتی کی تعریف میں تحریر کیا ہے کہ:

ماہ نومی کاصل وے از سال خاست

گشت یکے ماہ بدہ سال راست

ترجمہ: ”نیا چاند کہ اس کی اصل گویا کہ سال (کی لکڑی کی) کشتی کی مانند (خمیدہ) ہے۔

ایک ماہ تو ہوا اب اور محبوب دیجئے۔“

یہ شعر قرآن السعدین طبع علی گڑھ بسال: ۱۹۱۸ء، ص: ۱۳۵ پر موجود ہے۔

یوں کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا شعر کو دیکھا تو انہیں سال اور ماہ کے معنی سمجھنے میں کچھ تردد ہوا۔ بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کی شرح میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور پھر بحث کا خاتمہ اس پر کیا کہ:

چیزی خواستہ کہ بزبان ہند مخصوص باشد

① نیز ملاحظہ کیجیے: (نہرت ہائے خطی فارسی ۲ / ۱) (۲۰: ۱۳۱۹) نیز ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد انصوم): بیست و ہفت از جناب ولیم چنگ صاحب۔

چنانچہ، نفائس الماثر کا مصنف یوں کہتا ہے کہ:

جب سلطان حسین مرزا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں شیخ جمال دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، خراسان گئے تو ان کی ملاقات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کے معنی شیخ سے دریافت کیے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کہا کہ:

”سال دراصل ایک لکڑی کا نام ہے جس سے ہندوستان میں کشتی بنائی جاتی ہے“^①

۲۹۔ شرح دو بیت از مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی۔ نثر و نظم)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۰۔ شرح رباعیات: (فارسی۔ نثر و نظم)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۱۔ شرح فصوص الحکم: (عربی۔ نثر)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۲۔ شرح قصیدہ ”تائیہ فارضیہ یا شرح نظم الدر: (فارسی۔ نثر)

ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ تائیہ کی شرح ان کے قصیدہ خمیریہ کی شرح لوامع سے الگ ہے۔ اس کا قدیم ترین مخطوطہ کتب خانہ ایاصوفیا (استنبول۔ ترکی) اس میں موجود کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ (نمبر ۴۲۰۹) مورخ بسال: ۸۷۷ھ میں شامل ہے، اور اب یہ شرح شائع ہو چکی ہے۔^②

۳۳۔ شرح قصیدہ عطار:

یہ رسالہ ”دیوان قصائد وغزلیات“ شیخ فرید الدین ابو حامد محمد بن ابوبکر ابراہیم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح و مقدمہ سعید نفیسی، سرمایہ و اہتمام مدیر کتب فروشی و چاپخانہ اقبال تہران ۱۳۱۹ کے ہمراہ صفحہ ۳۰۷ تا ۳۵۱ طبع ہو چکا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (تمہید برقرآن السعدین) از سید حسن برنی مطبوعہ: علی گڑھ! بسال: ۱۹۱۸ء، ص: ۵۱-۱۵۸ یہ رسالہ ایران سے طبع ہو چکا ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲: ۱۲۳۳، دیز: ۳۳۸۰۔

سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرح اس قلمی مخطوطہ کی اساس پر شائع کی کہ جو ان کے اپنے کتب خانہ ذاتی میں محفوظ تھا اور یہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح رباعیات، شرح قصیدہ میمہ خمریہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ اور شرح قصیدہ تانیہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یکجا ہے۔

سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قلمی مخطوطہ کے کاغذ اور خط کو دسویں صدی ہجری کا بتایا ہے۔ ہماری معلومات کا انحصار اسی نسخہ کی معلومات پر ہے۔

عطاری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بمطلع:

شعر:

از رومی در کشید بیا زار آمدہ
خلقی بدیں طلسم گرفتار آمدہ

ترجمہ: ”وہ محبوب چہرہ سے نقاب کو کھینچے ہوئے جیسے ہی بازار میں نکل آیا۔ تو ایک مخلوق اس کے (حسن کی) فریفتہ ہو گئی۔“

کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ انتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس شرح کا مقدمہ اور شرح۔ حق تعالیٰ کے وجود مطلق ہونے اور اس کی مختلف جہات کی تفصیل پر مبنی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث موضوع کی تشریح و توضیح کے لیے حجۃ الاسلام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشکوٰۃ الانوار، حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معرفت فصوص الحکم، حضرت شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر فاتحہ حضرت شیخ علاء الدولہ رحمۃ اللہ علیہ، کے رسالہ قدسیہ سے دلائل و شواہد نقل کیے ہیں۔ نیز اس رسالہ میں صوفی شعرا کے متعلقہ اشعار علامتی حوالے کے ساتھ مندرج ہوئے ہیں:

”ع“ سے مراد ”عطاری رحمۃ اللہ علیہ“، ”م“ سے مراد ”مثنوی مولوی“، ”گ“ سے مراد ”گلشن راز“، ”س“ سے مراد ”سنائی“، ”ح“ سے مراد ”امیر حسینی رحمۃ اللہ علیہ“، اور ”ق“ سے مراد ”عراقی رحمۃ اللہ علیہ“ ہے۔

۳۴۔ شرح مفتاح الغیب:

”شرح مفتاح الغیب“، شیخ صدر الدین محمد قونیوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۳ھ) کی تصوف پر عربی کتاب ”مفتاح الغیب“ کے بعض مضامین کی تشریح و توضیح ہے۔ کہ جو مبینہ صورت میں تیار نہ ہو سکی۔ چنانچہ، مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شرح کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

شرح بعضی از مفتاح الغیب کہ بہ بیاض نرفتنہ

ترجمہ: ”مفتاح الغیب کے بعض حصہ کی شرح ہے کہ جو طبع نہ ہو سکی۔“^①

۳۵۔ رسالہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔ نثر و نظم)

سلسلہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستورات پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رباعیات کی خود ہی شرح تحریر فرما کر رسالہ ترتیب دیا ہے۔

آغاز: اشعار:

شعر نمبر ۱:

ترا یک پند بس در ہر دو عالم

کہ بر ناید ز جانت بی خدا دم

ترجمہ: ”کہ آپ کے لیے ہر دو جہانوں میں ایک نصیحت کافی ہے۔ (وہ یہ کہ) بغیر خدا کی

مشاک آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک سانس بھی نہیں لے سکتے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

اگر تو پاس داری پاس اناس

بسلطانی رساندت از آن پاس

ترجمہ: ”اگر آپ محافظت رکھ سکتے ہیں تو لوگوں کی محافظت کیجیے کہ وہ محافظت آپ کو مرتبہ

سلطانی (بادشاہی) پر پہنچا دیتی ہے۔“

رسالہ طریقہ خواجگان کا بائیس صفحات پر مشتمل قلمی مخطوطہ، انجمن تاریخ، کابل (افغانستان) میں مجموعہ

قدیم رسائل نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے۔

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہ رسالہ سررشتہ طریقہ خواجگان سے جدا ہے۔^②

۳۶۔ لوا مع انوار الکشف والشہود علی قلوب ارباب الذوق والوجود یا شرح خمریہ (فارسی۔

نثر):

رک: متن، ص: ۱۳۰۲

تاریخ تالیف و اختتام:

① ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی لطحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب: ۳۹۔

② ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر سررشتہ طریقہ خواجگان) از جناب عبدالحی حبیبی صاحب مطبوعہ افغانستان: ۱۳۳۳ شمسی اصلو: ۱۰۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بی دعویٰ فضلِ جامی رحمۃ اللہ علیہ ولاف ہنر
در سلکِ بیان کشیدہ این عقد گہر

ترجمہ: ”جامی رحمۃ اللہ علیہ کے فضیلت کے دعویٰ اور ہنر کی شیخی کے بغیر کہ بیان کی لڑی میں یہ موتیوں کا ہار پرو دیا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

دان لخطہ کہ شد تمام آورد بدر
تاریخ مہ وسال وی از شہر صفر

ترجمہ: ”چودھویں کے چاند کے پورا ہونے کا وقت جان لیجئے! بدر کامل کی تاریخ، وہی سال اور صفر کے مہینہ سے۔“

جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا اکثر فہرست نگاران نے مذکورہ ”رباعی“ کے مصرعہ چہارم میں شہر صفر کو مادہ تاریخ قرار دے کر بسال تالیف بسال ۸۷۵ھ اخذ کیا ہے۔^①

مگر جناب ولیم چنگ صاحب۔ از شہر صفر کو مادہ تاریخ سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق ۸۸۳ھ کو سال شرح قرار دیتے ہیں۔^②

اس شرح کا جو نسخہ ایا صوفیہ کتب خانہ، استنبول میں کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ (شمارہ ۴۲۰۷) میں شامل ہے اس کی تاریخ کتابت (کلیات کی تاریخ کتابت) ۲۲ شعبان ۸۷۷ھ ہے، اور یہ تاریخ ۸۷۵ھ سے متاخر تر اور ۸۸۳ھ سے مقدم تر ہے۔

ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ) کے جس عربی قصیدہ کی شرح زیر بحث رسالہ میں کی گئی ہے۔ وہ قصیدہ، بتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ردیف میم کے اس قصیدہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شَرِبْنَا عَلَى ذِكْرِ الْحَبِيبِ مُدَامَةً
شَكَرْنَا بِهَا مِنْ قَبْلُ أَنْ يَخْلُقَ الْكَرَمُ

① حواشی سن تالیف ۸۷۵ھ درست ہے۔

② حواشی، ولیم چنگ کی رائے غلط ہے۔

ترجمہ: ”ہم نے ذکر حبیب ﷺ کی شراب کو ہمیشہ نوش کیا ہے۔ کہ ہم انگور کی نیل (درخت) کی تخلیق سے قبل (اس ذکر کے) نشہ میں مدہوش چلے آتے تھے۔“

”لوامع“ کی دو جدید اشاعتیں درج ذیل ہیں:

① لوامع جامی رضی اللہ عنہ در وصف راح محبت: تصحیح: حکمت آل آقا انتشارات بنیاد مہر تہران، ۱۳۴۱ شمسی، ن+۹۲ ص

② رسالہ در تصوف لوامع ولواتح در شرح قصیدہ خمریہ ابن فارض رضی اللہ عنہ در بیان معارف و معانی عرفانی بانضمام شرح رباعیات در وحدت الوجود از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ با مقدمہ ایرج افشار کتب خانہ منوچہری، تہران (۱۳۶۰ھ ش)، ص ۱۸۹۔^①

۳۷۔ لواتح: (فارسی۔ نشر)

رک: متن: صفحہ: ۳۰۱!

نسخہ تہران (تسبیحی) مجموعی طور ۳۳ ”لائحہ“ اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

”لواتح“ کی چند مفید اشاعتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ عکس نسخہ خطی لواتح مع انگریزی ترجمہ از E.H. WHINFIELD انگریزی از مرزا محمد بن عبد

الوہاب رضی اللہ عنہ قزوینی رضی اللہ عنہ! مطبوعہ: انگلستان۔ ۱۹۲۸ء^②

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رضی اللہ عنہ، ایا صوفیا عدد عمومی: ۱۵۰۰ء ص ۳۲۷ پر حضرت مولانا نور الدین

عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے رسالہ ”لواتح العرفان“ کا اندراج ہوا ہے۔ تو وہ بظاہر یہی ”لواتح“ ہے۔

۲۔ لواتح: با تفسیر و شرح لغات و اصطلاحات فلسفی و عرفانی، بکوشش محمد حسین تسبیحی کتاب فروزی فروغی

تہران: ۱۳۴۲ شمسی، بیست و پنج۔ ۱۸۴ ص

۳۔ رسالہ در تصوف: لوامع ولواتح در شرح قصیدہ خمریہ ابن فارض رضی اللہ عنہ در میان و معانی عرفانی

بانضمام شرح رباعیات در وحدت وجود از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ۔ با مقدمہ

ایرج افشار کتاب خانہ، منوچہری، تہران، (۱۳۶۰ھ ش)، ۱۸۹ ص

۳۸۔ ناسیہ ”بانی نامہ“: (فارسی۔ نشر و نظم)

رک: متن، صفحہ: ۱۳۳۱!

① ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص) دست دوم۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲/ (۱): ۱۳۴۸۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب

ہائے چالی فارسی) ۳: ۳۴۰۵۔

② ملاحظہ کیجیے: (لواتح، چاپ تسبیحی ۵۱-۶) ملاحظہ کیجیے: (اسی اشاعت کا عکس مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد اور اسلامک بک

فائڈیشن۔ لاہور نے مشترکہ طور پر شائع کیا ہے۔

یہ رسالہ نائیب بانی نامہ یعنی رسالہ نائیب، مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ ورسالہ نائیب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بامقدمہ و تحشیہ و تعلیق استاد خلیل اللہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ، کابل ۱۳۳۶ شمسی ۱۳۷۷ء شائع ہو چکا ہے۔

اس رسالہ کے قدیم ترین خطی نسخے، کتب خانہ امیر المؤمنین، نجف میں موجود کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ (نمبر ۱۳۸۲) مورخ ۸۸۱ھ اور کتب خانہ طوطوقپو سراہی۔ استنبول کے کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ (نمبر ۱۸/ ۱۶۶۷۳ مورخ: ۸۷۷-۸۹۵ھ میں شامل ہیں۔^① اس رسالہ کی تاریخ تصنیف مذکورہ تاریخوں سے پیشتر کی قیاس کرنا چاہیے۔

۳۹۔ ”نقد النصوص“ فی شرح نقش الفصوص: (فارسی۔ نثر)

رک: متن، صفحہ: ۳۰۰

بعض مصنفین کو اس اصل متن کے مصنف کی بابت اشتباہ^② ہوا ہے۔ جس کی یہ شرح ترتیب دی گئی ہے۔

① پروفیسر ایڈورڈ۔ جی۔ براؤن نے از (سعدی رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ) مترجم علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۷۶! میں اس کو ”صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فصوص کی شرح بتایا ہے۔

② محمد تقی بہار رحمۃ اللہ علیہ سبک شناسی: ۳/ص ۲۲۶۔ تہران۔ ۱۳۲۷ شمسی میں اسے ”شرح فصوص الحکم“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بزبان عربی سے علیحدہ نہیں کر سکے۔^③

۴۰۔ وجود یا وجودیہ یا رسالہ وجیزہ در تحقیق و اثبات واجب الوجود!

(عربی۔ نثر)

اس رسالہ میں متکلمین اور حکماء کے ذوق کے مطابق وجود اور ماہیات پر فنی بحث کی گئی ہے۔ نکولس ہیر استاد دانشگاہ اور گنی امریکہ نے اس رسالہ کی تصحیح اور انگریزی ترجمہ کیا ہے۔^④

Infra: "AL-JAMI'S TREATISE ON EXISTENCE" ISLAMIC PHILOSOPHICAL THEOLOGY, EDITED BY P.MOREWEDGE, ALBANY, 1977.

① ملاحظہ کیجیے: فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی (۲: ۱۳۷۵، ۵: ۳۵۱۵۔

② وہم۔

③ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص)۔ چہار ۲۔ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص): ص: ۲۵-۱۲۶۔ ”نقد النصوص“ بامقدمہ و تصحیح و تعلیقات ویلیام چیٹیک: ڈاکٹر سید جلال الدین آشتیانی، انجمن شاہنشاہی فلسفہ ایران، تہران“ سے ۱۹۷۷ء میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (ایضاً): ص: ۲۵-۲۶۔

سعید نفسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تین رسائل تحقیق الوجود، رسالہ فی الوجود اور رسالہ وجود و موجود کا ذکر کیا ہے۔^①

علومِ زبان

۴۱۔ شرح العوائل المسائیة: (فارسی۔ منظوم)

عوائل کے عربی متن کے مصنف عبدالقاہر جرجانی رحمۃ اللہ علیہ: (م ۱۷۱۷ھ) ہیں، اور یہ علم نحو کی مشہور اور متداول کتاب ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی منظوم^② شرح ترتیب دی ہے۔

یہ شرح لکھنؤ سے ۱۸۹۰ء میں اور بعد ازاں بھی متعدد بار طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔^③

۴۲۔ صرف فارسی منظوم و منشور:

مذکورہ بالا رسالہ ۱۱ رمضان: بسال ۸۶۷ھ / بمطابق: ۱۳۶۳ء! میں تالیف ہوا۔^④

مشہور محقق جناب بشیر ہروی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ اس مذکورہ بالا رسالہ کا ایک ناقص نسخہ ان کے پاس موجود ہے۔ اگرچہ اس کے متن میں کوئی تحریر یا اشارہ موجود نہیں ہے۔ کہ جس سے یہ صراحت ہو سکے کہ یہ رسالہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قرار واقعی تصنیف ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر، نظم اور علمی مسائل و قواعد کو لبادہ شعر پہنانے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت سے موازنہ کر چکنے کے بعد وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ وہی صرف فارسی منظوم و منشور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

علاوہ ازیں، بشیر ہروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور نمونہ کے چند عبارات کے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔

❁ صرف جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو عدد قلمی مخطوطات طوماقچو سراہی استنبول میں ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ لغت و نشر) ۲۲۸:۱

② شعروں کی صورت میں۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتابخانے چاہی فارس) ۳: ۳۲۵۰ (طبع ثانی)۔

④ ملاحظہ کیجیے: (فہرست میکر و لیلہائے کتاب خانہ مرکزی دانوگا و تہران) ۱: ۱۶۳۔

کلیات جامی رحمہ اللہ مکتوب مکتوبہ نسخہ دسویں صدی ہجری (نمبر R-887/17) میں اور دوسرا کلیات جامی رحمہ اللہ میں "فوائد ضیائیہ" (نمبر A-1585/22) کے بعد "ایشیا ٹک سوسائٹی بنگال" کا نسخہ (نمبر (842)41/3) "صرف اللسان" کے نام سے مذکور ہے۔^①

ملاحظہ کیجیے: (جناب احمد منزوی رحمہ اللہ نے "صرف منظوم" کے عنوان سے بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ سے منسوب کتاب کا ذکر کیا ہے۔ البتہ اس میں افعال کی صرف "میں نثری عبارت" سے بھی کام لیا گیا ہے۔

۴۳۔ فوائد الضیائیہ: (عربی، نثر)

رک: متن، صفحہ ۳۴۰^②

فنون شاعری

۴۴۔ رسالہ عروض "یا مجمع الاوزان": (فارسی۔ نثر)

وزن شعر کے اصول مثلاً: تالیف کلام، زحافات اور تقطیع شعر وغیرہ۔ چند فصلوں میں بیان کیے گئے ہیں!

اس رسالہ کے قدیم ترین مخطوطات کتابخانہ ملی، تہران میں کلیات جامی رحمہ اللہ مورخ بسال: ۸۷۷ھ (نمبر درج نہیں ہیں)

اور کتب خانہ طوپقپو سراہی۔ استنبول میں کلیات جامی رحمہ اللہ مورخ: ۸۷۷ - ۸۹۵۔ (نمبر 11-672/19) اور کتاب خانہ ملک تہران میں کلیات جامی رحمہ اللہ میں کلیات جامی رحمہ اللہ مورخ رجب ش 778-878 (نمبر 795) میں موجود ہیں۔

بلوکان نے "رسالہ عروض" یا "مجمع الاوزان": کو بسال: ۱۸۷۲ء میں کلکتہ سے ایڈٹ کر کے شائع کر دیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ یورپ اور برصغیر پاک و ہند کی دیگر اشاعتیں موجود ہیں۔^③

۴۵۔ "الرسالۃ الوافیۃ فی علم القافیۃ" یا "مختصر وافی در علم قوافی": (فارسی۔ نثر)

رک: متن، صفحہ: ۲۹۹

① ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر حملہ حواشی نجات الانس): ص: ۱۸۰!

② نیز ملاحظہ کیجیے: "ملا جامی" شرحہ بر کافیہ باندی پشتو مقالہ شمولہ تجلیل..... جامی، ص: ۶۹ - ۸۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از احمد منزوی! ۳: ۲۱۶۱ - ۲ - ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی) از خانبا باشار!

کیفیت:

اس کتاب میں تاریخ تصنیف بالصراحت موجود نہیں ہے۔ لیکن اس رسالہ کے درج ذیل قدیم ترین قلمی مخطوطات کے پیش نظر اس کی تالیف/تصنیف کا قریبی زمانہ بسال: ۸۷۷ھ/۷۳-۷۲ء تا ۸۹۱ھ/۷۲-۷۱ء متعین کیا جاسکتا ہے۔ ان قلمی مخطوطات کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

① طوپقپوسرای۔ استنبول، شمارہ/11-67220 مشمولہ ”کلیات جامی رضی اللہ عنہ“ مورخ بسال: ۸۷۷ھ۔

۸۹۵ھ!

② کتاب خانہ مدرس رضوی، تہران، ”المعجم فی معایر اشعار العجم“ مورخ بسال: ۸۹۱ھ کے حاشیہ پر ہے۔

③ ایچ۔ بلوگمان نے ”عروض سیتی“ وغیرہ سمیت اسے پبلسٹ مشن پریس ”کلکتہ“ سے بسال: ۱۸۶۷ء اور ۱۸۷۲ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا تھا۔

معمیات:

معمیات کے موضوع پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے چار عدد رسائل موجود ہیں:

① ”رسالہ کبیر“ موسوم بہ حلیۃ الحلل

② رسالہ متوسط یا دستور معما

③ رسالہ اصغر۔ منظوم

④ رسالہ صغیر

چنانچہ، رسالہ نمبر ۱، نمبر ۳ کا تعارف، جناب علی اصغر حکمت صاحب رضی اللہ عنہ نے درج کر دیا ہے۔

(ص: ۹۸-۲۹۷)۔ جب کہ بقیہ ہر دو رسائل کا ذکر درج ذیل میں آتا ہے۔

۳۶۔ ”حلیۃ حلل“، ”رسالہ معما“ کبیر! (فارسی۔ نثر)

رک۔ متن: صفحہ: ۲۹۷

نادر قلمی مخطوطات کے لیے ملاحظہ کیجیے: ①

۳۷۔ رسالہ معما۔ صغیر: (فارسی۔ نثر)

رک: متن، صفحہ: ۲۹۸

① (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۳: ۲۱۸۳ کہ جہاں جناب طاہری شہاب مقیم ساری (ایران) کے ذاتی کتب خانہ کے ایک نسخہ کو ملاحظہ مصنف بتایا گیا ہے۔

(فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۳: ۲۱۸۳ دستور معما کے قدیم ترین قلمی مخطوطات میں سے نسخہ کتابخانہ ملک، تہران، شمارہ: ۱۸/۷۲-۷۱ء مورخ تقریباً بسال: ۸۹۵ھ از ورق: ۳۸۱-۳۸۲ اور نسخہ طوپقپوسرای۔ استنبول، شمارہ: H-672/12 مشمولہ کلیات جامی رضی اللہ عنہ مورخ: بسال: ۸۷۷-۸۹۵ھ قابل ذکر ہیں۔

اس رسالہ کے نادر مخطوطات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۴۸۔ ”دستور معما“۔ متوسط: (فارسی۔ نثر و نظم)

یہ رسالہ ”حلیۃ الحلل“ سے مختصر اور ”رسالہ صغیر“ سے متن میں مفصل تر ہے۔ بدیں سبب اسے رسالہ متوسط بھی کہا جاتا ہے۔

کتاب (رسالہ) میں کسی جگہ پر بھی تاریخ تالیف بالصراحت موجود نہیں ہے۔ مگر بعض مقامات پر سلطان حسین رحمۃ اللہ علیہ: بسال: (۸۷۳ھ - ۹۱۱ھ) اور ابوالقاسم بابر رحمۃ اللہ علیہ: بسال: (۶۰ - ۸۵۶ھ) کے نام کے معما ملتے ہیں۔

اس رسالہ کا قدیم ترین قلمی مخطوطہ کتابخانہ ملک تہران میں موجود ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ (نمبر ۴۷۹۵) مورخ تقریباً بسال: ۸۹۵ھ میں صفحہ ۷۶۲ تا ۷۷۲ شامل ہے۔^①

۴۹۔ دستور معما۔ منظوم: (فارسی)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا مختصر رسالہ بسال: ۸۹۰ھ / ۱۳۸۵ء میں نظم کیا۔ لفظ ”فیض“ (۸۹۰ھ) مادہ تاریخ تصنیف ہے۔ جیسا کہ رسالہ کے اختتام پر تحریر فرمایا ہے۔ جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کے پندرہ عدد مخطوطات کا ذکر کیا ہے کہ جن میں سے قدیم ترین خطی نسخہ، طوپاقپوسرای۔ استنبول (ترکی) کے ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ مورخ بسال: ۸۷۷ھ - ۸۹۵ھ)..... موجود ہے۔^②

۵۰۔ شرح معمیات میر حسین معمانی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی۔ نثر)

میر حسین رحمۃ اللہ علیہ بن محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ معمانی نیشاپوری (م ۹۰۳ھ) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہو کر معما پر ”رسالہ دستور معما“ یا رسالہ ”معمیات“ تحریر کیا۔^③

اس شرح کی تاریخ تالیف کے متعلق مندرجہ بالا عبارت سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ رسالہ

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از احمد منزوی ۳: ۲۱۸۴

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۳: ۸۶ - ۲۱۸۵

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی) از احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ گنج بخش (۱۲۲۱: ۳)۔

معمیات حسینی رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے رسائل معما کی پیروی میں تحریر کیا گیا ہے اور رسالہ کبیر جامی رضی اللہ عنہ سال: ۸۵۶ھ میں اور معمائے منظوم بسال: ۸۹۰ھ میں تالیف ہوا تھا لہذا یہ رسالہ ان سے بعد کی تصنیف / تالیف ہے۔

علوم عقلی، موسیقی

۵۱۔ رسالہ موسیقی: (فارسی۔ نثر)

رسالہ موسیقی آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۱ رجب بسال: ۸۹۰ھ بمطابق ۱۳ جولائی بسال: ۱۳۸۵ء کو تالیف فرمایا:

یہ رسالہ روسی ترجمے کے ساتھ جناب بلیایوا کے زیر اہتمام روس سے بسال ۱۹۶۰ء میں ۱۱۱ ص + ط ۳۳۸-۳۳۶ ورق میں شائع ہو چکا ہے۔^①

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۵: ۱۰-۳۹۰۹ نیز ملاحظہ کیجیے: ① (صدواند اثر فارسی در موسیقی) از جناب محمد تقی دانش پزیر۔ "مجلہ ہنر و مردم" (تہران)۔ شماره ۹۵۔ شہر یوم ۱۳۳۹ھ ش. ص: ۳۶-۳۷ (ادامت در اصول موسیقی ایران از محمد تقی دانش پزیر "سونہ ای از فہرست آثار دانشندان ایرانی و اسلامی در غنا و موسیقی ۱۳۱-۱۳۳، تہران: ۲۵۳۵ ② (کتابی در موسیقی از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی) از ہوشنگ مرشدزادہ مجلہ سوز یک ایران (تہران)۔ جلد: ۱۰، شماره: ۲، ص: ۱۰-۱۱ شماره: ۳، ص: ۱۳-۱۳ و شماره: ۳، ص: ۲۵-۲۶ ③ (شرح بر رسالہ موسیقی جامی رضی اللہ عنہ) از جناب حسین علی ملاح۔ "مجلہ موسیقی" (تہران)، دورہ سوم، شماره: ۱۰۱، ص: ۵۰-۶۲ شماره: ۱۰۲، ص: ۳۱-۵۰، شماره: ۱۰۳، ص: ۱-۱۹، شماره: ۱۰۳/۱۰۴، ص: ۶۲-۸۵، شماره: ۱۰۶، ص: ۵۸-۷۱، شماره: ۱۰۷، ص: ۳۶-۷۱۔

حصہ اول (قسم ب)

آثار حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مستقل تصانیف کا مختصر تذکرہ

مذکورہ بالا عنوان کے باوصف یہاں پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایسی منظوم کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویات یا دواوین ^① سے منتخب یا اقتباس کی گئی ہیں۔ مگر بعض کتابوں، ناشرین اور مصنفوں نے انہیں علیحدہ حیثیت سے پیش کیا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر وہ (کتب) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تصانیف نہیں ہیں۔

۱۔ ”اعتقاد نامہ“ (فارسی، مثنوی)

سلسلہ الزہین دختر اول کے اختتام پر اسلامی اعتقادات پر ایک طویل نظم ہے۔

۱۔ پند نامہ (فارسی۔ مثنوی)

مثنوی ”یوسف علیہ السلام وز لیثا“ کے اختتام پر بعنوان

در پند دادن و بند نهادن فرزند ارجمند کہ دست ادراک در

فتراک اکتساب کمالات استوار دارد و پای میل در ذیل اجتناب

از جہالات بر قرار و فقہ اللہ لما یحبہ و یرضاه

یہ ننانوے اشعار پر مشتمل نظم ہے۔ ^②

۳۔ ”جلاء الروح“: (فارسی۔ قصیدہ)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خاقانی رحمۃ اللہ علیہ اور خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ ”مرآة

الصفاء“ کے جواب میں ایک سو تیس اشعار کا شینیہ قصیدہ تحریر کیا، اور ”جلاء الروح“ سے موسوم کیا۔ یہ

قصیدہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان اول میں موجود ہے۔ ^③

① دیوان کی جمع ہے۔

② (ملخصاً) (یوسف علیہ السلام وز لیثا) ص: ۳۳-۳۵۔

③ ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۹) (گنج بخش) ۱۹-۲۶

۴۔ ساقی نامہ: (فارسی۔ مثنوی)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، خرد نامہ اسکندری کے مختلف حصص سے میخانہ اور اس کے لوازمات سے متعلق اشعار یکجا کر دیئے گئے ہیں۔
ملا عبدالباقی فخر الزمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذکرہ میخانہ“ میں انہیں بعنوان، سامی نامہ پیش کرتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے۔

مولوی (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) سے کوئی مستقل ساقی نامہ تو نظر سے نہیں گزرا لیکن میں نے ان کے ”سکندر نامہ“ سے وہ اشعار جو ”ساقی نامہ“ سے مناسبت رکھتے تھے لکھ کر مرتب کر دیئے۔^①

۵۔ ”لجۃ الاسرار“: (فارسی۔ قصیدہ)

جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کے جواب میں، سو اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ بسال: ۸۸۰ھ (فرخ) ۷۶۔ ۷۵ء میں نظم ہوا۔ جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان اول کا حصہ ہے۔^②

① ملاحظہ کیجئے: (تذکرہ سے خانہ) از ملا عبدالباقی فخر الزمانی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۱۰۵ (ترجمہ) (۱) (ملفوظا)

② ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی) (مجمع بخش) ص: ۲۶۔ ۳۱۔

(حصہ دوم)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

سے منسوب کتب

(بہ ترتیب الفبائی)

① ابیات و عبارات عربیہ و فارسیہ استعمالہا نور الدین الجامی رحمۃ اللہ علیہ فی رسائلہ و منشاتہ! جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان عربی اور فارسی ابیات و عبارات کا مجموعہ ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسائل اور منشات میں استعمال کی ہیں۔

اس رسالہ کا واحد نسخہ دارالکتب قاہرہ کے جامع ترکی طلعت میں بذیل شمارہ ۳۹۵-۹ موجود ہے۔ یہ کہ مذکورہ بالا نسخہ بلا تاریخ کے ہے۔

اس رسالہ کا متن مجموعہ میں ورق ۱۷۳ پر درج ہے اور آخر میں ناقص ہے۔^①

۲۔ ارشاد یہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ (ارشاد یہ) سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ علیہ ۸۵۵ھ۔ ۸۸۶ھ) سلطان ٹرکیہ کے لیے تالیف کیا۔ نام اور کیفیت تالیف سے اس رسالہ کا موضوع تصوف اور پند و نصائح معلوم ہوتا ہے۔

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کا نام درج کیا ہے۔^②

۳۔ رسالہ فی الاہلیت: (بظاہر عربی)

جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذکورہ بالا رسالہ کے نام کا ذکر کیا ہے۔^③

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب طرازی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۲۰

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر) ۱: ۲۸۱ از جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ② ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری) از جناب بشیر ہروی صاحب

③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر) از جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱: ۲۸۸۔ ② ملاحظہ کیجیے تعلیقات بر کلمہ لاری از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۸۱

۴۔ تاریخ صوفیان و تحقیق مذہب آنان: (بظاہر فارسی: نثر)

نام سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ بالا رسالہ ”صوفیہ“ کی تاریخ اور ان کے مسلک کی تحقیق پر ہے۔ جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے اس رسالہ کا نام ایسے ہی تحریر کیا ہے۔^①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی رسالہ فی التصوف واہلہ و تحقیق مذہبہم کا ذکر آئندہ چل کر آئے گا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی رسالہ کے دو زبانوں میں نام ہیں۔

۵۔ تحقیقات: (فارسی۔ نثر)

یہ رسالہ (تحقیقات) ”علم توحید“ کے موضوع پر تحریر کیا گیا ہے۔

دارالکتب قاہرہ ۱۸ مجامع فارسی طلعت میں اس کا ایک قلمی مخطوطہ بقلم حسین آبدال نعمت اللہی رحمۃ اللہ علیہ، مورخ رمضان/ ۹۶۶ھ ایک مجموعہ میں ورق: ۳۷ تا ۵۳ موجود ہے۔ یہ کہ مذکورہ مخطوطہ کے حاشیے پر اس کا نام توحید حرنی۔ تحقیقات جامی رحمۃ اللہ علیہ درج ہوا ہے۔^②

۶۔ ترجمہ (یا شرح) قصیدہ بردہ: (فارسی)

اگرچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی ابتدائی فہارس (مندرج در تحفہ سامی اور تکملہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) میں اس ترجمہ کا نام نہیں ملتا ہے۔ لیکن کاتبوں نے شروع (شرح کی جمع) قصیدہ بردہ کے اکثر نسخوں کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں جب بعض نسخہ جات کا مطالعہ کیا گیا۔ تو ان میں واضح طور پر تضاد نظر آیا۔ مثلاً: قومی عجائب گھر پاکستان۔ کراچی میں قصیدہ بردہ کے منظوم ترجمہ کے جو نسخہ جات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہوئے ہیں۔ وہ ترجمہ دراصل محمد حافظ رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ شدہ بسال: ۸۱۰ھ) کا ہے۔

☆ اسی طرح شرح قصیدہ بردہ نسخہ ۸۹۰ھ کتب خانہ گنج بخش، راولپنڈی کے کاتب نے ترقیمہ ^④ میں اسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت دی ہے۔ مگر وہ غضنفر بن جعفر حسینی کی شرح ہے۔ ان نسخہ جات کی نمبرنگ درج ذیل ہیں:

۱۔ ۱۲۱۶/۱۔ ۱۹۶۱ اور ۱/۸۹۔ ۱۹۶۲ اور ۱۲۱۵۔ ۱۹۶۱ اور ۱۲۱۳۔ ۱۹۶۱۔

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ لغت و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۸۷:۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی) از جناب طرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص: ۳۵۔

③ قصیدہ بردہ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

④ نمبرنگ۔

۲۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی سوزہ ملی پاکستان! ص: ۱۰-۳۰۹) از عارف نوشاہی صاحب^①
 اکادمی علوم شورده لینن گراڈ، روس میں شرح قصیدہ بردہ ”از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن
 جامی رضی اللہ عنہ“ کے پانچ مخطوطات موجود ہیں لیکن ان کے متون کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ
 ہو سکیں۔^②

یہاں پر یہ امر بھی الائق ذکر ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ نے بذات خود اپنے
 ایک فاضل دوست سے کہہ کر قصیدہ بردہ کی ایک شرح لکھوائی تھی۔ مگر شارح کا اسم نام معلوم ہے۔
 حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ترجمہ بعنوان: قصیدہ مبارکہ بردہ
 با ترجمہ و تفسیر ”محمد شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ۔ تہران سے ۱۳۶۱ شمسی میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔

۷۔ رسالہ فی التصوف واہلہ و تحقیق مذہبہم: ③ (غالباً: عربی، نثر)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے یہ رسالہ ”تصوف اور صوفیہ“ کے مسلک کی تحقیق پر ہے۔
 جناب سعید نفیسی صاحب رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا عنوان درج کیا ہے۔

۸۔ تفسیر پارہ عم:

تیسویں پارہ کی سورہ نباء (۷۸) تا سورہ آلہ نضح (۹۳) کی تفسیر ہے۔ اس مذکورہ بالا تفسیر کا
 ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سلیمانہ، استنبول (ترکی) میں شمارہ (۳۹) کے تحت موجود ہے کہ جس پر تاریخ
 کتابت کا اندراج نہیں۔^④

۹۔ تفسیر سورہ یسین: (فارسی۔ نثر)

یہ تیسویں پارہ میں چھتیسویں سورہ کی تفسیر ہے، بسال ۸۹۷ھ سے پیشتر کی تالیف ہے۔
 اس کا ایک خطی نسخہ، کتب خانہ آستانہ قدس رضوی مشہد (ایران) میں پایا جاتا ہے۔ جس کی تاریخ
 کتابت بسال: ۸۹۷ھ ہے۔ اس نسخہ پر کوئی بھی دیباچہ نہیں ہے، اور صرف سرورق پر اس رسالہ کو
 حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن شیرازی رضی اللہ عنہ المعروف بہ جامی رضی اللہ عنہ سے نسبت دی گئی ہے۔^⑤

① نیز ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی) از جناب احمد منزوی رضی اللہ عنہ کتاب خانہ منج بخش ۳: ۱۶۹۳۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی رضی اللہ عنہ صاحب ۵: ۳۴۸۳۔

③ ان کے مذہب کی تحقیق کے متعلق۔

④ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۲۷۷ از جناب احمد منزوی رضی اللہ عنہ بحوالہ: ہی اے سنوری۔

Infra: Persian Literature By C.A. Story

نیز ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ سلیمانہ، استنبول: ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳

⑤ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۳۲

۱۰۔ تفسیر قرآن: (عربی۔ نثر)

مذکورہ بالا تفسیر ”ابتدائے قرآن سے سورہ بنی اسرائیل“ کے وسط تک ہے۔ اس تفسیر کا ایک خطی نسخہ ”بخط نسخ“، کتب خانہ اسعد آفندی، ایا صوفیہ، ترکی میں موجود ہے۔^①

وہاں پر مصنف کا نام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (تاریخ وفات) بسال: ۸۹۲ھ مندرج ہوا ہے، اور کتاب کا نام تفسیر جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر ہے۔

فہرست نگار نے اسی دفتر کے دوسرے مقامات پر جامی رحمۃ اللہ علیہ کا درست نام ”نور الدین عبدالرحمن بن احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ“ (ص: ۹۲) اور صحیح تاریخ وفات بسال: ۸۹۸ھ ہی تحریر کی ہے۔ (ص: ۸۸)

۱۱۔ رسالۃ التوحید: (عربی۔ نثر)

رسالہ مذکورہ بالا کا ایک نسخہ دارالکتب، قاہرہ میں بخط موسیٰ بن محمد، مورخ ۱۰۰۵ھ۔ در مجموعہ از ص: ۲۱ تا ۲۳ (بذیل شمارہ: ۳۴۸۹ ج) موجود ہے۔^②

۱۲۔ حیرت الیوم: (فارسی)

رسالہ مذکورہ بالا عربی صرف کے مشکل صیغوں کے حل پر مبنی ہے۔

اس رسالہ کے مدرسہ علوم المرتضیٰ بھلوال ضلع سرگودھا (پاکستان) اور کتب خانہ جناب نصیر احمد ساکن ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں قلمی نسخہ جات موجود ہیں۔

پہلا نسخہ ۲۳ صفحات اور دوسرا نسخہ ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہر دو نسخہ جات تیرہویں صدی ہجری میں تحریر کئے گئے ہیں۔^③

۱۳۔ دیوان رسائل:

جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام ”دیوان رسائل“ ہی تحریر کیا ہے۔

۱۴۔ رسالہ عرفانی: (فارسی)

ایک شخص (صحابی رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے کہ جو ایک گروہ سے تو محبت رکھتا ہے۔ مگر اس میں شامل نہیں ہوتا؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

① ملاحظہ کیجیے: دفتر کتب خانہ اسعد آفندی ایا صوفیہ، مطبوعہ استنبول۔ تاریخ ندارد۔ ص: ۹۰ عدد عمومی: ۸۷

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب طرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست مشترک پاکستان) از جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ (مسودہ)

”اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا؛ مسلمان تو تسلیم ہونا ہے۔
زیر نظر رسالہ اسی حدیث کی تشریح ہے۔

جناب طرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالکتب قاہرہ میں اس رسالہ کے دو عدد خطی نسخہ جات کا ذکر کیا ہے۔

کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ میں بھی اس کا مخطوطہ (نمبر ۳۹۳) موجود ہے۔^①
اسی فہرست میں عدد مسلسل ۱۲۳۹ کے تحت یہ رسالہ بعنوان: ”محبوبیہ“ خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۲ھ) یا خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸۱ھ) سے منسوب ہوا ہے اور اس کے مزید مخطوطات (نمبر ۵۸۶۶ اور ۱۸۱۶) کا ذکر ہوا ہے۔ خواجہ پارسا ہی سے منسوب ”محبوبیہ“ کا ایک نسخہ کتابخانہ مجلس شورائی ملی تہران (نمبر ۲۳۱۹) مجموعہ رسائل میں صفحہ ۲۸ تا ۲۱ موجود ہے۔^②
۱۵۔ رسالہ عرفانی: ۲ (فارسی)

کتابخانہ امیر المومنین، نجف (عراق) میں رسالہ عرفانی از جامی رحمۃ اللہ علیہ (نمبر ۱۳۸۲) مورخ بسال: ۸۸۱ھ موجود ہے۔^③

۱۶۔ رسالہ منظومہ:
جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ منظومہ عنوان ہی سے اس مذکورہ بالا رسالہ کا ذکر کیا ہے۔^④

جناب ولیم چنگ صاحب کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ رسالہ ”اعتقاد نامہ“ یا ”رسالہ اصغر در معما“ ہو سکتا ہے۔^⑤

۱۷۔ زبدة الصنائع: (فارسی)
اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ ”کتب خانہ“ عارف حکمت، مدینہ المنورہ (سعودی عرب) میں موجود ہے۔^⑥

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش ۲: ۸۲۵ (عدد مسلسل)،

② (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲: ۱۱۳۶۶ از جناب احمد منزوی صاحب

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: (۱) ۱۱۵۹۔

④ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) ۱: ۲۸۸، تعلیقات بر کلمہ لاری صاحب: ۸۱۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص بیست و ہشت)

⑥ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ) ۳۸۔

کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ادبی مصنف کی کتاب یا رسالہ ہے۔ مگر جناب عزیز اللہ عطاروی قوچانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فقہی کتب میں شمار کیا ہے۔

۱۸۔ سبحة فی الصنائع والحکم:

سلطان حسین بایقر (۸۷۳-۹۱۱ھ) کے لیے تالیف ہوا۔^①

جیسا کہ اس رسالہ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پند و نصائح پر مشتمل ہے۔

۱۹۔ سرخاب (سہراب) ورستم: (فارسی)

اس مثنوی اور اس کے نسخہ مخزونہ دارالکتب، قاہرہ، (نمبر ۱۳۴) در مجموعہ، از ورق ۷۶ تا ۱۱۸ کا ذکر جناب طرازی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور ہر دو نے مندرجہ ذیل ابتدائی شعر نقل کیا ہے:

آغاز: شعر:

بنام خداوند جان و خرد
کزیں بر تر اندیشہ بر نگرورد^②

مگر جیسا کہ احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ شاہنامہ فردوسی کا سر آغاز ہے اور کتاب کا عنوان (جو ”سہراب ورستم“) ہونا چاہیے مگر دونوں فہرست نگاروں نے ”سرخاب وستم“ ہی لکھی ہے۔ (سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مثنوی کا تعلق ”شاہنامہ فردوسی“ سے ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں ہے۔

۲۰: شرائط ذکر:

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ نظم و نثر در ایران“ ۱: ۲۸۸ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقات ”بر تاملہ حواشی نفحات الانس“ ۸۱: میں اس رسالہ کا نام تحریر کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”سررشتہ طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ“ میں ذکر کی جو شرائط تحریر کی ہیں۔ وہ اس قدر مختصر ہیں کہ انہیں الگ رسالہ کی صورت میں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بدیں صورت زیر بحث متن کوئی مستقل رسالہ ہوگا۔

مسئراتھے صاحب نے رسالہ ”سررشتہ طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ“ ہی کا دوسرا نام رسالہ ”در شرائط ذکر“ اور ”رسالہ در مراقبہ و ابواب ذکر“ تحریر کیا ہے۔

① ملاحظہ کیجئے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ ۱: ۲۸۸۔

② ملاحظہ کیجئے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از طرازی ص: ۳۶۔

Infra: ETHE, HERMANN: CATALOGUE OF THE PERSIAN MANUSCRIPTS IN THE LIBRARY OF THE INDIA OFFICE, VOL:I, NO:714.

۲۱۔ شرح اصطلاحات شعراء یا کنایات الشعراء: (فارسی۔ نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رضی اللہ عنہ نے ”فہرست مخطوطات شیرانی رضی اللہ عنہ“: ج ۳، عدد مسلسل ۳۰۵۳ میں ”کتابات الشعراء“ عنوان سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے ایک رسالہ (شمارہ نسخہ ۱/۲۳۳۱/۵۶۶۱) کا تعارف تحریر کیا ہے۔

ہم نے ذخیرہ شیرانی رضی اللہ عنہ۔ دانش گاہ پنجاب لاہور۔ میں مذکورہ مجموعہ رسائل دیکھا ہے کہ جس میں اولین رسالہ (۱۰۰-۱۶) کو ”کنایات الشعراء“ بتایا گیا ہے۔

اندرونی طور پر ہمیں ایسی کوئی شہادت نہیں میسر آسکی ہے۔ کہ جس کی بناء پر اسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کا رسالہ تسلیم کر لیا جائے۔ بلکہ اس کے اختتام (ص: ۱۶) پر کاتب نے یہ الفاظ درج کیے ہیں:

فافہم فانہا من الکنایات من کتاب تحفة المسلمین در علم عقائد مؤمنین۔

یہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی فہرست تصانیف ”تحفة المسلمین“^① نامی کسی کتاب کا ذکر نہیں ملتا۔

ہمارے خیال میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی طرف انتساب کا سبب اس مجموعہ رسائل میں دوسرے رسالہ (ص: ۱۶-۲۵) کا ترقیمہ بنا ہے کہ جس میں کاتب یوں تحریر کرتا ہے:

”تمام شد رسالہ ثانی مولوی عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی رضی اللہ عنہ“

چونکہ ہر دو رسائل ایک ہی کاتب نے ایک ہی خط میں تحریر کیے ہیں بدیں صورت، مذکورہ ترقیمہ^② سے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ پہلا رسالہ بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ ہی کا ہے۔ اس رسالہ میں شعرا کے ہاں مستعمل بعض اصطلاحات کی حروف تہجی کے اعتبار سے مختصر شرح کی گئی ہے۔ (مثلاً: اشتیاق، ابرو، آستانہ، امیری، آشیانہ، استوی، آبرو، ادبаш، ایمان..... تا نامی)

① تحفة المسلمین کا مصنف۔

② مذکورہ نمبر تک۔

۲۲۔ شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔ ۱ (فارسی۔ نثر)

جناب طرازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی ۲۱ میں اور جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان“ میں ایک خطی نسخہ بخط نستعلیق خوش، بقلم درویش مصطفیٰ المولوی بلغراوی، مورخ: ۹۸۹ھ، ۱۶ صفحات مخزونہ کتب خانہ نیشنل ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۔ شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔ ۲ (فارسی۔ نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ذخیرہ شیرانی رحمۃ اللہ علیہ، دانشگاہ پنجاب۔ لاہور کے نسخہ ۵۶۶۱/۲۳۳۱/۲ کا بعنوان ”نکاتِ تصوف“ مؤلفہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کیا ہے۔^①

۲۴۔ شرح دعاء القنوت: (عربی)

آغاز: القنوت طاعة

اس شرح کا ایک مخطوطہ بقلم موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ مورخ ۱۰۰۵ھ، دارالکتب قاہرہ کے مجموعہ نمبر ۳۳۸۹ میں ورق ۲۳ تا ۲۶ موجود ہے۔^②

۲۵۔ شرح دیوانِ خاقانی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)

خاقانی شیرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۵ھ) کے دیوان کی اس مذکورہ شرح کا ذکر صرف جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور اس کے ایک مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ، بھارت شمارہ: ۹۳ دواوین کی نشاندہی کی ہے۔^③

۲۶۔ شرح الرسالة الوضعیۃ (عربی)

عضد الدین عبدالرحمن ابی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۱ھ / ۱۳۵۵ء) کے عربی رسالہ ”العضدیۃ فی الوضع“ (وضعیہ) کی اس مذکورہ بالا شرح کا ذکر جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ کیا الفاظ خدا تعالیٰ نے وضع کیے ہیں یا انسان نے جو گفتگو کرتا ہے؟ چنانچہ، اس رسالہ میں اسی مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی ۳: ۳۰۵) وہاں نسخہ کا نمبر غلط طور پر ۵۳۳/۲۳۳۱/۲ شائع ہو گیا ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی) از جناب طرازی ص: ۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۵: ۶۵-۳۳۶۳۔

آغاز:

هذه المشار اليه، أماتلك العبارات المخصوصة

اس شرح کا ایک مخطوطہ دارالکتب قاہرہ (نمبر ۳۳۳ ج) میں از ورق ۷۲ تا ۷۶ موجود ہے۔^①

۲۷۔ شرح گلشن راز:

جناب محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۰ھ) کی عارفانہ مثنوی ”گلشن راز“ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کا ذکر جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔
مگر جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے اس انتساب کی صحت میں شبہ ہے۔^②

۲۸۔ شرح مخزن الاسرار:

نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۱۹ یا ۶۱۳ھ) کی مثنوی ”مخزن الاسرار“ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا شرح کا نام جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے لیا ہے۔^③

۲۹۔ شق القمر: (فارسی)

یہ شاید ہی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہو۔ یہ کہ معجزہ شق القمر کے حل پر مندرجہ ذیل سات طبقات کے نظریات جمع کئے ہیں:

- ① اہل ظاہر مقلد، محدث، حافظ۔
- ② اہل ظاہر حکیم اسلام، متکلم۔
- ③ متاخر حکمائے ظاہر۔
- ④ حکمائے قدیم۔
- ⑤ صوفی محقق۔
- ⑥ قرآنی حروف کے رموز خوان۔
- ④ اولوالایدی والابصار۔

اس رسالہ مذکورہ بالا میں ایک جگہ یہ شعر موجود ہے کہ:

شعر:

گر جامی رحمۃ اللہ علیہ بدست آری زخم جامی بری پری
دگر پیانہ ای داری تو پیانہ پیانہ

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب طرازی: ۳۔② ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ): ۸۱ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ لغت و نشر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ: ۱۶۹۔③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ لغت و نشر در ایران) از جناب سعید نفیسی ہروی: ۲۸۸۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۱۔

اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ (نمبر ۷۸۷۸) کتابخانہ مرکزی دانش گاہ تہران کے مجموعہ رسائل میں صفحہ ۲۰ تا ۲۱ موجود ہے۔^①

۳۰۔ صد کلمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ با ترجمہ فارسی:

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔ ادارہ علی کالج۔ وزیر آباد (بھارت) نے ۱۳۵۵ھ میں دسویں صدی ہجری کے خوشنویس شیخ نظام رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کئے ہوئے جس نسخہ کا عکس بعنوان آیات جلی یعنی حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اقوال مع ترجمہ حضرت مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ شائع کیا ہے، اور جس کا آغاز اس کلمہ اور ترجمہ سے ہوتا ہے۔

قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ علی لو کشف الغطاء وما ازدت یقیناً۔

اشعار:

حال خلد و جہیم دانستم
بہ یقین آنچناں کہ مے باید
گر حجاب از میانہ بردارند
از یقین ذرہ (ای) نیفزاید

وہ در حقیقت رشید الدین محمد وطواط بلخی رحمۃ اللہ علیہ: (۳۸۰ یا ۳۸۷ - ۵۷۳ یا ۵۷۸ھ) کا منشور و منظوم ترجمہ موسوم بہ ”مطلوب کل طالب من کلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ“ ہے۔ تاہم بعض خطی نسخہ جات میں کاتبوں نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے نثری ترجمہ حذف کر کے صرف منظوم درج کیا ہے۔
”وطواط رحمۃ اللہ علیہ“ کی اس کتاب کو ”فلایشتر“ نے جرمنی ”زبان“ میں ترجمہ کر کے سال ۱۹۳۷ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ چنانچہ تہران سے بھی یہ فارسی ترجمہ سال: ۱۳۴۲ شمسی میں باہتمام محدث ارموی رحمۃ اللہ علیہ شائع ہو چکا ہے۔

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رحمۃ اللہ علیہ ایاصوفیہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالہ ”ترجمہ المکتب من نثر اللالی فی کلام امام علی کرم اللہ وجہہ“ کا اندراج ہے۔ چنانچہ، یہ ایک ہی نوعیت کے تراجم معلوم ہوتے ہیں۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران) از محمد تقی دانش پڑوہ: ۱۳: ۲۳ - ۳۸۲۲۔ یہ کہ تمام معلومات کا دار و مدار اسی فہرست پر ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ العلم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی: ۱: ۲۸۸ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری ۱) از جناب بشیر ہروی ۸۱

ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۲: ۸۶ - ۱۶۸۵

۳۱۔ رسالہ عروہ:

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کا نام تحریر کیا ہے۔^①

۳۲۔ ”من الفتوحات المکیة“ میں صفة الرافضیہ: (بظاہر عربی۔ نثر)

کتب خانہ اسعد افندی رحمۃ اللہ علیہ ایا صوفیہ میں اس مذکورہ رسالہ کا ایک نسخہ موجود ہے۔ عدد عمومی ۱۶۹۱ کے تحت مذکور ۱۶ رسائل کے مجموعے میں یہ آٹھواں رسالہ ہے۔ اس مجموعہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ دوسرے رسائل بھی ہیں۔^②

رسالہ کے نام سے یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ ”فتوحات مکیہ“ سے رافضیت کی تشریح و توضیح کا استخراج کیا گیا ہے۔

۳۳۔ رسالہ قطبیہ: (فارسی)

آغاز:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدَ بِرِخَاطِرِ وَقَادَ طَبَعِ نَقَادِ پُوشِيدِه
نماند کہ!

جناب طرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذکورہ رسالہ کے قلمی مخطوطہ مخزونہ دارالکتب، قاہرہ بلا تاریخ، ۸ ورق (نمبر ۲۴ تاریخ فارسی) کا ذکر کیا ہے۔^③

۳۴۔ قلندر نامہ: (فارسی)

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ عارف حکمت، مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں موجود کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ (نمبر ۵۹) مورخ: ۹۱۷ھ میں شامل ہے۔^④

۳۵۔ کلمتی الشہادۃ:

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔^⑤

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی: ۱: ۲۸۸ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری) از جناب بشیر ہروی ۸۱

② ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ اسعدی آفندی) ص: ۳۳۰۔

③ ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی) از جناب طرازی صاحب: ۳۰۔

④ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۳: ۳۹-۳۸ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ) از جناب عزیز اللہ

عطاردی توجانی: ۱۹

⑤ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ: ۱: ۲۸۸۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ): ۸۱۔

۳۶۔ گل و نوروز:

اس رسالہ کا نام جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے درج کیا ہے۔^①

۳۷۔ مثنوی عشقی: (فارسی)

آغاز: شعر:

ای بدرماندگی پناہ ہمہ
کرم تست عذر خواہ ہمہ

یہ دارالکتب "قاہرہ" میں اس مثنوی کے دو عدد قلمی مخطوطات ملتے ہیں۔

① نمبر ۱۰۴۔ بخط نستعلیق خوش، بلا تاریخ، ۱۱۰ ص۔ نسخہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن

جای رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کی صراحت بھی موجود ہے۔

② نمبر ۹۔ بلا تاریخ۔ مجموعہ میں از ورق ۱۶ تا ۱۱، نسخہ میں شاعر کے نام کی وضاحت نہیں ہوئی۔^②

۳۸۔ مختصر الفقہ: (فارسی)

علم فقہ کے موضوع پر اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ اسلامی کالج پشاور (پاکستان) میں تحت
شمارہ: ۵۵ موجود ہے۔^③

۳۹۔ رسالہ مراتب ستہ: (فارسی)

یہ کہ رسالہ مذکورہ درج ذیل چھ مراتب کی مختصر تشریح پر مبنی ہے:

① مرتبہ غیب مسمی بہ تعین اول، یعنی تعقل حق۔

② غیب ثانی مسمی بہ تعین ثانی یعنی تحقق اشیاء

③ مرتبہ ارواح، یعنی ظہور اشیائے کونیہ

④ مرتبہ مثال، یعنی وجود اشیائے کونیہ لطیفہ

⑤ مرتبہ اجساد یعنی مرتبہ وجود اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ

⑥ مرتبہ جامع جمع مراتب یعنی حقیقت انسان

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ علم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۸۸:۱۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری) از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۸۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (نہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۳: ۱۳۰۰۳ "منکوم ای در عشق و ۳۱۲۰" مثنوی جای" بحوالہ: (نہرست
المخطوطات الفارسیہ) دارالکتب، قاہرہ

③ ملاحظہ کیجیے: (لباب العارف العلیہ) از مولوی عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۳۱:۲

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی موضوع پر ”نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص“ کے مقدمہ اور ابتدائی سات فصول میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

۳۰۔ ملفوظات جامی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)

مذکورہ ملفوظات کا خطی نسخہ دارالکتب قاہرہ (مصر) کے ایک مجموعہ مورخ بسال: ۱۲۳۵ھ میں صفحہ: ۳۰۶ تا ۳۰۹ (شمارہ ۲۷ مجامع فارسی طلعت) موجود ہے۔^①

ملفوظات جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجموعہ کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید خاص نے جمع کیا تھا۔ اسلامیہ کالج پشاور (پاکستان) میں ۱۰۴۷ شمارہ کے تحت ”رسالہ قدسیہ“ (مورخ ۱۱۸۰ھ) کے آخر پر موجود ہے۔^②

۳۱۔ مناقب مولوی رحمۃ اللہ علیہ:

جیسا کہ نام سے ظاہر و باہر ہے یہ رسالہ حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بہ مولوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۲ھ) کے مناقب پر ہے۔

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مذکورہ بالا رسالہ کا ذکر کیا ہے۔^③

۳۲۔ رسالہ منطق:

اس رسالہ کا ذکر جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔^④

۳۳۔ النغمۃ المکیۃ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں اس رسالہ کے نام کا ذکر جناب حسن سادات ناصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ”تقویم تربیت“ از ”محمد علی تربیت رحمۃ اللہ علیہ“ اور ”ریحانۃ الآداب“ از ”محمد علی تبریزی رحمۃ اللہ علیہ“ معروف بہ مدرس کے حوالے سے کیا ہے۔^⑤

۳۴۔ رسالہ نور بخش رحمۃ اللہ علیہ:

یہ رسالہ، حقیقت، طریقت اور مجاز کے بیان میں ہے۔^⑥

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب طرازی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۲۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (باب العارف العلیہ) از جناب عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱: ۱۹۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱: ۲۸۹۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) ۲۸۸ از جناب بشیر ہروی ۸۱۔

④ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱: ۲۸۹۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) از جناب بشیر ہروی ۸۱۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: (حاشیہ بر ”آئینہ“ از آذرا: ۱۳۱۲)۔

⑥ ملاحظہ کیجیے: (ریحانۃ الآداب) از جناب محمد علی تبریزی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱: ۳۳۸، تبریز طبع سوم بسال: ۱۳۳ شمس۔

⑦ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری) از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۸: ۱۔

آغاز:

بعد حمد منان مستعان وصلوٰۃ مفخر انس وجان۔

اس رسالہ مذکورہ کا ایک مخطوطہ دارالکتب قاہرہ (مصر) تحت شمارہ: ۲۶۱ ”مجامع تیمور“، ایک مجموعہ رسائل میں صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۷ موجود ہے۔^①

۴۵۔ رسالہ وحدت الوجود: (فارسی)

جناب بشیر احمد ہروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔^②

۴۶۔ الوصیہ:

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رحمۃ اللہ علیہ کے مولف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ”الوصیۃ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ ہی تحریر کیا ہے۔ عدد عمومی: ۳۷۵ کے تحت مذکورہ یہ رسالہ (یادویت) ۱۳ رسائل کے مجموعہ میں چوتھا رسالہ ہے۔^③

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب طرازی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۳۱۔② ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر کلمہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) از جناب بشیر ہروی ۸۱ملاحظہ کیجیے: (فہرست مقالات فارسی) از جناب ایرج افشار رحمۃ اللہ علیہ ۵۸۰۱: (عدد مسلسل) یہ رسالہ ماہنامہ ”جلوہ“ تہران، سال دوم: (۲۵)۔③ ۱۳۲۶ شمسی (ص ۱۶-۲۱۱) میں بعنوان: رسالہ ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ در وحدت وجود شائع ہو چکا ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ اسعد آفندی) یا صوفیہ ص: ۲۹۵

بحوالہ..... آثارِ جامی رحمۃ اللہ

چند ایسی کتب کہ جو صریحاً غلط طور پر حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی
جانب منسوب کر دی گئی ہیں

۱۔ تاریخ ہرات:

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف / تالیف (کشف الظنون) میں ہرات کی تاریخ پر کتب
کے جن سات مصنفین کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تین نام یہ ہیں:

① ابونصر عبدالرحمن رحمۃ اللہ بن عبدالجبار انعامی رحمۃ اللہ: (۳۷۲-۵۳۶ھ / ۱۰۷۹-۱۱۵۱ء)

② ابونصر عبدالرحمن القیسی رحمۃ اللہ!

③ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ: (م ۸۹۸ھ)!

بعد ازاں! عمر رضا کمالہ رحمۃ اللہ اور سعید نفیسی رحمۃ اللہ نے بھی ”تاریخ ہرات“ نامی کتاب کو حضرت مولانا
نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ سے منسوب کیا ہے۔

جناب حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ کی مندرجہ بالا فہرست پر ”تاریخ نامہ ہرات“ از سیف رحمۃ اللہ بن محمد
ہروی رحمۃ اللہ، مطبوعہ کلکتہ: (۱۳۶۲ / ۱۹۴۳ء) کے مصحح^① پروفیسر محمد زبیر صدیقی رحمۃ اللہ صاحب اپنی رائے کا
اظہار بدیں الفاظ فرماتے ہیں کہ:

تا بحال غیر از حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ کسی مدعی نشدہ کہ عبدالرحمن
قیسی رحمۃ اللہ تاریخ ہرات“ نوشتہ باشد ہمچنین در نسبتی کہ بہ ابو
روح عیسیٰ رحمۃ اللہ یا ابو نصر عبدالرحمن قیسی رحمۃ اللہ دادہ۔ مؤید
ندارد.

اصلاً حاجی خلیفہ در اظہارات خود دقت و احتیاط لازمہ را ہمیشہ
مراعات نمی کند“

① صحیح کرنے والا۔

ترجمہ: ”ابھی تک حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ ہرات“ تحریر کی ہے۔ اسی طرح اس (حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے جو نسبت ابوروح عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ یا ابونصر عبدالرحمن قبسی سے دی ہے، اس کی بھی تائید نہیں ہوتی اصل میں حاجی خلیفہ..... اپنے اظہارات میں کبھی ضروری دقت اور احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا۔“^①

چنانچہ جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جلد کے صفحہ ۱۹۷ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو آٹھویں صدی ہجری کا مولف جانتے ہوئے (جو کہ درست نہیں ہے) اس کی ”تاریخ ہرات“ کا ذکر کیا ہے۔

معین الدین زہمی اسفزاری رحمۃ اللہ علیہ کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا معاصر اور مداح تھا اور اس نے بسال: (۸۹۷-۹۹) میں ”کتاب موسومہ بہ“ روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات تحریر کی۔ وہ اپنی مذکورہ تاریخ کے مقدمہ میں تاریخ ہرات پر جن چار کتب کا ذکر کرتا ہے۔ تو ان کتب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی بھی ”تاریخ ہرات“ کا نام تک بھی نہیں آیا ہے۔

اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ہرات کے موضوع پر اپنی کوئی تالیف چھوڑی ہوتی تو مورخ زہمی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب سے ضرور واقف ہوتا، اور نہ صرف اس کتاب کا ذکر کرتا بلکہ اس کتاب سے ضرور استفادہ بھی کر لیتا جیسا کہ اس نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ہرات سے اقتباسات دیے ہیں۔^②

یوں لگتا ہے کہ فہرست نگاران اور تاریخ نویسان کو جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ہرات سے نسبت اور تاریخ ہرات سے مصنف عبدالرحمن انعامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کر بیٹھے۔

اس نظریے کی تائید کے لیے ملاحظہ کیجیے: ہاشم رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ”دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ“ مطبوعہ تہران پر مقدمہ۔^③

① ملاحظہ کیجیے: ۱۔ (کشف اللغون) الحامی خلیفہ: ۱۰: ۱۰۹-۱۳۰۹ ۲۔ (مجموع المؤلفین) از جناب عمر رضا کمالی رحمۃ اللہ علیہ: ۵۱: ۱۲۲۔

۳۔ (تاریخ نظم و نثر در ایران) از جناب سعید نفیسی: ۱: ۲۸۷۔

④ ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین زہمی اسفزاری: ۳۱-۳۲۔

⑤ نیز ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر عملہ لاری رحمۃ اللہ علیہ) از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ: ص: ۸۱۔

نیز ملاحظہ کیجیے: (مقالات مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ) جلد: ۳، ص: ۲۳۸۔

۱۔ تجنیس خط یا تجنیس اللغات: (فارسی۔ نظم)

آغاز: شعر:

بعد توحید و صفات خالق شام و سحر

وزپس نعت و ثنائے خواجہ خیر البشر

جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تحریر کرنا درست نہیں ہے کہ مندرجہ ذیل شعر بھی نصاب ”تجنیس خط“

کا حصہ ہے:

شعر:

مصر شہر و شہر ماہ دماء آب و خوف سہم

سہم تیر و جنہ چہ بال شد، بال جان

فی الحقیقت، یہ ”تجنیس الالفاظ“ یا ”بدیع البیان“ کا ابتدائی شعر ہے۔ کہ جسے جناب امیر خسرو دہلوی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہر دو کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

”رسالہ تجنیس خط“ کے کاتبوں نے تو اتر کے ساتھ اور ان کی پیروی میں بعض فہرست نگاروں نے

اسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کیا ہے۔

تمام نسخوں کے اختتام پر ناظم کا نام درج ذیل طور پر آیا ہے:

اشعار:

تا چند سخن طویل گوئی چندان

خاموشی پیش گیر عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

بس کن کہ ہمیں رسالہ کافی است ترا

زین بیش مدہ درد سہ بہ کسان^①

ابتدا میں نظم کے تیسرے شعر میں اس کے موضوع کی تصریح ہوئی ہے، اور یوں بتلایا گیا ہے کہ یہ

نصاب ”ضیائی“ کو علم لغت سکھلانے کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔

شعر:

کردم این مجموعہ را در صنع تجنیس اللغات

تاضیائی را لغت دانی بیاد آرد مگر

① ملاحظہ کیجئے: (فہرست مخطوطات شیرازی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین ۳: ۷۷-۷۸ (صفحہ)

مذکورہ بالا شعر میں وارد محض ”عبدالرحمن“ نام سے تسلیم کر لینا کہ یہ مذکورہ رسالہ ”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ“ کی تصنیف ہے ایک ایسا فیصلہ ہے کہ جو محض عجلت پر مبنی ہے۔

① اس رسالہ مذکورہ کے جو خطی نسخہ جات معلوم ہیں، اور جن کا ذکر فہارس مخطوطات میں ملتا ہے۔ وہ تمام کے تمام برصغیر میں کتابت شدہ ہیں۔

اس کے علاوہ کسی اور نسخہ کا سراغ نہیں ملتا۔^①

حالانکہ اس فہرست میں دنیا کے بالعموم اور ایران کے بالخصوص نسخہ جات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی تصنیف کہ جسے ایک نصابی اور تدریسی کتاب ہونے کی وجہ سے نسبتاً زیادہ متداول ہونا چاہیے تھا۔

اس کا ایران ترکی یا خراسان میں نہ پایا جانا (ان علاقوں میں آثارِ جامی رضی اللہ عنہ کے کثیر التعداد نسخ ہیں) اس امر کی بین^② دلیل ہے کہ یہ کتاب ان علاقہ جات میں کبھی تصنیف نہیں ہوئی۔ بلکہ سرزمین پاک و ہند میں کسی عبدالرحمن نامی شخص کی تحریر کردہ ہے۔^③

کوئی نسخہ بھی ۱۱۳۵ھ سے قدیم ترین معلوم نہیں ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس نصاب کا جو مخطوطہ کتب خانہ احسان دانش مرحوم انارکلی لاہور میں معلوم ہے۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲/ رمضان ۱۰۸۴ھ ہے۔ مگر رسالہ کا کاغذ اور خط اس قدر متاخر ہے کہ مذکورہ تاریخ مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

تجنیس خط:

تجنیس خط^④ اور پھر اس کا انگریزی ترجمہ از مطبوعہ لندن: ۱۸۱۱ء۔ دسترس میں نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ آیا انگریزی مصحح نے اپنے پیش نظر نسخہ کے ترقیے کی بنیاد پر اس رسالہ کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مان لیا ہے۔ یا پھر تائید مزید کے لیے یا تردید کے لیے کوئی دیگر شواہد و قرائن بھی موجود تھے۔^⑤

① ملاحظہ کیجیے: یہ کہ فہرست نگار و مخطوطات شیرانی رضی اللہ عنہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق ”ضیائی رضی اللہ عنہ“ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ یہ قیاس داخلی نظر آتا ہے۔ بلکہ یوں لگتا ہے کہ یہ مذکورہ شعر ہی سے ماخوذ ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے غطلی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۱۹۶۱-۱۴۰۳۶ کے حصہ ”فرہنگ نامہ ہائے دوزبانہ یا بیشتر“ میں اس مذکورہ رسالہ کا کچھ بھی ذکر نہ ہے۔ ۱۹۶۱:۳-۲۰۳۶ واضح۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے غطلی فارسی) از جناب احمد منزوی ۱۹۶۱:۳-۲۰۳۶ کے حصہ میں اس رسالہ کا کوئی بھی ذکر نہ ہے۔
④ تصحیح کے ساتھ۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: بحوالہ مذکورہ میں: ۱۵۰۳

یہی رسالہ تجنیس خط، کلکتہ سے بسال ۱۸۱۸ء اور مطبع میسائی (بھارت) سے بسال: ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۸ء اور کانپور سے بسال ۱۸۷۱ء میں ”تجنیس اللغات“ ”جامی اللغات“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ ترجمہ کوک شاستر: لذت النساء: (فارسی۔ نظم)

موضوع: جنسیات کے موضوع پر اس مثنوی کو کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

کنم ابتدا من بنام خدا

کہ پیدا است از قدرتش دوسرا

جناب سرفراز علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مخطوطات انجمن ترقی اردو (فارسی۔ عربی) میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی چاب منسوب کیا ہے کہ جو درست نہیں ہے۔^①

درحقیقت یہ کتاب ”حیدرآباد (دکن) کے ایک شاعر جامی کی مثنوی ہے کہ جو اس نے ”ہندی“ سے ترجمہ کی تھی۔ ریو نے شاعر کا پورا نام ”محمد قلی رحمۃ اللہ علیہ“ اور جناب شمس اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے۔ یہ جامی دکنی گیارہویں صدی ہجری میں زندہ تھا۔^②

Infra: RIUE, CHARLLS. "CATALOGUE

OF THE PERSIAN MANUSCRIPTS IN

THE BRITISH MUSEUM. VOL.11.....

۴۔ دیوانِ مادح: (فارسی۔ نظم)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت و مدحت طرازی پر مشتمل ہے۔ یہ غیر منقولہ اشعار کا دیوان ہے۔ پہلی نعت کے مقطع غیر منقوط میں شاعر نے اپنا تخلص درج ذیل طریقہ سے استعمال کیا ہے:

شعر:

مدح احمد دوام گو مادح

کو دوا داد درد ہدم را

① (مولانا جامی علم و عرفان کا منبع اور فنا فی الرسول تھے۔ صاحب تفسیر اور شارح شخصیت سے ایسی کتاب منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے)۔ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات انجمن ترقی اردو (فارسی۔ عربی): ۵۰۱ (عدد مسلسل) مخطوط نمبر ۳ ق ف ۱۱۲۱)

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ زبان اردو) از جناب شمس اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ص: ۶۶۔ ۶۷

برصغیر کے مختلف ایڈیشنوں میں اسے ”دیوان بے نقاط جامی رضی اللہ عنہ“ کے نام سے طبع کیا جاتا رہا ہے۔ مگر حافظ محمد اسلم جے راج پوری صاحب رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق اشعار کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص کا ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ سے تقریباً ایک سو پچیس برس بعد زندہ تھا۔ (شاکر جامی دکنی) چنانچہ، حافظ رضی اللہ عنہ صاحب نے حوالہ کے پیش نظر درج ذیل شعر پیش کیا ہے:

شعر:

در سال دو صد دو سہ ہر دو رسالہ را

مادح کہ کرد در سر مدح رسول را^①

”دیوان مادح“ مطبوعہ: لاہور! میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔

آغاز: شعر:

حمد لا حد آلہ عالم را

کو روا کردہ کام آدم را^②

ملاً قانع ٹھٹھوی رضی اللہ عنہ نے مقالات الشعراء میں ایک فارسی شاعر ملا داؤد لکھنوی رضی اللہ عنہ متخلص بہ

”مادح“ کا ذکر کیا ہے۔ مگر بطور نمونہ جو شعر درج کیا ہے وہ منقوط^③ ہے۔^④

۵۔ رسالہ صغیر: (فارسی۔ نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رضی اللہ عنہ نے ذخیرہ شیرانی رضی اللہ عنہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں موجود مجموعہ رسائل

نمبر ۲۰۳۰ / ۵۰۵۳ کے پہلے رسالہ کو بعنوان ”رسالہ صغیر“ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن

جامی رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے۔^⑤

چنانچہ، اس انتساب کی صحت کو معلوم کرنے کی خاطر جب مذکورہ نسخہ کا جائزہ لیا گیا تو حقیقت حال کہ

جو سامنے آئی تو وہ کچھ یوں تھی کہ مذکورہ مجموعہ رسائل ایک ہی کاتب کا تحریر کردہ ہے، اور اس کے پہلے

ہر سہ رسائل کی ترتیب درج ذیل ہے:

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رضی اللہ عنہ) از جناب حافظ محمد اسلم جے راج پوری رضی اللہ عنہ اس: ۵۹-۶۰۔

② ایسا شعر کلام جس میں نقطے نہ ہوں غیر منقوط کہلاتا ہے۔ افضل کلہ طیبہ بھی غیر منقوط ہے۔ علامہ ولی رازی کی کتاب ”ہادی عالم“ بھی غیر منقوط ہے۔

③ اور ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (مقالات الشعراء) از جناب ملا قانع ٹھٹھوی ص: ۱۶۹۶

⑤ ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین ص: ۳-۶۳۳۔

① رسالہ درعروض وقافیہ: مصنف مجہول، ص: ۲-۱۳، اسی رسالہ کو جناب ڈاکٹر صاحب رضی اللہ عنہ نے رسالہ رسالہ صغیر سے موسوم کیا ہے۔^①

② رسالہ عروض از قاسم کاہی رضی اللہ عنہ: ص: ۱۳-۲۲!

③ رسالہ معما از جامی رضی اللہ عنہ! ص: ۲۳-۱۴۸!
آغاز: ”ای اسم تو گنج ہر طلسمی“

اس رسالہ کو رسالہ متوسط کہنا چاہیے مگر جناب ڈاکٹر صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے ”رسالہ کبیر“ یا ”حلیۃ الجلل“ کے نام سے فہرست میں مندرج کیا ہے۔^②

۶۔ رسالہ عرفانی: (فارسی۔ نثر)

”رسالہ عرفانی“ مخزونہ کتب خانہ گنج بخش رضی اللہ عنہ، راولپنڈی کے جس خطی نسخہ (۶۳۱۴) کو اس کے ترقیمہ اور کاتب کے حوالہ سے ”ملاں جامی رضی اللہ عنہ“ سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت ارشاد المریدین از کمال الدین حسین خوارزمی رضی اللہ عنہ (شہادت: ۸۳۵-۸۴۰ھ) ہے۔ کہ جس کی تائید خود ”فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش رضی اللہ عنہ“ از احمد منزوی رضی اللہ عنہ، جلد دوم، صفحہ ۵۱-۵۵۲! پر ”ارشاد المریدین“ (تحت عدد مسلسل ۶۸۲) اور صفحہ: ۸۰-۶۷۹! پر رسالہ عرفانی (ذیل عدد مسلسل: ۸۲۳) کی دی گئی فہرست مضامین کی یکسانیت سے بھی ہو جاتی ہے۔

۷۔ طریق بحث: (فارسی۔ نثر)

مثنوی جس کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے:

شعر:

خداوندی کہ او را نیست ہمتا
بود از جسم و از جوہر مبرا

یہ مثنوی بحث و مناظرہ کے آداب اور طریقوں پر مشتمل ہے۔

اس مذکورہ رسالہ کے ایسے مخطوطات معلوم ہوئے ہیں کہ جن کے ترقیمہ میں اسے جامی رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ کہ ان ہر دو نسخہ جات میں اشعار کی مجموعی تعداد تیس ہے۔

① ایک نسخہ مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی رضی اللہ عنہ۔ لاہور، مورخ بسال: ۱۲۷۷-^③

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی) ۳: ۶۲۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی رضی اللہ عنہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رضی اللہ عنہ! جلد: ۳، ص: ۱۶۳۳!

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان، حصہ منطق!)

② ایک نسخہ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ شماره: ۴-۸! ①
کتاب خانہ گنج بخش رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے نسخے، شماره: ۱۹۶۳، مورخ: ۱۰۹۲ھ در مجموعہ، ص: ۶۲۔
۶۳ کے آخر میں تین مزید اشعار موجود ہیں کہ جن میں شاعر کا نام ”اسیری“ مذکور ہے۔ چنانچہ، اختتام کے
وہ اشعار ملاحظہ فرمائیے گا:

اشعار:

طریق بحث را تقریر کردم
بوجہ مختصر تحریر کردم
کہ تا از من بماند این نشانی
کہ من ہم بودہ ام اندر زمانہ
چو شد این نظم در خاطر مخیل
بنام خویشتم کردم مزیل
مقیم گوشہ فقر و فقیری
فقیر ناتوان یعنی اسیری ②

محترم فہرست نگار نے ”اسیری“ کی نسبت مکانی کوئٹہ (پاکستان) سے ظاہر کی ہے۔ غالباً یہ اشتباہ
مصرعہ مقیم گوشہ فقر و فقیری میں لفظ ”گوشہ“ کو ”کوئٹہ“ پڑھنے سے ہوا ہے۔
حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ سے انتساب کی دو وجوہات ہیں۔
اولاً: بذات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ نے مناسک حج پر رسائل تحریر کیے۔
ثانیاً: زیر نظر مثنوی میں مندرجہ ذیل شعر اشتباہ کا سبب بنا۔
شعر:

گر بودت از سخن من ملال
گوش کن از عارف جامی رضی اللہ عنہ مقال
شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ سے اس مثنوی کا انتساب، شاعر کے ”مچی“ تخلص کے سبب سے ہے۔

شعر:

مچی از افسانہ او لب مہند
کو دل تو باز رہاند ز بند

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست لسوہائے مثنوی کتاب خانہ گنج بخش رضی اللہ عنہ: ۱۱: ۳۳۹، تحت آداب بحث منظوم)

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست لسوہائے مثنوی کتاب خانہ گنج بخش رضی اللہ عنہ: ۱: ۱۳۳۹)

ڈاکٹر علی اصغر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقالہ چہار کتب از جامی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ رسالہ آموزش و پرورش شماره: ۶ سال ۱۳! ص: ۸۶-۲۸۵! میں کسی قدر تردد کے پیش نظر چوتھی کتاب ”فتوح الحرمین“ ہی کا ذکر ہے۔

۹۔ لطائف شرافت: (فارسی۔ نثر)

چوتھری صفحات کا یہ رسالہ تصوف و سلوک و اخلاق سے متعلق مختصر مگر نصیحت آموز جملات پر مشتمل ہے اور ہر جملہ ”لطیفہ“ اور ”شریفہ“ کے زیر عنوان مندرج ہوا ہے۔ اس رسالہ کی ابتدا میں بارہ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مناجات تحریر ہے۔ جبکہ اصل متن اور موضوع اس مناجات کے بعد شروع ہوتا ہے۔

آغاز: ای رب ارباب! ارباب ارباب را ارباب! کرم گشائی از مآب گنہ رہائی۔ ای عفو متین عفو خود بین۔ اثم بین مابین۔ ای بادشاہ لم یزل۔

اختتام: شعر:

یاری کہ در و معرفتی نیست مگر

کاری کہ در و منفعتی نیست مکن

محترمہ خالدہ صدیق (اب خالدہ آفتاب) نے اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ تہیہ نسخ فارسی موجود در کتاب خانہ ہائے لاہور میں فقیر خانہ۔ لاہور میں موجود ”لطائف شرافت“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔^①

مزید تحقیق کے لیے جب فقیر خانہ کا مذکورہ بالا نسخہ (نمبر۔ ۲۲۰) ملاحظہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نسخے کے سرورق اور ترقیمہ کی عبارت کے سبب سے یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہو گئی ہے۔ ترقیمہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

”تحت تمام شد ”لطائف شریف“ میں تصنیف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بید الخظ ”فقیر سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ براس خاطر برخوردار شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ مولوی ولد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ، ساکن حیرانوالہ (ہیرانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ) صورت تحریر یافت۔ مالک فقیر شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ متولد ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ“

① ملاحظہ کیجئے: حمید نسخ فارسی موجود در کتاب خانہ ہائے لاہور از محترمہ خالدہ صدیق صاحبہ!

ص: ۱۳۰۰! اس مقالہ کی ایک نقل کتب خانہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، راولپنڈی میں بذیل شماره: ۶۵ (مطبوعات) میں موجود ہے۔

یہ بات محل نظر ہے کہ خود متن کے اندر ایک ایسی شہادت موجود ہے کہ جس کے سبب سے اس کتاب / رسالہ ”لطائف شرافت“ کی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کی تردید ہو جاتی ہے۔

جہاں تحریر ہے کہ:

”مولوی معنوی میفر ماید۔ فرد۔
گریکی.....“

طب طراق در جہان افکنده۔

ونیز در کلام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ..... کہ فرمودہ است، بیت:

از کمر تا بکنار آمدہ^①

یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہی کتاب میں اپنے شعر کا یوں حوالہ نہیں دے سکتے تھے۔

۱۰۔ لمعات: (فارسی۔ نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ذخیرہ شیرانی رحمۃ اللہ علیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور کے دو مخطوطات (نمبر ۲ / ۲۰۰۵ / ۵۰۱۵ اور ۸ / ۳۵۰ / ۳۳۵۳) کو بعنوان: ”لمعات“ پیش کر کے تحریر کیا ہے:

”اکثر مطالب از لامعہ شروع میشود ویر فسور شیرانی رحمۃ اللہ علیہ: (م ۱۹۳۶م) این را اثر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ احتمال دادہ، مولفہ صفر ۸۷۵ھ۔ قطعہ تاریخ اینست“

اشعار:

بی دعوت فضل جامی رحمۃ اللہ علیہ ولاف ہنر
درسلک بیان کشید این عقد گہر
آن لحظہ کہ شد تمام آورد بدر
تاریخ مہ و سال وی از شہر صفر^②

① ملاحظہ کیجئے: ”لطائف شرافت“، ص: ۳۱، لفظ فقیر خانہ

② ملاحظہ کیجئے: (فہرست مخطوطات شیرانی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲: ۵۰-۱۳۴۹ (عدد مسلسل)۔ یہ کہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مقالہ بعنوان: ”مخطوطات ذخیرہ شیرانی رحمۃ اللہ علیہ“ کا اجمالی جائزہ مندرج در، اور نیشنل کالج میگزین۔ لاہور۔
شیرانی رحمۃ اللہ علیہ نمبر، جلد/ ۵۶، شماره: ۳-۴، صفحہ: ۱۲۵ میں بھی اس کا انتساب کا اعادہ کیا ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ ”لمعات جامی رحمۃ اللہ علیہ“، تالیف ۸۷۵ھ۔ پروفیسر شیرانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں واحد نسخہ ہے۔ حالانکہ خود ذخیرہ شیرانی رحمۃ اللہ علیہ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں: ^①

Infra: A DESCRIPTIVE CATALOGUE OF
THE ISLAMIC MANUSCRIPTS IN THE
GOVT: ORIENTAL MANUSCRIPTS LIBRARY
MADRAS, VOL:1, PAGE-281.

مقالہ: مندرج در ماہنامہ مہر، تہران سال ہشتم (۱۳۳۱ ش) شماره: ۱۰، ص: ۵۹۰۔ مقالہ نگار نے مخطوطہ کا نمبر ۱۵۷ لکھا ہے۔

مذکورہ بالا علامت، قطعہ تاریخ اور خود دونوں مخطوطات دیکھنے سے ہمیں یہ پورا اطمینان حاصل ہوا ہے کہ درحقیقت، یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی لوا مع شرح قصیدہ (میمیہ) خمیرہ از ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

۱۱۔ منتخب مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ: (فارسی)

اس بینہ انتخاب کا ایک قلمی نسخہ ”مشرقی مخطوطات“ کی سرکاری لائبریری مدراس (بھارت) میں بذیل شماره ۱۵۸ موجود ہے۔

لیکن اس کا آغاز اسی شعر سے ہوتا ہے۔ جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”نائیہ“ کے آغاز میں ہے یعنی ”عشق جزنائی و ما جزنی نہ ایم، الخ۔“

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس لائبریری کے فہرست نگار نے اسے غلطی سے ”نائیہ“ سے الگ رسالہ سمجھ لیا ہے۔

پس نوشت

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل مزید دو رسائل معلوم ہوئے ہیں:

① ملاحظہ کیجئے: ”کی آثار عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ از جناب ایرج افشار صاحب۔

۱۔ رسالہ فی اسرار علم التصوف! (فارسی)

رسالہ مذکورہ عنوان بالا کہ جس کا مستقل نام کچھ اور ہونا چاہیے۔ ایک مقدمہ اور تین اصل پر مشتمل ہے۔

اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ بایزید ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ (ترکی) کے مجموعہ مخطوطات شمارہ: ۱۸۲۵ میں ورق ۳۲۵ تا ۳۳۵ موجود ہے۔ یہ رسالہ بخط نسخ بقلم صائغ الدین فجنیدی رحمۃ اللہ علیہ سال: ۸۵۱ھ میں بمقام ”ابرقوہ“ تحریر کیا گیا ہے۔^①

۲۔ منتخب چہار عنوان کیمیائے سعادت: (فارسی)

جناب شمس بریلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ”نفحات الانس“ کے اردو ترجمہ کے مقدمہ میں اس رسالہ کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

کیمیائے سعادت کے عنوانات:

عنوان اول: شناختن نفس خویش

عنوان دوم: شناختن حق تعالیٰ

عنوان سوم: معرفت دنیا

عنوان چہارم: معرفت آخرت

یہ چاروں عنوانات عنوان مسلمانوں کے ذیل میں ہیں۔

”کیمیائے سعادت کا عنوان اول شناختن نفس خویش، عنوان دوم شناختن حق تعالیٰ عنوان

سوم معرفت دنیا اور عنوان چہارم معرفت آخرت ہے۔ یہ چاروں عنوانات عنوان مسلمانوں

کے ذیل میں ہیں۔ اصل متن میں یہ چاروں عنوانات تقریباً ایک سو صفحات پر مبنی اور مشتمل

ہیں۔ حضرت جامی قدس سرہ نے ان کی تلخیص ۲۰ صفحات میں پیش کی ہے۔“^②

① ملاحظہ کیجیے: فہرست میکر و لیلہائے کتاب خانہ مرکزی ودانش گاہ تہران: ۳۷۸

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ مترجم، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص: ۷۳-۷۵

۲۔ ملاحظہ کیجیے: جناب شمس بریلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صفحات کا مذکورہ بالا تعین رسالہ کی تقطیع ۸/۲۰۳۰ کے پیش نظر کیا ہے۔

تمتہ تکملہ آثار حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ یا ”الحاشیہ القدسیہ“:

رک: متن ص: ۳۰۸، تکملہ ص: ۳۷۳!

جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی“ ۲: ۱۱۳۶ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی رسالہ مذکورہ عنوان بالا کا ذکر یہ بعنوان: (حواشی مولفات خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ) کیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے کہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کہ بعض تالیفات کے حاشیے پر بزرگوں کے اقوال تحریر ہوئے تھے۔ کہ جنہیں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں یکجا کر دیا ہے۔

جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تصریح درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے ملفوظات کو یکجا کر دیا ہے۔

جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کے ایک مخطوطہ بخط بقلم عبدالرحمن بن احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ مورخ بسال ۸۷۷ھ شمولہ کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۸۳-۸۷ کی نشاندہی کی ہے جو کتاب خانہ ملی، تہران میں موجود ہے۔ یہ کہ اس کلیات کا بخط حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہونا اور مذکورہ تاریخ کتابت محل نظر ہے۔

۲۔ شرح رباعیات جامی رحمۃ اللہ علیہ:

رک: متن ص: ۳۳۱، تکملہ ص: ۳۸۰!

اس شرح کا ایک خطی نسخہ ایا صوفیا (ترکی) میں مجموعہ رسائل شمارہ ۳۸۳۲ میں ورق ۳۲۳ سے ۳۷۹ تک موجود ہے۔ یہ رسالہ ”محمود کاتب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ“ قومنی نے بخط نستعلیق ۱۲/ رمضان ۸۶۶ھ میں دمشق میں تحریر کیا۔^①

۳۔ ناسیہ یانی نامہ:

رک: متن ص: ۳۳۱، تکملہ ص: ۳۸۹۔

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست میکر و ٹیلہائے کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران، ۱: ۶۶۷)

مذکورہ عنوان بالا رسالہ دوسری بار طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔^①

۴۔ شق القمر:

رک: تکملہ ص: ۴۲۱!

فہرست میکر و فیلمہائے کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران، ۱: ۴۷۸: ۴ میں اسے بصراحت حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بتلایا ہے، اور تحریر کیا ہے کہ:

”یہ قول باری تعالیٰ:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ.

کے اسرار و رموز کی تشریح پر مبنی ہے۔“^②

اس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ بایزید ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ، (ترکی) کے مجموعہ مخطوطات شمارہ: ۱۸۲ میں ورق ۳۱۵ سے ۳۲۴ تک موجود ہے۔ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ (مجموعہ کے باقی رسائل کی طرف بخط نسخ بقلم صائغ الدین بخندی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۸۵۱ھ میں) ۱۸ جمادی الاول میں بمقام، ”ابرقوہ“ کتابت ہوا۔

موجودہ کتاب کے بارے میں:

ہماری یہ موجودہ کتاب ”حیات حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“، حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی و روحانی اور دیگر حالات زندگی کے احوال و آثار پر مشتمل ہے۔ کہ ہم نے آپ کی بائیوگرافی کی ترتیب میں نہایت درجہ محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔

اول تا آخر ہماری کچھ یہی کوشش رہی ہے کہ ”حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ کو مستحق و محلی طور پر پیش کیا جائے۔ تاکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات نیز علمی و ادبی اور روحانی ”احوال و آثار“ حالات و واقعات کی چھلنی سے چھن کر قارئین کے سامنے لائے جاسکیں۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر موضوعات اور عنوانات کے حوالے سے بہت کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ تحریر کیا جائے گا۔

ہم نے آپ کے ”احوال و آثار“ کی ترتیب میں کسی تنگ دلی اور تعصب نظری کو قریب تک نہیں بھٹکنے دیا ہے، اور نہ ہی کسی جانبداری سے کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

① ملاحظہ کیجیے: (”ہانی نامہ“ تفسیر و تعلق از استاد غلیل اللہ غلیل، باہتمام فقیر محمد خیر خواہ، از نشرات انجمن تاریخ و ادب افغانستان اکادمی، کابل، ۱۳۵۲ ش/ ۱۹۱۳ء، ص: ۱۵۸-۱۶۵)۔

② سورۃ القمر، آیت: ۱۔ اس آیت کا ملبوم شق القمر کا عظیم الشان معجزہ ہے جو کفار مکہ اور علمائے یہود کے سوال پر وقوع پذیر ہوا اس آیت کے معنی ہیں۔ وقت آگیا اور چاند پھٹ گیا (دو ٹکڑے ہو گیا) شق القمر قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔ اور روایات صحاح ستہ سے بھی۔

آپ کی شخصیت کو ہم نے متوازن طور پر پیش کیا ہے، اور جہاں تک ہو سکا ہے تحقیق، تدقیق اور نہایت درجہ تفتیش سے کام لیا ہے اور علمی و ادبی و روحانی ”احوال و آثار“ کو بلا کم و کاست نقل کیا ہے، اور شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت کے ”احوال و آثار“ کی قرار واقعی درست طور پر ترجمانی کی اتھاہ کوشش کی ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ خود اپنی شخصیت کے حوالے ہی سے ایک انجمن تھے۔ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ جیسی قدسی نفوس شخصیت کے حوالے سے کوئی سوانحی کام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کہ جس کا اندازہ ہمیں کتاب کی ترتیب کے دوران قدم قدم پر ہوتا چلا جاتا تھا۔ مگر محض استعانتِ ربانی سے ہم اس مشکل کام کو کر پائے۔

ترتیب:

ہماری موجودہ کتاب ”حیات حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ“ المشہور حیات جامی رحمہ اللہ چھ حصص اور انتیس ابواب^① پر مشتمل ہے۔ بلکہ ضمنی عنوانات کے بشمول عناوین کی تعداد تین صدو سے کہیں زیادہ ہے۔

ابواب کے عناوین سے قارئین کرام کو کتاب اور صاحب سوانح ”حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ“ کی مایہ ناز علمی و ادبی اور روحانی شخصیت کی اہمیت کا بخوبی طور پر اندازہ ہو سکے گا۔ ہم نے کتاب کی اہمیت اور نوعیت کے پیش نظر، ہر طرح سے اس کتاب کو جامع و مانع بنانے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ ہماری قومی زبان ”اردو“ کہ جو بھم اللہ تعالیٰ روز بروز برق رفتاری سے ترقی پذیر ہوتی جا رہی ہے ”مولانا جامی رحمہ اللہ“ کلکیشن“ میں یہ کتاب ایک قابل قدر اور اہم اضافہ کا موجب ہوگی اور مستقبل میں اس اہم موضوع پر یقیناً مہمیز کا کام دے سکے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

فہرست کتاب کے بغور مطالعہ سے قارئین کو بخوبی طور پر علم ہو سکے گا کہ ہم نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی علمی و ادبی اور روحانی شخصیت کے حوالے سے ہر اچھوتے سے اچھوتے عنوان کو اختیار کیا ہے، اور موجودہ دور کے علمی و ادبی ”احوال و ظروف“ کے باوصف ان عناوین کتاب اور آپ کی شخصیت کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔

پروردگارِ عالم عزاسمہ وجل قدرہ کالاکھ لاکھ شکر و امتنان ہے کہ محض اس کی مدد استعانت سے ہماری موجودہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ سکی اور حبیب کبریٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے توسل سے ہم اس کتاب کو بحسن و خوبی پیش کرنے کے لائق ہو سکے۔

فہرست عکسیات:

- ہم نے موجودہ کتاب میں جدت پسند طبائع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے درج ذیل عکسیات کو شامل کیا ہے:
- ① شبیہ جامی رضی اللہ عنہ (عمل دولت)
 - ② نویں صدی ہجری میں تیموری سلطنت کا نقشہ
 - ③ شبیہ جامی رضی اللہ عنہ! (عمل: مصور فرغ داسلمی رضی اللہ عنہ)
 - ④ شبیہ تبر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ
 - ⑤ خدا بخش پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود سلسلہ الذهب دفتر اول مع دیوان جامی رضی اللہ عنہ! (مخطوطہ نمبر ۱۸۶) پر یادداشت بخط جامی رضی اللہ عنہ (مذکورہ کتب خانہ کے شکر یہ کے ساتھ)
 - ⑥ ”نفحات الانس“ (قلمی) متعلق بہ کتاب خانہ شاہزادہ مظفر حسین میرزا ابن ابوق الغازی سلطان حسین بایقراہ بقلم محمد بن عبدالکریم الحسینی رضی اللہ عنہ۔ حاشیہ بخط حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ (ملاحظہ ہو ”جامی رضی اللہ عنہ“ از علی اصغر حکمت صاحب (ص: ۱۷۶-۱۷۰) شکر و متنان:

آخر میں ہم عزیز محترم جناب شاہد حمید صاحب سلمہ پروپرائٹر اور بانی ادارہ ”بک کارنز جہلم“ کے نہایت درجہ شکر گزار ہیں کہ جن کی خصوصی توجہ سے موجودہ کتاب ترتیب و تکمیل کے درجہ تک پہنچ سکی، اور ان ہی کی خاص توجہ سے یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی ہے۔ جس کے لیے ہم ان کے نہایت درجہ ممنون ہیں۔

ہم عزیز محترم جناب ڈاکٹر تنویر حسین عظیمی صاحب کے نہایت شکر گزار ہیں کہ کتاب کی ترتیب کے دوران انہوں نے اپنی ذاتی کتب میں سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول کتاب موسومہ بہ ”لوائح جامی رضی اللہ عنہ“ اردو ترجمہ جناب سید فیض الحسن فیضی صاحب کا نسخہ استعمال کے لیے عنایت فرمایا!

اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کی بلند فرمائے آمین۔

آخر میں ہم جناب پروفیسر سید امیر کھوکھر اور جناب عامر مسعود کے ممنون ہیں جنہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کی۔ ادارہ بک کارنز جہلم مشہور و معروف شخصیات کی سوانح حیات شائع کرنے کے حوالے سے داد کا مستحق ہے۔ جنہوں نے نہایت درجہ محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔ اللہ رب العزت انہیں ترقی درجات عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام
آپ کا مخلص

ہیچد ان: راجہ طارق محمود نعمانی

ایڈووکیٹ (ہائیکورٹ)

حیات

خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

المتولد ۲۲ شعبان المعظم ۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۳ء

المتوفی ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۴۹۲ء

(عمر ۸۱ برس)

آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پ ۱۱ ع ۱۲)

(حصہ اول)

مشمول بر عناوین:

سرزمین ایران مختصر تعارف۔ جام (تربت جام) مع دیگر عناوین وغیرہ

سرزمین ایران و جام

(تربت جام)

مختصر تعارف اور تاریخی پس منظر:

برصغیر پاک و ہند کا ہمسایہ ملک ”ایران“ ہے۔ زمانہ قدیم سے ملک ایران کے تاریخی، تمدنی، مذہبی، ثقافتی و علمی روابط برصغیر پاک و ہند کے ساتھ وابستہ و پیوستہ چلے آتے ہیں، اور اب تو پاکستان اور ایران کے مابین ملی و تاریخی، مذہبی، علمی و ثقافتی روابط بیش از بیش پیش رفت کی صورت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر امرت لعل عشرت صاحب (پروفیسر و صدر شعبہ فارسی) بنارس و ہند یونیورسٹی بعنوان ”تاریخی پس منظر“ کے حوالے سے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

”ایران“ یا ”اران“، ”ایر“ یا ”ار“ کی جمع ہے اور یہ لفظ ”آریہ“ سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب سنسکرت اور زند اوستا میں آزاد اور پاک نژاد ہے۔ ایران کے قدیم نام ”ایران کشیتر“ اور ایران شہر ہیں، اور یہ دونوں نام ہنخامنشی ”کتبوں“ اور پہلوی تصنیفات میں ہر جگہ ملتے ہیں۔“

ایران کی جغرافیائی حیثیت کو ہمیشہ سے بہت اہمیت حاصل رہی ہے، اور اسی لیے ایشیا کے اجتماعی اور سیاسی انقلابات میں ایرانیوں کا رول بہت مؤثر رہا ہے۔ اپنے محل وقوع سے استفادہ کر کے اہل ایران نے ایک طرف تو ”سامی اقوام“ مثلاً:

مصریوں، فینیقیوں، اشوریوں اور بابلیوں سے اپنے تعلقات استوار کر لیے تھے، اور دوسری جانب، ہندوستانیوں، یونانیوں، رومیوں، چینیوں اور ترکوں سے میل جول بڑھا لیا تھا۔

اس کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سرزمین ہمیشہ مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کا سنگم بنی رہی اور رنگا رنگ تہذیبوں کے امتزاج سے یہاں ایک مخصوص تہذیب و تمدن کا ظہور ہوا، جس کو دنیا والوں نے بے مثال تسلیم کیا۔

ایرانی سطح مرتفع کو شمالی میں دریائے مازندران اور جنوب میں خلیج فارس نے محصور کر رکھا ہے۔ خلیج فارس دنیا کے گرم ترین حصوں میں سے ہے، اور جزیرہ نمائے عربستان کو ایران سے جدا کرتی ہے۔ ایران کو سمندری راستوں سے دنیا کے ساتھ متصل کرنے میں خلیج فارس کی اہمیت مسلم ہے۔ اسی طرح ایران کے بری راستے مشرقی اور مغربی ایشیا کو ملانے کے لیے ہمیشہ ایک پل کا کام دیتے رہے ہیں۔^①

جناب ڈاکٹر پروفیسر ظہور الدین احمد صاحب (شعبہ فارسی) گورنمنٹ کالج لاہور بعنوان: (ایران۔ جغرافیہ) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

حدود:

کوروش کبیر (۵۵۹..... ۵۲۹ ق۔ م) کے عہد سلطنت میں ایران کی حدود مشرق میں دریائے سندھ شمال میں دریائے سیحون، بحیرہ خزر، بحیرہ اسود اور کوہستان قفقاز، جنوب میں بحر ہند اور خلیج فارس اور مغرب میں بحیرہ ارجین تک پھیلی ہوئی تھیں۔

کوروش نے انتظامی سہولت کے لیے اس کو چھوٹے چھوٹے صوبوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔^②

۱۔ ایران کے تاریخی ادوار کا تسلسل زمانہ قبل از اسلام (حملہ اسلام تک):

- ① ابتدائی احوال
- ② سلطنت ماد
- ③ سلسلہ (ہخامنشیاں)۔ (زرشت اور سکندر اعظم مقدومی کا دور)
- ④ پیش وادیاں
- ⑤ خاندان کیانیاں
- ⑥ خاندان سلوکیاں
- ⑦ خاندان ساسانیاں
- ⑧ متعلقہ بادوار درج ذیل
- ① ظہور مانی
- ② مزدک اور اس کا مذہب
- ③ جنگ قادسیہ
- ④ جنگ جلولہ
- ⑤ جنگ نہاوند

① (ایران صدیوں کے آئینے میں) از جناب ڈاکٹر پروفیسر امرت لعل عشرت صاحب (فصل اول) بعنوان: "عہد قدیم سے حملہ اسلام تک" تحت عنوان (تاریخی پس منظر) بر صفحہ ۱/صفحہ ۲ وغیرہ وغیرہ

② (ایران شناسی) از جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب بعنوان: (ایران..... جغرافیہ) بر صفحہ (۱) و صفحات مابعد

۲۔ (تاریخ ایران) "ابتدا سے عصر حاضر تک" از جناب سید اصغر علی شاہ جعفری صاحب بعنوان: (احوال ابتدائی)۔ ابتدا (ایران قبل از اسلام) باب ۱ بر صفحہ ۱۱ و مابعد صفحات۔

۲۔ عرب و ایران زمانہ بعد از اسلام:

”ادوار“ کے حوالے سے بعناوین ذیل:

- ① سر زمین عرب اور اس کی سماجی کیفیت وغیرہ۔
- ② جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا عہد اور عربستان
- ③ جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عربی اور ایرانی روابط

۳۔ اسلامی دور کے ابتدائی حکمران

خلافت راشدہ: حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

خلافت بنو امیہ

خلافت بنو عباس

(طوائف الملوک)

- | | |
|------------------|------------------|
| ① خاندان طاہریہ | ② خاندان دلفیہ |
| ③ خاندان علویہ | ④ خاندان صفاریہ |
| ⑤ خاندان سامانی | ⑥ خاندان ساجیہ |
| ⑦ خاندان آل زیاد | ⑧ خاندان آل بویہ |
| ⑨ خاندان حسنیہ | ⑩ خاندان غزنویہ |
| ⑪ خاندان کاکویہ | |

۴۔ خاندان سلجوقی

① سلاجقہ بزرگ

② سلاجقہ عراق و کردستان

۵۔ خاندان اتابک

- | | |
|----------------------|--------------------|
| ① اتابکہ کردستان | ② اتابکہ فارس |
| ③ اتابکہ آذربائیجان | ④ سلاطین نیروز |
| ⑤ خاندان اسمعیلیہ | ⑥ خاندان غوریہ |
| ⑦ خاندان خوارزم شاہی | ⑧ خاندان قراختائیہ |

۶۔ منگول

- ① چنگیز خان
② چنگیز خان کا ایران پر حملہ
③ ایلخانی خاندان
④ ہلاکو خان کی اولاد

۷۔ ایران میں طوائف الملوک

- ① خاندان ایلخانہ یا جلائریہ
② خاندان مظفریہ
③ خاندان سرداراں
④ آل کرت

۸۔ خاندان تیموریہ

- ① خاندان قراقویونلو
② خاندان آف قویونلو

۹۔ خاندان صفویہ

۱۰۔ خاندان افشاریہ

۱۱۔ خاندان زندیہ

۱۲۔ خاندان پہلویہ

تو ایران کے سیاسی، تاریخی، تہذیبی، تمدنی اور دینی و مذہبی ”احوال و آثار“ میں نشو و ارتقا کے پیش نظر ان حکومتی خاندانوں کا گہرا تعلق رہا ہے۔

ایران اور عرب تہذیب و ثقافت کے باوصف (مختصر جائزہ)

مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب بعنوان ”ایران اور عرب“ رقمطراز

ہیں کہ

اگر کوئی یہ دریافت کرنا چاہے کہ عرب کس حد تک ایران کے مرہون منت ہیں؟ تو لازم آئے گا کہ پہلے دونوں قوموں کی تہذیب کی تحلیل کی جائے اور عین ممکن ہے کہ انسان اصل موضوع سے ہٹ کر بشریات کا رخ کرے۔ جس کے اسرار و رموز بے شمار ہیں اور غالباً جس کی انتہا کوئی نہیں۔

اس کے باوجود ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تاریخی واقعات کو ملحوظ رکھا جائے تو کسی حد تک ہم یہ طے کر سکتے ہیں کہ تہذیب کے یہ عناصر ایک نے دوسرے سے مستعار لیے ہیں۔ یہ عناصر بالعموم سطحی نوعیت کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تحریراً واقعات کی طرح ان کا ذکر کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان لطیف غیر مادی عناصر کا تعلق ہے۔ جن کا دونوں تہذیبوں نے تبادلہ کیا۔ ان کے متعلق یہاں نہ زیادہ لکھا جاسکتا ہے نہ ہم لکھیں گے کہ اس موضوع پر پہلے ہی بہت سی تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔

جس تیزی سے مسلمانوں نے ایران فتح کیا وہ ہمیشہ بحث کا موضوع رہی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ کرنا بالکل غلط ہوگا کہ بات صرف اتنی ہے کہ عربوں نے ساسانی فرمانرواؤں کے مقبوضات پر حملہ کیا اور انہیں مسخر کر لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب سے ازمنہ تاریخ کا آغاز ہوا ہے۔ ایران نے اپنی انفرادیت ہمیشہ قائم رکھی ہے۔ جو عناصر ایران کی بقا کے ضامن ہیں وہ بیشتر طبعی اور جغرافیائی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خود ایرانیوں کے انفرادی کردار میں بھی ایسی لچک ہے اور کچھ خصوصیات زوال پذیر ہیں۔ یہی حال ان کے اجتماعی کوائف کا ہے۔

عربوں نے جو نظام قائم کیا، اس دائرے میں بھی ایرانیوں کی انفرادیت قائم رہی حالانکہ یہی وہ عربی فاتح ہیں جنہوں نے ایران پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے۔

ایران میں بھی وہی ہوا جو ”اندلس“ میں ہوا تھا کہ فتوحات کا سیلاب امد آیا۔ لیکن ایک ہی بار ایران کی تمام سرزمین متاثر نہیں ہوئی۔

البتہ، یہ ضرور ہے کہ بڑے بڑے اور اہم صوبے، عربوں نے بڑی تیزی سے فتح کر لیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب ایرانیوں سے ناواقف نہ تھے۔

اس کے برخلاف قدیم الایام سے دونوں قوموں میں مذہبی اور روحانی تعلقات کا اشتراک موجود تھا۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ جب عرب بازنطینی حکومت سے برسر پیکار ہوئے۔ انہیں کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تو ایران اور عرب کے تعلقات کی نوعیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ عراق میں جو زمانہ قدیم کا بابل ہے اور جو ساسانی مقبوضات کا جز تھا۔ نبطیوں نے بہت زور پکڑ لیا اور صوبے پر چھا گئے۔ یہ لوگ سامی زبان بولتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں اور ایرانیوں میں خاصے گہرے روابط تھے۔ ظاہر ہے کہ عربوں اور یونانیوں کے درمیان ایسا مشترک عنصر موجود نہ تھا۔^①

مشہور فرانسیسی مستشرق جناب ڈاکٹر گستاؤلی بان صاحب آنجہانی بعنوان: (فصل اول..... ایران کی حکومت) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”عربوں“ نے جو کچھ یادگاریں مختلف ممالک میں چھوڑی ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ چونکہ ان پر پورے طور پر بحث کرنے کے لیے ہمیں علمی، ادبی، صنعتی یا حرفتی یادگاروں پر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ لہذا ہم اپنے ہر ایک باب کی ترتیب میں یکسانیت نہیں رکھ سکتے مثلاً: شام کے بیان میں ہم

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب بعنوان: (ایران اور عرب) باب ۳ بر صفحہ ۸۸ / صفحہ ۸۹ وغیرہ و ما بعد صفحات اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب۔

نے محض ان کی عمارات سے بحث کی ہے، اور بغداد کے بیان میں جہاں اس قسم کی یادگاریں بالکل مفقود ہیں۔ ہم نے عربوں کے انتظام ملکی و مالی وغیرہ پر گفتگو کی ہے۔ جب اس کل مواد کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو مختلف زمانوں میں ان کے بدلتے ہوئے تمدن کا اندازہ ہو سکتا ہے، اور آگے چل کر ہم اس تمدن کی ایک مجموعی ہیئت دکھائیں گے۔

بعض ممالک کے لیے جن میں ایران بھی شامل ہے ہمارے پاس نہایت کم مواد ہے اور ہمیں محض مختصر کیفیتوں پر اکتفا کرنا پڑے گی۔ لیکن تاہم یہ یادگاریں کم ہوں یا زیادہ اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ عربوں کی حکومت کا اثر اس ملک پر بمقابلہ فرمانروایانِ ماسبق کے اثر کے بہت زیادہ ہے۔

جس وقت عرب ایران میں آئے اور انہوں نے ساسانیوں کے خاندان کو زیر و زبر کیا۔ ان کو اس ملک میں ایک بڑا اور قدیم اور زور دار تمدن ملا۔ جن میں سے بعض چیزوں کو علیٰ الخصوص جو صنعتوں کے متعلق تھیں انہوں نے خود بھی اختیار کر لیا۔^①

آگے رقمطراز ہیں:

”عربوں“ نے جو کچھ اثر ایران پر ڈالا اگر ہم اسے چند لفظوں میں بیان کرنا چاہیں تو یہ کہیں گے کہ یہ اثر زیادہ تر مذہب اور علوم و فنون و زبان سے متعلق تھا اور عادات و اخلاق و طرز تعمیر پر بہت ہی کم پڑا تھا۔

ایرانیوں نے بعوض اس کے کہ اپنی فاتح قوم کے تمدن کو پوری طرح اختیار کر لیا۔ جیسا کہ مصریوں نے کیا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنے پرانے تمدن کے بعض اجزا کو قائم رکھا۔^②

ایرانی ”تہذیب و تمدن“ کا عربی تہذیب و تمدن پر اثر:

یہ امر مسلمہ ہے کہ عربی اسلامی تہذیب و تمدن (بصورت مذہب و اخلاق) ایرانی تہذیب و تمدن کے مذہبی اور اخلاقی پر کلینٹا جاری و ساری ہو کر رہا اور مسلسل اہل ایران کے مذاہب و اخلاقیات کے دائرہ کار کو بدلتا چلا گیا اور یہ عرصہ صدیوں پر محیط ہے۔ کیونکہ اس قدر وسیع و عریض مفتوحہ مملکت کے تہذیب و تمدن اور ثقافت و کلچر نیز مذاہب و اخلاقیات کو متاثر کرنے کے لیے صدیوں کا عرصہ چاہیے تھا۔

① (تمدن عرب) از جناب ڈاکٹر گستاوی ہان فرانسسی اردو ترجمہ: جناب ڈاکٹر سید علی بلگرامی صاحب ہاب نمبر ۳ بعنوان: (عربوں کی حکومت ایران و ہند میں) (فصل اول..... ایران کی حکومت) برصغیر ۳۰۵/۳۰۶ وغیرہ وغیرہ۔

② (تمدن عرب) از جناب ڈاکٹر گستاوی ہان صاحب فرانسسی آنجہانی اردو ترجمہ: ہاب نمبر ۳: (فصل اول..... ایران کی حکومت) برصغیر ۳۱۱۔

ایران کے تہذیب و تمدن کے مختلف گوشوں سے عربوں نے کیا مستعار لیا تو آئیے ہم اس کا مختصراً جائزہ لیے چلتے ہیں:

① دنیوی اصول و قواعد کے تطابق میں انداز سیاست و حکمرانی:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آر بری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

”لیکن جب عرب اپنے وطن سے نکل کر دنیا میں پھیل گئے تو ان کے سرداروں کے سامنے لازماً یہ مسئلہ رکھا گیا کہ نئی مقبوضات پر حکومت کس طرح کی جائے۔ اب حکومت کے فن سے بھی عربوں کو دلچسپی لینی پڑی؛ اگرچہ وہ عموماً نا آشنا تھے۔“

چودھویں صدی کی ابتداء میں کتاب ”الغزوی“ لکھی گئی جو تاریخ اور سیاست کے کوائف سے بحث کرتی ہے۔ مصنف کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب ایران سے مال غنیمت آنا شروع ہوا تو اس کی تقسیم کے متعلق مشکلات پیدا ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایرانی سے مشورہ لیا۔ جو کبھی ایرانی سرکار کی ملازمت کر چکا تھا۔

اس نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک ”دیوان“ قائم کیا جائے۔ جو آمدنی اور خرچ کا حساب رکھے۔ تجویز آگے چل کر حکومت کے اس نظام کی اساس بن گئی جو صدیوں تک اسلامی خلافت سے مخصوص رہا۔ یہ بیان صداقت سے خالی نہیں کہ عربوں نے جن علاقوں کو مسخر کیا ان میں سب سے زیادہ اہم مدائن تھا۔ (سلوکی طیسفون) کہ دجلہ کے ساحل پر واقع تھا۔ ساسانیوں کا دار الحکومت تھا اور ان کے نظم و نسق کا مرکز اس کے ساتھ ہی ثروت اور تہذیبی خصائص میں یہ شہر، قسطنطنیہ کا حریف تھا۔

جب عربوں نے کوفہ اور بصرہ میں چھاؤنیاں قائم کیں۔ تو یہاں کے فرمانرواؤں نے نئی مقبوضات کا نظم و نسق سنبھالنے کے لیے جو منصب دار مقرر کیے وہ مدائن ہی کے تھے شروع شروع میں نہ صرف حکومت مدائن والوں کے سر تھی۔ بلکہ ضمناً وہ عربوں کو حکومت کرنے کے فن کی بھی تعلیم دیتے تھے۔

عرب جس دنیا سے واقف تھے اس کے فرمانرواؤں میں ساسانی بادشاہوں کے نام سرفہرست تھے اور یہی فرمانروا تدبیر اور فراست کے لیے ضرب المثل بادشاہوں کے نام سے سرفہرست تھے۔

نویں صدی کا انشا پرداز ”جاحظ“ جو بصرہ کا رہنے والا تھا۔ ترکوں کی صفات سے بحث کرتا ہوا ذرا موضوع سے ہٹ کر (اور یہ اس کی روش خاص ہے) دوسری قوموں کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے، اور لکھتا ہے:

دنیا کی مختلف نسلوں اور قوموں میں کچھ لوگ اچھے پیشہ ور ہیں۔ کچھ خطابت کے ماہر ہیں۔ کچھ بڑی

بڑی سلطنتیں قائم کرنے کا فن جانتے ہیں، اور کچھ فنون جنگ میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ آگے چل کر وہ کہتے ہیں کہ

”میری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یونانی فلسفے میں خاص دستگاہ رکھتے ہیں، اور مہندس بھی اچھے تھے۔ چینی بہت مشاق صنعت گرتھے۔ لیکن انہیں اس سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ مظاہر کے مابعد الطبیعیاتی اسباب اور علل کیا ہیں۔ ترک شجاع اور جنگجو تھے۔ جہاں تک بدوی عربوں کا تعلق ہے وہ نہ اچھے سوداگر تھے نہ تاجر، نہ طبیب، نہ انہیں ریاضیات یا کاشتکاری سے دلچسپی تھی۔ البتہ شعر و خطابت میں وہ بے نظیر تھے۔ انساب میں بھی وہ پید طولی رکھتے تھے۔ اسی طرح گھوڑوں اور مختلف اسلحہ ہائے جنگ کے متعلق ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ وہ کہتا ہے (وہ مجبور ہے کہ صداقت کو ملحوظ رکھ کے اپنی تعلیمات کو مشروط کرے)، ظاہر ہے کہ ہر ترک ”جنگجو“ نہیں۔ نہ ہر عرب شاعر ہے۔ آخر میں وہ ایرانیوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تدبر اور فراست میں ساسانی فرمانرواؤں کا کوئی حریف نہیں۔ دراصل جاہل نے اسلامی خلفاء کے خیالات کی تائید کی تھی۔“^①

تاریخ و فن تاریخ اور نظم حکومت و سلطنت کے باوصف مناسبت حاصل کرنا:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں کہ

اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک رضی اللہ عنہ (متوفی: ۷۴۳ء) کے کتب خانے میں ساسانیوں کی تاریخ موجود تھی۔ جو اس کی زندگی ہی میں پہلوی سے عربی میں ترجمہ کی گئی تھی۔ اس تالیف میں فرمانرواؤں کی شبیہیں بھی تھیں۔ جن کی رنگ آمیزی دیدنی تھی۔ اس تالیف میں ایرانی سیاست سائنس اور مشہور ملی تعمیرات پر ابواب موجود تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہشام رضی اللہ عنہ خاص طور پر ایرانیوں کے نظام حکومت کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا، اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ عباسی خلفائے ساسانیوں ہی کی پیروی کی۔

✽ خالص عرب، ساسانیوں کے نظام میں ایسے عناصر دیکھتے تھے جو حیرت انگیز تھے اور جنہیں ان کا ذہن قبول نہ کر سکتا تھا۔

✽ ان میں سے ایک متواتر اور مطلق العنان فرمانروائی کا تصور تھا، اور دوسرے ایسے نظم حکومت کا تعقل، جو کم از کم نظریاتی طور پر مرکز کے اقتدار پر مبنی تھا۔

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳ / بعنوان (ایران اور عرب) برصغیر ۹۰ تا صفحہ ۹۲۔

عربوں کا تو یہ قاعدہ تھا کہ مکہ اور مدینہ جیسے شہروں میں بھی قبائلی اختلاف اور آزادی کو باقی رکھتے تھے، اور ہر قبیلہ، رئیس کا انتخاب کرتا تھا۔ قبیلے چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں بھی تبدیل ہو جاتے تھے۔ لیکن رئیس ہمیشہ منتخب کیا جاتا تھا۔ حکومت وراثت میں شامل نہ تھی۔ ہاں قبیلے کی بہت چھوٹی اکائی میں شاید استثنائی صورت پیدا ہوتی ہو۔ رئیس البتہ ہمیشہ مخصوص خاندانوں سے چنا جاتا تھا۔

اسلام کی تاریخ میں شروع ہی سے یہ بات طے پا گئی تھی کہ حکومت انفرادی میراث کے دائرے سے خارج ہے اور ضروری نہیں کہ باپ کی جگہ بیٹا ہی تخت نشین ہو۔^①

اسلامی نظم حکومت و سلطنت اور ایرانی نظم حکومت و سلطنت کا ایک مختصر جائزہ:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری رقمطراز ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کی تنظیم کی تو انہوں نے رئیس اعلیٰ کا عہدہ تو رہنے دیا۔ لیکن انتخاب کے اصول کو قائم رکھا اگرچہ یہ انتخاب صرف رسول اللہ ﷺ کے قبیلے قریش تک محدود ہوتا تھا۔ ریاست کے نظام میں عربوں کو وہی مخصوص مراعات حاصل تھیں جو ساسانیوں کے عہد حکومت میں ایرانی عمائد کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے دو جانشین (خلافت راشدہ کے ارکان) انتخاب ہی کے ذریعے مسند خلافت تک پہنچے۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو پہلے اموی خلیفہ تھے حکومت اپنے خاندان سے مخصوص کر دی کہ بیٹا باپ کی جگہ مسند نشین ہوتا تھا۔ کبھی بھائی یا عم زاد بھی بیٹے کی جگہ لے لیتا تھا۔ فرمانروائی کے تصور سے قطع نظر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظم و نسق ایرانیوں کے نظام کی یاد دلاتا ہے۔ جو علاقے تسخیر کیے گئے تھے ان پر حکومت کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عامل نامزد کیے۔ انہیں اختیار دیے مگر محدود، اعلیٰ اور وسیع اقتدار اختیار کی عنان اپنے ہاتھ میں رکھی۔ پرانے جاگیرداروں اور منصبداروں کا وہ گروہ جو آخری ساسانی فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں صرف حکومت کو ٹیکس ادا کرتا تھا، اور جو باقی تمام معاملات میں خود مختاری کا دم بھرتا تھا۔ پس کے رہ گیا۔ البتہ دہقانوں کی جماعت جو کھاتے پیتے زمینداروں پر مشتمل تھی اور جس کے ارکان ساسانیوں کے عہد حکومت میں محکمہ مال کے چھوٹے درجے کے آفیسر ہوتے تھے، باقی رہی اور پہلے کی طرح زمین کی پیمائش، اس کا بندوبست اور ٹیکس وصول کرنے کا کام اسی کے سپرد رہا۔ ان کے ساتھ عربوں نے وہی سلوک کیا جو انگریزوں نے ۱۹۱۴ء میں

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳ / بعنوان (ایران

عراق پر حملہ کرنے کے بعد جوان دنوں ترکوں کے قبضے میں تھا۔ اس صوبے کے مختلف ضلعوں کے معروف عرب سرداروں سے کیا تھا۔ یہ لوگ اپنے ضلعوں میں ”محکمہ مال“ کے کوائف سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے انہیں ایسے فرائض سپرد کیے گئے جو وہ سہولت سے ادا کر سکتے تھے۔ دہقان ہی ہر طرح کے خراج کا اور ٹیکس کا حساب رکھتے تھے، اور اپنے تجربے کی بناء پر کہہ سکتے تھے کہ کسی شخص کے ذمے کیا نکلتا ہے۔ ایران کی فتح کے بعد پچاس سال تک عربوں کے پاس وہی پرانی فہرستیں تھیں جن پر کام چلتا تھا۔ خراسان اور دوسرے دور افتادہ ایرانی صوبوں میں حساب کتاب فارسی میں رکھا جاتا تھا۔ ابو مسلم خراسانی کے زمانے تک یہ کیفیت باقی رہی۔“^①

۴۔ اسلامی محکمہ مالگذاری اور ایرانی محکمہ مالگذاری، ایک مختصر جائزہ:

نیز اصطلاحات مالگذاری اور سکہ سازی کا اسلوب

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں کہ

اسی بات کا اثر ہے کہ بہت سے ایرانی لفظ جو مال اور مالگذاری سے متعلق تھے۔ دیوان مال میں عربوں کی لغت کا ایک جز بن گئے۔ خود دیوان بھی ایرانی الاصل کلمہ ہے۔ صدیوں تک مالی معاملات میں ایرانیوں کی مہارت ضرب المثل رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ کی زبانوں میں بھی بینک کاری کی اصطلاحات ایرانی ہیں، اور عموماً کلمہ چیک مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

اموی خلفاء عرب خالص ہونے پر نازاں تھے۔ لیکن وہ بھی مجبور تھے کہ ایرانیوں کو دیوان

مال میں ملازم رکھیں اور یہ لوگ اپنی قومیت، اپنے منصب اور اپنی کاردانی کی وجہ سے

لوگوں میں بے حد مقبول تھے۔ ان کی کاردانی کا یہ عالم تھا کہ بال کی کھال کھینچ لیتے تھے۔

انہیں یہاں تک یاد رہتا تھا کہ فلاں شخص کو چادلوں کے چھلکے کا محصول ادا کرنا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے

کہ رعایا نے اموی خلفاء اور عمال (عامل کی جمع) پر اعتراض کیا ہے، اور وہ ایرانیوں کی مدافعت پر مجبور

ہوئے ہیں۔ بصرہ میں امویوں نے جو حاکم مقرر کر رکھا تھا اس کے خلاف رعایا نے بغاوت کی اور وہ فرار

ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے دہقان کیوں سر پر چڑھا رکھے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ عربوں کو

مقرر کیا جائے تو محاصل میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں، ایرانی تیز نظر ہیں اور بھانپ لیتے ہیں کہ

فلاں چیز پر یہ محصول لینا چاہیے اور قابل اعتماد بھی یہی ہیں۔ رعایا کو تنگ بھی نہیں کرتے۔

① ”میراث ایران“ از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصغیر ۹۲/ ص ۹۳، ص ۹۳۔

ایران کی مالکداری کا نظام جیسا خسرو نوشیرواں دادگیر کے ماتحت قائم تھا۔ نہایت سادہ تھا۔ کاشتکار کچھ حصہ جنس یا نقد کی صورت میں حکومت کو ادا کرتے تھے۔ تمام بالغ مرد ٹیکس ادا کرتے تھے جس سے بڑے بڑے منصبدار سوار اور عمائد دیر اور بادشاہ کے ملازم مستثنیٰ تھے۔

کم و بیش یہی نظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رکھا۔ فرق یہ تھا کہ ان کے عہد حکومت میں مراعات عربوں کو حاصل تھیں۔

جہاں محصول، خراج، جزیہ یا ٹیکس نقد کی صورت میں ادا کرنا پڑتا تھا وہاں چاندی کے درہم کام آتے تھے۔ ساسانیوں کے زمانے میں ان سکوں کے ایک رخ پر بادشاہ کی تصویر ہوتی تھی اور دوسرے رخ پر زرتشتی آتش گاہ تھی جس کے دونوں طرف ”مغ“ کھڑے تھے۔

✽ اسلام صورت گری کو ناپسند کرتا ہے۔ لیکن عرب فاتحین نے سکوں کی یہ صورت قائم رکھی، اور ایرانی صنعت گروں کو متعین کیا کہ نئے سکے ڈھالیں۔

جوں جوں پرانے سکے نایاب ہوتے چلے گئے۔ مشرقی صوبوں کے اموی اور عباسی عمال نے پرانی وضع کے نئے سکے ڈھالے۔ لیکن اب ان پر پہلوی یا عربی یا دونوں زبانوں میں تحریر بھی منقوش ہوتی تھی۔ شمال افریقہ اور اندلس میں جو اسلامی حکومتیں قائم تھی وہاں بھی ساسانی وضع کے دینار ہی رائج رہے۔ فرق یہ تھا کہ یہاں سکوں پر آتش گاہ اور ”مغوں“ کی شبیہوں کی بجائے اب تین متوازی خطوط منقوش تھے۔ جو پرانی تصویروں کی فنی علامتوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اموی خلیفہ عبدالملک نے جہاں اور بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ وہاں چاندی کے درہم بھی ڈھالے۔ ان کا وزن ساسانی درہم کے برابر تھا، اور یہ سکے خلفاء کی تمام مقبوضات میں مستعمل تھے۔ مشرقی صوبوں میں اور عراق میں بھی دسویں صدی عیسوی تک یہی پرانے چاندی کے دینار زر مبادلہ کا کام دیتے رہے۔^①

۵۔ ایرانی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا اثر عرب تہذیب و تمدن اور ثقافت پر:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں:

بڑی بڑی سلطنتیں تشکیل کرنے والے دوسرے حملہ آوروں کی طرح عرب فاتحین نے بھی اپنی رعایا کے افکار و تصورات کا اثر قبول کر لیا۔ بلکہ اکثر عرب تو چاہتے تھے کہ ایرانیوں ہی کی طرح خوب طمطراق سے ثروت مندوں کی طرح زندگی بسر کی جائے۔ بارسوخ قبیلوں کے افراد اور شیوخ و رؤسا کو یہ موقع ملا کہ ثروت مند ایرانیوں کے گھر جائیں۔

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳ / بعنوان (ایران اور عرب) بر صفحہ ۹۳ تا صفحہ ۹۶۔

چنانچہ انہوں نے ایرانیوں کے عناصر تجمل کو اپنا لینا چاہا۔ ایران کی فتح کے تھوڑے ہی عرصے بعد اموی دربار سے جو نو جوان منسلک تھے۔ ایرانیوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے وطن کا بنا ہوا لباس چھوڑ کر انہوں نے زردوزی کا لباس پہن لیا۔

ایرانیوں کے لذیذ کھانے پکوانے لگے، اور ان میزوں پہ بیٹھ کر جو ایران سے درآمد کی گئی تھی ایرانی آداب کی نقل اتارنے لگے۔

فوجوں کے جو دستے مشرق کی طرف خراسان جا پہنچے تھے وہ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر شیر و شکر ہو گئے اور ہر معاملے میں ان کی نقل کرنے لگے۔ چنانچہ تہہ بند کی جگہ شلوار کا استعمال رواج پذیر ہو گیا.....!،^①

۶۔ ایرانی صنعت و دستکاری نیز فن تعمیرات اور علم و ادب کے اثرات کا مختصر جائزہ:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آر بری صاحب رقمطراز ہیں:

”..... منصور ساسانی روایات کا نقل تھا۔ وہ اس بات پر مُصر تھا کہ اس کے خاندان کے ارکان اور اہل دربار جب عام مجموعوں میں جائیں تو اعلیٰ درجے کا ریشمی لباس پہنیں اور قیمتی عطر استعمال کریں۔ اس نے جو نئی عمارتیں بنائیں وہ بھی ایرانی وضع کی تھیں، اور عربی میں جو فن تعمیر کی اصطلاحات مستعمل ہیں۔ وہ اس بات کی شاہد ہیں کہ بہت سے تعمیری عناصر جو ان عمارتوں میں نظر آتے ہیں۔ مثلاً: محرابیں، گنبد، درتپے، روزن، فوارے، ڈیوڑھیاں اور کٹھرے؛ یہ سب ایرانی طرز ہیں۔

✽ جب بڑی بڑی اقامت گاہیں تعمیر ہوئیں تو ایرانی معماروں نے اپنے ملک کی روش کے مطابق خانہ باغ، خیابان، کوشک اور فوارے تعمیر کیے۔ یہ چیزیں گویا گھر کی بیرونی آرائش تھیں۔

✽ گھروں کے اندر بھی بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ میزیں، کرسیاں، گدے، گدیاں اور چھردانیاں، تو تھیں ہی۔ ان کے علاوہ ایران سے فرش اور پردے بھی درآمد کیے گئے۔ باورچی خانوں کی آرائش بھی ملحوظ رہی۔

✽ چنانچہ چولہے، روغن دان، طشتریاں، پیالے اور ہاون دستے منگوا کر رکھے گئے۔ علاوہ ازیں، ایران کی عورتوں کو کھانے پکانے کی جو ترکیبیں معلوم تھیں وہ بھی عرب پہنچیں، اور کتابوں میں ان کا ذکر ہونے لگا۔

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آر بری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳ / بعنوان (ایران اور عرب) برصغیر ۱۰۸۔

✽ جب اشیائے مذکورہ بالا منڈیوں میں پہنچیں تو ان کی مانگ بڑھ گئی اور مقامی کاریگروں نے نقالی کر کے ایسی ہی چیزیں بنائیں۔ اس طرح کاتنے، بننے اور رنگنے کی صنعت کو ترقی ہوئی۔ دھات کا کام مقبول ہوا۔ فنون آرائش سے یہ لوگ متعارف ہوئے اور اس سلسلے میں دھاتوں کے متعلق جس علم معدنیات کی ضرورت تھی وہ بھی حاصل کیا گیا۔

✽ اور علم کیمیا کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ کارخانوں میں اور کڑھوں کے ذریعے جو پارچات تیار کیے جاتے تھے۔ ان کے نقش و نگار کا رنگ ڈھنگ ایرانی تھا۔ ان چیزوں کے لیے خاص مصالحہ مقامی شہروں میں بھی مہیا ہو جاتا تھا۔

✽ لیکن لوہا اور فولاد اور برنج کی بعض قسمیں ایران سے منگوائی گئیں۔ مشرق وسطیٰ کے روغنی ظروف میں اور مینا کاری کے کام میں جو زمرہ اور لاجورد استعمال کیے جاتے تھے، اور جو نہایت خوبصورت رنگوں کی لہریں پیدا کرتے تھے؛ ایران سے آتے تھے۔

ان اشیاء میں ایک اور چیز کا بھی ذکر کرنا چاہیے۔ یعنی کہربا۔ یہ کلمہ موجودہ عربی کا جزو بن گیا ہے۔ بجلی کو بھی اور بجلی سے چلنے والی ٹراموں کو بھی کہربا کہتے ہیں۔ دواؤں اور جڑی بوٹیوں میں بھی اضافہ ہوا کہ مقامی ادویات کے علاوہ ایران سے بھی چیزیں منگوائی گئیں۔

✽ عربوں کی طبی تالیفات میں اگرچہ علم تشریح الابدان کی اصطلاحات یونانی یا لاطینی الاصل ہیں۔ لیکن دراصل دوا سازی میں اکثر الفاظ ایرانی ہیں۔

یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ چار صدیوں سے مشرق وسطیٰ کی سب سے بڑی طبی درسگاہ، خوزستان میں جندشاپور کے مقام پر واقع تھی (خوزستان وہی صوبہ ہے جس کا دارالخلافہ ”اہواز“ ہے۔) بختیشوع کے خاندان کے ارکان جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہیں آباد تھے، اور چھ نسلوں تک انہوں نے مدرسے کی دھاک بٹھائے رکھی۔

ایرانی طب کی روایات یہیں ختم نہیں ہو جاتیں کیونکہ جن لوگوں نے عربوں کے علوم کو دنیا میں متعارف کیا ان میں فخرالدین رازی رضی اللہ عنہ (باشندہ رے)، حضرت علی بن عباس (مغ) اور بوعلی سینا ساکن ہمدان بہت مشہور ہیں کہ انہی کے نظریات ازمنہ وسطیٰ کے یورپ کا سرمایہ علم تھے۔

✽ لیکن سب سے اہم چیز جو ایران سے برآمد کی گئی اور عربوں تک پہنچی، کاغذ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اس کے موجد ایرانی تھے۔ ۷۵۱ء میں جب مسلمان فوجوں نے چینی دستوں کا مقابلہ کرنے کے بعد دو تین کاغذ سازوں کو گرفتار کیا تو یہ صنعت ایران بھی پہنچی۔ ان کاغذ سازوں سے ایرانیوں نے

یہ فن سیکھا کہ ابھی تک یہ اپنے مسودے چرمی کاغذ یا جھلیوں پر لکھا کرتے تھے۔

اس سلسلے میں یہ افسانہ بیان کیا جاتا ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے اپنے خزانہ داروں کو حکم دے دیا تھا کہ مصری کاغذ کے تمام ذخیرے کر دیئے جائیں اور آئندہ سے ایرانیوں کے نقش قدم پر چل کر صرف خانہ ساز کاغذ استعمال کیا جائے۔

✽ کتابوں کی تالیف سے جلد سازی کا کام بھی مربوط ہے۔ ایرانیوں نے دباغت کو ایسی ترقی دی کہ چمڑا چمکدار بھی ہو گیا، اور اوپر آرائشی کام کرنا بھی سہل ہو گیا۔

ہم تک ایسی قیمتی کتابوں کی داستانیں پہنچی ہیں۔ جو چین کے نفیس کاغذ پر آب زر (سونے کے پانی) سے لکھی گئی تھیں۔ جن کے چمڑے کی جلد کے حاشیے پر زردوزی کا کام تھا، اور جو جواہرات اور طلا سے مرصع تھیں۔

✽ ایک طرف تو یہ اشیائے تجمل برابر درآمد کی جا رہی تھیں دوسری طرف کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دین اسلام کو اس طرح پھولتا پھلتا دیکھنا چاہتے تھے جس طرح خلافت راشدہ ۶ میں تھا۔ یہ تحریک رعایا کے غریب لوگوں میں زیادہ مرغوب تھی اور یہی لوگ بالعموم اپنے مذہب اور اپنی عرب قومیت سے زیادہ شیفتگی رکھتے تھے کہ زہد و تقویٰ کا پرانا معیار قائم ہو جائے۔

اس زمانے میں مذہبی رہنماؤں نے جو خطبے دیئے ہیں اور فلسفہ اخلاق کے ماہروں نے جو لوگوں کو تنبیہ کی ہے۔ اس سے یہ رجحان صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسی سے اس زمانے کی معاشرتی تاریخ کے کوائف دریافت کیے جاسکتے ہیں۔

اسلام کی مذہبی کتابیں متفق الکلمہ ہو کر موسیقی اور لہو و لعب کو نامقبول قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ یہ چیزیں انسان کو اہم تر اشغال سے منحرف کر دیتی ہیں۔

جو لوگ یہ چیزیں عربوں تک پہنچانے کا موجب ہوئے۔ وہ ایرانی الاصل ہیں، اور یہ ایک واقعہ ہے کہ جن اشخاص کا ذکر موسیقی کے سلسلے میں کیا جاتا ہے؛ یہ وہی لوگ تھے جو یا تو مال تجارت لے کر اور یا کاریگروں کی حیثیت سے ایران پہنچے تھے۔ یا پھر وہ لوگ تھے جو پیشہ ور موسیقار تھے۔^①

”اہل ایران“ کا دین اسلام کی اشاعت اور علوم و فنون کی خدمات میں زریں حصہ:

جب ہم اس موضوع کی مناسبت سے زمانہ مابعد الاسلام کی دینی و مذہبی نیز علوم و معارف کی اشاعت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں نہایت تعجب ہونے لگتا ہے کہ اہل ایران نے دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد دین اسلام کی اشاعت کی کس قدر گراں پایہ خدمات سرانجام دی ہیں۔

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳ / بعنوان (ایران اور عرب) بر ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳۔

اس سلسلہ میں ہمیں عہد آغازِ اسلام یا یوں کہیے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل ایران کی نمائندہ حیثیت ہمیں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نظر آتی ہے کہ جن کی شخصیت اسلام کی صدر اول کی تاریخ میں نہایت زریں اور درخشاں نظر آتی ہے۔

اسی طور پر حضرات تابعین اور تبع تابعین میں ہمیں سراج الائمة سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کی شخصیت درخشاں اور تابندہ نظر آتی ہے، اور پھر حضرات تابعین اور تبع تابعین کرام میں سے ائمہ مفسرین و محدثین اور متصوفین کی ایک کثیر اور نمایاں تعداد میں ہمیں اہل ایران ہی نظر آتے ہیں۔

اوپر اہل علم و فن میں ہمیں اہل ایران کے اسما نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں اور حضرات صوفیائے کرام کی کتب تصوف و سلوک ان پاکیزہ شخصیات کے تذکرے سے مملو ہیں کہ جن کا تعلق سرزمین ایران سے تھا۔

حضرات امام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات علم و فن کا تعلق سرزمین ایران سے تھا، اور پھر یہ کہ سوانحی لٹریچر میں اسماء الرجال کی کتب ان حضرات علم و ادب کا تذکرہ کثیر تعداد میں ملتا ہے کہ جو سرزمین ایران ہی کے گل سرسبد تھے۔ اہل ایران میں سے شعرا کی ایک کثیر تعداد ہمیں تاریخ کے ہر دور میں نظر آتی ہے۔ محققین نے فارسی شعرا کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

دور اول میں: رودکی، اسدطوسی اور فردوسی وغیرہ

دور دوم میں: خاقانی، انوری اور نظامی وغیرہ

دور سوم میں: شیخ سعدی اور حافظ شیرازی وغیرہ

دور چہارم میں: جلال اسیر، قاسم مشہدی اور قاسم دیوانہ وغیرہ

خاتم الشعراء، نور الدین عبدالرحمن بن احمد المشہور بہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی سرزمین ایران سے

ہی ہے۔

السنہ ایران: (زبانوں کی تقسیم)

سرزمین ایران میں قدیم زمانے سے درج ذیل زبانیں مروج اور زبان زد عام رہی ہیں:

① فارسی باستان ② اوستائی ③ سنسکرت

④ پہلوی ⑤ ہزوارش ⑥ زند و پازند

⑦ سخذانِ پارس ⑧ تنقید

دیگر ایرانی زبانیں:

- ⑨ زبان مادی
⑩ ختنی، سغدی
⑪ خوارزمی
⑫ زبان تنگ سروک
⑬ تخاری

مقامی بولیاں

زبان دستاير

ایرانی خط:

(خط کی ایجاد۔ خط کی تقسیم)

- ① خط منخی
② خط آرامی
③ خط پہلوی
④ خط اوستائی

عربی خط ایران میں

ایران قدیم کی تاریخ کے ادوار:

- ① تاریخ عیلام
② ایرانی آریائی
③ سلسلہ پارسی
④ سلسلہ ساسانی
⑤ دورہ مقدونی (اسکندر مقدونی / یونانی) و سلوکی
⑥ پارٹھی یا اشکانی

ایرانی قبائل و اقوام و ملل:

- ① گرد
② بختیاری
③ قشقائی
④ کرمان اور بلوچستان کے قبائل
⑤ چپسی یا کولی
⑥ دیگر متفرق قبائل

ایرانی مذاہب: عہد قدیم:

- ① آریوں کا مذہب
② مادیوں کا مذہب
③ پارسیوں کا مذہب
④ پارٹھیوں کے معتقدات
⑤ زرتشتی، زرتشت، آتش
⑥ ہخامنشیوں کے عقائد
⑦ ساسانیوں کا دین

کستی، اوستا، زند پازند

۸ مانی ۹ مزدک (عقائد و عادات)

عیدیں..... روزے نمازیں..... شادی بیاہ..... تجہیز و تکفین

۱۰ صابی: تجہیز و تکفین..... بیاہ شادی..... عید نوروز

۱۱ شیعہ! اسماعیلیہ یا آغا خانی! مناصب اور دعوت کے طریقے

۱۲ بابی اور بہائی

۱۳ علی اللہی! رسم کمر بندی۔ جشن داؤدی، شادی، رقص در آتش

۱۴ شیطان پرست

جشن ہائے ایرانِ قدیم

- | | | |
|--------------------------|----------------|---------------|
| ۱ جشن نوروز | ۲ اردی بہشتگان | ۳ خردادگان |
| ۴ تیرگان | ۵ مردادگان | ۶ شہر یورگان |
| ۷ مہرگان | ۸ آبانگان | ۹ بہار جشن |
| ۱۰ آذر جشن | ۱۱ خرم روز | ۱۲ دیبگان |
| ۱۳ بہمنگان | ۱۴ جشن سده | ۱۵ جشن باوروز |
| ۱۶ آفریہ جگان یا آبریزان | ۱۷ اسفندیار | |

فنون ایران: ایرانِ قدیم اور فنون لطیفہ (قدیمی)

(ایرانی فن تعمیر)

۱ بخانشی ۲ اشکانی ۳ سامانی

زمانہ بعد از اسلام:

۱ مساجد ۲ مقابر

ایرانی فن تعمیرات کی نمایاں خصوصیات:

- | | | |
|-------------|-----------|----------|
| ۱ قوسیں | ۲ محرابیں | ۳ گنبد |
| ۴ مینار | ۵ مقرنس | ۶ گچ بری |
| ۷ کاشی کاری | ۸ خط عربی | |

قدیم مصوری اور مکاتب مصوری:

① مکتب مغولی ② مکتب تیموری ③ مکتب صفوی

④ دورہ دوم صفوی

⑤ قاجار

خوش نویسی:

② جلد سازی

① تذهیب کاری

قالین بانی:

③ گل دار قالین

② ترنج دار قالین

① قالین بانی

⑤ بہستانی قالین

③ حیوانی شکل والے قالین

پارچہ بانی

⑧ جانماز

④ گلدار قالین (ہراتی)

⑥ باغدار قالین

کوزہ گری، مس گری۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایرانی فنون کا اثر جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے:

یہ بات بخوبی طور پر ذہن نشین رہے کہ از منہ قدیم میں سلطنت ایران (پارس / فارس) تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر اور ادیان و مذاہب کے باعتبار ایک متمدن سلطنت چلی آتی تھی مگر وہ اپنی ملی روایات اور خصوصیات کے باوصف بھی اپنے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے نہ تو بے نیاز رہ سکتی تھی، اور نہ ہی اس کے ہمسایہ ممالک اس کے تہذیبی و تمدنی عوامل سے بے نیاز رہ سکتے تھے۔

جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب بعنوان: (ایرانی فنون کا اثر دیگر ممالک پر) بدیں الفاظ رقمطراز

ہیں کہ

”زمانہ قدیم میں صرف یونان ایک ایسا ملک تھا جو فن و حرفت میں ایران کا رقیب تھا۔ روم

جیسی متمدن سلطنت بھی ایرانی صنعت کے اثرات سے اپنا دامن نہیں بچا سکی۔ اسلام کے

بعد پارچہ بانی میں ایران تمام اسلامی ممالک کا سر مشق رہا ہے۔ مقبوضہ ممالک کے علاوہ

مصر، شام اور بعض یورپی حصوں میں بھی ایرانی صنعت مقبول رہی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں

سے قفقاز میں ایرانی تہذیب و تمدن کا اثر نمایاں ہے.....“^①

ہم انہیں سطور پر مذکورہ عنوان کو ختم کرتے ہیں۔ (مؤلف)

① ایران شناسی از جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب

بعنوان: (ایرانی فنون کا اثر دیگر ممالک پر) برصغیر ۳۳۱ صفحات مابعد وغیرہ۔

جام

(تربت جام)

ہرات:

حضرت مولانا عبدالرحمن حسامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ابتدائی کے باوصف موضع ”خرجرد“ علاقہ جام ولایت ہرات کا ذکر آتا ہے۔

مشہور ایرانی سکالر جناب سید مصطفیٰ حسین دشتی صاحب بعنوان: (ہرات) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

”ہرات: مشہدی معروف از بلاد خراسان۔.....“

ترجمہ: ”ہرات: کہ ہرات بلاد خراسان میں سے ایک مشہور شہر ہے۔.....“^①

خراسان:

مشہور جغرافیہ نویس جناب جی۔ لی اسٹرنج صاحب بعنوان: (خراسان) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”عربوں کے خراسان کو یا یہ سمجھیے کہ زمانہ وسطیٰ کی آسانی کی غرض سے چار ربعوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور یہ چاروں ربعے چار بڑے شہروں کے نام پر تھے۔ جو مختلف زمانوں میں کبھی علیحدہ علیحدہ اور کبھی بشمول دیگر خراسان کی دارالحکومت رہے تھے۔ یہ چاروں ربع نیشاپور، مرو، ہرات اور بلخ تھے۔ شروع زمانہ کی اسلامی فتوحات کے بعد خراسان کا دارالحکومت مرو اور بلخ میں رہا۔ لیکن خاندان طاہریہ کے بادشاہوں نے مرکز حکومت کو مغرب کی طرف منتقل کیا، اور ان کے عہد میں نیشاپور، کل صوبہ خراسان کا اور چار ربعوں میں سب سے زیادہ مغربی ربع کا صدر مقام بن گیا۔“^②

مشہور مسلم مؤرخ سیف بن محمد بن یعقوب الہروی رحمۃ اللہ علیہ بعنوان: (ہرات کو کس نے تعمیر کیا) رقمطراز ہیں کہ

① (معارف و معارف) اعلام و اصطلاحات اسلامی! بزبان فارسی: جلد پنجم از جناب سید مصطفیٰ حسین دشتی صاحب بر صفحہ ۲۳۶۳ / ۱م (ہرات) مطبوعہ: انتشارات اسماعیلیان قم۔ طبع اول ۱۳۶۹ھ

② (جغرافیہ خلافت مشرقی) از جناب جی۔ لی۔ اسٹرنج صاحب اردو ترجمہ: باب ۲۷ / بعنوان: (خراسان) بر صفحہ ۵۸۳ وغیرہ وغیرہ۔

”.....شہر قندز“ کی شہرت ہرات کی تعمیر سے پانچ سو سال قبل اسکندر المعروف بخت نصر نے بنیاد رکھی۔ شہر ہرات کی بنیاد اردشیر بابکان و بہمن ابن اسفندیار نے ڈالی شیخ مرحوم نے اپنی مذکورہ تاریخ نامہ میں ہرات کی تعمیر کو ایک بہشت کی قسم سے پیش کیا ہے۔ اول: یہ کہ شہر ہرات کی بنیاد طہمورث بن ہوشنگ بن فرست بن کیومرث کے عہد میں رکھی گئی۔ طہمورث کی زندگی ناز و نعم سے گزری اور بڑی عمر پائی.....!“^①

مؤلف نے شہر ہرات کی تعمیر کے سلسلہ میں آٹھ روایات بیان کی ہیں۔ ہم نے ازراہ اختصار بیان مذکورہ بالا کو مختصراً یہاں پر نقل کر دیا ہے۔

ہرات:

ہرات کے شہر کو زمانہ قدیم سے ہی نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں مؤرخین نے ہرات کی تواریخ تحریر کرنے میں نہایت اعتنا برتا ہے۔ چنانچہ ہرات کی تاریخ کو مختلف ادوار میں درج ذیل سات مؤرخین نے تحریر کیا ہے۔

① تاریخ ہرات: تالیف ابوالحق احمد بن محمد بن یاسین الحداد
(۳۳۳ھ ۶۹۵۴ء)

② تاریخ ہرات: تالیف ابوالحق احمد بن محمد بن یونس بزاز

③ تاریخ ہرات: ابونصر عبدالرحمن بن عبدالجبار انعامی رحمۃ اللہ علیہ
(۵۳۶ ۴۷۲ھ / ۱۰۷۹ ۱۱۵۱م)

④ تاریخ ہرات: تالیف ابونصر عبدالرحمن القیسی رحمۃ اللہ علیہ

⑤ تاریخ ہرات: تالیف ابوروح عیسیٰ

⑥ روضات الجنات: تالیف معین الدین الزمچی الاسفراری رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹۷ھ ۱۳۸۳ء)

⑦ تاریخ ہرات: تالیف مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۸۹۷ھ ۱۳۸۳)

مذکورہ بالا تواریخ میں سے صرف ”روضات الجنات“ دستیاب ہوتی ہے اور اکثر کتب خانوں میں اس کے خطی نسخے موجود ہیں اور کچھ کتب خانوں میں اس تاریخ کے ایک سے زیادہ نسخے موجود ہیں مثلاً: برٹش میوزیم اور انجمن ایشیائی ہمایونی بنگال۔

① (تاریخ نامہ ہرات) از جناب سیف بن محمد بن یعقوب الہروی اردو ترجمہ: فصل اول بعنوان: (ہرات کو کس نے تعمیر کیا) برصغہ ۷۸۔

ہرات کی تاریخیں کہ جن کی فہرست حاجی خلیفہ نے گنوائی ہے۔ وہ مکمل نہیں ہے اس کا سبب یہ ہے کہ موجودہ اہم کتاب (تاریخ نامہ ہرات) کا اس میں نام نہیں لیا گیا ہے، اور اب تک حاجی خلیفہ کے بغیر کسی نے یہ اظہار نہیں کیا کہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ہرات تحریر کی ہے اور اسی طرح ابو روح عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ یا ابونصر عبدالرحمن القیسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی تائید نہیں ملتی ہے۔

مؤرخ معین الدین نے اپنی کتاب ”روضات الجنات فی اوصاف ہرات“ میں کتاب کی تالیف کی وجہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کہ اس سے قبل اور موضوع پر درج ذیل چار کتب مرتب ہو چکی ہیں:

① تاریخ ہرات: تالیف ابوالحسن احمد بن محمد بن یاسین الحداد

② تاریخ ہرات: تالیف ابونصر عبدالرحمن بن عبدالجبار انعامی رحمۃ اللہ علیہ

③ کرت نامہ: ربیعہ قوشچی رحمۃ اللہ علیہ

④ تاریخ ہرات: تالیف سیف ہروی رحمۃ اللہ علیہ

نیز ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون) بحاجی خلیفہ تواریخ ہرات کی تفصیل کے لیے۔

نیز شہر ہرات کافی عرصہ تک زمانہ بعد از اسلام میں بھی علم و فن و ثقافت و کلچر کے باوصف اسلام خلافت مشرقی کے حوالے سے ہر قسم کے اصحاب علم و فضل کا مرجع رہا ہے۔^①

جام:

سرزمین جام حضرت خاتم الشعراء شیخ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے عرصہ دراز قبل شہرت کا گہوارہ چلا آتا ہے۔ ”مغربِ اقصیٰ“ کے مشہور سیاح ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں شہر جام کی سیاست کے بارے میں بعنوان ”جام مولانا خاتم الشعراء شیخ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کا شہریوں رقمطراز ہیں کہ ”شہر ہرات“ ہم شہر جام وارد ہوئے۔ یہ متوسط درجہ کا خوبصورت شہر ہے۔ جو باغات و اشجار اور بکثرت چشموں اور نہروں پر موقوف ہے۔ اس میں اکثر درخت توت کے ہیں۔ یہاں ریشم بہت ہوتا ہے، اور ولی اور عابد و زاہد شہاب الدین احمد الجام رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد معروف بزادہ کے پوتے ہیں جنہیں ملک الہند نے قتل کیا تھا۔ شہر ہذا، اب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی معافی میں ہے۔ جس کا سلطان کی طرف

① ملاحظہ کیجیے: (سفرنامہ ابن بطوطہ) اردو ترجمہ: حصہ اول بر صفحہ ۳۳۲۔ بعنوان (شہر ہرات)۔

سے معافی نامہ لکھا ہوا ہے۔ ان کے لیے بہت سامان نعمت و ثروت ہے۔ یہاں کے ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سلطان ابوسعید ملک العراق، خراسان میں ایک مرتبہ آیا اور اس شہر میں اترا، یہاں شیخ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ ہے۔ اس کی آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی شاندار دعوت کی۔ اس کے لشکر میں ہر خیمہ کے پیچھے ایک راس بھیڑ اور ہر چہار آدمیوں پر بھی ایک راس بھیڑ اور لشکر کے ہر چوپائے یعنی گھوڑے خچر اور گدھے کو شب کی خورش (چارہ/ خوراک) الغرض لشکر میں کوئی بھی ایسا حیوان نہیں رہا جسے آپ رضی اللہ عنہ کی ضیافت نہ پہنچی ہو۔^①

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ تربت جام (ایران) میں جہاں کہ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ (ژندہ پیل) کا مقبرہ بھی ہے۔ یہ ایک دوسرا قصبہ ہے۔ سیاح ابن بطوطہ نے صرف شہر جام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے قصبہ کا ذکر نہ کیا ہے۔ شہر جام کا قصبہ ہونے کے باوصف انہوں نے غالباً شہر جام کے حوالے سے ہی ذکر کر دیا ہے۔

آپ نے اپنا تخلص ”جامی“ کیوں رکھا:

آپ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد جام ۷ (۳۳۰ھ - ۵۳۶ھ) کی تصانیف (کم و بیش تین سو) سے خاص اُلفت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اسی سبب سے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا تخلص ”جامی“ رکھا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ نے بمر ۹۵ سال خرد جام میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کثیر الاولاد بھی تھے۔ انتالیس بیٹے اور تیس بیٹیاں تھیں۔ مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کی والدہ حمیدہ بانو بیگم بھی شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھیں۔^②

① (سفر نامہ ابن بطوطہ) اردو ترجمہ بعنوان: (جام: حضرت خاتم الشعراء شیخ نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کا شہر) برصغیر ۱۳۳۵ حصہ اول۔

② سفر نامہ ابن بطوطہ۔

حیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ

817-898ھ / 1414-1492ء

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نویں صدی ہجری کے ممتاز اہل علم و ادب اور اہل فضل و کمال رجال علم میں شمار ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نویں صدی ہجری کے ایران کے ارباب علم و فن اور متصوفین میں ایک نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور اجلہ علما میں سے ایک جماعت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی خاکہ میں رنگ آمیزی کرنے میں عہد بہ عہد نمایاں طور پر حصہ لیا ہے، اور یہی اعتنا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت دوام کے لیے کافی و دافی ہے۔

۱۔ حیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ کا مختصر جائزہ:

اس سے قبل کہ ہم حضرت خاتم الشعراء شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فن کا مختصر جائزہ لیں یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ و مصادر کا مختصر جائزہ لے لیں۔ اس سلسلے میں ہمارے مشاہدہ میں درج ذیل مآخذ و مصادر نظر پڑتے ہیں:

ایران کے مشہور و معروف صاحب علم و فن اور حیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ پر متخصصین میں سے ایک جناب علی اصغر حکمت صاحب (۱۳۱۰ھ ۱۳۱۳ھ) اس سلسلہ میں بدیں الفاظ خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کے حالات زندگی پر ہمارے پاس جو مآخذ و منابع ہیں وہ دوسرے اکابر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت نہ صرف تعداد میں زیادہ ہیں بلکہ ان کے مندرجات بھی زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ہم نے ان کی درجہ بندی یوں کی ہے:

۱۔ پہلے مرحلے میں ہم نے وہی اصول اپنایا ہے کہ کسی ادیب یا شاعر کے حالات خود اس کے آثار سے اخذ و تلاش کیے جائیں۔ چنانچہ ہم نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے لیے ان کی تصانیف سے استفادہ کیا۔ ہماری خوش قسمتی یہ رہی ہے کہ ہر دور میں لوگوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں، کیا عربی، کیا فارسی اور کیا منثور، کیا منظوم، بڑے احترام سے سنبھالے رکھیں اور یوں وہ کسی عیب اور نقص کے بغیر اور حوادثِ زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہم تک پہنچ گئیں۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلیات کے متعدد مخطوطات جن میں سے بعض مؤلف کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور صحیح و سالم موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے لیے ان کے اپنے آثار کسی بیرونی ماخذ کی نسبت زیادہ اور بہتر آئینہ دار ہیں۔^①

نوٹ:

یہاں پر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مشہور ایرانی سکالر اور محقق جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ترتیب دی ہیں، (۳: ۱۸۵۲) میں کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض نادرنسخہ جات کی تفصیل موجود ہے۔ جو مصنف کی زندگی میں (۸۷۷ھ اور ۸۹۶ھ) کے درمیان تحریر کیے گئے ہیں۔ وفات مولانا جامی (۸۹۸ھ) سے ایک سو سال بعد لکھے جانے والے ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نسخوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

علاوہ ازیں، جہاں تک کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خودنوشتہ کلیات کے خطی نسخہ جات (مخطوطات) کا تعلق ہے تو جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ فہرست میں کتاب خانہ ملی ”تہران“ کے دو خطی نسخہ جات (مخطوطات) مورخ (۸۷۷ھ) کو بحفظ جامی رحمۃ اللہ علیہ بتایا ہے۔

اور اکادمی علوم شوروی، لینن گراڈ کے نسخہ نمبر ۲۰۴ (۱۶۰۵) مورخ ۲۱ ذوالحجہ (۸۹۰ھ) کی نسبت بھی یہی خیال کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں، ان مجموعہ جات میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض ایسی کتابیں بھی شامل ہیں کہ جو ۸۷۷ھ یا ۸۹۰ھ سے زمانہ مابعد میں تصنیف و تالیف ہوئیں۔

✽ چنانچہ، ”تاریخ ادبیات افغانستان“ مطبوعہ افغانستان: ۲۱۱۔ میں تحریر ہے کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ”مناسک الحج“ رباعی کی صورت میں ”چہل حدیث“ کا ترجمہ اور..... ”شرح قصیدہ ابن فارض“ کے کچھ اجزا ”بحفظ جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کا بل میوزیم میں محفوظ ہیں۔

✽ قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی میں ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے دو عدد نادرنسخہ جات محفوظ ہیں۔^②

② حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ماخذ و منابع میں ان کی اپنی تصانیف اور تالیفات کے بعد دوسرے مرحلے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ احوال و آثار ہمارے مشاہدات میں آتے ہیں

① ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: ”جامی کے حالات زندگی“ تحت عنوان: ”ماخذ حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ برصغیر ۱۲۵/۱۲۶۔

② ملاحظہ کیجئے: (۹۱۳..... ۱۹۵۷، N.M.) شتعلیق غوث بقلم سلطان علی رحمۃ اللہ علیہ ”ربیع الثانی: ۸۷۳ھ بمقام ہرات (۱۶۱..... ۱۹۷۷، N.M.) شتعلیق غوث بقلم محمد بن محمد معروف بہ بقا سوال / ۸۷۷ھ اخذ بخش لاہوری پٹنہ کے مخطوطہ نمبر ۱۸۶ کے تحت سلسلہ الذهب دفتر اول اور دیوان جامی کو بحفظ جامی اٹلایا جاتا ہے۔

جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا رضی الدین عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ م (۹۱۲ھ) نے ”نفحات الانس“ کے حواشی پر تکرار میں تحریر کیے ہیں۔
 مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۲ھ) تصوف کے مراحل اور روحانی کیفیات میں اپنے استاد محترم و مکرم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز تھے بدیں سبب انہوں نے اپنے استاد و مرشد کے اندرونی احساسات اور باطنی افکار کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔
 ”نفحات الانس“ پر مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حواشی قلمبند کیے ہیں وہ کافی حد تک درست اور صحیح ہیں۔

③ حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق وہ مفصل حالات زندگی کہ جو مولانا فخر الدین علی صفی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”رشحات عین الحیات“ میں درج کیے ہیں۔
 ”سلسلہ نقشبندیہ“ کے حضرات متصوفین کا یہ تذکرہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے گیارہ برس بعد ۹۰۹ھ میں تالیف ہوا۔

اس تذکرہ کا مؤلف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا معاصر اور رشتہ دار بھی تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا کاشفی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہم زلف تھے۔ یعنی ہر دو حضرات، حضرت خواجہ کلاں بن خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔

چنانچہ اس نسبت کا تذکرہ ”صاحب رشحات“ نے کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے کا نام صفی الدین محمد تھا جس کی پیدائش کے ایک سال بعد مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا لقب، صفی، علی بن حسین واعظ کاشفی کا تخلص قرار دیا، اور علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے لقب، فخر سے اپنے بیٹے کی تاریخ ولادت (۸۸۰ھ) نکالی۔ (ف=۸۰، خ=۶۰۰، ر=۲۰۰)

بدیں صورت، ہم یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ”صاحب رشحات“ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جو احوال و آثار مرتب کیے ہیں۔ وہ ان کی ذاتی اطلاع پر مبنی ہیں۔

④ حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمارا چوتھا ماخذ وہ مشہور و معروف ”رسالہ“ ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دانشور اور معروف دوست میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات و آثار پر مرتب کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ترکی زبان میں تحریر کیا تھا۔

اس نسخہ کے مندرجات درج ذیل پانچ حصص پر مشتمل ہیں:

① مقدمہ

② تین مقالات

③ ایک خاتمہ

مرتب کے نقطہ نگاہ کے مطابق مذکورہ نسخہ کے یہ پانچ حصص قارئین کے لیے باعث حیرت و استعجاب ہوں گے۔

چنانچہ، اس نے اس کتاب کا نام ”شمسہ المہتمرین“ رکھا ہے۔

④ مزید برآں، مولانا میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصر تقریباً تین سو پچاس حضرات شعرا کا تذکرہ بنام مجالس النفائس بھی تحریر کیا ہے، اور اس تذکرہ میں بھی چند سطور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی تحریر کی ہیں کہ جن کا اختتام ایک ترکی رباعی پر ہوتا ہے کہ اس رباعی میں وہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت و عظمت کے قائم و دائم رہنے کے لیے دعا گو ہے۔

⑤ حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ماخذ و منابع و مصادر پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی معاصر اور قریب العهد تصانیف اور تالیفات ہیں کہ جن میں تذکرہ نگاروں نے یا مورخین نے ازراہ اختصار مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار ترتیب دیئے ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں درج ذیل تصانیف و تالیفات حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ماخذ و مصادر کے طور پر کارآمد ہیں:

الف: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح سلطان حسین بایقرا کی تصنیف ”مجالس العشاق“ اس سلسلہ میں پیش پیش ہے کہ جس کی ”مجلس پنجاہ و پنجم“ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ بالاختصار اور عشق مجازی کے قصص کا بیان ہوا ہے۔

ب: ازاں بعد! حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے سلسلے میں ”تذکرہ الشعراء کا نام پیش پیش ہے کہ جسے مشہور و معروف تذکرہ نگار، ”امیر دولت شاہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ“ نے ۸۹۲ھ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے صرف چھ برس قبل تحریر کیا۔

چنانچہ اپنی اس کتاب کے آخر میں امیر دولت شاہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصر اکابرین و فضلاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی قدر سرفہرست تحریر کیا ہے۔

ج: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے ماخذ و مصادر میں ”خواند میر“ کی تالیف تاریخ ”حبیب السیر“ (سن تالیف در ۹۳۰ھ) کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جس کی تیسری جلد کے تیسرے حصے میں ”سلطان بايقرا“ کے معاصر شعرا و فضلاء کرام کے تذکرہ میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر بھی مختصر مگر مفید خامہ فرسائی کی ہے مزید برآں، ”تاریخ حبیب السیر“ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مادہ تاریخ و فوات پر مشتمل ہے۔ اس سے بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ ”حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات“ کے بعد ترتیب دی گئی ہے کہ اس میں ان احوال و آثار کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

د: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ پر ایک اہم ماخذ سام مرزا شاہ اسماعیل صفوی رحمۃ اللہ علیہ کی موقر تالیف در ۹۶۸ھ موسومہ ”تحفہ سامی رحمۃ اللہ علیہ“ بھی ہے۔ اس تذکرہ کی ترتیب و تالیف کا زمانہ دسویں صدی ہجری کا ہے کہ جب سام مرزا ”خراسان“ کا اقتدار سنبھالے ہوئے تھا اور وہ دارالحکومت ”ہرات“ میں مقیم تھا۔ مولف سام مرزا نے اپنی تالیف ”تحفہ سامی“ میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں کے نقطہ نگاہ سے یہ تذکرہ اس لحاظ سے بھی نہایت اہم ہے کہ اس میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کی فہرست بھی موجود ہے۔

ه: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں فخر الدین علی صفی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ”لطائف الطوائف“ بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ کے ترتیب دینے کے لیے ایک عمدہ ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب ”لطائف الطوائف“ کا زمانہ تالیف (۹۳۹ھ) ہے۔ کتاب ”لطائف الطوائف“ میں مختلف انسانی طبقات کی حکایات اور لطائف و ظرائف مندرج ہیں۔

چنانچہ ایک فصل: ”لطائف عارف جام رحمۃ اللہ علیہ“ کے لیے بھی مخصوص ہے کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز حکایات و لطائف و ظرائف مندرج ہیں کہ جن سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خوش اخلاقی، پاکیزہ ذوق، بذلہ سخی اور پھر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین کے ساتھ خوشگوار اور نہایت عمدہ تعلقات کا علم ہوتا ہے۔

و: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے

پیش نظر عربی مآخذ ”الشقائق النعمانیہ..... فی علماء الدولۃ العثمانیہ“ تالیف ”مصطفیٰ طاش گبریٰ زادہ“ بھی ہے کہ یہ مذکورہ کتاب مصر میں (۱۳۱۰ھ) میں وفیات الاعیان لابن خلکان کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے کہ جس کے طبقہ ہفتم میں جو کہ دولت سلطان محمد خان فاتح کے علماء کے لیے مختص ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ بتفصیل بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب ”الشقائق النعمانیہ..... فی علماء الدولۃ العثمانیہ“ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے سرٹھ برس بعد بسال (۹۶۵ھ) تحریر کی گئی؛ بدیں سبب اس کی مرتبہ روایات صحت کے اعتبار سے درست ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد:

حضرت خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد احمد بن محمد دشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ”دشت“، اصفہان“ کا ایک ”محلہ“ ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد ہیں؛ کا عقد حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ایک صاحبزادی سے ہوا تھا کہ جن کے بطن سے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم جناب احمد متولد ہوئے تھے۔

ملاحظہ کیجیے: ”رشحات عین الحیات“ جلد نمبر ۱: (۲۳۳-۲۳۴) میں مندرج ہے کہ

حضرت مولانا ٹمس الدین محمد دشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے کہ جو حنفی مذہب کے مجتہد تھے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد نظام الدین احمد دشتی رحمۃ اللہ علیہ اور جد امجد مولانا ٹمس الدین محمد دشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم و تقویٰ تھے جو حوادث روزگار کے سبب اپنے وطن مالوف سے ولایت جام میں آگئے اور قضاء و فتویٰ کا کام سنبھال لیا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دادی امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد رحمۃ اللہ علیہ میں سے تھیں۔ کیونکہ امام مذکور کی اولاد میں سے قوام الدین محمد بھی اپنے وطن سے ہجرت کر کے ”جام“ آگئے تھے۔ آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت مولانا شرف الدین حاجی شاہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ عقد (نکاح) میں دے دی تھی۔ مفتی صاحب کی صاحبزادی حضرت مولانا ٹمس الدین محمد دشتی کے حوالہ عقد (نکاح) میں آئی کہ جن کے بطن سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت نظام الدین احمد متولد ہوئے۔

جب تک حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء، ولایت جام میں اقامت پذیر رہے وہ اپنے نام کے ساتھ نسبت مکانی دشتی ہی تحریر کرتے رہے لیکن جب وہاں سے ہرات چلے گئے تو ”دشتی“ کے بجائے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرنے لگے۔

ملا عبدالنبی فخر الزبان قزوینی نے اپنی تالیف تذکرہ میخانہ (تالیف در ۱۰۲۸ھ) صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ تہران (۱۳۴۰ھ) شمسی میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جد کا نام قوام الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے کہ جو حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قرابت دار صاحب رشحات کی روایت کی موجودگی میں درست نہیں ہے۔

باب نمبر: ۳

حضرت مولانا جامی رضی اللہ عنہ کی ولادت بسال

(۲۳ شعبان المعظم: ۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۳ء)

تحصیل علم

ولادت:

حضرت خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی ولادت موضع خرچرد جام میں بوقت عشاء ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۳ء میں ہوئی۔

لقب:

آپ کا اصلی لقب "عماد الدین" تھا۔ مگر "نور الدین" کے ساتھ مشہور و معروف ہوئے۔

اسم مبارک:

آپ کا اسم مبارک "عبدالرحمن" ہے۔

تخلص:

آپ کا تخلص "جامی" ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ نے اپنے تخلص "جامی" کی بابت خود ہی وضاحت درج ذیل اشعار میں یوں فرمادی ہے کہ

مولد جام و رھے قلم

جرعہ جام شیخ الاسلامی است

لاجرم بدو معنی در تخلصم جامی است

اشعار جریدہ جامی است

ترجمہ: "ہمارا مولد جام ہے، اور ہمارے قلم کا رھے (نچوڑ) یعنی فیض شیخ الاسلام کے جام کا جرعہ (گھونٹ) ہے۔"

تو لازم ہے کہ اشعار کے رسالہ میں بدیں معنی ہمارا تخلص ”جامی“ ہے۔

نوٹ:

خرجرد (یا خرگرد) جام کے قریب ایک قدیم آبادی ہے کہ جس میں شاہ رخ بادشاہ کا دارالخلافہ بھی رہا ہے۔ تربت جام (ایران) جہاں شیخ احمد جام، ”ژند پیل“ کا مقبرہ ہے۔ وہ ایک دوسرا قصبہ ہے۔^①
حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ نے اپنے دیوان (فاتحہ الشباب) میں اپنے تخلص جامی رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ یوں بتلائی ہے کہ

چو مولدا این فقیر، ولایت جام است، کہ مرقد مطہر و مشہد
معطر شیخ الاسلام احمد الجامعی قدس اللہ سرہ السامی
آنجاست، این معنی رارشحہ ای از جام ولایت وی میدانم،
تحقیق نسبت را بہ ولایت جام شیخ الاسلام، جامی ”تخلص
کردہ

ترجمہ: ”اگر اس فقیر احمد الجامعی رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار مطہر و مشہد پر ہے اور ہمارے نقطہ نگاہ
سے ولایت جام کی نسبت سے یہی مفہوم متبادر ہوتا ہے۔ تحقیق (کہ ہم نے) ولایت جام شیخ
الاسلام رضی اللہ عنہ کی نسبت سے ”جامی“ تخلص کیا ہے۔“^②

تحصیل علم کے لیے سفر:

حضرت خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی تحصیلات علم کے بارے میں ”صفی
الدین علی رضی اللہ عنہ“ نے اپنی تالیف ”رشحات عین الحیات“ میں نہایت مفید معلومات کی تفصیل دی ہے۔
جس میں آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ و مدرسین کا تذکرہ نیز اکتساب علم و فن کے لیے کیے گئے اسفار اور
حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے تبحر علمی اور صائب فکری اور علمی و فنی استعدادات پر
بتفصیل روشنی ڈالی ہے۔

اساتذہ و شیوخ اور ہرات کا مدرسہ نظامیہ:

چنانچہ صاحب رشحات عین الحیات، جناب صفی الدین علی رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجیے: تعلیقات بر کلمہ حواشی ”نعمات الانس“ از مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری رضی اللہ عنہ۔ ۸۱ مجلہ فصیحی، ۳۰۶:۳ (تہران

② ملاحظہ کیجیے: دیوان جامی رضی اللہ عنہ (منج بخش ۱: ۹) نیز ملاحظہ کیجیے: کلمہ حواشی نعمات الانس (۳۰، ۸۱، ۸۲)۔

”وہ (جامی) ابتدائی عمر ہی میں اپنے والد محترم کے ساتھ ہرات چلے آئے اور مدرسہ نظامیہ میں ٹھہرے۔ وہاں علوم عربی کے ماہر جنید اصولی کے درس میں داخل ہوئے کہ جن کی شہرت نہایت دور و دراز تک پہنچ چکی تھی۔“

نصابی تعلیم و کتب:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو مختصر تلخیص پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوا کہ جب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس درس میں داخل ہوئے۔ تو بعض طلبا ”شرح مفتاح“ اور مطول پڑھ رہے تھے۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ابھی شرعی حد بلوغت تک بھی نہیں پہنچ پائے تھے۔ لیکن بذات خود وہ کتب تحصیل سمجھنے کی استعداد پاتے تھے۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مطول اور حاشیہ مطول پڑھنے لگے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا خواجہ علی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں داخل ہو گئے۔ حضرت مولانا خواجہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ محقق روزگار شخصیت تھے اور حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد تھے کہ جو طریقہ مطالعہ (یعنی تعلیم و تدریس) میں بے نظیر تھے، لیکن حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ چالیس روز ہی میں ان سے (یعنی مولانا خواجہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے) فارغ ہو گئے اور بعد ازاں، حضرت مولانا شہاب الدین محمد جاجری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں چلے گئے۔ مولانا جاجری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم محقق تھے اور ان کا سلسلہ تلمذ حضرت مولانا سعد الدین تفتازانی سے ملتا تھا۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم جو چند روز ان کے درس میں گئے۔ تو ان سے دو کارآمد باتیں سنیں۔

① ایک یہ کہ کتاب ”تلویح“ پڑھاتے وقت وہ مولانا زادہ خطائی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراضات کا رد کرتے تھے۔ پہلے روز کہ جب انہوں نے ان (مولانا زادہ خطائی رحمۃ اللہ علیہ) کا اعتراض دُور کرنے کیلئے دو، تین مقدمات بیان کیے تو ہم نے انہیں جھٹلا دیا۔

دوسری نشست میں انہوں نے بڑے غور و خوض کے بعد جواب دیا جو قدرے منطقی تھا۔

② دوسری بات، فن بیان میں ان کا ”مطول تلخیص“ سے تھوڑا اختلاف تھا۔ گو وہ بنیادی طور پر اس کی کوئی زیادہ تردید نہیں کرتے تھے، اور صرف کتاب کی عبارت اور الفاظ پر آڑے آئے ہوئے تھے۔ تاہم، ان کی توجیہ میں کچھ وزن تھا۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند میں:

اس کے بعد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند میں قاضی زادہ روم کے مدرسہ میں چلے گئے۔ حضرت قاضی زادہ محقق و مدقق روزگار تھے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بحث اول ملاقات میں:

پہلی ملاقات ہی میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے بحث چل نکلی کہ جو بالآخر طول پکڑ گئی اور (نوبت بایںجا رسید کے مصداق) آخر کار قاضی (زادہ روم) کو جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے اتفاق کرنا پڑا۔

مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

مرزا الخ بیگ کے ہاں عہد صدارت پر فائز ایک تبحر عالم دین مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس "مجلس مباحثہ" میں موجود تھے۔

قاضی زادہ روم رحمۃ اللہ علیہ نے سمرقند میں اپنے مدرسہ میں مجلس کا اہتمام کیا۔ دُنیا کے تمام اکابر و افاضل وہاں پر موجود تھے۔ قاضی زادہ روم رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس میں زیادہ تر صاحب استعداد اور خوش طبع لوگوں کے ذکر میں مصروف رہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور ذہانت کا اعتراف:

جب سے سمرقند آباد ہوا ہے۔ جدت طبع اور قوت تصرف میں جام کے اس نوجوان کے پائے کا کوئی شخص دریائے آمویہ عبور کر کے ادھر نہیں آیا۔

قاضی روم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا ابو یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ

"جب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند آئے تو اتفاق سے فن ہیئت میں

ایک کتاب کی شرح پڑھنے لگے۔ قاضی روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے حواشی پر سالہا سال سے کچھ تعلیقات لکھ رکھی تھیں۔"

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ہر نشست میں ان میں سے ایک دو کی تصحیح و اصلاح کر دیتے تھے۔ قاضی زادہ روم رحمۃ اللہ علیہ اس کام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے از حد ممنون ہوئے چنانچہ وہ اپنی شرح ملخص چغیمنی بھی اٹھائے لائے (اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو دکھائی) جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں وہ تصرفات کیے کہ جو جناب قاضی (زادہ روم رحمۃ اللہ علیہ) کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔

علمی استحضار کا ایک واقعہ:

ایک روز ہرات میں مولانا علی قوشچی ترکوں کی طرح ایک عجیب و غریب گٹھڑی باندھے حضرت مولانا

نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں چلے آئے اور شبے کی آڑ میں فن ہیئت کے چند بے حد دقیق و مشکل سوالات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ مولانا قوٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی حیرت و استعجاب کے سبب سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا قوٹھی رحمۃ اللہ علیہ کو چھیڑتے ہوئے یوں فرمایا کہ ”مولانا آپ کی گٹھڑی میں اس سے بہتر کوئی شے نہیں تھی؟“

اس کے بعد مولانا قوٹھی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے کہ اس دن مجھ پر یہ بات دوبارہ واضح ہو گئی کہ اس دُنیا میں واقعی کسی نفس قدسی کا وجود ہے۔ بعض مخادیم فرماتے ہیں کہ ”یہ ملکہ اس وجہ سے ہے کہ سلسلہ خواجگان (نقشبند) سے نسبت، عقل کی معاون ہوتی ہے اور ادراک کی قوت کو بڑھاتی ہے۔“

تعطیل کے ایام فراغت میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاغل:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تحصیل علم کے زمانہ میں طالب علم عموماً عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور پھر مدارس و مکاتب سے تعطیلات کے ایام میں ان کی سستی و کاہلی اور بے اعتنائی افزوں سے افزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

مگر جب ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تحصیل علوم و فنون کے دور پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو یہاں پر صورت حالات کچھ اور سی نظر پڑتی ہے۔ تو سنیے گا کہ

”تعطیل کے ایام وہ (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) فراغت و آسودگی سے بسر کرتے۔ ان کی

طبع ادراک اندیشہ ہائے دور و دراز میں مشغول رہا کرتی تھی۔ جب درس کو جاتے تو اکثر

و بیشتر ایسا ہوا کرتا کہ کسی ہم سبق سے کتاب لے کر چند لمحے مطالعہ کر لیا کرتے اور پھر درس

میں جا پہنچتے۔“

لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی تمام طلباء پر غالب آیا کرتے تھے۔

جولانی طبع:

جب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل ہوئے تو کسی

صاحب استعداد کی طرف سے جو شبہہ بھی سامنے آتا۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فوراً

اُسے دور کر دیتے تھے۔ وہ ہر روز مجلس میں اپنے حاصل مطالعہ سے دو، تین خصوصی شبہات اور

اعتراضات اٹھا جاتے۔

علمی جامعیت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بعض ایسے علوم کے اکتساب کی خاطر کہ جن کا تعلق اور تقاضا سننے سے ہے۔

اپنے معاصرین کے درس میں جاتے رہے۔ وگرنہ حقیقت تو یہ ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ دنیا بھر کے مدرسین پر غالب تھے۔ ایک روز ان کے اساتذہ اور معلمین کی بات چل نکلی تو انہوں نے فرمایا کہ

”ہم نے کسی استاد کے سامنے ایسا سبق نہیں پڑھا کہ ہم پر غالب ہوتے بلکہ ہر بحث میں ہمیشہ ہمارا پلہ ہی بھاری رہا کرتا یا کبھی برابر رہا کرتے کسی شخص کا بھی ہم پر استادی کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ درحقیقت، ہم اپنے باپ کے شاگرد ہیں۔ جن سے ہم نے زبان سیکھی۔“

ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ

”انہوں نے علوم صرف و نحو اپنے والد سے پڑھے تھے۔ اس کے بعد علوم عقلی اور معارف یقینی میں انہیں کسی کی (رہنمائی کی) چنداں ضرورت نہ پڑی تھی۔“^①

حواشی متعلقہ باب سوم:

- متعلقہ باب سوم میں بعض شخصیات اور کتب وغیرہ کا ذکر آیا ہے کہ جن کا یہاں پر مختصر تذکرہ ضروری ہے:
- ① مختصر تلخیص۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تلخیص المفتاح“ تالیف خطیب دمشق (م ۷۳۹ھ) پر شرح تحریر کی ہے۔^②
 - ② شرح مفتاح سکاکی کی مفتاح العلوم کے تیسرے حصے پر علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح تحریر کی ہے۔^③
 - ③ مطول، تلخیص المفتاح: پر علامہ سعد الدین تفتازانی کی عمدہ شرح (مختصر المعانی شرح تلخیص المفتاح) ہے۔ مذکورہ بالا ہر سہ کتب علم معانی اور بیان میں ہیں۔
 - ④ حاشیہ مطول یہ کہ اس حاشیہ سے غالباً حاشیہ میر مراد ہے کہ جو میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے مطول پر تحریر کیا تھا۔^④

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات بین الہیات) از جناب صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ (۱: ۲۳۵..... ۲۳۸) وغیرہ۔

② ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) حاجی خلیفہ (۱: ۷۳۳)۔

③ نیز ملاحظہ کیجیے: تذکرہ مصنفین درس نظامی: ۱۰۳۔

④ تعلیقات بشیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ: برحکمہ حواشی نجات الانس: ۵۳۔

⑤ شہاب الدین محمد جاجری رحمۃ اللہ علیہ بظاہر مولانا شمس الدین محمد جاجری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک الگ شخصیت ہے۔^①

⑥ تلوح از علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیح الاصول از عبید اللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۷ھ) پر نہایت عمدہ شرح ہے۔^②

⑦ عثمان بن عبد اللہ خطائی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مولانا زادہ (نظام الدین) علم بیان کے عالم تھے۔ انہوں نے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر حواشی تحریر کیے۔ (۹۰۱ھ / ۱۴۶۰ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔^③

⑧ قاضی زادہ روم رحمۃ اللہ علیہ، صلاح الدین موسیٰ بن احمد ۷ قاضی محمودی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے اور سلطان مراد عثمانی (۷۶۱ھ، ۷۹۲ھ) کے عہد میں برسہ کے قاضی تھے۔ (۸۴۱ھ - ۸۳۸، ۸۳۷ء) سے پیشتر انتقال کر چکے تھے۔^④

⑨ مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ علوم محسوس و منقول میں ماہر تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت مدید سلطان سعید کی ملازمت کی۔ نیز درس و تدریس بھی کرتے رہے۔ ربیع الآخر ۸۶۷ھ / ۱۴۶۳ء میں انتقال کیا۔^⑤

⑩ دریائے آمویہ: دریائے آموی و جیحون مراد ہے۔

⑪ مولانا علاء الدین علی قوشچی رحمۃ اللہ علیہ: آپ بچپن ہی سے مرزا الخ بیگ (۸۱۰ - ۸۵۳ھ) کے منظور نظر تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے شرح تجرید خواجہ نصیر الدین طوسی مشہور و معروف ہے۔ آپ آخر عمر میں روم چلے گئے، اور وہیں پر وفات پائی۔^⑥

⑫ نفس قدسی: یہ کہ ”نفس قدسی“ علم فلسفہ کی اصطلاح میں اس قوت کو کہتے ہیں کہ جس میں تفکر کی مدد کے بغیر ہی مختصر ترین مدت میں مشکل اور دقیق مسائل کو سمجھ لیا جائے۔

بوعلی ابن سینا رحمۃ اللہ علیہ نے الاشارات و التنبیہات میں اس کی عمدہ ترین شرح تحریر کی ہے۔^⑦

① ملاحظہ کیجیے: تعلیقات ہروی رحمۃ اللہ علیہ برکلمہ: ۵۴۔

② ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) حاجی خلیفہ (۱: ۳۹۶)۔

③ ملاحظہ کیجیے: (معجم المؤلفین) ۵: ۲۵۸۔

④ ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برکلمہ حواشی نجات الانس لمولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ۵۵: ”معجم المؤلفین“ ۱۱: ۳۱۹، ۱۳: ۳۷۔

⑤ حبیب السیر ۳: ۱۰۲۔

⑥ ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۳: ۳۸ نیز اہمکاتی بحث کے لیے ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برکلمہ حواشی نجات الانس: ۵۱، ۳۹۔

⑦ ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برکلمہ حواشی نجات الانس: ۵۱۔

۱۳) مولانا معین الدین تونی رحمۃ اللہ علیہ سلطان سعید کے زمانے کے اکابرین علما میں سے تھے کہ طلبا کی ایک کثیر تعداد ان کے درس سے مستفید ہوتی رہی۔^①

۱۴) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اکتساب علم، تکملہ حواشی نفحات الانس: ۱۱ میں بھی بدیں طور مذکور ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

کا تبحر علمی اور وسعت نظری

گزشتہ صفحات (باب ۳) میں ہم نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تعلیم کا مختصراً ذکر کیا ہے کہ جن حالات و واقعات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت و فطانت اور ذہنی بلوغ و استحضر کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے، مگر ایک بات بخوبی طور پر نہاں خانہ دل و دماغ میں ملحوظ رہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے بعض مقامات پر مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا ہے کہ جس کے پس پردہ محرکات میں سے ایک باوزن شے محبت و عقیدت و ارادت میں محض غلو بھی ہے۔

چنانچہ مشہور ایرانی محقق اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں میں سے ایک جناب علی اصغر حکمت صاحب رقمطراز ہیں:

”..... صاحب رشحات کا وہ مقالہ کہ جس میں بڑی خوبصورتی سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحصیلات مدرسین اور علوم ظاہری میں طے کردہ ان کے مراحل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ البتہ اس تحریر میں (جامی رحمۃ اللہ علیہ، کی طرف سے) خودستائی اور فخر و مباہات کا جو عنصر پایا جاتا ہے۔ وہ بظاہر اس ارادت کا نتیجہ ہے۔ جو صاحب رشحات کو اپنے استاد محترم (جامی رحمۃ اللہ علیہ) سے تھی۔ ورنہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایسے درویش صفت، متواضع اور روحانی فضائل کے مالک شخص سے یہ باتیں بعید معلوم ہوتی ہیں۔“^①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و معروف شاگرد، مولانا عبدالغفوری لاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے محترم و مکرم استاد (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے اکتساب علم پر قدرے تفصیل سے ”احوال و آثار“ کو تحریر کیا ہے۔

مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کا تکرار، نجات الانس پر جو تحریر کیا گیا ہے۔ وہ ہمیں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی جستجو کے ملکہ، اشہاک اور پھر طلب علم کی خاطر بزرگوں سے ہمت

① ملاحظہ کیجئے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: تحصیل علم) بر ص ۱۳۳۔

طلبی پر بیان کیے گئے احوال و آثار و نکات کا بیان یہاں پر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ چنانچہ، مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”فقیر (لاری رحمۃ اللہ علیہ) کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ رفیع الشان پر پہنچنے سے پہلے تردد تھا کہ جو مرتبہ شعر گوئی کی بدولت انہیں حاصل ہے۔ وہ گہرے تفکر اور دقیق تامل کے بغیر میسر نہیں آسکتا اور یہ امر مرتبہ کمال کے منافی اور جمعیت خاطر کے متناقض ہے۔ لیکن جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کوئی شغل بلکہ حوادث زمانہ میں سے کوئی واقعہ یا حادثہ بھی ان کے ظاہری و باطنی اشتغال کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا اور وہ اپنی کیفیت میں کسی قدر تبدیلی کے بغیر اپنے کاموں میں مصروف و مشغول رہتے ہیں۔ وہ اپنا بہترین وقت بلا تکلف و زحمت درس (روحانی) دینے میں صرف کرتے۔“^①

خاتم الشعراء حضرت مولانا نور الدین جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فنی ذہانت و فطانت کا تذکرہ ہم کسی قدر گزشتہ باب میں تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم آثار میں نہایت کثرت سے بالتصریح یا بالکناہ مختلف علوم اور ان کی فنی اصطلاحات کی جانب اشارات ملتے ہیں کہ جن کے باوصف ہم مولانا (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے ان علوم میں تبحر علمی و فنی کا قیاس نہایت عمدہ طور پر کر سکتے ہیں۔

مثلاً مثنوی تحفۃ الاحرار میں سے ایک قطعہ بعنوان: شرح حال علمائے ظاہر کہ بدعوئی و لاف خود را فقیہ، دانامی پندارد! ترجمہ: (ان علمائے ظاہر کے حال کا بیان کہ جو اپنے فقیہ ہونے کا دعویٰ اور شیخی بگھارتے ہیں، اور خلق اللہ گمان کرتے ہیں) درج ہے کہ جس میں صرف ظاہری رسمی علوم کے اکتساب پر اکتفا کر لینے اور علوم باطنی و روحانی سے صرف نظر کرنے کی مذمت کی گئی ہے کہ ہم یہاں پر اس قطعہ کے چند اشعار کو درج کرتے ہیں کہ اس قطعہ میں علمی و فنی کتب کے نام اور اصطلاحات نظر آتی ہیں کہ جو اس زمانہ میں اصحاب علم و فن کے حلقہ میں رائج تھیں۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دینی، علمی و فکری رجحانات کا مختصر جائزہ:
شعر نمبر ۱:

سایری از ہمہ فردا سبق
زآں کتب امروز بگرداں ورق

① ملاحظہ کیجیے: (مکملہ نجات الانس: ۹) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب۔

ترجمہ: ”اے طالب! جب تک کہ آپ ہر آئندہ کل کے سبق کی تحصیل کیجیے کہ آپ آج ہی کے روزانہ کتب کی ورق گردانی کر لیجئے گا۔“

شعر نمبر ۲:

”علم“ کہ خواندہ برہ نا صواب
 باشد از آں علم علم یہ رو کتاب
 ترجمہ: ”اے طالب! وہ علم کہ جس کی تحصیل غلط راہ سے ہو۔ (تو پھر) اس علم کے باوصف
 کتاب بھی رو سیاہ ہو کر رہے گی۔“

شعر نمبر ۳:

نورِ دل از دیدہ سینا مجوی
 روشنی از چشم نہ پینا ”مجوی“
 ترجمہ: ”اے طالب! نور دل (نور باطن) کو بوعلی سینا کی نگاہ سے تلاش نہ کیجیے کہ نابینا کی
 آنکھ سے روشنی مت تلاش کیجیے۔“

شعر نمبر ۴:

جانبِ کفر است اشارات او
 باعثِ خوف است بشارات او
 ترجمہ: ”اے طالب! کہ اس (بوعلی سینا) کے اشارات کفر کی جانب (لیے جاتے) ہیں۔
 اس کے بشارات باعث خوف (دین و ایمان) ہیں۔“

شعر نمبر ۵:

فکرِ شفایش ہمہ بیمار یست
 میلی نجاتش ز گرفتار یست
 ترجمہ: ”اے طالب! کہ اس کی شفا (کتاب الشفاء) کی فکر میں پڑنا بیماری ہے کہ اس کی
 (نجات) کتاب نجات کی جانب میلان کرنا محض فریفتگی (گرفتاری میں مبتلا ہونا) ہے۔“

شعر نمبر ۶:

”قاعدہ طب“ کہ بقائون بہاد
 پائے نہ از قاعدہ بیرون نہاد

ترجمہ: ”اے طالب! کہ قاعدہ طب (بوعلی سینا نے) اس کا نام ”قانون“ رکھ دیا کہ اس نے قاعدہ کے تطابق میں ایک قدم بھی باہر نہ رکھا۔“

شعر نمبر ۷:

لیک نہاں ساخت بر اہل طلب
روئے مسبب بحجاب سبب

ترجمہ: ”اے طالب! کہ (بوعلی سینا نے) اہل طلب پر پوشیدہ رکھا۔ روئے مسبب (خدا کا چہرہ) سبب کے پردہ میں۔“

شعر نمبر ۸:

خاصیت علم سبب سوزیت
شیوہ جاہل سبب آموزیت

ترجمہ: ”اے طالب! علم کی خاصیت سوز کا سبب ہے (جبکہ) جاہل کا دستور سیکھنے، سکھلانے کا سبب ہے۔“

شعر نمبر ۹:

”طب ز نبی“ جوی کہ طب النبی
سادات از جملہ عمل اجنبی

ترجمہ: ”اے طالب! کہ آپ طب (علم طب) کو نبی ﷺ سے طلب کیجیے کہ طب النبی ﷺ تمام اجنبی عمل سے برگزیدہ ہے۔“

شعر نمبر ۱۰:

از مرض جہل شفا بخشیت
وز کدر نفس صفا بخشیت

ترجمہ: ”اے طالب! کہ (طب النبی ﷺ) آپ کو جہل (جہالت) کے مرض سے شفا بخشتی ہے اور نفس کی کدورت سے شفا بخش دیتی ہے۔“

شعر نمبر ۱۱:

تاہد از اسباب عمل روئے تو
وا کند از ہر چہ نہ حق خوئے تو

ترجمہ: ”اے طالب! جب تک اسباب عمل میں سے آپ کے سامنے وا ہو جائے۔ تو (یہ طب النبی ﷺ) ہر اس شے کو واضح کر دیتی ہے کہ جو درست طور پر آپ کے دستور میں نہیں ہوتی۔“

شعر نمبر ۱۲:

عمر تو شد صرف اصول و فروع

بچ نیفتاد باصلت رجوع

ترجمہ: ”اے طالب! کہ آپ کی عمر ”اصول و فروع“ (کی تعلیم و تعلم) میں صرف ہو کر رہ گئی کہ آپ کو اصل کی جانب رجوع میں کچھ بھی (پلے) نہ پڑا۔“

شعر نمبر ۱۳:

بچ وقوف ز مقاصد چونیت

از طلب آن بمواقف ماییت

ترجمہ: ”اے طالب! کہ اگر آپ کو مقاصد (شرح مقاصد) سے کچھ بھی وقوف (تطابق) نہیں ہے۔ (تو پھر) اس بمواقف (شرح بمواقف) کی طلب کس لیے ہے؟ (اس کی طلب پر مٹ ٹھہر)۔“

شعر نمبر ۱۴:

بر تو چوں کشاد ز مفتاح راہ

دولت فتح از درِ فتح ”خواہ“

ترجمہ: ”اے طالب! کہ جب مفتاح (تلخیص الفتاح) سے راستہ راہ ہو جائے۔ (تو پھر) آپ دولت فتح کو فتح (اللہ تعالیٰ کا اسم ہے) کے دروازہ سے طلب کیجیے۔“

شعر نمبر ۱۵:

گرز موانع دل تو صاف نیست

کشف موانع حد کشف نیست

ترجمہ: ”اے طالب! کہ اگر موانع (عقدہ لائیکل) سے آپ کا دل صاف (مطمئن) نہیں ہے (تو پھر یہ جان لیجئے) کہ کشف (تفسیر کشف) بھی موانعات (عقدہ لائیکل) کے انکشاف میں کوئی حد نہیں ہے۔ (یعنی ناکافی ہے)۔“^①

① یہ فرقہ معتزلہ کی کتاب ہے اور اس کا مصنف زنجیری ہے۔

شعر نمبر ۱۶:

نور ہدایت ز ہدایۃ مجوی
راہ نہایت بنہایۃ مپوی

ترجمہ: ”اے طالب! کہ آپ نور ہدایت کو ہدایۃ (فقہ کی کتاب) سے مت تلاش کیجیے کہ راہ نہایت (انتہا کی راہ) کو ”بنہایۃ“ (فقہ کی کتاب ہے) کی طلب میں مت دوڑیے۔“

شعر نمبر ۱۷:

ترک نفاق و کم تلبیس گیر
علم ز سر چشمہ تقدیس گیر

ترجمہ: ”اے طالب! آپ نفاق کو ترک کر دیجئے اور تلبیس (مکر و فریب و دھوکہ کو) مت کیجیے کہ آپ علم (شریعت) کو سرچشمہ تقدیس پاکیزگی کے منبع سے لیجئے۔“^①

یہ بات یاد رہے کہ (تحفۃ الاحرار) کے نسخہ جات کے مندرج اشعار میں کمی و بیشی کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثنوی، تحفۃ الاحرار از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جس ”قطعہ بند“ کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔

مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ میں مذکورہ بالا منقولہ قطعہ بند میں سے دوسرا اور تیسرا شعر وہاں موجود نہیں ہے نیز یہ کہ ہم نے قارئین کتاب کی سہولت کی خاطر اصل فارسی اشعار کے ساتھ ان کا اردو ترجمہ بھی نقل کر دیا ہے۔ (مؤلف)

✽ ”مثنوی سلسلۃ الذہب“ کے پہلے دفتر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب سے انس اور مطالعہ کی ترغیب پر بھی ایک قطعہ بند تحریر کیا ہے کہ جس میں ان کتب کا ذکر کیا ہے جن کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود مطالعہ کیا ہے، اور اپنے قارئین کو بھی ان کتب کا مطالعہ کی ترغیب و نصیحت فرمائی ہے۔

چنانچہ ہم یہاں پر اس قطعہ بند سے چند اشعار مع اردو ترجمہ درج کیے دیتے ہیں کہ کسی قدر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعاتی ”اصول و آداب“ کا اندازہ ہو سکے:

شعر نمبر ۱:

شو انیس کتابہا نفیس
إِنَّهَا فِي الزَّمَانِ خَيْرُ جَلِيسِ

① ملاحظہ کیجئے: (تحفۃ الاحرار) از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳۲۰.....۳۲۱)۔

ترجمہ: ”اے طالب! آپ نفیس (عمدہ) کتب کے ساتھی بن جائیے کہ یقیناً زمانے میں بہترین ساتھی (کتاب) ہے۔“

شعر نمبر ۲:

مصحفی جوی روشن و خوانا
راست چون طبع مردم دانا

ترجمہ: ”اے طالب! کہ آپ روشن کتاب (قرآن) کو مطالعہ کرنے والے ہو جائیے کہ جس کے (سبب) سے مردم دانا (عقل مند انسان) کی طبیعت راست (درست) ہو جائے۔“

شعر نمبر ۳:

وز حدیث صحیح مصطفوی ﷺ
ناشی از خلق و سیرت نبوی ﷺ

ترجمہ: اے طالب! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحیح حدیث سے از روئے اخلاق و سیرت نبوی ﷺ پر قائم ہونے والا ہو جائیے۔

شعر نمبر ۴:

نسخہ چون بخاری و مسلم
کہ سقم علل بود سالم

ترجمہ: ”اے طالب! سنت نبوی ﷺ کے نسخہ جات کہ جیسے بخاری و مسلم کہ وہ سقم علل سے سالم ہیں (مطالعہ کیجیے!)۔“

شعر نمبر ۵:

وز تفاسیر آنچہ مشہور است
کہ ز تحریف مبتدع دور است

ترجمہ: ”اے طالب! تفاسیر میں سے (لائق مطالعہ) وہ ہیں کہ جو مشہور و معروف ہیں کہ وہ بدعت اختیار کرنے والے کی تحریف کرنے سے بعید (محفوظ) ہیں۔“

شعر نمبر ۶:

وز اصول و فروع شرع ہدی
آنچہ اَلْبِقْ نماید و اولی

ترجمہ: ”اے طالب! اور (پھر) شرع ہدیٰ (شریعت ہدایت) کے اصول و فروع میں سے جو کچھ مناسب (لائق) ترین ہے وہی بہتر ہے۔“

شعر نمبر ۷:

وز فنون ادب چہ نحو و چہ صرف
آنچہ باید در آن علوم شگرف

ترجمہ: ”اے طالب! اور پھر فنون ادب میں جیسے نحو اور جیسے ”صرف“ کہ ان علوم میں مضبوط اور پختہ کار ہونا چاہیے۔“

شعر نمبر ۸:

وز رسالات اہل کشف و شہود
وز مقالات اہل ذوق و وجود

ترجمہ: ”اے طالب! کہ اصحاب ظواہر و باطن (اصحاب تصوف و سلوک) کے رسائل کتب میں سے اور اہل ذوق و وجود (اصحاب ذوق و وجدان) کے مقالات میں سے جو کچھ میسر آسکے۔ (مطالعہ کیجیے)۔“

شعر نمبر ۹:

آنچہ باشد بعقل و فہم غریب
کہ شود منکشف بفکر لیب

ترجمہ: ”اے طالب! کہ جو کچھ عقل و عجیب و غریب فہم سے حاصل ہوگا۔ تو وہ شے ہے کہ جو فکر دانش سے منکشف ہو جاتی ہے۔“

شعر نمبر ۱۰:

وز دواوین شاعران فصیح
وز مقولات ناظران ملیح

ترجمہ: ”اے طالب اور جو کچھ دیوان، فصیح (زبان اور) شعرا کے ہیں اور عمدہ ناظران (شاعران) کے اقوال (اشعار) میں سے ہیں (ان کا مطالعہ کیجیے)۔“

شعر نمبر ۱۱:

آنچہ قبضت کند بسط بدل
چہ قصائد چہ مثنوی چہ غزل

ترجمہ: ”اے طالب! کہ جو کچھ زیادہ سے زیادہ آپ کی رسائی میں آسکے (اصناف شعر میں سے) کیا قصائد کیا مثنوی کیا غزل وغیرہ (کا مطالعہ کرنا)۔“

شعر نمبر ۱۲:

چوں ترا جمع گردد ایں اسباب

روی دل ز اختلاط خلق بتاب

ترجمہ: ”اے طالب! کہ جب آپ کو مجموعی طور پر یہ اسباب میسر آجائیں۔ (تو پھر) آپ

اپنے قلب کی توجہ کو مخلوق سے روابط کی جانب مبذول کر دیجئے گا۔“

تو اس ”قطعہ بند“ کے اشعار سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دینی و علمی و ادبی

وغیرہ رجحانات کا اندازہ بخوبی طور پر کیا جاسکتا ہے۔^①

① ملاحظہ کیجئے: (سلسلہ الذهب) از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ: (۱: بر ص ۶۶، ۷۷)۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف و سلوک

تصوف و سلوک دین اسلام، قرآن حکیم اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو کر تزکیہ نفوس و باطن کے باوصف مادی جسم اور اس کی دنیوی لذات کو ترک کر کے رُوح پر نوا میں روحانی اجاگر کرنے کا نام ہے۔ اگر کوئی انسان صحت ایمان اور اعتقاد کے باوصف عبادات و ریاضات میں حتی الامکان محنت شاقہ بہم پہنچا لیتا ہے کہ اس کی روح اس کے مادی جسم کی حدود و قیود پر غلبہ پالے تو پھر اس کے روحانی قلب و روح میں عالم بالا سے اتصال کا ملکہ صحیحہ پیدا ہو جاتا ہے، اور اس کے روحانی نوا میں میں غائب و شہود یکساں ہو جاتے ہیں اور وہ انسان حکمت خداوندی کو عین منشاء خداوندی کے مطابق سمجھنے اور جاننے لگ پڑتا ہے۔ تو پھر اس علم کے درج ذیل مراتب سے گانہ بقدر استعداد ماشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو کر رہتے ہیں۔ گویا کہ شریعت مطہرہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق قلب سے عمل پیرا ہو کر انسان کے قلب و روح میں ریاضت نفس سے انکشافات روحانی کا جو ملکہ صحیحہ پیدا ہو کر اس کے روحانی حواس خمسہ میں جو تواردات حکیم مطلق کے عین منشا و مقصود کے مطابق اجاگر ہونے لگتے ہیں تو تصوف اور سلوک کی راہ یہی کچھ ہے۔ تو علم کے لیے درج ذیل مراتب سے گانہ ناگزیر ہیں:

۱۔ علم الیقین

۲۔ حق الیقین

۳۔ عین الیقین

تو تزکیہ نفوس و باطن کے باوصف تصوف و سلوک کی راہ میں معرفت ربانی کے پیش نظر علم کے مذکورہ بالا مراتب سے گانہ ناگزیر ہیں۔ ان تینوں کے بغیر کوئی صوفی درست طور پر صوفی اور صاحب حقیقت و معرفت کہلانے کا بجا طور پر مستحق نہیں ہوا کرتا ہے۔

☆ تو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اور سلوک پر خامہ فرسائی کرنے سے قبل ہم تصوف و سلوک اور شریعت مطہرہ کے نقطہ نگاہ پر مختصر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔^①

مشہور صوفی جناب شیخ ابوالنصر سراج رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۷ھ) بعنوان: (تعارف تصوف، مسلک صوفیا اور بحیثیت علما ان کا مقام بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”مجھ سے کسی شخص نے علم تصوف اور مسلک صوفیا کے بارے میں استفسار کرتے ہوئے سوال کیا کہ لوگ مذکورہ موضوعات کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ کچھ تو ان کی فضیلت بیان کرنے میں بہت غلو سے کام لیتے ہیں۔ بعض انہیں دائرہ معقولیت سے باہر لے جاتے ہیں۔ کچھ انہیں لہو و لعب اور جہالت سے آنکھیں بند کر لینے کا عمل گردانتے ہیں۔“

بعض لوگ انہیں تقویٰ، تقشف، اونی لباس پہننے، بے تکلف پاکیزہ گفتگو کرنے اور پاکیزہ لباس پہننے وغیرہ کا نام دیتے ہیں، اور کچھ انہیں الحاد و گمراہی سے تعبیر کرتے ہیں۔

الغرض، وہ یہ چاہتا تھا کہ میں اسے ایسا جواب دوں کہ جو مسلک صوفیہ کے اصولوں کتاب اللہ کی اتباع، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضم اللہ عنہم کے اخلاق و اطوار اور اللہ کے صالح بندوں کے آداب سے ہم آہنگ ہو اور میں اپنے جواب کو قرآن و سنت کی روشنی میں مدلل انداز سے بیان کروں کہ حق و باطل جدا جدا نظر آئیں۔ تصوف کی جملہ اقسام اپنی اپنی جگہ واضح ہو جائیں، اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ کیا علم تصوف، علوم دینی میں سے ایک ہے؟

مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنوں کو کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور اسے مضبوطی سے تھامنے کا حکم دے کر ان کے دلوں سے جملہ شبہات کو دور کر دیا، اور دین کی بنیادیں مستحکم کر دیں، جیسا کہ فرمایا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا.

ترجمہ: ”اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔“^①

اور فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ.

ترجمہ: ”اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔“^②

اور پھر ایک اور مقام پر اللہ نے فرشتوں کے بعد اپنے بندوں میں سے افضل اور دینی اعتبار سے اعلیٰ رتبہ رکھنے والوں کا ذکر فرمایا، اور خود اپنی وحدانیت، پر فرشتوں کے بعد انہی بندگان خاص کو گواہ ٹھہرایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

① سورۃ آل عمران: آیت: ۱۰۳.

② سورۃ مائدہ، آیت: ۲.

شَهِدَ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ .

ترجمہ: ”اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔“^①

آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ .

”علماء انبیا کے وارث ہیں۔“^②

میرے نزدیک اولو العلم سے مراد ”ورثتہ الانبیا“ (انبیاء کے وارث) ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے والے اتباع رسول ﷺ میں مجاہدہ کرنے والے صحابہ و تابعین کرام کی پیروی کرنے والے، اور اس کے متقی پسندیدہ بندوں کے راستے پر چلنے والے یہی لوگ ہیں۔

اس کے نیک بندوں کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ محدثین کرام

۲۔ فقہا کرام

۳۔ صوفیا کرام

اور ان ہی تین اقسام کے لوگوں کا تعلق

أُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ .

سے ہے جو کہ انبیا کرام کے وارث ہیں۔

اسی طرح علوم کی بے شمار اقسام ہیں۔ جن میں سے ایک علم دین ہے جس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ علم قرآن

۲۔ علم سنن و بیان

۳۔ علم حقائق ایمان

اور یہی وہ علوم ہیں، جو محدثین کرام، فقہائے کرام اور صوفیائے کرام میں متداول ہیں۔

الغرض، جملہ علوم دین مذکورۃ الصدر تین آیات مبارکہ حدیث حضرت رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کے قلوب سے صادر ہونے والی حکمت سے خارج نہیں ہیں اور اس کی اصل حدیث الایمان ہے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کے تین اصولوں کے بارے میں سوال کیا:

① سورة آل عمران: ۱۸۔

② سنن ابن ماجہ روضہ: کتاب: ۱۰، باب: ۳، کتاب: ۳۹، باب: ۱۹۔

۱۔ اسلام

۲۔ ایمان

۳۔ احسان ظاہری و باطنی

اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام وہ ظاہر ہے، اور ایمان بھی وہ ہے۔ جو ظاہری بھی ہو، اور باطنی بھی مگر احسان حقیقت ظاہر و باطن کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”احسان یہ ہے کہ تو اس طرح اللہ کی عبادت کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے یہ سن کر آپ ﷺ کی تصدیق کی۔“

علم کا قریب ترین رشتہ عمل سے ہے، اور عمل کا تعلق اخلاص سے ہے۔ جبکہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے علم و عمل کے ساتھ اپنے معبود حقیقی کی خوشنودی حاصل کر لے۔

مومنین کے تین اصناف (محدثین، فقہا اور صوفیا) علم و عمل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف اور اپنے مقاصد و مراتب کے لحاظ سے فضیلت میں باہم یکساں نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کی باہمی فضیلت اور درجات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ.

ترجمہ: ”اور ان کے جن کو علم دیا گیا، درجے بلند فرمائے گا۔“^①

وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا.

ترجمہ: ”اور ہر ایک کے لیے اپنے عمل کے درجے ہیں۔“^②

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

ترجمہ: ”دیکھو ہم نے ان میں سے ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی۔“^③

آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لوگ آپس میں اس طرح برابر ہیں کہ جیسے کنگھی کے دندانے۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت

حاصل نہیں مگر صرف علم اور تقویٰ کی بنیاد پر۔“

① سورۃ المجادلہ: ۱۱.

② سورۃ الاحقاف: ۱۹.

③ سورۃ بنی اسرائیل: ۲۱.

اگر کسی کو دین کے اصول، فروع، حقوق، حقائق، حدود اور احکام کی ظاہراً باطناً سمجھ نہ آئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ محدثین، فقہا اور صوفیا کی طرف رجوع کرے۔

ان مذکورہ تینوں اصناف کے لوگ علم و عمل حقیقت و حال سے بہرہ ور ہوتے ہیں، اور انہیں علم، عمل، مقام، کلام، فہم و فراست اور بیان میں سے اسی قدر حصہ ملتا ہے کہ جس قدر انہوں نے حاصل کیا، اور جو کھو دیا سو اس سے جاہل رہے۔

ان میں سے کسی کو کمال حاصل نہیں ہوتا کہ تمام علوم کا احاطہ حاصل کر سکے۔ جو جس مقام پر فائز ہوتا ہے۔ وہ فقط اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔^①

صدر اول میں ہم ”حضرات اصحاب صفہ“ کے وہاں دین اسلام، قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کے علمی اور عملی پہلوؤں کے پیش نظر زہد و ورع، تقویٰ و للہیت اور تصوف و سلوک کے تمام عناوین کو علمی مباحث اور علمی پہلو کے باوصف بدرجہ اتم پاتے ہیں۔

گو تصوف و سلوک کو بحیثیت علمی سائنس و اصطلاحی پہلو سے انداز و روش بہت بعد میں میسر آئے ہیں مگر علمی و عملی رو تو وہی تھی کہ جس کا آغاز حضرات اصحاب صفہ کے ہاں سے ہوا تھا۔ تو پھر ہم یوں کہیں کہ تصوف و سلوک کے ائمہ ہدی حضرت اصحاب صفہ ہی تھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً بجا ہوگا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کا اصحاب تصوف و سلوک کا مختصر اور عمومی جائزہ:

اسلامی تصوف قرآن و سنت مطہرہ کے نظم عبادت و ریاضت نفس کے اصول و قواعد و ضوابط پر مبنی ہے۔ یہ بات بجا طور پر درست ہے کہ دین اسلام دیگر آسمانی ادیان کی توثیق و تصدیق کرتا ہے۔ مگر اصولی طور پر اتفاق کرتا البتہ فروعی و جزوی طور پر نہیں ایسے اتفاق اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ پیشتر ازیں ہر آسمانی دین کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال و ظروف سے تھا۔ احوال و ظروف کے ختم ہو جانے پر یہ ادیان منسوخ ہوتے چلے گئے، اور ان کے فروعی و تشریحی امور اپنے اپنے احوال و ظروف کے مطابق تھے۔ وہ دین اسلام کے فروعی و تشریحی امور سے تطابق نہیں رکھتے تھے۔ ادیان آسمانی میں بشمول دین اسلام کے اصل مطابقت شرع و منہاج کی ہے کہ جو ایک ہی حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی پروردگار عالم کے بارے میں عقیدہ توحید اور نظام نبوت و رسالت کی مسلسل تصدیق کرتے چلے جانا کہ یہ باہمی تسلسل و تطابق

① (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (کتاب اللمع) از حضرت شیخ ابو نصر سراج اردو ترجمہ: بعنوان: (تعارف تصوف، مسلک صوفیا اور بحیثیت علما ان کا مقام) بر صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۱۳۲ نیز کتاب اللمع کے درج ذیل مزید عنوان ملاحظہ کیجیے: ۲۔ طبقات محدثین اور ان کے مخصوص علوم و فنون ۳۔ طبقات فقہاء اور ان کے مخصوص علوم و فنون ۴۔ طبقات صوفیہ اور ان کے نظریات و احوال اور خصائص و محاسن وغیرہ وغیرہ!

بنیادی اصول (یعنی شرع و منہاج) سے متعلق ہے۔ فروعی و تشریحاتی امور کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال و ظروف کے ساتھ تھا کہ جیسے ہی نئی شریعت کا نفاذ ہوا کرتا تھا تو پہلی شریعت منسوخ ہو جایا کرتی تھی۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آسمانی شریعت اپنے اپنے وقت کے احوال و ظروف کے مطابق تھی۔ جیسے جیسے احوال و ظروف بدلتے چلے جاتے تھے۔ ہر نئی آنے والی شریعت پہلی شریعت کو منسوخ کرتی چلی جاتی تھی۔ مگر ان شرائع کو ”ابدیت“ حاصل نہ تھی۔ ”دین اسلام“ ابدیت پر مبنی ہے۔ بدیں سب اس کا نظم عبادت و عقائد و نظریات اور تشریحی امور ابدیت پر مبنی ہیں۔

یہاں پر یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ دین اسلام، پہلے ادیان سماوی کی تصدیق و توثیق تو کرتا ہے مگر شرع و منہاج کے باوصف نہ کہ تشریحی و فروعی امور کی۔ کیونکہ ان کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال و ظروف سے تھا۔

گویا کہ حکیم مطلق (اللہ رب العزت عز اسمہ و جل قدرہ) نے دین ابراہیمی کی تکمیل تقریباً اڑھائی ہزار برس کی طویل مدت میں فرمائی ہے۔ جناب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاکیزہ دور سے لے کر دین اسلام کی آمد تک جتنے ادیان سماوی کا نزول ہوتا چلا جاتا تھا۔ وہ درحقیقت دین ابراہیمی علیہ السلام کی تکمیل کے سلسلے ہی کی زریں کڑیاں تھیں کہ جن کے حلقے کی تکمیل دین اسلام کی زریں کڑی سے تکمیل پذیر ہو گئی اور پروردگار عالم (حکیم مطلق) نے اپنی حکمت و مصلحت کے ثمرات و نتائج کو دین اسلام کی صورت میں دنیائے انسانیت کے سامنے رکھ دیا، اور پھر اس کے اسرار و حکم کے باوصف اسے ابدیت سے سرفراز فرمایا ہے۔

”تصوف و سلوک“ میں بھی مسلم حضرات صوفیائے کرام کے لیے بھی شرع و منہاج ”دین اسلام“ کی ابدی اور پاکیزہ تعلیمات و زہد و عبادت پر مبنی اور ان کے ثمرات و نتائج بھی دین اسلام کی ابدی روح پر مبنی ہیں نہ کہ دیگر ادیان و شرائع پر۔

مستشرقین یورپ میں سے گولڈ زیہر نولڈیکی اور پروفیسر نکلسن صاحبان اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ ان مغربی محققین نے اس موضوع پر پُر زور قلم اٹھایا ہے اور اپنی اپنی تصانیف اس سلسلے میں یادگار چھوڑ گئے ہیں چنانچہ، ان مستشرقین کی تحقیقاتی آرا کا ما حاصل کچھ یوں ہے کہ اسلامی تصوف بذات خود کوئی مستقل اسلامی نظریہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تابع اور ماخذ و منابع، مختلف مکاتب فکر اور مذاہب ہیں یعنی:

① مسیحیت

② بدھ مت اور ہندومت

③ فلسفہ ایران اور مانویت

تو اس بارے میں اصولی بات تو یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد اور شرع و منہاج نظریہ توحید پر ہے۔ نہ کہ تثلیث و تشریک پر۔ ادیان سماویہ میں سے یہودیت اور عیسائیت شرع و منہاج کے باوصف نظریہ توحید سے کبھی کی منحرف ہو چکی ہیں اور ان کا اپنا چہرہ اس نوعیت کے اعتبار سے نہایت بری طرح مسخ ہو چکا ہے۔ دین اسلام کے مذہبی اصول و قواعد کے باوصف ان میں رکھا ہی کیا ہے؟ کہ وہ دین اسلام کی اصولی، فروعی و تشریحی طور پر رہنمائی کر سکیں؟

باقی جہاں تک کہ بدھ مت کا تعلق ہے تو اصولی طور پر بدھ مت میں خدا تعالیٰ اور نظریہ توحید اور وحی والہام کا کوئی واضح طور پر تصور نہیں پایا جاتا ہے جبکہ دین اسلام کے اصول و ضوابط و نظم عبادت کو بدھ مت سے کہیں دور کا بھی واسطہ و تعلق نہ ہے۔ جہاں تک کہ ہندومت کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد لا تعداد اوتار اور دیوتاؤں کی عبادت کے عقیدہ پر مبنی ہے، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دین اسلام بت پرستی اور شرک کو مٹانے کے لیے ہی تو نازل ہوا تھا۔ اس کے نظم عبادت و ریاضت کو ہندومت کے عبادت و ریاضت کے نظم عبادت سے بنیادی اور اصولی طور پر کچھ تعلق و واسطہ نہ ہے۔

جہاں تک کہ فلسفہ ایران اور مانویت کا تعلق ہے۔ تو ان کا بنیادی عقیدہ مثنویت پر مبنی ہے۔ یعنی خیر و شر (یزدان و اہرمن) بنیادی طور پر ان مذاہب کو ”دین اسلام“ کے الہی اصول و قواعد اور نظم عبادت اور ریاضت نفس یعنی تصوف سے کچھ بھی تعلق و واسطہ نہ ہے۔ یہ محض عظیم بہتان اور افترا پر دازی ہے۔ کسی شے کے ساتھ تطابق و توارد ہونا اور بات ہے مگر کسی شے کی نقل کرنا اور بات ہے۔

جناب پروفیسر نکلسن صاحب نے اسلامی تصوف پر خاص طور پر خامہ فرسائی فرمائی ہے، اور پھر آپ نے ۱۹۱۴ء میں اسلامی تصوف کے موضوع پر اپنی تحقیقات کو جسٹس ازم آف اسلام کی صورت میں پیش کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جناب پروفیسر نکلسن صاحب اسلامی علوم کا بھرپور طور پر فکری مطالعہ نہیں کر پائے تھے، اور انہوں نے اس کتاب مذکورہ بالا کی تصنیف و ترتیب صرف اپنے پیشرو مغربی مفکرین مستشرقین کے محض خیالات و آرا سے کی تھی کہ جن کی کتب سے ان کو استفادہ کا موقع میسر آیا تھا۔ بدیں صورت محض غلط فہمی کی بنا پر وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ”ذکر“ اور توکل کے نظریات قرآن اور حدیث کی تعلیمات پر مبنی ہیں لیکن اس امر میں شبہ نہیں ہے کہ تصوف اس سلسلہ میں مسیحیت کا بڑی حد تک رہن منت ہے۔

مشہور جرمن مفکر جناب گولڈزیہر صاحب (م ۱۹۲۱ء) بدیں مفہوم رقمطراز ہیں کہ

”اسلامی تصوف میں ایثار اور قناعت کو صفات، دولت اور سرمایہ داری پر فقر کو ترجیح، فضائل

یا صفات خالص اسلامی نہیں ہیں۔ بلکہ نصرانیت اور عیسائیت کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں اور ان کے نظریات سے شغف اور دلچسپی کا ما حاصل۔“

ایک دوسرا جرمن مستشرق مفکر نولڈیکی صاحب (م ۱۹۳۰ء) کا نقطہ نگاہ کچھ یوں ہے کہ ”مسلمان صوفیاء نے ذکر کے جو طریقے ایجاد کیے اور عمل میں لائے وہ بھی نصرانیت سے لیے گئے ہیں۔“^①

ان کا جواب مختصراً ہم اوپر دے چکے ہیں نیز یہ کہ کسی شے میں توافق، تطابق اور توارد اور شے ہے۔ کسی شے کی محض نقل اتارنا اور بات ہے۔

بقول شاعر:

بارک اللہ قامت بالا داری
چشم بد دور، عجب حسن سراپا داری
مشعل طور بکف، از رخ زیبا داری
لطف اعجاز میمانہ سخن ہا داری
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچه خوباں ہمہ دارند! تو تنها داری

تو جملہ معترضہ کہاں سے کہاں تک نکلتا چلا گیا؟

بہر کیف! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف پہ داتا گنج بخش (م ۶۱۵ھ) نے ”کشف المحجوب“ میں

اپنے دور تک حضرات صوفیائے کرام کے طبقات کا درج ذیل طور پر ذکر فرمایا ہے:

① حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صوفیائے کرام کے ائمہ

② حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے اہل تصوف کے ائمہ (حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام تا حضرت سیدنا

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ)

③ حضرات اہل صفہ میں سے صوفیائے کرام کے ائمہ

④ حضرات تابعین میں سے صوفیائے کرام کے ائمہ

⑤ حضرات تبع تابعین میں سے صوفیائے کرام کے ائمہ

① ملاحظہ کیجئے: (تاریخ تصوف اسلام) از جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

⑥ حضرات صوفیائے متاخرین رحمۃ اللہ علیہم کے ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کا بیان

④ متاثرین حضرات صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم کا مختصر حال۔^①

اسلامی تصوف و سلوک:

اسلامی تصوف و سلوک کے دلچسپ موضوع پر درج ذیل حضرات اصحاب علم و فن اور حضرات صوفیائے کرام نے نادر تحقیقات اور تصانیف و تالیفات و اقوال پیش کیے ہیں کہ جو قرآن و سنت مطہرہ کی بیش قیمت تحقیقات پر مبنی ہیں کہ جن کا منبع و مصدر ہی کتاب و سنت مطہرہ ہیں:

✽ حافظ محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۲۸ھ - ۵۵۰۷ھ / ۱۰۵۶ء - ۱۱۱۳ء) مصنف (صفوة التصوف)

✽ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۰۸ھ - ۵۹۷ھ / ۱۱۱۳ء - ۱۲۰۱ء) مصنف "تلبیس ابلیس"

✽ مشہور لغوی ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰ھ - ۲۰۹ھ / ۷۲۸ء - ۸۲۳ء)

✽ شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۵ھ / ۹۰۷ء)

✽ امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ (۳۷۶ھ - ۴۶۵ھ / ۹۸۶ء - ۱۰۷۲ء) مصنف "الرسالة القشيرية"

✽ حضرت جناب شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ثم لاہوری (م ۳۶۵ھ) مصنف "کشف المحجوب"

✽ شیخ بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۰ھ - ۲۲۷ھ / ۷۷۷ء - ۸۴۱ء)

✽ شیخ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ (۸۲۳ھ - ۹۲۶ھ / ۱۳۲۰ء - ۱۵۲۰ء)

✽ شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷۱ھ - ۵۶۱ھ / ۱۰۷۸ء - ۱۱۶۶) مصنف "غنیۃ الطالبین، فتوح

الغیب، الفتح الربانی وغیرہ"

✽ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۰ھ - ۷۹۲ھ / ۱۳۲۰ء - ۱۳۸۹) مصنف / شاعر "دیوان حافظ"

✽ علامہ ابوریحان البیرونی رحمۃ اللہ علیہ (۳۶۳ھ - ۴۳۰ھ / ۹۷۳ء - ۱۰۴۸ء) مصنف "کتاب الہند"

✽ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۵۳۹ھ - ۶۳۲ھ / ۱۱۳۵ء - ۱۲۳۳) مصنف "عوارف

المعارف"

✽ شیخ ابوبکر کلابادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۰ھ / ۹۹۰) مصنف "التعرف لمذہب اہل التصوف"

✽ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (۷۳۲ھ - ۸۰۸ھ / ۱۲۳۲ء - ۱۳۰۶) مصنف / مؤرخ "تاریخ و مقدمہ"

✽ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۲۱ھ - ۱۱۰ھ / ۶۳۲ء - ۷۲۸ء) صوفی "اقوال و آراء تصوف"

✽ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۷ھ / ۹۱۰ء) مصنف / صوفی "المعالی البہیم"

① ملاحظہ کیجیے: (کشف المحجوب) از جناب شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ثم لاہوری (باب ۷ تا باب ۱۳)

- ✽ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۸ھ / ۸۷۲ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ ابوعلیٰ روزباری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۲۲ھ / ۹۳۴ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ شیخ سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۵ھ / ۸۳۰ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ شیخ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۳۶ھ - ۴۳۰ھ / ۹۴۸ء - ۱۰۳۸) صوفی مصنف "حلیۃ الاولیاء"
- ✽ شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴۵ھ / ۸۵۹) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (۳۳ھ - ۱۱۰ھ / ۶۵۳ء - ۷۲۹ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ۲۳ - حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۷ھ / ۷۸۴ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ عبدالکریم امیہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷ھ / ۷۴۴ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (۹۷ھ - ۱۶۱ھ / ۷۱۶ء - ۷۷۸ء) اقوال و آراء متعلقہ تصوف
- ✽ شیخ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳ھ / ۷۴۱ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ شیخ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۳ھ / ۷۹۹ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ (۵۸ھ - ۱۲۴ھ / ۶۷۸ء - ۷۴۲) "اقوال بابت تصوف"
- ✽ شیخ احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۳۲ھ / ۸۴۶ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ شیخ نصر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۲ھ - ۲۰۳ھ / ۷۴۰ء - ۸۱۹ء) صوفی "اقوال تصوف"
- ✽ شیخ ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین السراج القاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۰ھ / ۹۸۸) مصنف "کتاب للمع"
- ✽ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۷ھ - ۸۹۸ھ / ۱۴۱۴ء - ۱۴۹۲ء) صوفی / عالم / مصنف "لوائح، نفحات الانس"
- ✽ حجت الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) امام / صوفی "احیاء العلوم فی الدین، کیمیائے سعادت، مکاشفۃ القلوب و تفسیر یاقوت التاویل"
- ✽ "قوت القلوب" از شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (تصوف کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے)
- ✽ تعرف (التعرف لمذہب اهل التصوف، از الکلابادہ البخاری المعروف شیخ ابا بکر کلابادی رحمۃ اللہ علیہ جمادی الاول م ۳۰۷ھ)
- بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر کتاب "تعرف" نہ ہوتی تو تصوف کو کوئی نہ جانتا۔ تصوف پر سب سے پہلے یہی کتاب لکھی گئی۔ مصنف کی وفات بخارا میں ہوئی۔ مزار بخارا میں دروازہ کلابادہ کے باہر ہے۔

✽ فصوص الحکم از شیخ محی الدین العربی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ دمشق/شام

✽ فتوحات مکیہ از شیخ محی الدین العربی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ دمشق/شام

تصوف کی پانچ قدیم ترین کتابیں:

① التلمیح شیخ ابونصر رحمۃ اللہ علیہ

② "الرسالة القشيرية" امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ

③ "كشف المحجوب" حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

④ "تعرف" شیخ ابا بکر کلابادی رحمۃ اللہ علیہ

⑤ "عوارف المعارف" حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرات صوفیائے کرام کے موضوع پر کثرت سے بیش قیمت تحریر کی گئی ہیں کہ جن کا تذکرہ یہاں پر تفصیل لا حاصل کے مترادف ہوگا۔

نفحات الانس:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا دور حیات ۹۰۰ھ کے آغاز اور پھر انجام کا دور ہے۔ نویں صدی ہجری کے دور تک تصوف و سلوک نے علمی و عملی سائنس کی حیثیت اختیار کر لی تھی اور پھر اس موضوع پر عہد بہ عہد حضرات ائمہ تصوف و سلوک نے کافی نظری، علمی اور اشاراتی مباحث مدون کر دیئے تھے۔

✽ چنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) نے علم تصوف کی علمی و نظری مباحث پر عملی زہد و عبادت و تقشف بہم پہنچا کر اپنے روحانی اشارات کو "احیاء العلوم فی الدین" اور "کیمیائے سعادت" وغیرہ کتب کی صورت میں مدون فرما دیا تھا۔

✽ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ) نے اپنے روحانی اشارات کو فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرہ کی صورت میں ترتیب دیا کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک مثبت و منفی نقد و تبصرہ کے مراحل سے کافی حد تک گزر چکی تھیں، اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور (نویں صدی ہجری) میں گزشتہ صدیوں کے علم و تصوف و سلوک کے مباحث کافی حد تک زیر بحث آچکے تھے اور تصوف و سلوک کے اصطلاحات و عنادین پر علمی اور عملی طور پر بیش از بیش طبع آزمائی ہو چکی تھی۔

شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ الحرانی مشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۸ھ) نے اپنی بیش قیمت کتب و رسائل و فتاویٰ کے باوصف تصوف و سلوک کے مبتدعیانہ روش و انداز کی نہایت بیش قیمت اصلاح فرمادی تھی اور یہ مباحث بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھے۔ گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک تصوف و سلوک کا میدان رطب و یابس سے کافی حد تک صاف ہو چکا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف و سلوک کے حقیقی سرچشمہ سے آب مصفا و شیریں میسر آیا تھا کہ جس کے سبب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی متصوفانہ تگ و تاز درست راہ پر چل نکلی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تبحر علمی اور وسعت نظری کے باوصف ایک بہترین مصنف اور مولف بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی زندگی اور نظم و نثر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ذکر ہم آئندہ چل کر اپنے مقام پر کریں گے۔

✽ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی موقر کتاب تذکرہ کی صورت میں ”نفحات الانس“ ارباب علم و فن اور عام قارئین کے ہاتھوں میں بھی میسر ہے کہ جس میں تقریباً چھ صد پچیس حضرات صوفیائے کرام کے حالات و سوانح کا اندراج کیا گیا ہے، اور ان کے احوال و آثار کو سائنٹیفک انداز میں بقدر استطاعت مرتب کیا گیا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موقر کتاب الموسومہ ”نفحات الانس“ کے بیش قیمت دیباچہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ہذا کے سبب تالیف کو بیان فرمایا ہے اور تصوف و سلوک اور اصحاب تصوف و سلوک کے بارے میں نہایت مفید اور سائنٹیفک مباحث پر مشتمل ہے جو کہ لائق مطالعہ ہیں۔

✽ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ۸۸۳ھ بمطابق ۱۴۷۸ء میں تالیف فرمائی۔ یہ کتاب صوفی بزرگوں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک نادر مجموعہ ہے۔ جناب پیر غلام دستگیر نامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

”اس میں مبالغہ اور طوالت کو دخل نہیں۔ بڑے خلوص سے لکھی گئی ہے۔ مضامین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ جس زمانے کی یہ کتاب تحریر شدہ ہے۔ اس زمانے میں مصنفین بڑی عبارت آرائی سے کام لیتے تھے اور مضمون کو دقیق بنا دیتے تھے۔ ایسی طرز تحریر میں یہ نقص ہے کہ وہ عام فہم نہیں ہوتی۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب اس عیب سے پاک اور سہل و آسان ہے۔“^①

① (ملفوظا) ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ: (مختصر حالات مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ العزیز) از جناب پیر غلام دستگیر صاحب نامی رحمۃ اللہ علیہ بر ص ۱۷ / ص ۱۸۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کی دینی تعلیم اپنے رجحانات کے اعتبار سے بالآخر انہیں تصوف و سلوک کی راہ کا راہ نور د بنا سکتی تھی، اور غالباً اس دور کے طلباء کا اہم ذوق دینی و علمی و فنی تعلیم کے حصول کے بعد انہیں میدان تصوف و سلوک کی جانب مائل کرنے کا باعث بن جایا کرتا تھا کہ جس کے سبب سے انہیں تزکیہ نفوس و باطن کے سبب سے باطنی و روحانی اشارات میسر آسکیں۔ آٹھ صدیوں پیشتر سے مسلسل یہی صورت حال طلباء کے پیش نظر چلی آتی تھی اور پھر ان کے لیے اس صورت حال کا سامنا ناگزیر تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف و سلوک

(گزشتہ سے پیوستہ)

وقت کے دینی و علمی رجحانات اور احوال و ظروف کے پیش نظر ہمارے ممدوح صاحب سوانح حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تصوف و سلوک کی پُر مشقت اور پُر صعوبت گھائی کو عبور کرنا پڑا۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو ان دنوں تفرقہ دل اور صورت آب و گل سے تعلق کی بنا پر جمعیت خاطر نہ تھی۔ چنانچہ وہ ہرات سے سمرقند چلے گئے۔ چند دن وہاں قیام کیا، اور کسب فیض و کمال کرتے رہے۔ پھر یوں ہوا کہ ایک رات، بلکہ صبح سعادت و اقبال کہہ لیجئے گا کہ حضرت مفارقت صوری اور داغ دوری سے مغموم تھے کہ خود کو خواب میں قدوۃ العرفاء الکاملین و اسوۃ الکبراء العارفین المتوجہ الی اللہ بالکلیہ والداعی الیہ بانوار الحلیہ سعد المملۃ الکاشغری قدس اللہ سرہ کے حضور پایا اور بگوش ہوش سے سنا کہ فرما رہے ہیں۔

”جاؤ! بھائی کوئی دوست دیکھو کیونکہ تمہارے لیے ناگزیر ہے۔“

مَعشوقہ زد از میکدہ ام بانگ تعال

داد از مے عشتم قدح مالا مال

ترجمہ: ”محبوب نے ہمیں میکدہ میں اونچی آواز سے پکارا۔ (تو پھر) ہم نے اس کے عشق کی داد مے عشق کے لبالب جام سے دی۔“

از درد سر خرد شدم فارغ بال

برداشتم فغاں بتقاضای وصال

ترجمہ: ”ہم خرد (عقل) کے درد سر سے (مے عشق کے سبب سے) فارغ بال ہو چکے ہیں۔ (اور اب) تقاضائے وصل کے لیے آہ و فغاں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔“

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی طبیعت میں ہلچل مچ گئی۔ چنانچہ سامان ذوق و شوق لیے خراسان روانہ ہو گئے۔

حضرت مخدوم خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

وہاں حضرت مخدوم خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

دیدم پیری کہ زیرِ این چرخِ کبود

چوں اودگری ز بود خود پاک نبود

ترجمہ: ”ہم نے اس نیلے (نیلگوں) آسمان کے تلے ایک بزرگ کا مشاہدہ کیا کہ جب اس

نے فنا (فی الذات) کا مقام لے لیا۔ تو پھر وہ اپنے حال پر بھی نہ رہا۔“

بود آئینہ کہ عکس خورشید و جود

جاوید در او بصورتِ اصل نمود

ترجمہ: ”وہ بزرگ اک ایسا آئینہ بن گیا کہ اس کے وجود میں خورشید (تجلی ذات) منعکس

ہو کر رہ گیا کہ ہمیشہ کے لیے اس کی ذات میں اصل صورت میں ظاہر ہو کر رہ گیا۔“

جذب و شوق اور طلبِ صدق:

مختصر مدت میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بے پناہ خلوص نیت اور حسن عقیدت کی بنا پر قوی شوق و جذب حاصل ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دل گرفتہ ہو گئے۔ چنانچہ (بدیں سبب) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سلسلہ ایک بزرگ حیران ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ

”سلسلہ خواجگانِ قدس اللہ سرہم العزیز نے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کو کس قدر جلدی سے صاحب

دل بنا دیا؟“

اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ قال (صاحب شریعت) تو شروع ہی سے تھے مگر مرشد خواجہ سعد الدین کاشغری کی ملاقات نے آپ کو صاحبِ حال بھی بنا دیا۔ مثال کے طور پر مثنوی کا ایک حوالہ دیا جاسکتا ہے کہ جب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے تو حضرت شمس تبریز وہاں سے گزرے۔ انہوں نے کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ وہ ہے جو آپ نہیں جانتے۔ اس پر ان کتابوں کو حضرت شمس تبریز نے اٹھا کر قریبی تالاب میں پھینک دیا۔ اس پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے مگر جب کتابیں نکالی گئیں تو بالکل خشک تھیں۔ اس پر وہ شمس تبریز کو دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا؟ تو شمس تبریز جواب دیتے ہیں کہ یہ وہ ہے

جو تم نہیں جانتے۔

حضرت مخدوم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت باطنی کا حصول:

حضرت مخدوم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ مرحوم قدس اللہ روحہ ہمیشہ ہرات کی جامع مسجد کے دروازے پر فقرا سمیت مجلس آرا ہوا کرتے تھے۔ یہ مسجد حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے قریب ہی واقع تھی۔

چونکہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ وہی تھا اس لیے جتنی بار بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گزر ہوتا تھا۔ حضرت مخدوم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

”اس شخص (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی عجیب قابلیت ہے کہ ہم تو اس پر فریفتہ ہیں۔ معلوم نہیں اسے کیسے اپنی گرفت میں لائیں؟“

اور جب پہلے روز جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

”بیچے شہباز ہمارے دام میں آ ہی گیا۔“

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت طریقت اور اس کے تین سلاسل:

حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت طریقت تین واسطوں سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین المعروف بہ نقشبند قدس سرہ سے جا ملتی ہے کیونکہ حضرت مخدوم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کو مولانا نظام الدین خاموش سے نسبت تھی اور انہیں خواجہ علاء الحق والدین المشتہر بہ عطار قدس سرہ سے۔

خواجہ علاء الدین قدس سرہ، خواجہ بزرگ روح اللہ روح و افاض علی العالم فتوحہ کے مرید تھے۔^①

رشحات عین الحیات:

از جناب مولانا صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع خاص طور پر ان حضرات مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ ہے کہ جن سے حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی زندگی میں واسطہ و تعلق رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگوں سے روحانی و باطنی طور پر اکتساب فیض کیا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں کے معتقد تھے۔

① ملاحظہ کیجیے: (گملہ حواشی نجات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (برصغہ ۱۲ / ص ۱۳) حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۳ھ / ۱۴۶۰ء) کے ”احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صلی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰:۱ - ۲۰۵) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰ رجب ۸۰۲ھ / ۱۳۰۰ء) کے ”مصلح احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صلی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۹:۱ - ۱۵۹) نیز ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ) از جناب مولانا نور بخش توکل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (برصغہ ۱۳۹ - ص ۱۳۹) (مطبوعہ: لاہور ۱۹۷۶ء)

مگر بات کچھ یہ ہے کہ (رشحات عین الحیات) کے مصنف مولانا صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مذکورہ بالا حضرات مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کیا ہے کہ جس سے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”دورہ سیر و سلوک“ پر کافی حد تک روشنی پڑتی ہے۔^①

① ملاحظہ کیجیے: رشحات عین الحیات (۱: ۲۳۲-۲۳۶)۔

دورۂ سیر و سلوک

یعنی حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرات مشائخ

کبار کے ساتھ نسبت و ارادت کے باوصف ملاقاتیں

”ریشحات عین الحیات“ کے مصنف مولانا صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ

۱۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی نسبت بچپن میں:

مولانا سعد الدین تفتازانی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جن حضرات اکابر کی زیارت کی اور ان سے ملاقات کی۔ ان میں سے سرفہرست حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالیٰ روحہ ہیں۔

حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”نفحات الانس“ میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت خواجہ حجاز جانے لگے اور ولایت جام سے گزر رہے تھے اور یہ غالباً اواخر جمادی الاول یا جمادی الاخریٰ (۸۲۲ھ) کا واقعہ ہے کہ میرے والد ارادتمندوں اور مخلصوں کی ایک کثیر جماعت معیت میں لے کر ان (خواجہ محمد پارسا) کی زیارت کے لیے شہر سے باہر گئے۔ اس وقت میری عمر پورے پانچ برس بھی نہیں ہو پائی تھی۔ تو میرے والد نے کسی سے کہا کہ مجھے کاندھے پر اٹھا کر ان کی پاکی کے سامنے رکھے۔ حضرت خواجہ ملتفت ہوئے اور ایک سیر کرمانی مٹھائی عنایت فرمائی۔ اب اس واقعہ کو بیٹے ہوئے ساٹھ برس ہونے کو آئے ہیں۔ مگر آج تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جمال پر انوار کی پاکیزگی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے بعینہ اسی طرح ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار مبارک کی لذت ہمارے قلب میں موجود ہے۔

خاندان خواجگان (نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم سے میرا پر خلوص رابطہ، اعتبار، اعتقاد، ارادت اور محبت (شاید) انہی کی نگاہ کی برکت کا نتیجہ ہے۔

امید ہے کہ اس نسبت کے طفیل میرا شمار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محبان و عقیدت مندان کے حلقہ میں ہوگا۔

۲۔ حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حالات تحریر فرمائے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار، اپنے زمانہ کے مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ علیہ، خر جرد جام میں میرے والدین رحمۃ اللہ علیہ کے سرائے میں قیام پذیر تھے۔ میں اس وقت اتنا چھوٹا تھا کہ انہوں نے مجھے اپنے زانو پر بٹھا لیا۔ وہ اپنی انگلی سے خلا میں عمر اور علی رضی اللہ عنہما ایسے مشہور نام تحریر کرتے، اور میں پڑھتا جاتا۔ وہ تبسم فرماتے اور (میری استعداد پر) حیران بھی ہوتے۔ یہی وہ شفقت اور نوازش تھی کہ جس نے میرے قلب میں طریقہ نقشبندیہ کی محبت و ارادت کا بیج بویا جو روز بروز نشوونما پاتا چلا جاتا ہے۔

خدا کرے کہ میں ان کی محبت سے زندہ رہوں اور ان کی محبت میں مروں اور ان ہی کے حلقہ مجبان میں سے اٹھایا جاؤں۔

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَسْكِينًا وَأَمِتْنِي مَسْكِينًا وَأَحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ. ②

غرضیکہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت روحانی زمانہ بچپن میں حاصل ہو چکی تھی کہ جس کا تاثر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وقت وفات تک قائم رہا اور یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص و للہیت کی دلیل ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الہیات) از جناب مولانا صفی الدین علم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (۱: ۱۰۱..... ۱۰۳) نیز ملاحظہ کیجیے: ماہنامہ "نور الاسلام" شرقپور شریف (اولیائے نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نمبر حصہ اول جلد/ ۲۳: شمارہ: ۳۳۔ مارچ/ اپریل ۱۹۷۹ء نیز ملاحظہ کیجیے: (مقالہ محمد اختر چیمہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) مترجمہ: جناب سید عارف نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ بعنوان: (حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ! صفحہ ۳۳۹-۳۶۸) "نغمات الانس" از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب (بر صفحہ ۳۹۲/ صفحہ ۳۹۳)

② ملاحظہ کیجیے: (نغمات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! بر صفحہ ۱۳۵۳۔

”ایک دن ان کی مجلس میں شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ تعالیٰ سرہ اور ان کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا تو انہوں نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ فصوص (الحکم) جان ہے، اور فتوحات (کلیہ) دل، جو شخص ”فصوص“ کو اچھا سمجھتا ہے اس کا متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ قوی ہو جاتا ہے۔“^①

۴۔ حضرت شیخ بہاء الدین عمر:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کچھ یوں ہے کہ ان کا استغراق اور انہماک بڑا قوی تھا۔ وہ عقابِ نظروں سے خلا میں ایسے دیکھتے جیسے فرشتے، جن کا مقر، ہوا ہے؛ خلألق کو دیکھتے ہیں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بتلاتے ہیں کہ

ایک دن میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے گاؤں جفارہ گیا۔ وہاں شہر سے بھی کچھ لوگ آئے بیٹھے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ جو کوئی بھی شہر سے آتا اس سے پوچھتے کہ ”کیا خبر“ ہے؟ چنانچہ وہ ہر ایک سے الگ الگ دریافت کرتے جاتے کہ تم شہر سے کیا خبر لائے ہو؟ ہر کوئی جواباً کچھ کہہ دیتا۔ میری باری آئی تو پوچھا:

”ہاں بھی تمہارے پاس کیا خبر ہے؟“ میں نے کہا ”کچھ نہیں“ فرمایا ”راستے میں کیا دیکھا؟“ میں نے عرض کیا: ”کچھ بھی نہیں دیکھا۔“ تب وہ (حاضرین سے) فرمانے لگے:

”جو کوئی بھی درویش کے پاس آئے اسے ایسے ہی آنا چاہیے۔ نہ اسے شہر کی خبر ہو، نہ وہ راستے میں کسی شے پر دھیان دے۔“ پھر یہ شعر پڑھا:

دلا رومی کہ داری، دل در او بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

ترجمہ: ”اے دل! کہ جو کچھ تجھ میں ہے۔ (یعنی خدا) تو اس کا فرمانبردار رہ، اور دل کو اسی فکر میں رکھ۔ دوسرا یہ کہ (باقی) تمام عالم (جہان) سے آنکھ کو بند رکھیے گا۔“

✽ حضرت شیخ بہاء الدین عمر جفارگی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۷ھ / ۱۴۵۳ء) کے ”احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (نلمات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بر ص ۱۳۹۶ حضرت خواجہ ابونصر پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۸ھ / ۶۱ - ۱۳۶۰ء) کے ”احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رہمات بین الہیات) از جناب مولانا صفی الدین علی صاحب (۱: ۱۱۱..... ۱۱۳) نیز ملاحظہ کیجیے: (نلمات الانس) از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بر ص ۳۹۶ / ص ۱۳۹۷ حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہ کو اکثر حضرت خواجہ ابونصر قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔

② ”نلمات الانس“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (بر ص ۳۵۵ / ص ۴۵۶)۔

● ”جفارہ“: ہرات کے قریب ایک گاؤں ہے۔

● ”نہجات الانس“: از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تہران اور لاہور کے ایڈیشن (۱۳۲۵ھ) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”جفارہ“ جانے کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا مندرجہ شعر کے بارے میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ

”شیخ یہ پڑھ کر مریدوں کو تلقین فرمایا کرتے تھے، اور انہیں (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) بھی یاد رہ گیا۔“

۵۔ حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ روحہ:

حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ تعالیٰ روحہ کے بارے میں (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) تحریر کرتے ہیں کہ وہ واعظ تھے اور ہمارے خواجہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر معاصر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ ان کی مجلس وعظ میں شریک ہوتے اور ان کے بیان کردہ حقائق و معارف کو پسند کرتے۔

حضرت مولانا سرف الدین علی یزدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمیں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں جانے کی ترغیب دیا کرتے۔

بعض احباب بتلاتے ہیں کہ جب بھی حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کوسوئی کی مجلس میں جایا کرتے تھے تو خواجہ فرماتے:

”آج ہماری محفل میں شمع فروزاں ہے اور پھر خواجہ کی زبان پر حقائق و معارف رواں ہو جاتے۔“

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ

خواجہ کوسوئی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ، حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی کتب کے معتقد تھے اور مسئلہ توحید کو ان کے نظریے کے مطابق برسر منبر علمائے ظاہر کے سامنے اس طرح بیان کرتے کہ کسی کو انکار کی مجال نہ ہوتی۔ قرآن، حدیث، اقوال مشائخ ”اسرار و رموز“ میں وہ حد درجہ تیز فہم تھے۔ جو کثیر معارف دوسروں کو غیر معمولی تامل و تفکر کے بعد حاصل ہوتے وہ ان پر معمولی توجہ ہی سے کھل جاتے۔ وعظ اور سماع کے دوران میں ان پر شدید وجد طاری ہو جاتا۔

(اس کیفیت میں) آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی باتیں کرتے کہ جن کی تاثیر تمام حاضرین مجلس پر ہوتی۔ بعض اوقات، خواجہ اپنے ہاں آئے ہوئے لوگوں کو ان کے اپنے نفس پر غالب صفات کی شکل میں دیکھتے۔ ایک دن کہنے لگے کہ

”ہمارے اصحاب کبھی کبھی انسانی صورت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن جلد ہی اپنی اصلی صورت (حالت) پر واپس لوٹ آتے ہیں۔“

انہوں نے ایک، دو آدمیوں کے نام بھی بتلائے اور یوں بتلایا کہ جب وہ میرے سامنے آتے ہیں۔ تو وہ مجھے چار چشمی کتے دکھلائی دیتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر کسی کے دل میں کوئی خیال گزرتا تو وہ اس کا اظہار اس طرح کر دیتے کہ (متعلقہ شخص کے سوا) کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔^①

۶۔ حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ”نفحات الانس“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”ایک مرتبہ میں ان کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو آپ کو اس قدر مغلوب و منہمک پایا جیسے انہیں اپنی خبر ہی نہ ہو۔“^②

۷۔ حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد:

حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد و رفت نہایت کثرت سے رہا کرتی تھی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ”نفحات الانس“ میں رقمطراز ہیں کہ

ایک مرتبہ میں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شریک سفر تھا کہ باتوں باتوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ ان دنوں مجھ پر ایک ایسا حادثہ گزرا کہ جس کی مجھے کوئی توقع نہیں تھی اور میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پھر مختصراً اس واقعہ کی جانب اشارہ کیا کہ جس سے میں ان کی مقام جمع تک رسائی سمجھ گیا۔^③

① ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بر ص ۴۹۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بر ص ۵۰۳۔ حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمۃ اللہ علیہ ہرات سے مشرق کی جانب واقع ایک گاؤں ہے۔ متوفی: ۱۰/۱۰/۱۳۵۸ (۱۳۵۸/۵۸۶۲) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے۔ تاریخ ”حبیب السیر“ از جناب نواند میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۶۰:۳ یا از جناب صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ نیز ملاحظہ کیجیے: ”نفحات الانس“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بر ص ۵۰۱/۵۰۳۔

③ حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ علیہ (م: رمضان: ۱۳۶۰/۵۸۶۳) موفون گزرگاہ، ہرات کے ”احوال و آثار“ کے لیے ملاحظہ کیجیے: ”حبیب السیر“ از جناب نواند میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (۶۱:۳) ”نفحات الانس“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بر صفحات: (۳۵۶.....۳۵۷)

۸۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے ”رشحات عین الحیات“ میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ ”خواجہ احرار“ کہ جن کی ارادت کا دم مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر بھرا ہے۔ کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے۔

حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مابین جو قلبی اور روحانی تعلق و رشتہ قائم تھا اس تعلق کا تاثر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے منشور و منظوم آثار و افکار پر نہایت نمایاں طور پر اور گہرا پڑا ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا تعلقات و روابط کے باوصف ہم تفصیلات کو ”رشحات عین الحیات“ سے یہاں پر نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ صاحب رشتات عین الحیات رقمطراز ہیں کہ

”حضرت مخدومی رحمۃ اللہ علیہ (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ احرار) کے مابین چار ملاقاتیں ہوئیں۔ دو دفعہ سمرقند میں، تیسری بار ہرات میں، جب خواجہ احرار، مرزا سلطان ابوسعید کے عہد حکومت میں ماوراء النہر سے خراسان تشریف لائے ہوئے تھے، اور چوتھی مرتبہ مرو آئے ہوئے تھے تو بدیں صورت، حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے ہرات سے مرو گئے۔

ہماری نظر سے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر گزری ہے (کہ جس میں وہ بتلاتے ہیں) کہ مرو کے گرد و نواح میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار مد اللہ ظلالہ ^① نے اس حقیر سے دریافت کیا کہ

”تمہاری عمر کیا ہوگی؟“

تو میں نے کہا کہ

”تقریباً پچپن (۵۵) برس

یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ

”تو پھر ہماری عمر (تم سے) بارہ برس زیادہ ہوئی۔“

واضح رہے کہ اس (مذکورہ بالا) ملاقات سے پیشتر اور مابعد ہر دو حضرات کے مابین کافی حد تک خط و کتابت ہو چکی تھی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت احرار کی نسبت کمال اخلاص اور ارادت ان کی منظوم و منشور تصانیف سے ہر خاص و عام پر آشکارا ہے کہ وہ نظمیں اور تحریریں اس قدر مشہور و معروف ہیں کہ یہاں پر ان کی تحریر و بیان کی حاجت نہیں ہے۔

① یعنی اللہ تمہارا سایہ دراز کرے، مطلب عمر لمبی کرے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے نام حضرت (مولانا) جامی رحمۃ اللہ علیہ کے رقعات و مراسلات بھی بجا طور پر ان کی سچی محبت اور پر خلوص عقیدت سے لبریز ہیں۔^①

ہم یہاں پر ازراہ تیمیٹن و تبرک (خیر و برکت کے طور پر) اور سند و ہدایت حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو رقعات نقل کرتے ہیں:

متن:

بعد از رفع نیاز عرضہ داشت این بیچارہ گرفتار آنکہ گاہے میخوایم کہ گستاخی کردہ از خرابی احوال خود نسبت ییلا زمان آں آستانہ اند کے اعلام کنم۔ میترسم کہ خرابی احوال ”یہ فقیر موجب ملال باز یافتگان شود“ و ”ذکر الوحشتہ وحشتہ“

بہر حال، کہ ہست آرزوئے آن میباشند کہ نظر بخرابی این درماندہ بکنند طریقہ ترجمہ کہ از اخلاق کرام است نسبت بایں ضعیف مرعی دارند، سبب گرفتاری خود جز آن نمیدانم

ہر کرا دیو از کریمیاں و ابرو

بے کشش سازد سرش را و خورد

والسلام مع الاکرام

ترجمہ متن:

① بعد از (اسلام) نیاز اس بندہ حقیر کی گزارش احوال یہ ہے کہ یہ (بندہ) ناچیز اس معاملہ میں ماخوذ ہے کہ کبھی تو میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ میں نے احوال کی خرابی کی بنا پر گستاخی کی ہے کہ میں خود کو اس آستانہ کی در یوزہ گری کرنے والے ملازمان میں شمار کرتا ہوں۔

میں اس بات سے خائف ہوں کہ اس فقیر بے نوا کے احوال کی خرابی کہیں متعلقین کے لیے باعث رنج و ملال ہو جائے اور وحشت کا فکر کرنا ہی موجب وحشت ہے۔

بہر حال، اس (بندہ ناچیز) کی آرزو کچھ یہی ہو سکتی ہے کہ اس درماندہ (حال) کی خرابی پر نظر فرمائیں۔ ”مرحمت خسروانہ“ کو روارکھتے ہوئے کہ جو بزرگوں کے اخلاق میں سے ہے کہ اس ناچیز کی نسبت کی رعایت فرمائیں گے۔

① ملاحظہ کیجیے: (رحمات میں العیات) جلد دوم / مملوہ تہران ”احوال و آثار“ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار۔

کہ اپنے رنج میں مبتلا ہونے کے سبب میں ماسوا اس کے کچھ نہیں جانتا ہوں۔
ترجمہ شعر: ”جو کوئی کریموں (بزرگوں) کی بخشش اور ابروئے کرم کا دیوانہ ہے وہ رغبت
کے بغیر اس کا سر کھیپاتا ہے اور مغز چاٹتا ہے۔“

والسلام مع الاکرام

متن:

عرضہ داشت آنکہ اشتیاق و آرزو مندی عتبہ بوسی بسیار است۔ ہر چند با خود میگویم: این کارِ
دولتست، کنوں تا کرارسد۔ لیکن هوای آنکہ خود را ہر آن آستان بیند بسیار است۔ امید از
الطاف بے نہایت حق سبحانہ آنکہ این فقیر بے بال و پر بے ہمت، بے قدم را بمحض عنایت
روزی گرداند تا ہر چہ گوئد کہ باشد از مضیق جس خودی نجات یافتہ۔ متوجہ آستان بوسی توانم
شد۔

والسلام

ترجمہ متن:

② عرض حال یہ ہے کہ (آپ) کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو بہت کی ہے کہ جس قدر
بھی ہو سکتا ہے میں خود سے یہ کہتا ہوں کہ یہ کام تو گردش روزگار اب سے کب تک پر مبنی ہے۔ لیکن
آرزوئے بسیار تو یہ ہے کہ خود کو ہر لمحہ اس آستان پر حاضری کا خواہشمند جانتا ہوں۔
کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے الطاف بے پایان سے امید (واثق) تو یہ ہے کہ اس فقیر بے نوا کے بلا ہمت،
بلا کوشش کے محض عنایت خسرانہ سے احوال کو مبدل (تبدیل) فرمادے تاکہ جو کچھ بھی ہوگا کہ خودی
کی قید سے چھٹکارا حاصل کر لوں۔ آپ کی ملاقات کا شائق۔^①

والسلام

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ خراسان اور ماوراء النہر میں ”سلسلہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے روحانی
پیشوا اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور مشاہیر زمانہ میں سے تھے۔

① ملاحظہ کیجئے: رشحات عین الحیات: (۱: ۲۳۷..... ۲۳۹)

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور جلالت قدر کا کھلے اور واضح طور پر اعتراف کیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنی کتب میں استاد اور مخدوم کے القاب و آداب سے یاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی ایک ممتاز اور مؤثر شخصیت تھے۔ سلطان ابوسعید گورگان کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ مراسم استوار تھے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اور سلطان ابوسعید گورگان کے باہمی روابط:

سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام ملکی اور سیاسی امور میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے صلاح و مشورہ اور رہنمائی حاصل کیا کرتا تھا، اور پھر ہر کام میں آپ سے توسل اور شفاعت پر بھروسہ رکھا کرتا تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ خواجہ کے کہنے پر عوام پر سمرقند اور بخارا کے مالیات معاف کر دیئے کہ جب سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دار الحکومت سمرقند سے ہرات منتقل کر دیا۔ تو بدیں صورت اس نے دو مرتبہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خراسان مدعو کیا۔

پہلی مرتبہ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ہرات تشریف لائے جبکہ دوسری مرتبہ مرو! یہ کہ معین الدین اسفرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۶۵ھ کے واقعات میں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر مرو کا ذکر کیا ہے۔ وہ (یعنی معین الدین اسفرازی رحمۃ اللہ علیہ) تحریر کرتا ہے کہ

جب خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ، ماوراء النہر سے مرو پہنچے تو سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ نے استقبال و اعزاز و اکرام کے مراسم بجالانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔

سلطان ابوسعید گورگان دو مرتبہ بذات خود حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا اور پھر ایک مرتبہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ بذات خود سلطان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ سے باہمی مشوروں کے بعد عراق چلے گئے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی سلسلۃ الذہب کے پہلے دفتر میں خواجہ احرار کے مرو تشریف لے جانے کا واقعہ، سلطان ابوسعید گورگان کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے آداب بجالانے، اور پھر خواجہ نے انہیں (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو) جو نصیحت فرمائی تھی، اس کا بطور خاص ایک حکایت میں ذکر کیا ہے۔

چنانچہ آگے چل کر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اسی منظوم حکایت میں بتلاتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرار کا آستانہ حاجت مندوں کا بلجا و ماویٰ ہے۔

وہ یعنی حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ "ماوراء النہر" اور خراسان میں ایک تو دنیا کی مشکلات کو حل فرمادیتے ہیں، دوسرے حاجت مندوں کی حاجت براری کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت کے اعلیٰ حکام کو رقععات بھی تحریر کرتے ہیں۔ چنانچہ انہی کے حکم سے محصول کا قانون منسوخ کر دیا گیا۔ (کہ جس کا ذکر اوپر کر چکے ہیں)۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کو خراسان کا دوسرا سفر اس وقت درپیش ہوا کہ جب سلطان ابو سعید گورگان جنگِ آذربائیجان کے لیے تیار بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ سلطان نے مشورہ اور حصول برکت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرو بلا یا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تصوف و سلوک:

مثنوی "تحفۃ الاحرار" میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت واضح اور واشگاف طور پر "سلسلہ نقشبندیہ" سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ، پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ قطبِ اعظم، مجدد سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و منقبت بیان فرماتے ہیں۔ ازاں بعد اپنے پیر و مرشد شیخ طریقت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے ساتھ اپنی نظم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ لسانِ شعر سے بدیں الفاظ گویا ہیں:

زد بجمان نوبت شاہنشی
کوکہ فقر عبید اللہی

ترجمہ: "آپ کی شاہنشاہی کا نقارہ جہاں میں بج چکا ہے یعنی فقر عبید اللہ کی شان و شوکت کا نقارہ۔"

آنکہ ز حریت فقر آگہست
خواجہ احرار عبید اللہست

ترجمہ: "وہ (خواجہ) کہ جو حریت فقر سے آگہی رکھتا ہے، خواجہ احرار عبید اللہ ہے۔" ^①

چنگیز خان کے ظالمانہ احکامات کی تفسیح:

چنانچہ، ایک قطعہ بند میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کے ان اقدامات کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جو خواجہ احرار نے چنگیزی مالیات وغیرہ منسوخ کروانے اور بادشاہان وقت کے ہاں مظلوموں کی فریاد و داد رسی کے لیے کیے تھے۔ قطعہ بند ملاحظہ کیجیے گا:

ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بر صفحہ ۳۸۲ / صفحہ ۳۸۳۔

شعر نمبر ۱:

دَادَہ چو نم کلک گہر ریز را

شستہ ستم نامہ چنگیز ”را“

ترجمہ: ”اس (سلطان ابوسعید مرزا رحمۃ اللہ علیہ) نے جب مجھ کو قلم گوہر بار سے داد انصاف دے دی تو اس نے چنگیز کے ستم نامہ کو (اپنے انصاف سے) دھو ڈالا۔“

شعر نمبر ۲:

خامہ او کردہ ز نخ رقاہ

محو خط نامہ ظلم از بقاہ

ترجمہ: ”اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمۃ اللہ علیہ) کے قلم (گوہر بار) نے (چنگیز کے) فرمان کی تفسیح کر دی۔ (تو) زمین پر سے نامہ ظلم (ظلم کے پیغام/ حکم) کو محو کر دیا۔“

شعر نمبر ۳:

رُقَعہ او نُورِ دہ ہر سواد

بقعہ او ثانی خیر البلاد

ترجمہ: ”اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمۃ اللہ علیہ) کے حکم کا خط ہر سواد (ملانے) میں ملفوفہ (لپیٹا ہوا) پہنچا کہ اس کا بقعہ (دارالحکومت) خیر البلاد کا ثانی (ہمسر) ہے۔“

✽ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا شہر خیر البلاد کا ثانی ہے

شعر نمبر ۴:

”حلقہ اصحاب“ کہ گردا ویند

بہرہ ور از ذکر وز ورد ویند

ترجمہ: ”اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے ذکر و ورد سے بخوبی بہرہ ور ہیں۔“^①

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف اور سلوک کے مراتب سے گانہ کا حصول، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف و سلوک میں از حد پیش رفت فرمائی کہ آپ کا نقطہ نگاہ

① ملاحظہ کیجئے: (تحفۃ الاحرار رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ابر ص ۳۸۳۔

کچھ یوں تھا کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد جب تک علوم باطنی کی کماحقہ تحصیل نہ کی جائے تو اصل مطلوب و مقصود فوت ہو کر رہ جاتا ہے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ تصوف و سلوک کے مراتب سے گانہ کے حصول کے بغیر انسان ایک صوفی نہیں بن سکتا ہے اور کامل طور پر نفس مطمئنہ کا حامل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ بخوبی طور پر مرد حق آگاہ بن سکتا ہے۔ یہاں پر تصوف و سلوک کے مراتب سے گانہ سے ہماری مراد علم لدنی کے درج ذیل سے مراتب ہیں:

۱۔ علم الیقین

۲۔ عین الیقین

۳۔ حق الیقین

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ ہی کے آغاز میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی تین ملاقاتوں کا تذکرہ کر کے تصوف و سلوک میں اپنے طے کردہ ان مراحل سلوک کو بیان کیا ہے کہ جن میں آپ کو تصوف و سلوک کے سے مراتب (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) حاصل ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ کو ایک خاص ذوقی اور وجدانی کیفیت سے دو چار ہو کر منظوم فرمایا ہے، اور اس کے اشعار میں نہایت درجہ جوش و جذبہ کا اظہار موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احرار کے ہاں مدارج تصوف و سلوک طے کرنے اور اپنے شیخ طریقت کے ساتھ نسبت ارادت کے واضح اور واشگاف طور پر اظہار کرنے میں محبت کی گھلاوٹ، شیریں زبانی اور نغز بیانی (یعنی بیان کی ندرت اور عمدہ بیانی) سے کام لیا ہے کہ یہی وہ انداز و روش ہے کہ جس کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نظم و نثر میں لسانی محاسن و محامد کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے اور اپنے شیخ سلوک و طریقت کے ساتھ اتھاہ محبت، خلوص و للہیت پر مبنی جذبات و احساسات کا بخوبی طور پر اندازہ ہو سکتا ہے۔

☆ علاوہ ازیں، حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے دیوان اس سے ہماری مراد ہے دیوان ”خاتمہ الحیوۃ“ میں سات بندوں پر مشتمل ایک مرثیہ ہے کہ جو آپ نے ”حضرت خواجہ احرار“ کے وصال پر تحریر کیا ہے۔

اس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

موج زن مے بینم از ہر دیدہ طوفانِ غمی

میرِ سد در گوشم از ہر لب صدایِ ماتمی

ترجمہ: ”ہم ہر چشم میں ایک غم کا طوفان موجزن مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمارے کان میں ہر لب سے ماتم کی صدا آتی ہے۔“

چنانچہ اس بند کے آخر میں آپ لسانِ شعر میں بدیں الفاظ گویا ہیں کہ

شعر:

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ رفت و ما بداع فرقتش ماندیم اسیر

کم مبادا ہر گز از فرقِ مریدانِ ظلِ پیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: ”خواجہ تشریف لے جا چکے اور اس حال میں کہ ہم آپ کی فرقت (جدائی) میں اسیر غم ہو چکے ہیں کہ پیر کا سایہ مریدوں کے سر پر کم نہ ہوگا۔“

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے بند میں بدیں الفاظ اپنے جذباتِ غم کا اظہار فرماتے ہیں کہ

شعر:

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کش معنی فقر از ازل ہمراہ بُود

ناصر الدین، نصرت الدنیا، عبید اللہ بُود

ترجمہ: ”خواجہ (وہ بزرگ تھے کہ) فقر کا معنی و مفہوم ازل سے اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ (یہ

کہ وہ) دین کے مددگار اور دنیا کی کامیابی تھے۔“

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ کے پانچویں بند میں بدیں الفاظ اپنے جذباتِ غم کا

اظہار فرماتے ہیں کہ

شعر:

اِس مصیبت نیست خاص ماوراء النہریان

تیرہ شد ہر شہر از اِس ناخوش خبرِ شہریان

ترجمہ: ”(خواجہ کے وصال کی خبر) خاص طور پر ماوراء النہر کے باشندگان کے لیے ہی

مصیبت نہیں ہے (بلکہ) باشندگانِ شہر کی اس ناپسندیدہ خبر کے باوصف ہر شہر (جذباتِ غم

سے) تاریک ہو کر رہ گیا ہے۔“

اس دیوان میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کی وفات حسرت آیات کے الم ناک حادثہ پر دو عدد قطععات تاریخ بھی ترتیب دیئے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

شعر:

بہشت صد ونود و پنج در شبِ شنبہ
 کہ بود سلخِ مہ فوت احمد مرسل رحمۃ اللہ علیہ
 ترجمہ: ”۸۹۵ میں شنبہ (ہفتہ) کی شب میں کہ جوئے طلوع ماہتاب پر (جناب) احمد
 مرسل رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا۔“

شعر:

کشید خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دنیا و دین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 شرابِ صافی عیشِ ابد ز جامِ اجل
 ترجمہ: ”خواجہ دین و دنیا عبید اللہ نے ہمیشہ کی زندگی کے لیے شرابِ مصفا کشید کی (ہے)
 اجل کے جام سے (نوش کی ہے!)۔“

باب نمبر: ۷

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی رجحانات، آپ کے اعزاء و اقارب اور اولاد و مجاد وغیرہ کے مختصر ”احوال و آثار“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”مذہبی رجحانات“ کا عنوان حد درجہ اہمیت کا حامل ہے اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ان کی وفات کا دور ”سلطنت صفویہ“ کے آغاز کا دور تھا جو اپنے اندر شدید مذہبی تعصب کے انقلابی پہلو کا آئینہ دار تھا۔

ایرانی افکار و نظریات کا انقلابی پہلو:

مشہور ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب (۱۳۱۰ھ تا ۱۴۰۰ھ) رقمطراز ہیں کہ ”مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کا مسلک کیا تھا؟ تذکرہ نگاروں اور محققین علم رجال کو اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ علم و دانش کا یہ آفتاب (جامی رحمۃ اللہ علیہ) اس وقت غروب ہوا جب سلطنت صفویہ کا ستارہ طلوع ہو رہا تھا۔“

اس وقت عمومی عقائد و افکار نے بھی ایک نئی کروٹ لی۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو عوام کے ہاتھوں میں پہنچے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ بعض لوگ ان کی تعریف کر رہے تھے، اور بعض مذمت۔ اگر ایک شہر میں ان کی کتابیں ہر دلعزیز تھیں تو دوسرے شہر میں ناپسندیدہ۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی متنازعہ شخصیت:

ایک طرف عوام کا طبقہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کو ناہبی یا صوفی سمجھتا اور ان کی تعلیمات کو کفر اور زندقہ کلمات خیال کرتا۔ تو دوسری طرف ایک جماعت انہیں اسلام کے اول درجہ کے علما کی صف میں شمار کرتی بلکہ ان کے مرتبہ ولایت کی بھی قائل تھی۔

دوسرا گروہ: جو ان کے فصاحت و بلاغت سے بھرپور اور خوبصورت کلام پر جان دیتا تھا۔ اس نے خود جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار و اقوال پیش کر کے انہیں شیعہ عالم یا کم از کم مائل حب اہل بیت علیہم السلام ثابت کیا ہے۔

المختصر یہ کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول و عقائد پر بحث کی اچھی خاصی گنجائش ہے۔ جن ناقدین اور ارباب

نظر نے علم کا پاکیزہ منصب جہالت کے تعصب سے کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا، وہ ہمیشہ راہ حقیقت پر گامزن رہے۔ انہوں نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ

① جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سمرقند اور ہرات کے مدارس میں تعلیم پائی کہ جن کا شمار اس وقت سُنی آداب و علوم کے مراکز میں ہوتا تھا۔

② ظاہری علوم۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کی بنیاد اشعری متکلمین اور شافعی فقہاء کے اصول و عقائد پر قائم ہے۔

③ باطنی علوم میں وہ عرفا و صوفیہ کی تعلیمات کے خوشہ چین ہیں، اور ان کی روحانی وابستگی ماوراء النہر کے ”سلسلہ نقشبندیہ“ سے ہے۔

نویں صدی ہجری کے اواخر میں ہرات ایک ایسا شہر تھا کہ جہاں خراسانی و عراقی شیعوں اور افغانستانی و ترکستانی سنیوں کے عقائد کا امتزاج پایا جاتا تھا۔

جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ جنہوں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ اسی شہر میں گزارا وہ اس وقت کے مذہبی رجحانات کے اثرات سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

”زمان و مکان“ کے اعتبار سے وہ اس مقام پر کھڑے تھے کہ جہاں طریقہ اہل سنت و الجماعت سے منہ پھیر سکتے تھے نہ مبادیات امامیہ کو مکمل طور پر جھٹلا سکتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم جامی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تصانیف میں ہمیشہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی بیان کرتے اور ان کے مرتبے کا معترف پاتے ہیں، اور ساتھ ہی وہ ائمہ اشاعریہ کے فضائل کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔

ذہنی جدت اور باطنی پاکیزگی نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کو متکلمین اور اشاعرہ کے مشاجرات اور مناظرات پر ہی رکنے نہ دیا بلکہ وہ انہیں اہل ظاہر کی مبادیات سے نکال کر صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وجد آفرین میں تعلیمات تک لے گئی، اور وہ معاشرے کے رجحان کے مطابق ”سلسلہ نقشبندیہ“ کے حلقے میں چلے گئے۔ جو اس وقت ماوراء النہر اور خراسان میں صوفیہ کا متداول و مروج طریقہ تھا۔

یہ سلسلہ (سلسلہ نقشبندیہ) نہ صرف عوام میں مقبول تھا بلکہ تیموری سلاطین اور امرا بھی اس سلسلے کے معتقد اور ارادت مند تھے۔ جب جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ”سلسلہ نقشبندیہ“ سے وابستہ ہو گئے تو یہ امر عوام الناس میں ان کی مقبولیت کا سبب بنا۔

۱۔ ائمہ اشاعریہ: بارہ امام تحت مسلک شیعہ جن کی ترتیب یہ ہے۔

- ۱۔ حضرت علی۔ حضرت حسن۔ حضرت حسین۔ حضرت زین العابدین
 ۵۔ حضرت محمد باقر۔ ۶۔ حضرت جعفر صادق۔ ۷۔ حضرت موسیٰ کاظم۔ ۸۔ حضرت علی رضا۔
 ۹۔ حضرت تقی۔ ۱۰۔ حضرت تقی۔ ۱۱۔ حضرت حسن عسکری۔ ۱۲۔ حضرت مہدی علیہ السلام ^①

انتہا پسند اہل تشیع کا نقطہ و نظر:

غرضیکہ اس یعنی صفوی سلاطین کے دور میں شیعانہ انقلابی رجحانات کے پیش نظر شیعہ اہل علم کے انتہا پسند طبقہ نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے مذہبی عقائد و نظریات پر نکتہ چینی کی انتہا کر دی، اور ان کی شخصیت کو آڑے ہاتھوں لیا۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رقمطراز ہیں کہ

”انتہا پسند شیعوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی زندگی ہی میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی۔ عراق اور آذربائیجان کے متعصبین نے ان کے اقوال پر اعتراض اٹھائے جس کا سامنا انہیں بغداد میں کرنا پڑا۔ ہم یہاں جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک رباعی نقل کر رہے ہیں۔“

اگرچہ الفاظ رکیک ہیں۔ تاہم مفہوم کے اعتبار سے شاعر کے مذہبی عقائد کے رجحان کا پتہ دیتے ہیں:
 شعر نمبر ۱:

ای مغنیچہ دھر بدہ جام قیم

کآمد ز نزاع سنی و شیعہ قیم

ترجمہ: ”اے زمانہ کے ساتی! کہ آپ ہمیں ”مبارک جام“ دے دیجئے کہ سنی و شیعہ کے نزاع کے سبب انتشار و افتراق بپا ہو چکا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

گویند کہ جامیا رحمۃ اللہ علیہ چہ مذہب داری

صد شکر! کہ سگ سنی و خیر شیعہ نیم

ترجمہ: ”لوگ ہم سے استفسار کرتے ہیں کہ اے جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ کہ صد

شکر ہے کہ میں سنی (مذہب) کا کتا ہوں اور میں شیعہ (مذہب) کا گدھا نہیں ہوں۔“

مذکورہ بالا شعر کے بارے میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

① (ملفوظات) ملاحظہ کیجئے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: (مولانا جامی کے عقائد) برصغیر ۲۳۹ تا صفحہ ۲۵۰ وغیرہ و ما بعد صفحات ابھکر۔

جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات پر شیعہ علماء کو جو اختلاف ہیں ان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی عقائد و رجحانات:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل اور نظم و نثر آپ کے مذہبی عقائد و رجحانات کے موضوع پر ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ کسی شخصیت کے انداز و روش، کردار، مذہبی رجحانات وغیرہ کا علم اس کے اپنے مکاتیب اور اگر وہ صاحب قلم انسان ہو تو پھر اس کی اپنی تصانیف و تالیفات سے بہتر طور پر لگایا جاسکتا ہے۔ تو آئیے ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتب نثر و نظم کے حوالے سے آپ کے مذہبی عقائد و رجحانات کے لیے تلاش و تفحص کرتے ہیں۔ عربی زبان میں مثل مشہور ہے کہ ”صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْرِي بِمَا فِيهَا“! ترجمہ: (یہ کہ صاحب خانہ اپنے گھر کے حالات کا بہتر علم رکھتا ہے)

۱۔ سلسلۃ الذہب:

”سلسلۃ الذہب“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو سہ دفاتر پر مشتمل ہے، کے دفتر اول کے اختتام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی نمایاں اور واضح نظم موجود ہے کہ جس کے اشعار میں آپ نے اپنے مذہبی اصول و عقائد کو متکلمین اہل سنت و الجماعت کے مذہبی اصول و مبادیات و عقائد کے مطابق بیان فرمایا ہے کہ جن سے آپ کے نہایت واضح مذہبی رجحانات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظم میں توحید، نبوت وغیرہ پر بحث کی ہے۔ چنانچہ آپ کی یہ نظم ”اعتقاد نامہ“ کے نام سے موسوم ہے۔^②

اعتقاد نامہ

شعر نمبر ۱:

ای مغنیچہ دھر بدہ جام قیم
گامز نزاع سنی و شیعہ قیم

① ”مجالس المؤمنین“: از قاضی نور اللہ شوشتری! ۲۔ ”روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات“ از ملا سید محمد باقر خوانصاری! اور رجال شیعہ پر دوسری کتابیں! ملاحظہ کیجیے (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد) برصغیر ۲۵۰ / ۲۵۱ وغیرہ۔

② ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ۱۷۰..... ۱۸۳)۔

ترجمہ: ”اے زمانہ کے ساقی! آپ ہمیں جامِ مبارک دے دیجیے کہ سنی و شیعہ کے نزاع کے سبب انتشار و افتراء بپا ہو چکا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ہست دیدارِ حق اجل نعم
ویہ انتہی کلام فتم

ترجمہ: ”ہاں! اجل (موت) دیدارِ حق ہے اور اس کے ساتھ کلامِ منتہی ہو گیا۔ پس تمام ہوا۔“

شعر نمبر ۳:

چون شد این اعتقاد نامہ درست
باز گرم بکا رو بار نخست

ترجمہ: ”جب یہ (نظم) ”اعتقاد نامہ“ درست طور پر تمام ہوا۔ تو ہم اول کام (روش) کی جانب لوٹ آئے۔“

نظم ”اعتقاد نامہ“:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”سلسلۃ الذہب“ کی یہ نظم کہ جو ”اعتقاد نامہ“ کے نام سے موسوم ہے، کا سبب تالیف آپ یہ بتلاتے ہیں کہ مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ کی تالیف کے دوران میں کہ جب اس میں عشق کا ذکر چل نکلا تو اس وقت دفعتاً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ زادہ (بظاہر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادہ مراد ہیں) کا ایک مکتوب موصول ہوا کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے اصول عقائد اسلام پر چند اشعار ترتیب دینے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے (خواجہ زادہ کی خواہش پر) یہ نظم ”اعتقاد نامہ“ ترتیب دی۔

جب یہ نظم موسومہ ”اعتقاد نامہ“ تمام ہو چکی تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کا بیان جاری رکھا اور پہلی روش پر لوٹ آئے۔ اوپر شعر نمبر ۳ کے دوسرے مصرعہ میں اسی کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔
نظم (اعتقاد نامہ) کے مضامین کی ترتیب و تفصیل درج ذیل ہے۔

- بیان وجودِ حق
- اشارت بصفاتِ الہی
- بیان وحدتِ حق
- اشارت بحیاتِ او
- اشارت بعلمِ او
- اشارت بارادتِ او

- اشارت بقدرت او
 - اشارت بکلام او
 - اشارت بوجود ملائکہ
 - اشارت بفضیلت نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
 - اشارت بشریعت او
 - اشارت بمعجزات انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم
 - اشارت باینکہ "کتاب اللہ" قدیمت
 - اشارت بسمع و بصر او
 - اشارت بافعال او
 - اشارت بایمان انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم
 - اشارت بخاتمیت او
 - اشارت بمعراج او
 - اشارت بکتابہای خدا
 - اشارت بفضیلت و اشرفیت آل و اصحاب
 - اشارت باینکہ تکفیر اہل قبلہ جائز نیست
 - اشارت بنفختن
 - اشارت بمیزان
 - اشارت بمواقف عرصات
 - اشارت بخلو و کفار در نار و خروج بعضی بشفاعت
 - اشارت بخوض کوثر
 - اشارت بدرجات بہشت و خلود آن و رویت حق سبحانہ و تعالیٰ
- ۱۔ سلسلۃ الذہب:

"سلسلۃ الذہب" از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر اول میں جس مقام پر مولانا نے اپنے دینی و مذہبی اور صوفیانہ رجحانات و اعتقادات کا ذکر کیا ہے تو اس جگہ پر آپ نے عقیدہ جبر و قدر و اختیار کے متعلق کہ جس پر متکلمین خاصی تند و تیز بحث کرتے چلے آتے ہیں، ایسا واضح بیان اور انداز و روش اختیار فرماتے ہیں کہ جو "اشعریوں" کے عقائد و نظریات کے ترجمان معلوم ہوتے ہیں۔

چنانچہ ان مذکورہ بالا عنوانات پر مفصل اور سیر حاصل بحث کر چکنے کے بعد آپ نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے دو غلاموں کی ایک حکایت کا تذکرہ کیا ہے۔^①

حکایت:

جس کا درج ذیل مطلع ملاحظہ کیجیے:

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلہ الذہب) از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول: بر صفحات (۳۶.....۴۰)۔

مطلع:

داشت پورِ سبگین دو غلام

گل رخ و لالہ زوی و سرو اندام

ترجمہ: ”شہنشاہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (فرزند سبگین) کے دو غلام تھے کہ وہ خوش شکل، زیبا رخ اور سرو قد تھے۔“حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل اشعار آپ کے مذہبی و دینی عقائد کی جانب عمدہ طور پر رہنمائی کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

شعر نمبر ۱:

ای مکاشف شدہ بسرِ قدر

برده جہ و اجتہاد مدر

ترجمہ: ”کہ تقدیر کے بھید (اسرار) واضح ہو چکے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جدوجہد اور اجتہاد کے پردہ کو مت چاک کیجیے گا۔“

شعر نمبر ۲:

بگذر از خویش و در خدای گریز

بگسل از خویش و در خدای آویز

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خودی کو اختیار کر لیجئے اور آستانہ خدا کی در یوزہ گری اختیار کر لیجئے کہ اپنی خودی کو چھوڑ دیجئے اور آستانہ خدا کو اختیار کر لیجئے۔“

شعر نمبر ۳:

گرچہ تو ز اختیار ماموری

لیک در اختیار مجبوری

ترجمہ: ”اگرچہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب اختیار بنایا گیا ہے لیکن اس اختیار میں بھی (آپ) مجبور محض ہیں۔“

شعر نمبر ۴:

قالبی از اختیار خود عاری

گشتہ افعال حق بر آن جاری

ترجمہ: ”ایک قالب (جسدی) ہے (مگر) اپنے اختیار سے بے بس، کہ افعالِ حق اس پر جاری و ساری ہیں۔“

شعر نمبر ۵:

ہر چہ جاری شود بر آن ز افعال
بنگر کز دو نیست بیرونِ حال

ترجمہ: ”اس (قالبِ جسدی) سے جو کچھ بھی افعال سرزد ہوتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجیے کہ وہ (افعال) ہر دو حال سے خالی نہیں ہیں۔“

شعر نمبر ۶:

یا ز اسبابِ قُرب و رضوانست
یا ز آثارِ بعد و خذلانست

ترجمہ: ”یا تو وہ (حال) اسبابِ قربِ خداوندی اور خوشنودی میں سے ہے۔ یا (پھر) آثارِ بعدِ خداوندی اور خسارے میں سے ہے۔“

شعر نمبر ۷:

گر ز قسمِ نخست با شکار
نعمتِ حق شناس و شکر گزار

ترجمہ: اگر (آپ رحمۃ اللہ علیہ) قسم اول سے سروکار رکھیں! (تو پھر) آپ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر شناسی کیجیے اور (زبِ تعالیٰ کے) شکر گزار رہیے۔

شعر نمبر ۸:

ور ز قسمِ دوم بود کارت
شمر از نفسِ زشتِ کردارت

ترجمہ: ”اور اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قسم دوم سے سروکار ہے۔ (تو پھر) آپ اپنے کردار کو برے نفس کا حامل جانئے۔“

شعر نمبر ۹:

جرم و عصیان بسوی خویش افکن
سرِ شرمندگی پیشِ افکن

ترجمہ: ”آپ جرم و گناہ کو اپنی جانب لائیے (شمار کیجیے) (اور پھر) سر شرمندگی کو بذات خود جھکا لیجئے۔“^①

۲۔ شواہد النبوة:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ”شواہد النبوة“ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل پر مبنی ہے۔ چنانچہ ”شواہد النبوة“ کے چھٹے رکن میں آپ نے حضرات صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام کے احوال و آثار و مناقب اور پھر ان کی جانب منسوب کشف و شہود کی کرامات اور خوارق عادات تحریر فرمائے ہیں۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

”اس رکن (رکن نمبر ۶) کی تدوین جس نہج پر ہوئی ہے وہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز فکر اور مذہبی رجحان کی ترجمان ہے کہ شیعہ مائل سنی تھے۔ کیونکہ وہاں انہوں نے حضرات خلفائے اربعہ کا نام بڑے ادب و احترام سے لیا ہے، اور انہیں حضرات اہل بیت پر مقدم رکھا ہے۔ ان کے فضائل سے منسوب تمام احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل اور ترجمہ کر چکنے کے بعد انہوں نے حضرات ائمہ اثنا عشر بیان کیے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لے کر محمد بن حسن عسکری رضی اللہ عنہ (امام مہدی) تک ہر امام کا ذکر بڑے ادب و احترام سے کیا ہے۔ حضرات ائمہ رضی اللہ عنہم کے حالات کے بعد دوبارہ حضرات اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اور مصنف نے حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے حالات درج کیے ہیں۔

✽ مختصر یہ کہ مذکورہ بالا کتاب کے مندرجات سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف ایک سنی ہے کہ جس کا دل تعصب سے پاک ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ عقائد امامیہ کی طرف بھی راغب ہے۔

”شواہد النبوة“ اپنی سادہ، رواں اور بے تکلف فارسی زبان اور غیر ضروری باتوں سے مبرا ہونے کے باوجود متعصب ایرانی شیعوں کے ہاں قابل قبول نہیں۔ بلکہ وہ اسے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی عقائد کے بگاڑ کی ایک دلیل قرار دیتے ہیں۔^①

① ملاحظہ کیجئے: (سلسلہ الذہب) از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بر صفحات ۳۶-۳۷ / دفتر اول (مخلصا)

② حضرات عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کو ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ ابراہیم ۲۔ خلیفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔ حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت طلحہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ رضی اللہ عنہم (مخلصا)

③ ملاحظہ کیجئے: (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان (شواہد النبوة) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر تہمہ بر صفحہ ۲۵۳۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں بھی جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سات مثنویات کے آغاز میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدح تحریر کرتے ہیں۔

مگر آپ نے اپنی غزلیات اور قصائد میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بھی کثرت سے بیان فرمائے ہیں۔

لیکن بات کچھ یوں ہے کہ حضرات اہل سنت و الجماعت کے ہاں بھی حضرات ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ بدرجہ اتم محبت و عقیدت و دل بستگی و شیفتگی موجود ہے۔ اس بارے میں اہل تشیع کی تخصیص چہ معنی دارد؟ انفرادیت کا بزعم خود یہ پہلو اپنے طور پر اختیار کر لینا ایک مضحکہ خیز سی بات معلوم ہوتی ہے۔ فیا للجب!

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ میں حضرات خلفائے اربعہ کے بارے میں جو خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ درج ذیل ہے:

مدح خلفائے اربعہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:
شعر نمبر ۱:

خاصہ آل پیغمبر و اصحاب رضی اللہ عنہم

کزہمہ بہتر ند در ہر باب

ترجمہ: ”بے مثال آل پیغمبر اور اصحاب رضی اللہ عنہم، کہ جو ہر باب میں تمام سے برگزیدہ ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

و زمیان ہمہ نبود حقیق

بہ خلافت کسی بہ از صدیق رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”ان تمام میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر خلافت کا مستحق کوئی نہ تھا۔“

شعر نمبر ۳:

و زپی اد نبود از آن احرار

کس چو فاروق رضی اللہ عنہ لائق این کار

ترجمہ: ”اور ان کیلئے اس احرار رضی اللہ عنہم (مردِ مخلص رضی اللہ عنہ) کے سوا فاروق رضی اللہ عنہ کی مانند کوئی بھی اس

کار خلافت کا مستحق نہ تھا۔“

شعر نمبر ۴:

بَعْدِ فَارُوقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، جَزْ بَدِي النُّورِينِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

كَارِ مَلْتِ نِيَا فِت زَيْنَتِ وَ زَيْنِ

ترجمہ: ”حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد، ماسوائے ذی النورین رضی اللہ عنہما کے کارِ ملت نے کسی اور

سے ایسی زیب و زینت نہ پائی۔“

شعر نمبر ۵:

بُودُ بَعْدِ اَزْ هِمَّ بَعْلَمِ وَ وَا

”اَسَدِ اللّٰهِ“ خَاتَمِ الْاَخْلَافِ

ترجمہ: ”ان تمام (خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم) کے بعد علم و وفا میں ”اسد اللہ“، (یعنی حضرت علی

رضی اللہ عنہ) ہیں جو آخری خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ تھے۔“

شعر نمبر ۶:

هَمَّ اَثَارِ وَّحِي دِيْدِهْ اَزْ اُو

هَمَّ اَسْرَارِ دِيْنِ شَنِيدِهْ اَزْ اُو

ترجمہ: ”آپ رضی اللہ عنہم تمام آثارِ وحی کو آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کیے ہوئے

تھے۔“

شعر نمبر ۷:

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَزْ سُوِيْ حَقِّ

بِهْرِ اِيْشَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَشَارَتِ مَطْلُقِ

ترجمہ: ”(یعنی خدائے تعالیٰ کی جانب سے) انہیں ”رضی اللہ عنہم“ کا خطاب ملا تو یہ (خطاب) ان

کے لیے بشارتِ مطلق (قطعاً خوشخبری) ہے۔“

شعر نمبر ۸:

وَزْ رَضُوا عَنْهُ مِنْصَبِ اِيْشَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

بِرْتَرِيْ اَزْ هِمَّ رَضَا كِيْشَانِ

ترجمہ: ”اور وہ (اصحاب رضی اللہ عنہم) اس (یعنی اللہ) سے راضی ہوئے۔ (یہ) ان (اصحاب) کا

منصب و مقام ہے۔ (کہ یہ) تمام وفا پیشہ (لوگوں) پر ان کی برتری اور فوقیت ہے۔“

شعر نمبر ۹:

چون ہمہ مرضی خداوندند

چہ غم از عمر رحمۃ اللہ علیہ و زید رحمۃ اللہ علیہ نہ پسندند

ترجمہ: ”جب یہ تمام کچھ ان کے خدا کی رضا کے سبب سے ہوا۔ (تو پھر) اگر وہ عمر رحمۃ اللہ علیہ و

زید رحمۃ اللہ علیہ کو ناپسند کرتے ہیں تو اس میں کیا غم ہے؟“

شعر نمبر ۱۰:

لعن کز رافضی شود واقع

شود آن لعن ہم بد و راجع

ترجمہ: ”وہ لعن و طعن کہ جو رافضی کی جانب سے واقع ہوا ہے۔ (وہ) لعن و طعن بھی اس

(یعنی رافضی) کی جانب لوٹنے والا ہے۔“^①

ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے مذکورہ بالا فارسی اشعار کا اردو ترجمہ ان اشعار کے نیچے مسلسل نقل

کر دیا ہے۔^②

① ”سلسلۃ الذہب از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر اول بر صفحہ ۱۷۸ سے جو فارسی اشعار

اوپر نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے آخری پانچ اشعار کی بجائے درج ذیل اشعار ہیں۔

شعر نمبر ۱:

جز بآل کرام رحمۃ اللہ علیہ و صحب عظام رحمۃ اللہ علیہ

مسلک دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیافت نظام

ترجمہ: ”آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگ آل اور اصحاب کرام رحمۃ اللہ علیہ کے سوا نظام

حیات نے دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ نہ پایا۔“

شعر نمبر ۲:

نامشان! جز باحترام مبر

جز بتعظیم سویشان نگر

① ملاحظہ کیجیے: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موسومہ (سلسلۃ الذہب) کا دفتر اول (بر صفحہ ۱۷۸)

② مولف کتاب۔

ترجمہ: ”ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا نام احترام سے لیجئے۔ ان کی جانب تعظیم کے سوا کچھ بھی نہ کہیے۔“

شعر نمبر ۳:

ہمہ را اعتقاد نیکو کن

دل ز انکارِ شان رضی اللہ عنہ بیک سو کن

ترجمہ: ”آپ کو ان تمام (اصحاب رضی اللہ عنہم) کے لیے نیک طرز عمل روارکھنا چاہیے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کی (بابت) نگارشات (تحریرات) کو یک سو کر لیجئے! (درست کر لیجئے!)“

شعر نمبر ۴:

ہر خصومت کہ بود شان باہم

بتعصب مزین در آنجا دم

ترجمہ: ”ہر نزاع کہ جو ان رضی اللہ عنہم کے مابین واقع ہوا، (محض) تعصب کے پیش نظر وہاں دم نہ ماریے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”سبحة الابرار“ میں آپ کا درج ذیل ”قطعہ بند“ ملاحظہ

کیجیے

۳۔ مثنوی ”سبحة الابرار“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

شعر نمبر ۱:

پردہ بکشا ز رخ صدیقی رضی اللہ عنہ

بدر آن پردہ ہر زندیقی

ترجمہ: ”آپ (حضرت) صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے پردہ ہٹا دیجئے گا، آپ اس پردہ کو ہر زندیق (بددین) کے لیے چاک کر دیجئے۔“

شعر نمبر ۲:

دُرّہ عدل زدستِ عمری رضی اللہ عنہ

زن بفرق سر ہر خیرہ سری

ترجمہ: ”آپ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے دستِ (مبارک) کے عادل دُرّے سے ہر بے شرم (بیہودہ) کے سر پر مار دیجئے۔“

شعر نمبر ۳:

خون فشان کن ز حیا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
ریز برکشت وفا بارانی

ترجمہ: ”آپ (حضرت) عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی حیا پر خون چھڑک دیجئے (جان دیجئے)، آپ ”وفا“ کی کھیتی پر بارش کو برسا دیجئے۔“

شعر نمبر ۴:

پنچہ درکن اسد الہی را
پوست برکن دو سہ روباہی را

ترجمہ: ”آپ پنچہ اسد الہی کو مار کر دو تین لومڑیوں کی کھال ادھیڑ دیجئے۔“

جو ایرانی شیعہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی و ادبی طور پر عقیدت اور شیفتگی رکھتے ہیں، وہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر ایک خالص الاعتقاد شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کے نقطہ نگاہ کے مطابق حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدح میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مقالات اور اشعار محض تقیہ پر مبنی ہیں۔

چنانچہ، مثنوی ”سبحۃ الابرار“ کے مذکورہ بالا اشعار میں سے آخری شعر کو یہ حضرات ”خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم“ کی قدح اور حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدح کی طرف اشارہ و کنایہ قیاس کرتے ہیں۔ مگر یہ محض قیاس آرائی ہے کہ جس کا درحقیقت کوئی بھی وجود نہیں ہے۔

شاعر کی مرضی کے خلاف اس قسم کی توضیحات و توجیہات اور تاویلات فاسدہ سے کام لینا محض قیاس مع الفارق کے مترادف ہے، اور ان توجیہات کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تشیع ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ، ہمارے اس نقطہ نگاہ کے ثبوت میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی لیلیٰ و مجنون کے مقدمہ میں نہایت واضح الفاظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل اشعار میں اپنے مذہبی عقائد کو بیان فرماتے ہیں۔

۴۔ مثنوی ”لیلیٰ و مجنون“ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

شعر نمبر ۱:

شادیم بآل نامدات
یاریم بہر چہاریارت

ترجمہ: ”اے رسول نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر چہاریار صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست دار ہیں۔“
شعر نمبر ۲:

آن صلی اللہ علیہ وسلم چار ستون خانہ دین
وان چار چراغ بزم تمکین

ترجمہ: ”وہ صلی اللہ علیہ وسلم (چار یار) خانہ دین کے چار ستون ہیں اور وہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چراغ ”بزم تمکین“ (قدر و منزلت کی بزم) کے ہیں۔“
شعر نمبر ۳:

ہریک صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف سزا وار
ہر چاریکی و ہریکی چار

ترجمہ: ”ان صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک خلاف کا مستحق ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ایک ہے اور ہر ایک چار ہیں۔“
شعر نمبر ۴:

ایشان صلی اللہ علیہ وسلم بیگانگی بہم راست
بیگانگی از فضول ماخاست

ترجمہ: ”وہ (حضرات خلفائے اربعہ صلی اللہ علیہ وسلم) خلوص کے ساتھ راہ راست پر گامزن تھے۔ یہ کہ بیگانگی ہمارے اٹھنے کے لیے فضول سی بات ہے۔“
شعر نمبر ۵:

شاہان بصفا صلی اللہ علیہ وسلم موافق آہنگ
وز سنگدل سپاہ در جنگ

ترجمہ: ”وہ بزرگ (حضرات خلفائے اربعہ صلی اللہ علیہ وسلم) صفا کے شہنشاہ تھے کہ جو آپس میں موافق تھے، اور (پھر) دشمن کے مقابلہ میں سپاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔“

۵۔ مثنوی ”خردنامہ اسکندری“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

مثنوی خردنامہ اسکندری حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری ایام حیات کی تالیف ہے کہ

جس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مذکورہ بالا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا نہایت واضح طور پر اظہار فرمایا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی خردنامہ اسکندری میں اپنے مذہب اہل سنت کے مطابق حضرت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی مدح بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے بالفاظ ذیل انداز بیان اختیار فرمایا ہے:

① خلیفہ اول کو صدق

② خلیفہ ثانی کو عدل

③ خلیفہ ثالث کو حیا

④ خلیفہ رابع کو سخاوت و شجاعت کے ساتھ متصف فرمایا اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ انہیں ”اربعہ عناصر رضی اللہ عنہم“ کی مانند دین کے پیکر کے قائم و دائم رہنے کا سبب بتلایا ہے: فرماتے ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

بتخصیص آنا نکه بی تخت و تاج

گرفتند از تاجداران خراج

ترجمہ: ”خاص طور پر وہ (خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم) بے تخت و تاج تھے۔ (مگر) انہوں رضی اللہ عنہم نے (دنیا کے) تاجداروں سے خراج (اور باج) وصول کیا۔“

شعر نمبر ۲:

یکی ثانی اشنین رضی اللہ عنہ در کنج غار!

کہ چون مار شد ناوکِ جانِ شکار

ترجمہ: ”ان رضی اللہ عنہ میں سے ایک، دو میں سے دوسرا۔ غار (ثور) کے گوشہ میں (ساتھی) تھا کہ جب سانپ آپ کی جان کو شکار کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔“

شعر نمبر ۳:

دوم آنکه از سکه عدل اوست

کزینکو نہ دنیا و دین سرخ روست

ترجمہ: ”دوم وہ کہ عدل کا سکہ ان (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے لیے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس انداز و روش کے سبب دنیا و دین میں کامیاب و کامران ہیں۔“

شعر نمبر ۴:

سوم شرم گیتی کہ شد بی تصور

ز شمع نبوت ﷺ نصیبش دو نور ﷺ

ترجمہ: ”تیسرے اس عالم کی حیا کہ آپ ﷺ بے تصور تھے کہ شمع نبوت ﷺ سے آپ ﷺ کو دو نور نصیب ہوئے۔“^①

شعر نمبر ۵:

چہارم کہ آن ابر دریا نثار

نم او کرم برق او ذوالفقار ﷺ

ترجمہ: ”چہارم کہ آپ ﷺ پر دریا کا ابر نثار ہو۔ آپ ﷺ نرمی اور کرم کی برق تھے۔ وہ ذوالفقار ﷺ ہیں۔“

شعر نمبر ۶:

چو عنصر چہارند زیشان ﷺ پپای

ترا قالب دین دریں تنگنای

ترجمہ: ”وہ خلقائے اربعہ جو عناصر اربعہ ﷺ ہیں اور آپ کے لیے دین کے پیکر اور قائم و دائم ہیں۔“

شعر نمبر ۷:

رہ اعتدال ار نداری نگاہ

میان نشان، شود قالب دین پناہ

ترجمہ: ”اگر آپ ﷺ انصاف و اعتدال کی نگاہ ان کے ملحوظ خاطر رکھے گا۔ تو پھر قالب دین (دین کا ڈھانچہ) وہی بزرگ تھے؟“

شعر نمبر ۸:

چوہر مسئلہ بی اعتدالی مکن

دل از مہر این چار ﷺ خالی مکن

ترجمہ: ”آپ ہر نادان کی طرح راہ اعتدال سے نہ ہٹ جائیے کہ آپ اپنے دل کو ان چار (یاران رسول ﷺ) کی محبت سے خالی نہ کیجیے گا۔“

① یعنی آپ ﷺ کی دو صاحبزادیاں نکاح میں آئیں۔

عراق کے سفر کے دوران جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجف شریف جاتے ہوئے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدح میں قصیدہ ترتیب دیا کہ جو مستقل اشعار کی حیثیت کا حامل ہے کہ جسے اہل تشیع کے ہاں خاص شہرت ملی تو بدیں سب اہل تشیع اہل قلم نے آپ کے شیعہ ہونے کا حکم لگا دیا۔

ہم نے مذکورہ قصیدہ کا اردو ترجمہ موجودہ کتاب کے حصہ نظم کے آغاز میں دے دیا ہے۔ اس قصیدہ کا ایک شعر درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

اصحت زاراً لک یا شختہ النجف

بہر نثار مرقد تو رحمۃ اللہ علیہ نقد جان بکف

آگے ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں کہ

شعر نمبر ۲:

قد بدا مشہد مولای استخوا جملی

کہ شاہد شد از آن مشہدم انوار جملی^①

مثنوی ہفت اورنگ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مصحح^② جناب مرتضیٰ مدرس گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نگاہ کچھ یہ ہے کہ متاخرین شیعہ مصنفین نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو منافق یعنی ظاہراً سنی اور باطناً شیعہ قرار دیا ہے۔ وہ درحقیقت، اس نفسیاتی خصوصیت کا رد عمل ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص میں جو صفت ہوا کرتی ہے۔

وہ منطقی طور پر دوسروں کو بھی اسی خصوصیت کا حامل جانتا ہے۔

چنانچہ مثنوی ”ہفت اورنگ“ کے مصحح جناب مرتضیٰ مدرس گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک متعصب حنفی المذہب شخص تھے۔^③

❖ مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا ابوطالب کے صاحب ایمان ہونے سے انکار کیا ہے، اور پھر شیعہ عقیدہ کے بخلاف انہیں کافر اور ہالک قرار دیا ہے، اور ان لوگوں کے عقیدہ کے فساد کو ثابت کیا ہے کہ

① ملاحظہ فرمائے: ہماری موجودہ کتاب کا حصہ نظم مع اردو ترجمہ و تشریحات مولف کتاب۔

② صحیح کرنے والا۔ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

③ ملاحظہ کیجئے: (مقدمہ مثنوی ”ہفت اورنگ“) بر صفحہ ۱۰ / صفحہ ۱۱۔

”جو رسالت کے مقدس درخت کی شاخیں تو تھیں مگر انہیں ایمان کا پھل نہ لگ سکا اور اس طرح ابوطالب اور ابولہب کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔“^①

حاشیہ:

مذکورہ بالا مباحث کی مزید توضیح کے پیش نظر ہم مزید تحقیقات اور نقد و تبصرہ کو یہاں پر حوالہ قارئین کرتے ہیں:

کتاب ”حیات حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے اختتام پر ملاحظہ کیجیے:

✽ چنانچہ، اسی موضوع پر مثنوی ”ہفت اورنگ“ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! مطبوعہ تہران، طبع دوم کے آخر میں بھی ”غزش قلم“ کے تحت عنوان جناب محمد مقیمی صاحب کا بھی ایک خط طبع ہوا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ غیر متین اور جذباتی سا ہے؛ بنا برائیں وجہ وہ خط لائق اعتنا نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”ابوطالب“ کے ایمان کا قائل نہ ہونے کی بنا پر علما شیعہ سخیہ پا ہو کر رہ گئے، اور بدیں سبب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر لعن و طعن کرنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایذا طبعی کے درپے ہو گئے۔

اس سلسلہ میں قاضی میر حسین شافعی یزدی نے بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذمت میں ایک قصیدہ ترتیب دیا ہے کہ جسے ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

مثنوی ”سبحة الابرار“ عقد ۳۸ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدح کی ہے۔^②

✽ سفر حج کے دوران میں جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ”حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما“ کے روضہ پاک کی زیارت کے لیے جا رہے تھے تو آپ نے ایک غزل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی مدح میں ترتیب دی۔ ہم نے اپنی موجودہ کتاب کے حصہ نظم میں اس غزل کا اردو ترجمہ بھی دے دیا ہے۔ قارئین کرام حصہ نظم ملاحظہ فرمائیں۔^③

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی ”سلسلۃ الذہب“) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول: برص ۱۵۱۔

② ملاحظہ کیجیے: مثنوی ”سبحة الابرار“ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ برص ۵۶۶..... ۵۶۷۔

③ ملاحظہ کیجیے: (دیوان حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) (مجلع بخش) برص ۱۰۹۔

کے پیش نظر جناب ابوطالب کے عدم ایمان پر استدلال کیا ہے جس کی توثیق صحیحین (بخاری و مسلم) سے بھی ہوتی ہے۔^①

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم و مغفور نے بحوالہ ”تفسیر روح المعانی“ تحریر کیا ہے کہ ”ابوطالب“ کے ایمان و کفر کے معاملے میں بے ضرورت گفتگو اور بحث و مباحثہ سے اور ان کو برا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعی ایذا پہنچنے کا احتمال ہے۔^②

جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خراسان میں حضرت امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر حاضری دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مدحیہ قصیدہ ترتیب دیا کہ جس کا پہلا مصرعہ درج ذیل ہے:

سلام علی آل رحمۃ اللہ علیہم ط و یسین
سلام علی آل رحمۃ اللہ علیہم خیر النبیین

ترجمہ: ”آل ط و یسین پر سلام ہو خیر النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر سلام ہو۔“^③

مذکورہ بالا مدح حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام کے ہوتے ہوئے بھی شیعہ علما میں سے بالخصوص قاضی نور اللہ شوشتری صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح العقیدہ، ”شیعہ“ نہیں سمجھتے اور بدیں سبب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر لعن و طعن کو جائز جانتے ہیں۔

✽ ہم یہاں پر بطور مثال عرب شاعر فرزدق کا واقعہ پیش کرتے ہیں:

”عرب شاعر فرزدق نے خلیفہ ہشام بن عبد الملک اموی کے دربار میں جناب حضرت سیدنا

امام زین العابدین کی مدح میں جو عربی قصیدہ پڑھا تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس کا منظوم فارسی ترجمہ کیا ہے۔ جو ان کی اہل بیت سے قلبی محبت اور خاندان رسالت

مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفضیل پر نہایت واضح دلیل ہے۔“^④

چنانچہ ملا محمد تقی مجلسی ”شرح من لا یحضرہ الفقیہ“ میں اس بارے میں ایک حکایت تحریر کرتے ہیں

کہ جس کا مذکورہ بالا قصیدے سے گہرا تعلق ہے۔ جناب ملا محمد تقی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجیے: ۱۔ تفسیر ابن کثیر، مترجم اردو جلد ۴: برصنحات: ۳۵-۳۶! مطبوعہ: کراچی۔ پاکستان ۲۔ ”معارف القرآن“ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (اردو) جلد ۶/ برصنحات: ۶۳۶-۶۳۷! مطبوعہ: کراچی۔ پاکستان

② ملاحظہ کیجیے: (حواشی صفحہ ہذا) (حاشیہ ختم ہوا) (مؤلف کتاب)

③ (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (دیوان حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) (گنج بخش): برصنحات: ۱۱۰!

④ ملاحظہ کیجیے: (منظوم فارسی ترجمہ ”سلسلۃ الذہب“) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول: برصنحات: ۱۳۱..... ۱۳۳! میں یہ قصیدہ موجود ہے۔

”ایک شخص حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کہنے لگا کہ ایک عورت نے فرزدق کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا۔ فرزدق نے جواب دیا کہ خدا نے مجھے اس ”قصیدے“ کے طفیل بخش دیا کہ جو میں نے خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دربار میں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی مدح میں پڑھا تھا۔“^①

مرحوم مجلسی کا کہنا ہے کہ ”ملا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ نے اپنی تمام تر ناصبیت کے باوجود اس شخص سے کہا:

”بالکل بجا ہے کہ حق تعالیٰ ”اس قصیدے“ کی برکت سے تمام اہل جہان کو بخشش دیں۔“

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مذکورہ بالا، ”قصیدے“ کے اختتام پر حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، اور حضرات اصحاب سے بغض رکھنے والے رافضیوں کی مذمت فرمائی ہے وہاں آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل مشہور شعر:

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانُ أَنِّي رَافِضِيٌّ

ترجمہ: ”اگر آل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رافضی ہوتا ہے تو پھر جنات اور انسانوں کو میرے بارے میں گواہ رہنا چاہیے کہ میں رافضی^② ہوں۔“

..... کا منظوم ترجمہ بھی فرمایا ہے۔ ان اشعار کے باوصف ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جن دینی و مذہبی عقائد کو پیشتر ازیں بطریقہ اجمال زیر بحث لائے ہیں ان کی تفصیل اس ”قصیدے“ کے مضمون میں موجود ہے کہ جو اس موضوع بحث کو نتیجہ خیز مرحلہ میں ختم کرنے کے لیے کافی ودانی ہے: شعر نمبر ۱:

مدح اہل بیت رضی اللہ عنہم در معنی

مدحت خویش کند یعنی

ترجمہ: ”حضرات اہل بیت کرام کی مدح کرنے والا بدیں مفہوم مدح کو اپنے اوپر لوٹا لانے والا ہے۔“

① فضیلت۔

② اہل بیت سے بغض رکھنا

شعر نمبر ۲:

دو ستارِ رسول ﷺ آلِ ویم
دشمنِ خصمِ بدخصالِ ویم

ترجمہ: ”ہم حضرت رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی آلِ کرام کے دوست ہیں اور ان کے دشمنِ بدخصال کے ہم دشمن ہیں۔“

شعر نمبر ۳:

ہچو سلمان شدم ز اہل البیت نبی اللہ ﷺ
گشت روشن چراغِ من ز آن زیت

ترجمہ: ”ہم محبتِ اہل بیتِ کرام نبی اللہ ﷺ کے باوصف (حضرت) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں اور ہمارا چراغ (ہدایت) ان (اہل بیت) کی ہدایت کے روغن سے روشن ہوا۔“

شعر نمبر ۴:

أَنَا مَوْلَى لَهُمْ وَ مَوْلَى الْقَوْمِ
كَانَ مِنْهُمْ وَلَا خَافَ اللَّوْمِ

ترجمہ: ”ہم ان (آل بیت کرام) رضی اللہ عنہم کے غلام ہیں، اور قوم کا غلام اس میں سے ہی ہوا کرتا ہے (اور پھر) ہمیں اس پر کسی ملامت کا خوف نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۵:

این نہ رض است محض ایمانست
رسم معروف اہل عرفانست

ترجمہ: ”یہ نہ تو رض (آل بیت رضی اللہ عنہم سے ترک تعلق) ہے۔ صرف اور صرف بوجہ ایمان ہے۔ (اور پھر) یہ تو اہل معرفت کی مشہور و معروف رسم (طریقہ/دستور) ہے۔“

شعر نمبر ۶:

رض اگر ہست حبِ آلِ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ
رضِ فرضتِ برذکی و غبی

ترجمہ: ”اگر (آل بیت رضی اللہ عنہم) کے ساتھ محبت روا رکھنا (بمنزلہ) رض ہے۔ تو ایسا رضِ برذکی (ذہین) اور غبی (کند ذہن) پر فرض ہے۔“

شعر نمبر ۷:

شافعی رحمۃ اللہ علیہ آنکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ز اجتہاد قویم اوست قوی

ترجمہ: ”شافعی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہے کہ جو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بر بنائے اجتہاد راست“ قائم و قوی
ہوا۔“

شعر نمبر ۸:

بزبان فصیح و لفظ متین
گفت در طی شعر سحر آئین

ترجمہ: ”اے جامی رحمۃ اللہ علیہ فصیح زبان اور مضبوط و سنجیدہ لفظ سے آپ لسان شعر جادو بیان
سے بیان کیجیے۔“

شعر نمبر ۹:

گر بود رض حُب آل رسول
با تولی بخاندان بتول

ترجمہ: ”اگر حب آل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رض (یعنی بمنزلہ ترک کرنے کے) ہوتا، (اور)
(جناب سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا) بتول کے خاندان سے محبت رکھنا رض ہوتا۔“

شعر نمبر ۱۰:

گو گواہ باش آدمی و پری
کہ شدم من ز غیر رض بری

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیجئے کہ اے انس و جن گواہ رہیے کہ ہم غیر رض (یعنی غیر رضی
ہونے سے) سے بری الذمہ ہیں۔“

شعر نمبر ۱۱:

کیش من رض و دین من رض است
رفع من رض و ماہی رض است

ترجمہ: ”ہماری عادت رض ہے اور ہمارا دین رض (ترک کرنا) ہے کہ ہمارا اونچا ہونا رض
ہے، اور ہمارا باقی ماندہ نیچا ہونا بھی رض ہے۔“

شعر نمبر ۱۲:

رِفْضِ بَدَنِ زِ حُبِّ آلِ عِبَاسٍ رحمۃ اللہ علیہ

بَدِي آسِ زِ بَغْضِ وَفَا سِت

ترجمہ: ”ہمارا رِفْضِ بَدَنِ ” آلِ عِبَاسِ رحمۃ اللہ علیہ“ سے محبت ہے کہ بدی تو یہ ہے کہ بغض سے وفا کی جائے۔“

شعر نمبر ۱۳:

بَغْضِ آنَانِ كِهْ مَقْتَدَا بُودَنْد

سَابِقَانِ رِهْ هِدْيِ بُودَنْد

ترجمہ: ”بَغْضِ“ (کا سبب کچھ یہ ہے) کہ وہ (حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مَقْتَدَا زَمَانِ تھے کہ وہ راہ ہدایت میں سبقت لے جانے والے تھے۔“

شعر نمبر ۱۴:

اَزِ وَطَنِ هَا مِهَابِرْتِ كِرْدَنْد

بِرِ الْمِ هَا مِصَابِرْتِ كِرْدَنْد

ترجمہ: ”ان (بزرگوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے وطن سے ہجرت اختیار کر لی، (اور) مِصَابِرْتِ وَاَلَامِ پْرِ صَبْرِ اَخْتِيَارِ كِرْلِيَا۔“

شعر نمبر ۱۵:

بَا نَبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرِ شِدَائِدِ اِهْوَالِ

بِذْلِ اَرْوَاحِ كَرْدَةِ وِ اِمْوَالِ

ترجمہ: ”وہ (حضرات صحابہ کرام) شِدَائِدِ (مصائب) میں آنحضرت نبی صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اِعْوَانِ وِ اِنصَارِي (ساتھی و مددگار) تھے۔ انہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو آپ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خاطر نثار کر دیا۔“^①

✽ ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایرانی محقق و دانشور اور سوانح نگار جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غیر جانبدارانہ تبصرہ کے لیے نہایت ممنون ہیں کہ جو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی عقائد کے ”حساس“ موضوع پر تحقیقات کے باوصف روارکھا ہے۔

① (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! دفتر اول: بر صفحات: ۱۳۵..... ۱۳۶۔

بدیں مفہوم کہ جو لوگ مختلف تاویلات کے ذریعے سے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تو اس پر جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نہایت واضح، صاف اور معنی خیز نیز فیصلہ کن تبصرہ پیش کیا ہے۔

چنانچہ اب ہماری جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”اصحاب تسنن“ میں سے ہونے کی تصدیق و تائید کی مزید گنجائش و حاجت باقی نہ رہی ہے، اور پھر دلچسپ امر تو یہ ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تسنن (سنی ہونے) میں مذہب پر بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

جناب شہزادہ داراشکوہ صاحب اس بارے میں رقمطراز ہیں کہ

حنفی مذہب بودہ اند و آنچه در عوام است کہ ایشاں بمذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ اند، خلاف است۔ چنانچہ شخصی از خدمت مولانا زین الدین قواس رحمۃ اللہ علیہ ازیں معنی پرسید، فرمودند، کہ غیر واقع مردم فرا گرفته اند کتاب چہار مذہب حضرت شیخ سعید خرقانی رحمۃ اللہ علیہ را کہ از مکہ معظمہ ہمراہ آوردہ بودند، بمسائل احوط عمل می نمودہ اند مثل وضو ساختن بعد از مس مراة و مس اندام نہانی وغیرہما! ^①

ترجمہ: ”آپ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) مذہب حنفی رکھتے تھے، اور یہ کہ جو کچھ عوام مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مذہب شافعی رکھتے تھے، خلاف واقعہ بات ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے (حضرت) مولانا زین الدین قواس رحمۃ اللہ علیہ سے بدیں مفہوم استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات غیر واقع ہے کہ کسی شخص نے کتاب چہار مذہب سے اخذ کیا کہ حضرت شیخ سعید خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کو مکہ معظمہ سے ہمراہ لائے تھے کہ آپ اعتماد مسائل پر عمل فرماتے ہیں۔ مثلاً: عورت کو چھونے پر یا اندام نہانی وغیرہما کو چھولینے پر وضو کرنا۔“

ایران کے مشہور دانشور اور محقق جناب سید مصطفیٰ حسین دشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب، حضرت مولانا نور الدین

عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”وی سنی مذہب صوفی“ ”مسلك جبری“ عقیدہ و نقشبندی الطریقہ بودہ! ^②

① ملاحظہ کیجئے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزادہ داراشکوہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بر ص ۸۲۔
② ملخصاً۔

ترجمہ: وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سنی المذہب اور مسلک کے صوفی، جبری عقیدہ کے حامل ”نقشبندی الطریقت“ تھے۔^①)

اعتقاد نامہ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”سلسلۃ الذہب“ میں مسلمانوں کی ہدایت کے لیے ”اعتقاد نامہ“ کا اندراج فرمایا ہے کہ جس میں:

”ذات باری تعالیٰ کی نسبت، اس کے کلام کی نسبت، ”قضا و قدر“ کی نسبت، ”فرشتوں“ کے وجود کی نسبت، حضرات انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے کی نسبت، سب حضرات انبیاء علیہم السلام، معراج محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، معجزات انبیاء علیہم السلام، کتب سماوی، قرأت کلام اللہ کی نسبت مفصل بحث کی ہے۔ پھر حضرات آل و اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہ جس طور پر مسلمانوں کو اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اس موضوع کو بوضاحت بیان فرمایا ہے۔

نیز حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل قبلہ کی تکفیر پر بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں عذاب قبر، سوالات منکر و نکیر، وزن اعمال اور (میزان عدل) عبور پل دوزخ (پل صراط)، اور ازاں بعد، اہل ایمان کے جنت میں داخل ہونے کا اور دیدار الہی کرنے کا بھی مفصل بیان فرمایا ہے۔ ہم انہیں سطور پر موضوع ہذا کو ختم کرتے ہیں۔^②

ملاحظہ کیجیے: (معارف و معاریف) از جناب سید مصطفیٰ حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم/تحت اسم (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) بر صفحہ ۵۷۵! مطبوعہ: انتشارات اسماعیلیان/قم! ۱۳۶۹ھ (ایران)۔
② مؤلف۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاء و اقربا رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر ”احوال و آثار“

ہمارے موجودہ باب ۷ کا دوسرا عنوان حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاء و اقربا کے مختصر ”احوال و آثار“ ہے۔

آپ غور کیجیے کہ جب ایک انسان کہ جسے فیاض ازل نے علم و حکمت میں بہرہ وافر دیا ہو اور علم و ادب اور فکر و دانش کے باوصف منہاج کمال تک پہنچا دیا ہو، اور اسے اپنے دور کی بے مثال شخصیت بنا دیا ہو۔ اور وہ سرآمد روزگار اور مشاہیر زمانہ میں سے ہو، اور اس نے علم و ادب پر پاکیزہ اور نہایت عمدہ کتب تصنیف و تالیف کی ہوں، اور پھر اپنے ایام حیات مستعار کو بسر کر کے عالم ابدی کو سدھار چکا ہو تو شیوہٴ ابنائے زمانہ کے مطابق نگاہیں پھر اس جیسی شخصیت کے مشاہدہ کے لیے اٹھنے لگیں گی کہ اس شخصیت کی جسمانی یادگار میں سے بھی کوئی اور شخصیت جنم لے سکی ہے تو اس شخصیت یا ان شخصیات کا تعارف اور پہچان کیا ہے؟

تو موجودہ عنوان کے تحت ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاء و اقربا رحمۃ اللہ علیہ اور اولاد امجاد وغیرہ کے مختصر ”احوال و آثار“ تحریر کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے بارے میں بھی قارئین کرام کو کسی قدر معلومات ضروری حد تک فراہم ہو سکیں۔

عقد:

جناب علی بن حسین کا شغنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”رشحات عین الحیات“ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے، گھریلو زندگی و اولاد امجاد نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاء و اقربا کے بارے میں قدرے تفصیل سے کام لیا ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ

”حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس اللہ سرہ“ کے صاحبزادے خواجہ کلاں کی دو بیٹیاں تھیں کہ جن میں سے ایک (بیٹی) حضرت مخدوم (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالہ عقد میں تھیں اور جب کہ دوسری (بیٹی) میرے عقد میں آئیں۔

شعر نمبر ۱:

دو کو کب شرف از برج سعد ملت و دین
طلوع کر دو بر آمد بسان دُر ز صدف

ترجمہ: ”بزرگی کے دو ستاروں نے سعد ملت و دین (سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ) کے برج سے طلوع کیا، اور وہ (ستارے) صدف سے موتی کی طرف برآمد ہوئے۔“

شعر نمبر ۲:

از آن یکی بفضیلا گشت بیت عارف جام رحمۃ اللہ علیہ
و زین حنیض و بال صفی رحمۃ اللہ علیہ شد اوج شرف

ترجمہ: ”ان (ستاروں) میں سے ایک عارف جام (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر میں روشنی کے ساتھ طلوع ہوا، اور جبکہ (ان ستاروں) میں سے دوسرا اس حقیر (صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ) کے اوج شرف کا سبب ہوا۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی رفیقہ حیات کے حالات کے بارے میں مزید علم نہیں ہوتا

ہے۔

اولاد امجاد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس زوجہ سے چار بیٹے متولد ہوئے۔

① پہلا لڑکا صرف ایک روز بقید حیات رہا کہ ابھی اس کا نام بھی نہیں رکھا گیا تھا۔

② دوسرا لڑکا ”خواجہ صفی الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ“ نام کا تھا کہ جو ایک برس کی عمر پا کر رہگزار عالم عاقبت ہو گیا۔

چنانچہ، ایک سالہ رفاقت کے بعد اس کی وفات پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت صدمہ ہوا۔ جیسا کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے دیوان میں موجود اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آپ نے اس کی وفات کے بعد اس کا لقب ”صفی“ میرا تخلص ٹھہرایا۔

اور میرے لقب (فخر) سے اس کی تاریخ ولادت (۸۸۰ھ / ۶-۷۵-۱۳ء) نکالی۔ چنانچہ آپ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) اپنی درج ذیل رباعی میں یوں فرماتے ہیں کہ

فارسی رباعی:

شعر نمبر ۱:

فرزند صفی دین محمد کہ جہان

شد زندہ باو چنانکہ تن زندہ بجان

ترجمہ: ”فرزند صفی دین محمد، کہ جہاں کو اس سے زندگی ملی کہ جیسے جسم، جان کے ساتھ زندہ ہو۔“

شعر نمبر ۲:

چون شد بوجود او جہان فخر کتاب
شد سال ولادت وی از فخر عیان

ترجمہ: ”جب وہ اپنے وجود کے ساتھ اس جہان میں مستوجب فخر ہوا۔ تو اس کا سال ولادت اس سے ”فخر“ عیاں (ظاہر) ہوا۔“

✽ جناب امیر نظام الدین علی شیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس ”فرزند“ کی تاریخ وفات ایک چار لفظی جملے سے نکالی، اور حضرت مخدوم (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کو ارسال کی۔ وہ جملہ (چار لفظی) درج ذیل ہے۔

”بقا حیات شہابادا“ (۸۸۱ھ / ۷-۱۳۷۶ء)

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کو بقائے دوام ہو۔“

✽ مشہور ایرانی دانشور اور محقق جناب رضا علی خان ہدایت نے تحریر کیا ہے کہ مولانا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے اور فخر الدین علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب رشحات عین الحیات حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ تھے۔ مگر یہ تحقیق درست نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی چار اولاد زینہ (بیٹوں) کے سوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد اناٹ (بیٹیاں) نہ تھی۔

✽ فخر الدین علی رحمۃ اللہ علیہ اگر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہوتے تو اپنی کتاب ”رشحات عین الحیات“ میں اپنی اس قرابت داری کا ذکر ضرور کرتے۔^①

③ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا لڑکا ”خواجہ ضیاء الدین یوسف“ تھا کہ جس کی تاریخ ولادت ”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ نے یوں رقم فرمائی ہے:

ولادت فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف انبتہ اللہ نباتا حسنا فی
النصف الآخر... من لیلة الاربعاء التاسع من شهر شوال سنہ
اثنین وثمانین وثمانیئة.^②

① ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ ریاض العارفین) از رضا علی خان ہدایت رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ: (تہران) بر صفحات: ۱۵۳..... ۳۸۹ نیز ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ ۱۳ اکثر معینان صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بر ”رشحات عین الحیات“ (۱: ۷۵..... ۷۳)۔
② بدھ کی شب کا آخری پہر ۹ شوال ۸۸۲ھ (جنوری ۱۳۷۸ء)۔

واقعہ:

ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، پرانی مسجد کے شمال میں واقع حوض کے کنارے تشریف فرما تھے کہ ایک خادم (خواجہ ضیاء الدین) کو کاندھوں پر اٹھائے گھر سے باہر نکلا۔ اس وقت خواجہ ضیاء الدین کی عمر تقریباً پانچ برس کی ہوگی۔

جب وہ قریب پہنچا تو (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر) کہنے لگا کہ ”اے بابا (جامی رحمۃ اللہ علیہ) میں نے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دیکھا ہے۔“

اس پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تبسم کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ”بیٹے! تم نے انہیں دیکھا ہے لیکن وہ تجھے یاد نہیں پڑتا ہے۔“

پھر کہا: انہی ایام میں میں نے ایک شب خواب میں مشاہدہ کیا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اسی مقام پر تشریف فرما ہیں، اور مسجد کے شمال میں واقع ایک چھت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ میں حضرت ضیاء الدین کو ہاتھوں میں اٹھا کر ان کے پاس لے گیا۔ حضرت خواجہ نے ضیاء الدین کو میرے ہاتھوں سے اٹھا لیا، اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کر ایک بے حد سفید شے اس کے منہ میں ڈالی جس سے اس کا منہ بھر گیا بلکہ وہ شے زائد ہی تھی۔

تب انہوں نے بچہ میرے حوالے کر دیا اور میری آنکھ کھل گئی۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مذکورہ بالا واقعہ کتاب ”خرد نامہ اسکندری“ کے دیباچے میں حضرت خواجہ احرار کی مدح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ تیسرے فرزند خواجہ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ کی زندگی کا سہارا بنے اور آپ کے وصال کے بعد عرصہ تک زندہ رہے یعنی تمام اولاد میں فقط یہی ایک فرزند باحیات رہے تھے۔^①

④ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے لڑکے کا نام ”خواجہ ظہیر الدین عیسیٰ“ تھا کہ جو خواجہ ضیاء الدین کی ولادت سے نو سال بعد متولد ہوئے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کی تاریخ ولادت یوں رقم فرمائی ہے:

ولادت فرزند ارجمند ظہیر الدین عیسیٰ وقت الظهر من یوم
الخمیس خامس محرم سنہ احدی وتسعین وثمانیۃ انبتہ اللہ

① ملاحظہ کیجیے: (خرد نامہ اسکندری): ۹۱۹/ صاحبزادہ ضیاء الدین یوسف ۲۵ شوال (۹۱۹ھ/ ۱۵۱۳ء) کو فوت ہوئے۔

ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) ۱: ۲۸۵!

نباتاً حسناً رزقہ سعادة الدارين محمدا وآلہ الطيبين الطاهرين^①
 حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کی تاریخ ولادت و وفات پر دو قطعے تحریر فرمائے۔ ملاحظہ کیجیے:

قطعے:

قطعہ ۱:

شعر نمبر ۱:

فرزند ظہیر الدین . پنجم ز محرم

در منتصف ظہر شد آرام دل ما

ترجمہ: ”فرزند ظہیر الدین ۵ محرم بوقت ظہر ہمارے قلب کے سکون کا باعث ہوا۔“

شعر نمبر ۲:

جز ذلک عیسیٰ نثر از غیب اشارت

جستیم چونامش ز رقم نامہ اسما

ترجمہ: ”ما سوا اس کے اے عیسیٰ (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے بیٹے) آپ کا غیب سے

کوئی اشارہ نہ ہوا کہ جب ہم نے اس کے نام کو تلاش کیا کہ ہم اس کے نام کو تحریر کریں (تو

عیسیٰ نام ہوا!)“

شعر نمبر ۳:

ملفوظ ز عیسیٰ چو شمارند نہ مکتوب

تاریخ ولادت بودش ذلک عیسیٰ

ترجمہ: ”انہوں نے لفظ عیسیٰ میں (نام کو) شمار کیا نہ کہ لکھنے میں! کہ اس کی تاریخ ولادت

”وہ عیسیٰ علیہ السلام“ ہوئی۔“

۲۔ اشعار

شعر نمبر ۱:

نور دیدہ ظہیر الدین کہ قناد

دادن و بردش بہم نزدیک

① ظہر، جمعرات کا دن، ۵ محرم (۱۳۸۶ھ/۱۸۹۱ء) تقریباً چالیس روز کی عمر پا کر یہ لاکا بھی وفات پائی۔

ترجمہ: ”فرزند ارجمند ”ظہیر الدین“ کیسے گر پڑا (یعنی مر گیا)؟ اور اس کا چلے جانا کس قدر نزدیک تھا؟ (یعنی جلد ہوا)؟“

اعزاز و اقارب:

۱۔ بھائی:

یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھائی ”مولانا محمد“ نام کے تھے کہ جن کے احوال و آثار، (مجالس النفاٹس) میں مندرج ہیں۔

بظاہر وہ بھی ارباب علم و فضل میں تھے، اور علوم ظاہریہ میں وقت کے احوال و ظروف کے مطابق مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ راگوں اور علم موسیقی میں بھی انہیں مہارت تھی۔ چنانچہ جناب میر علی شیر نے ان سے یہ رباعی منسوب کی ہے:

اشعار: شعر نمبر ۱:

این بادہ کہ من بے تو بلب می آرم
نے از پے شادی و طرب می آرم

ترجمہ: ”اے محبوب یہ بادہ جو کہ ہم آپ کے بغیر نوش کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ جام میں خوشی و مسرت کے سبب لبوں سے نہیں لگاتا چلا جاتا ہوں۔“

شعر نمبر ۲:

زلف سیہ تو روز من کردہ سیاہ
روز سیہ خویش شب می آرم

ترجمہ: ”اے محبوب! کہ آپ کی سیاہ زلف نے ہمارے روز کو (غم کے باوصف) سیاہ کر ڈالا ہے کہ ہم اپنے روز سیاہ سے شب کو مبدل کرتے چلے جاتے ہیں۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی ”مولانا محمد“ کی وفات حسرت آیات پر ایک مرثیہ بھی تحریر کیا ہے جس میں ان کی غزل پر تضمین بھی کی ہے۔

✽ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال بسال (۸۷۷ھ / ۳-۲۷-۱۴۷۲ء) میں ہوا۔ ان کی قبر حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار (ہرات) کے سامنے ہے۔^①

① ملاحظہ کیجیے: ”مزارات ہرات“: بر صفحہ ۱۱۰ متن اور ۵۵-۵۶ (تعلیقات)

۲۔ بہن:

حضرت مولانا عبداللہ ہاتفی جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے لگتے تھے جس سے کہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی بہن بھی تھیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

ہم انہیں سطور پر باب ۷ کو ختم کرتے ہیں۔

باب: ۸

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے اسفار کا مختصر جائزہ

مثل مشہور ہے ”سفر وسیلہ ظفر“۔ اسفار کا سلسلہ قدیم ادوار سے چلا آتا ہے۔ مختلف اقوام و ملل کے مابین اسفار کے روابط باہمی تاریخی و جغرافیائی۔ نیز علمی و ثقافتی اقدار کو اجاگر کرنے میں مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ ایک سیاح اپنے اسفار کے دوران مختلف اقوام و ملل کے ساتھ روابط کے دوران جو کچھ احوال و آثار کا مشاہدہ کرتا ہے وہ ان کا نہایت گہرا اثر لیتا ہے۔ چاہے کہ وہ اثر مثبت ہو یا منفی۔

قدیم اسلامی تاریخ کے ادوار میں ہم ابن جبیر اندلسی اور ابن بطوطہ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ کے اسفار کی روئیدادوں کو بہترین مذہبی، دینی، علمی و ادبی و ثقافتی اور تاریخی و جغرافیائی معلومات کا مخزن پاتے ہیں۔ دنیا میں بے شمار سفر نامے چھپتے چلے جاتے ہیں اور ان کی روئیدادوں سے معلومات افزا حالات و واقعات سے روشناس کا پہلو نکلتا چلا جاتا ہے۔

چنانچہ علمی و ادبی روابط کا بہترین سلسلہ ہمیں اسلامی تاریخ کے قدیم ادوار سے لے کر آج بھی نہایت وسیع طور پر نظر آتا ہے۔ مسلم قوم نے طالب علم کے اسفار کے سلسلہ میں بہترین نظائر و امثلہ پیش کی ہیں۔

مختصر یہ کہ ہمارے صاحب سوانح حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں بھی اسفار کا ایک قابل لحاظ سلسلہ نظر آتا ہے۔

یہ وہ اسفار ہیں کہ موقع کی مناسبت سے ہم یہاں پر ان کا ذکر کرنا مناسب جانتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو اس بات کا بخوبی طور پر علم ہو سکے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی زندگی بھی کامل طور پر جدوجہد و سعی و عمل سے عبارت تھی۔

اور ایک عبقری (ذہین و فطین) انسان ہونے کے باعث آپ رضی اللہ عنہ نے علمی و ادبی و مذہبی و ثقافتی طور پر اسفار کے یہ مراحل سرانجام دیئے اور پھر ان اسفار کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسے کیسے حالات و واقعات پیش آتے چلے گئے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان حالات و واقعات سے کیا کیا تجربات اخذ کیے! تو ان اسفار کے حالات و واقعات کا مطالعہ قارئین کرام کے لیے یقیناً خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے!

تذکرے اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسفار کے احوال و آثار:
ہم یہاں پر تذکروں کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسفار کو درج ذیل
تاریخی ترتیب سے بدیں طور پر پیش کر سکتے ہیں:

- ① آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن کے زمانے میں اپنے والد محترم احمد بن محمد دشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جام سے ہرات
آنا ہوا اور آپ حضرت خواجہ علی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔
- ② عالم جوانی میں بعہد شاہ رخ (۸۱۷-۸۵۰) آپ کا ہرات سے سمرقند جانا ہوا۔
- ③ سمرقند سے ہرات میں آپ کا واپس چلے آنا، اور حضرت علاء الدین قوشچی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات
اور آپ کا اکتساب علم۔ چنانچہ آپ اسی سفر میں حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد
ہوئے۔
- ④ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کی خاطر آپ کا ہرات سے مرو تک کا سفر فرمانا۔
- ⑤ بسال (۸۷۰ھ / ۱۴۶۵ء) حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے زیارت و ملاقات کی خاطر آپ کا دوبارہ
سمرقند جانا۔
- ⑥ بسال (۸۷۷-۸۷۸ھ / ۱۴۷۲-۱۴۷۳ء) آپ کا خراسان سے حجاز تک کا سفر نیز دوران سفر راستے
میں ہمدان، کردستان، بغداد، کربلا، نجف، مدینہ، مکہ، دمشق، حلب اور تبریز سے گزرتے ہوئے
براہ راستہ خراسان واپسی۔^①

حاشیہ بتفصیل ذیل:

- ☆ ہرات سے روانگی..... ۱۶ ربیع الاول بسال (۸۷۷ھ / ۲۱ اگست ۱۴۷۳ء)
- ☆ بغداد میں آمد..... اواسط جمادی الآخر
- ☆ دجلہ کا نظارہ..... نصف شوال
- ☆ دجلہ سے قافلہ کی روانگی..... ۲۰ شوال
- ☆ نجف سے روانگی..... ۱ ذیقعدہ
- ☆ مدینہ منورہ میں آمد..... ۲۲ / ۳۰ ذی قعدہ
- ☆ مکہ مکرمہ میں آمد..... ۶ ذی الحجہ
- ☆ شام کا سفر..... ۱۵ ذی الحجہ

① ملاحظہ کیجیے: (رحمات میں الہیات): ۱۲۶۳

☆ دوبارہ مدینہ منورہ میں آمد..... ۲۵/ذی الحجہ

☆ مدینہ منورہ سے روانگی..... ۲۷/ذی الحجہ

☆ دمشق میں آمد..... محرم کے آخری عشرہ کے وسط میں بسال (۸۷۸ھ)

☆ دمشق سے خراسان روانگی..... ۴/ربیع الاول

☆ حلب میں آمد..... ۱۲/ربیع الاول

☆ حلب سے قلعہ بیر روانگی..... ۲۰/ربیع الثانی

☆ تبریز میں آمد..... ۲۴/جمادی الاول

☆ خراسان کو روانگی..... ۶/جمادی الثانی

☆ ورامین سے ایک منزل پہلے..... رجب کا چاند نظر آنا۔

☆ واپس ہرات پہنچنا..... جمعہ ۱۸/شعبان ۸۷۸ھ (۳/جنوری ۱۴۷۲ء)

حضرت مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر حجاز کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

در آخرین اوقات ایشان را جذبہ ای روی نمودہ است و کیفیت رسیدہ اند آنجا ایشان را اقامتی شدہ و دغدغہ صحبت حضرت مخدوم (سعد الدین) و شوق دیدار مبارک حضرت ایشان غالب گشتہ، عنان عزیمت یافتہ اند و بصحبت آن حضرت شافۃ^①

ترجمہ: ”آخری اوقات میں آپ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کو اس (سفر حجاز) کا جذبہ نمودار ہوا، اور ایک عظیم دل گرفتگی کی کیفیت سی طاری ہو گئی۔ تو آپ نے توجہ کو کعبہ و قبلہ کی جانب مبذول فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ ”کوسو“ تک پہنچ گئے۔ آپ وہاں پر اقامت پذیر ہوئے ہی تھے کہ آپ کو حضرت مخدوم (سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت کے لیے تشویش خاطر لاحق ہو گئی، اور حضرت ایشان کے دیدار مبارک کا شوق دامن گیر ہوا۔ (چنانچہ) عزم بالجزم ہو گیا، اور آن حضرت کی صحبت کے لیے دوڑ پڑے (یعنی مستعد ہو گئے)!“

④ بسال: (۸۸۴ھ/۱۴۷۹ء) میں فاراب، تاشقند میں حضرت خواجہ عبید اللہ کی ملاقات اور صحبت کی خاطر تیسرا سفر۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا چھٹا سفر سب سے اہم اور طویل سفر تھا۔ چنانچہ اس طویل سفر میں آپ کو کئی حوادث اور واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ اس سفر کی روئیداد کو جناب فخر الدین علی رحمۃ اللہ علیہ نے (رشحات عین الحیات) میں درج ذیل طور پر بیان کیا ہے کہ

روداد سفر:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ماہ ربیع الاول کے وسط سن (۸۷۸ھ) میں حجاز کے سفر مقدس پر نکلے، جب وہ اس سفر کی تیاری میں مصروف تھے تو (بدیں حال) خراسان کے احباب نے آپ سے یہ سفر منسوخ کرنے کی درخواست کی اور یوں کہنے لگے کہ

”روزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت غریبوں کے کئی کام سنورتے ہیں اور جو مشکلات شاہی دربار

میں آپ کی سفارش سے حل ہوتی ہیں، خود اس کا ثواب ایک پیدل حج سے کم نہیں ہے۔“

اس پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی سے جواب دیا کہ

”ہم پیدل حج کرتے کرتے تھک چکے ہیں۔ اب ایک حج مع سواری بھی ہو جائے۔ چنانچہ

آپ ہرات سے نکلے اور نیشاپور ہیز وار بسطام، دافغان، سمنان اور قزوین سے ہوتے

ہوئے ہمدان پہنچ گئے۔“

چنانچہ ہمدان کے حاکم شاہ منوچہر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال میں نہایت درجہ خلوص اور نیاز مندی کا مظاہرہ کیا۔

اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے قافلے سمیت تین شب اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کے اعزاز میں شاہی ضیافتیں منعقد کیں۔

اپنے ملازمین متعلقین کی ایک کثیر جماعت ان کے ہمراہ روانہ کی۔ ان لوگوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ بحفاظت کردستان سے گزار کر بغداد کی سرحد تک پہنچایا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الآخر کو بغداد میں داخل ہوئے، اور چند دنوں بعد امیر المؤمنین امام حسین رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی غرض سے حلقہ روانہ ہو گئے۔

چنانچہ جب آپ کربلائے معلیٰ پہنچے تو یہ غزل تحریر فرمائی:

کر دم زدیدہ پائے سوئے مشہد حسین رحمۃ اللہ علیہ

ہست ایں سفر بمذہب عشاق فرض عین

ترجمہ: ”ہم نے مشہد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اپنی دیدہ کو فرش راہ کر دیا ہے کہ یہ سفر عشاق کے مذہب میں فرض عین ہے۔“^①

افسوسناک واقعہ:

ان دنوں میں جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ روافض کی شورش تھی کہ انہیں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ کے بعض اشعار پر اعتراض تھا۔

ہوایوں کہ جام کا ”فتمی“ نامی ایک شخص جو محض پڑھنے کی سدھ بدھ رکھتا تھا، اور سالہا سال سے آستانہ حضرت مخدوم (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کا خادم چلا آتا تھا اس سفر میں^② حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ ایک دن (محض) کچھ نفسیاتی خواہشات کی بناء پر اس کی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم سے تلخ کلامی ہو گئی اور بات بڑھتے بڑھتے ہاتھ پائی تک پہنچ گئی۔ فتمی اپنی نہایت گندی طبیعت اور کثیف فطرت کے سبب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے الگ ہو کر اپنے ہم جنس اور ہم ذوق روافض سے جا ملا اور اپنا بوریا بستر بھی وہیں لے گیا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سلسلۃ الذہب“ کے دفتر اول میں قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب سے ایک تمثیل نقل کی ہے کہ

اکثر لوگ عبادت کے وقت (خدا کی بجائے) کسی موہوم شے کے خیال میں گرفتار ہوتے ہیں۔ فتمی نے اس تمثیل کے ابتدائی اور آخری اشعار چھوڑ کر درمیان سے چند ایسے اشعار لے لیے جو اس فرقہ کے عقائد کا حاصل ہیں؛ اور پھر روافض کو دکھائے۔

چنانچہ، ایک بے حد متعصب رافضی نے اس فتنہ کو ہوا دینے کے لیے چند اشعار از خود بنا کر ان کے ساتھ لگا دیئے۔ اس طرح قرب و جوار کے غالی اور جاہل رافضیوں کو ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا، اور وہ اشاروں اور کنایوں سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ کے لوگوں کو شرانگیز باتوں سے چھیڑنے لگے۔

آخر کار ایک روز بغداد کے وسیع مدرسے میں ایک عظیم مجلس منعقد ہوئی کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت کی۔ حنفی اور شافعی ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ مد مقابل ”حسن بیگ“ کا بھتیجا مقصود بیگ اور ”حسن بیگ“ کا سالہ خلیل بیگ، جو کبھی بغداد کے حکمران رہے تھے، ترکمان امرا کے پہلو میں براجمان ہوئے۔ بغداد کے عوام مدرسہ کی چھت پر چڑھ گئے۔

① رشحات عین الہیات ۱: ۲۵۵..... ۲۵۶ میں کمل غزل کا اندراج کیا گیا ہے۔ ازاں بعد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی دوبارہ بغداد چلے آئے۔

② فرض عین جیسے نماز، روضہ اور فرض کفایہ جیسے نماز جنازہ یا کنواں مدرسہ بنانا۔

کتاب ”سلسلۃ الذہب“ سامنے لائی گئی، اور سب کے سامنے ”سیاق و سباق“ کے ساتھ حکایت کا مضمون پڑھا گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوشی سے فرمایا کہ جب ہم نے ”سلسلۃ الذہب“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد بزرگوار رضی اللہ عنہم کی تعریف کی تو ہم خراسان کے سنیوں سے خوفزدہ تھے۔ مبادا وہ ہمیں رافضی خیال کریں۔

لیکن ہمیں کیا علم تھا کہ ہم بغداد میں رافضیوں کی ایذا کا شکار ہو جائیں گے۔

جب حاضرین مجلس حکایت کے مضمون سے کما حقہ آگاہ ہوئے تو انگشت بنداں رہ گئے اور یک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ اس امت میں سے ہرگز کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف اس خوبی سے بیان نہیں کیے اور ان کے مناقب میں ایسا مبالغہ نہیں کیا۔

پھر حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ قاضی القضاة نے وہاں موجود دیگر اکابر سمیت اس حکایت کی صحت پر صاد کیا۔ اس کے بعد انہی قاضیوں اور اکابر کے روبرو ”روافض“ کے سرغنہ نعمت حیدری سے پوچھا گیا کہ تم شرعی نقطہ نظر سے بات چیت کرنا چاہتے ہو یا طریقت کی بنیاد پر؟ وہ بولا: دونوں طرح سے! حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے اٹھو اور شرعی حکم کے مطابق مونچھوں کے بڑھے ہوئے وہ بال درست کرو جو مدت سے تم نے نہیں کٹوائے۔

ادھر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی ادھر ”شیروان“ کے بعض لوگ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کے لیے اس مجلس میں آئے بیٹھے تھے۔ لپکے اور نعمت حیدری کو گھیر لیا، اور قینچی پہنچتے پہنچتے اس کی آدھی مونچھیں عصا پر رکھ کر چھری سے کاٹ ڈالیں اور باقی قینچی سے کاٹ ڈالیں جب اس کی مونچھیں تمام کٹ چکیں تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”چونکہ یہ کام تو نے اپنے ہاتھوں سے (اپنی مرضی سے) انجام نہیں دیا ہے۔ بدیں سبب تو اہل طریقت کی نظر میں از روئے طریقت مردود ہے، اور لباس فقیر تم پر حرام ہے۔ لہذا اب تمہیں ضرورت کے مطابق شیخ وقت کے پاس جانا چاہیے تاکہ وہ تیرے حق میں فاتحہ و تکبیر پڑھے۔ (کیا تم جانتے ہو کہ) اہل طریقت کے قاعدے کے مطابق اس شیخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کچھ مدت کر بلا میں رہ کر سادات سے تکبیر کا اذن لے کر واپس مجادلہ پر آئے۔“

پھر نعمت حیدری کو سامنے لایا گیا۔ جس نے ”سلسلۃ الذہب“ پر بعض لغو اشعار کا الحاق کیا تھا اور دشمنی اور تعصب میں پیش کیا تھا! اسے برا بھلا کہا گیا۔

حکام نے بھی اسے ملامت کی۔ پھر اسی مجلس میں اسے ٹوپی پہنا کر بطور سزا و تشہیر گدھے پر الٹا سوار کر کے عوام و خواص کے سامنے بغداد کے بازار میں اور شہر کے ارد گرد گھمایا پھرایا گیا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان واقعات اور اہل بغداد کی اس اذیت رسائی پر یہ غزل

تحریر کی:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بکشای ساقیا بلب شط سر سبوی
وز خاطر م کدورت بغداد یان بشوی
ترجمہ: ”اے ساقی! سبوی کے منہ کو ذرا لب کے ساتھ کھینچ کر لگا دے کہ آپ ہماری خاطر
اہل بغداد کی کدورت مٹا ڈالیے۔“

شعر نمبر ۲:

مہرم بلب نہ از قدح می کہ ہیچکس
ز زنبای این دیار ز نیرزد بکفتگوی
ترجمہ: ”مہم مہر بلب (خاموش) ہیں۔ جام مے کے لیے نہیں! کہ اس دیار کے لوگوں میں
سے کوئی بھی ہم سے گفتگو کی سکت نہیں رکھتا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

از ناکساں وفا و مروت طمع مدار
وز طبع دیو خاصیت آدمی مجوی
ترجمہ: ”آپ ہر کس و ناکس سے وفا و مروت کی خواہش نہ رکھیے اور شیطان کی طبیعت سے
آدمی کی خاصیت (خصلت) نہ ڈھونڈیے۔“

شعر نمبر ۴:

در راہ عشق زہد و سلامت نمی خزند
خوش آنکہ با جفا و ملامت گرفت خوی
ترجمہ: ”عشق کی راہ میں زہد و سلامت نہیں خریدا کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جفا اور ملامت
کے سبب سے آپ یہ عادت اختیار کیجیے۔“

شعر نمبر ۵:

عاشق کہ نقب زد پنہاں خانہ وصال

دارد فراغتی زنفیر سگاں کوی

ترجمہ: ”ایک عاشق (محبوب کے) خانہ وصال میں پوشیدگی میں نقب زنی کرتا ہے کہ جب وہ گلی (کوچہ) کے کتوں کے غل غپاڑے سے فراغت رکھتا ہے۔“

شعر نمبر ۶:

بیرنگی است و بی صفتی وصفِ عاشقان

ایں شیوہ کم طلب ز اسیرانِ رنگ و بوی

ترجمہ: ”اہلِ عشق میں بے رنگی اور بے صفتی (یعنی بے نفسی) ہوا کرتی ہے کہ آپ ابنائے زمانہ سے یہ دستور مت طلب کیجیے۔“

شعر نمبر ۷:

جامی! مقامِ راست روانِ نیست این زمین

برخیز! تانہیم بخاکِ حجازِ روی

ترجمہ: ”اے جامی! یہ سرزمین (یعنی بغداد) راست بازوں کی نہیں ہے آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ اپنے چہرہ کو خاکِ حجاز میں رکھ دیجئے۔“^①

سوئے حجاز:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ چار ماہ کی مدت تک بغداد اقامت پذیر رہے، اور اسی سال میں عید الفطر کے بعد حجاز کو روانہ ہو گئے۔

دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں:

پھر آپ نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ایک ”ترکیب بند“ تحریر کیا جس کا مطلع یہ ہے:

شعر نمبر ۱:

محملِ رحلتِ بیند! ای ساربان کز شوقِ یاد

میکشد ہر دم برویم قطرہ ہای خونِ قطار

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) (پشمان) ۸۰: ۲۷۹۔

ترجمہ: ”اے ساربان! سفر کے محمل کو باندھ دیجئے! کہ یار (محبوب سے ملاقات کا) شوق ہر لمحہ ہمیں کھینچے لیے چلا جاتا ہے۔ اس حال میں کہ ہم زار و قطار اشک خون (قطرہ ہائے خون) مسلسل بہائے چلے جاتے ہیں۔“^①

شہر نجف میں:

شوال کے آخر میں قبلہ عزت و شرف، حریم حرمت شہر نجف پہنچے، اور اس متبرک و مبارک مقام پر یہ غزل تحریر فرمائی۔
شعر نمبر ۱:

قَدْ بَدَأَ مَشْهَدَ مَوْلَايَ أَيْنَحُوَ أَجْمَلِي

کہ مشاہد شد از آن مشہدم انوارِ جلی

ترجمہ: ”ہمارے آقا (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا مشہد حسب دلخواہ ان تمام خوبیوں کے ظاہر ہو چکا ہے کہ اس (دیار) میں ہمارے مشاہدہ میں انوارِ جلی (ظاہری انوار) آچکے ہیں۔“^②

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی منقبت میں قصیدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ایک قصیدہ تحریر فرمایا، جس کا مطلع درج ذیل ہے:
شعر نمبر ۱:

أَصْبَحْتُ زَائِرًا لَكَ يَا شَحْنَةَ النَّجَفِ

بہر نثار مرقد تو نقد جاں بکف

ترجمہ: ”اے شحنتہ النجف! (شاہ نجف) ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مرقد (مزار) پر نثار کرنے کے لیے جان کی پونجی ہتھیلی پر رکھ کر لایا ہوں۔“^③

حضرت سید شرف الدین محمد لیث نقیب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال:

تاریخ حبیب السیر میں جناب اخوند میر تحریر کرتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (منج بخش): ۱۷۲!

② ملاحظہ کیجئے: (رشحات عین الہیات) از جناب صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بر صفحات: ۲۵۹-۲۶۰ میں یہ غزل بتمام و کمال موجود ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (منج بخش): ۱۰۹۔

③ ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (منج بخش): ۱۱۸!

”سید شرف الدین محمد لیث نقیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس وقت اس علاقے کے سیدالسادات اور نقیب النقباء تھے۔ اپنی اولاد و احفاد^① اور دوسرے اکابر سمیت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا، اور آدابِ تعظیم و توقیر بجلائے، تین دن اور تین رات ان کی شاندار مہمانداری کی اور ان کی شایانِ شان خاطر مدارت بجالاتے رہے۔

ذیقعدہ کا چاند نظر آیا تو حضرت مخدوم (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے قافلے سمیت صحرا میں داخل ہوئے اور مدینۃ النبی کا رخ کیا۔ راستے میں معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ایک قصیدہ تحریر فرمایا کہ جس کا پہلا شعر درج ذیل ہے:

بانگِ رحیل از قافلہ برخاست خیز ای ساربان

رختم بنہ بر راحلہ آہنگ رحلت کن روان

ترجمہ: ”اے ساربان! آپ اٹھ کھڑے ہو جائیے کہ قافلے کی روانگی کی صدائے جس^②

آنے لگی ہے کہ آپ ہمارے رخت سفر کو سواری پر رکھ دیجئے، اور ارادہ سفر کر لیجئے گا۔“

جبکہ اس قصیدہ کا دوسرا مطلع درج ذیل ہے:

یارب! مدینہ است این حرم کز خاکش آید بوی جان

یا ساحتِ باغِ ارم یا عرصہ روض الجنان!

ترجمہ: ”اے رب! مدینۃ النبی وہ حرم ہے کہ اس کی خاک سے جان کی خوشبو (یعنی محبت کی

خوشبو) آتی ہے کہ یا تو باغِ جنت کا میدان ہے؟ یا پھر روضۃ الجنان کا صحن ہے؟“

بائیس روز کے بعد یہ قافلہ مدینہ پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت سے فارغ ہو کر

مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ دس روز کے سفر کے بعد ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں یہ لوگ مکہ پہنچ گئے۔

چنانچہ حرم میں پندرہ روز قیام کیا۔ مناسکِ حج ادا کیے اور پھر دوبارہ مدینہ چلے گئے۔ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی دوبارہ زیارت کی اور اس وقت یہ غزل تحریر کی:

بکعبہ رستم وز آنجا ہوای کوی تو کر دم

جمال کعبہ تماشا بیاد روی تو کر دم

ترجمہ: ”ہم کعبہ چلے گئے اور اس جگہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ کی رہ نوروی کی تمنا کی کہ

جمال کعبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت کے نظارہ کی یادیں تازہ کر دیں۔“

① احفاد = حلقہ کی جمع ہے، یعنی پوتے نواسے وغیرہ۔

② جس = عربی لفظ بمعنی کھنٹی

شام کا سفر:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شاد کام ہو چکنے کے بعد شام روانہ ہو گئے، اور دمشق میں پینتالیس روز قیام کیا۔ وہاں قاضی محمد خیضری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقاتیں رہیں کہ جو اس علاقہ کے قاضی القضاة اور محدث روزگار تھے۔

سماعت حدیث و سند حدیث اور زعماء سے ملاقاتیں:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان (قاضی محمد خیضری رحمۃ اللہ علیہ) سے احادیث کی سماعت کی اور سند حدیث حاصل کی۔ جتنے روز جامی رحمۃ اللہ علیہ وہاں مقیم رہے۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مہمان نوازی کی کہ باید و شاید کسی نے کی ہو۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حلب میں:

ازاں بعد! حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حلب روانہ ہو گئے۔ حلب پہنچنے پر سادات ائمہ اور قضاة نے مختلف اقسام کے تحائف و ہدایا پیش کیے۔

قیصر روم کی جانب سے ہدیہ اور روم آنے کی دعوت:

ادھر قیصر روم کو بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ خراسان سے حجاز آئے ہوئے ہیں۔ اس نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ خادم (خواجہ عطاء اللہ قرامانی رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے خواص اور پانچ ہزار اشرفی نقد اور ایک لاکھ اشرفی موعود سمیت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا، اور ان سے بڑی نیاز مندی سے التماس کی کہ

”آں جناب چند روز مملکت روم پر بھی اپنا سایہ التفات ڈالیں اور اہل روم کو اپنے قدوم شریف سے نوازیں۔“

اتفاق یہ ہوا کہ اس سے قبل کہ قیصر روم کے نمائندے دمشق پہنچ پاتے۔ حضرت

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بحکم خداوندی، دمشق سے حلب جا چکے تھے۔ جب شاہی نمائندے دمشق پہنچے تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پا کر بے حد مایوس ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ابھی حلب ہی میں مقیم تھے کہ دمشق سے خبر پہنچی کہ قیصر کے آدمی انہیں لینے آئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس خیال سے کہ کہیں وہ لوگ حلب پہنچ کر اور منت وزاری کر کے انہیں ساتھ نہ لے جائیں۔ حلب میں مزید رُک کے بغیر تبری ز چلے گئے۔

راستے میں چونکہ رومی اور آذربائیجانی فوجوں کی لڑائی کے سبب انقلاب و اضطراب کی کیفیت تھی۔ اس لیے حلب کے ترکمان حکمران محمد بیگ نے جس کو حسن بیگ سے بھی قرابت داری تھی؛ اس حسن عقیدت اور کمال خلوص کی بنا پر جو اسے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ تین سو سواروں کا دستہ اپنے اقربا اور درباریوں سمیت ان کے قافلے کے ساتھ روانہ کیا کہ جو انہیں کردستان اور دیگر خطرناک مقامات سے بحفاظت گزار کر تبریز پہنچا آیا۔

تبریز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال:

جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تبریز پہنچے تو حسن بیگ کے قریبی ندما (ندیم کی جمع، بمعنی دوست) قاضی حسن، مولانا ابوبکر تہرانی رحمۃ اللہ علیہ اور درویش قاسم شغادل نے شہر کے دوسرے امرا اور عمائدین کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ مختلف خوبصورت مقامات سے گزار کر شہر لائے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بیگ سے ملاقات کی۔ وہ بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑے ادب کے ساتھ پیش آیا، اور ازاں بعد شاہی تحائف نذر کیے۔ اس نے بڑی نیاز مندی کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے مزید قیام کی درخواست کی۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی معمر والدہ کی خدمت کا بہانہ بنا کر خراسان روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہرات میں:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جب ہرات پہنچے تو مرزا سلطان حسین مرو میں تھا۔ جب اسے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے اپنے چند خاص معتمدین کو تحائف دے کر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا، اور ساتھ ہی ایک مکتوب بھی دیا کہ جس سے شاہ کا وافر اخلاص و نیاز ٹپکتا ہے۔

اس نے اپنا مذکورہ بالا مکتوب درج ذیل شعر سے شروع کیا۔

شعر نمبر ۱:

أَهْلًا بِمَقْدَمِكَ الشَّرِيفِ فَإِنَّهُ
فَرَحُ الْقُلُوبِ وَنُزَاهَةُ الْأَفْكَارِ

ترجمہ: ”آپ کے قدم میمنت لزوم فرمانے پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، پس بیشک آپ کے قدم میمنت لزوم فرمانے پر قلوب کی فرحت اور افکار کی دعوت ہے۔“

جناب میر علی شیر صاحب نے ثمتہ الممتحیرین میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی اور سلطان اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین ہونے والی رباعی کے تبادلے کا بدیں الفاظ ذکر کیا ہے۔

جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سفر مکہ سے واپس آئے تو سلطان بلخ میں تھا۔ اس نے تہنیت نامہ دے کر ایک قاصدان کی خدمت میں روانہ کیا۔ تاکہ ان کی سلامتی کی خبر لائے، اور ساتھ یہ رباعی تحریر کر کے دی:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

انصاف بدہ! ای فلک مینا فام
تاز این دو کدام خوب تر کرد خرام
ترجمہ: ”اے نیلگوں آسمان! انصاف کیجیے۔ اس وقت کہ ہم دولحوں کے لیے چہل قدمی کر سکیں۔“

شعر نمبر ۲:

خورشید جہانتاب تو از جانب صبح
یا ماہ جہاں گرد فن از جانب شام
ترجمہ: ”اے آفتاب جہان کو روشن کرنے والے! کہ آپ طلوع ہوا چاہتے ہیں یا پھر جہاں کے گرد رواں دواں ماہتاب ہیں، اور ہم تو غروب کے قریب ہیں۔“^①
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذکورہ بالا رقعہ کے جواب میں ایک تفصیلی خط تحریر کیا کہ جس میں درج ذیل جوابی رباعی تحریر فرمائی۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

باکک تو گفت نامہ کای گاہ خرام
صد تحفہ خوش بردم آوردہ ز شام

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) ۱: ۲۶۳ میں یہ رباعی، جناب میر علی شیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہے۔

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلم کے نیزہ سے نامہ (خط) تحریر فرمایا ہے کہ آپ کبھی قدم رنجہ فرمائی کیجیے! کہ ہم صد تحفہ لیے آتے ہیں کہ جو آپ کے لیے خوش کن ہیں، اور ہم یعنی شام سے تیار بیٹھے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

گر پای تو درمیان بنا شد، نرسد
مہجو ران راز جانب دوست پیام
ترجمہ: ”اگر آپ کی خاطر شامل حال نہ ہوتی! تو پھر غم زدوں کو دوست کی جانب سے پیام نہ ملتا۔“

✽ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سفر حجاز“ سے واپسی پر ایک غزل تحریر فرمائی کہ جس کے درج ذیل اشعار سے آپ کے دلی جذبات کا بخوبی طور پر اندازہ ہو سکتا ہے:

شعر نمبر ۱:

لِلّٰہِ الْحَمْدُ! کہ بعد از سفر دور و دراز
میکنم بارِ دگر دیدہ بدید از تو باز
ترجمہ: ”شکر بخدا! کہ دور و دراز سفر (یعنی بعد مسافت) کے بعد! کہ ہم از سر نو آپ کے دیدار کے لیے آنکھوں کو دوا کرتے ہیں۔“^①
ہم انہیں سطور پر باب ۸ کو ختم کرتے ہیں۔

حاشیہ متعلقہ باب ۸:

اس باب ۸ کے گزشتہ صفحات میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حدیث ”حضرت مولانا قطب الدین محمد بن محمد خیضری رحمۃ اللہ علیہ“ کا ذکر آیا ہے تو ملاحظہ ہو کہ

”حضرت قطب الدین محمد بن محمد خیضری رحمۃ اللہ علیہ (۸۲۱ھ - ۸۹۳ھ / ۱۳۱۸ء - ۱۳۸۹ء)

محدث، حافظ، اصولی، فقیہ، مؤرخ اور ماہر انساب تھے، اور ان موضوعات پر ان سے کئی کتابیں یادگار ہیں۔“^②

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) ج ۱، صفحہ ۳۰۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (معجم المؤلفین) ۱۱: ۲۳۷ - ۲۳۸۔

حصہ دوم

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کا عہد اور سیاسی ماحول

ہلاکو خان اور چنگیز خان کے فتنہ ”تاتار“ کے بارے میں جناب جسٹس سید امیر علی رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ

”منگولیا کے وسیع جنگل اور میدان جو عام طور پر چینی ترکستان کہلاتے ہیں اور جو فرغانہ کی مشرقی حدود سے دریائے آمور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں آج کی طرح اس زمانے میں بھی خانہ بدوش وحشی قبائل رہتے تھے۔ ان کے نام اگرچہ مختلف تھے مگر وہ تھے ایک ہی نسل کے۔“

عبداللطیف کہ جس نے مہذب دنیا میں ان وحشیوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کو پچشم خود دیکھا ہے۔ لکھتا ہے کہ

”ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح لڑتی ہیں۔ ان کا مقبول ہتھیار تیر اور مرغوب کھانا گوشت ہے۔ ان کے ظلم کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ مشکوں پر یا گھوڑوں کی دم پکڑ کر تیرتے ہوئے دریاؤں کو عبور کرتے ہیں۔ تکان کو وہ جانتے ہی نہیں ہیں نہ موت سے ڈرتے ہیں اور نہ کسی پر رحم کرتے ہیں۔“^①

منگولیا کے ان وحشی قبائل میں سیاسی اتھل پتھل کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی کا دور ہے کہ یہ وحشی قبائل، چنگیز خان کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔

چنانچہ آئندہ چل کر بلخ و بخارا، بغداد، شام اور مصر و ایران کے وسیع علاقے ”مغولان چنگیزی“ کی چیرہ دستیوں کی زد میں بری طرح آگئے اور اس کے سبب سے ان علاقوں میں قدیم مقتدر حیثیات تہہ و بالا ہو کر رہ گئیں۔ بہر کیف اسلامی دور کی تاریخ کا یہ عہد انتہائی المناک اور افسوس ناک ہے اور اس سیاسی ہولناک تباہی نے اسلامی تہذیب و تمدن، علم و ادب اور ثقافت و کلچر کو کافی حد تک تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

① ملاحظہ کیجئے: (تاریخ اسلام) از جناب جسٹس سید امیر علی رضی اللہ عنہ، عہد مستنصر باللہ زمانہ خلافت کے حالات بسال (۶۲۳ء - ۶۳۰ء) سے (۱۲۲۶ء - ۱۲۲۳ء تک) برصغیر ۳۵۷/۱۳۵۸ء وغیرہ۔

جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ ”مغلوں کے حملوں نے وسط ایشیا کی علمی زندگی کا بالکل استیصال کر دیا۔ ایران و مغربی ایشیا اگرچہ بتدریج اس مصیبت و تباہی کی گھٹا سے نکل آئے۔ مگر بخارا اور سمرقند کبھی سنبھل نہ سکے۔ وسط ایشیا اور ایران کو تباہ و برباد کر کے چنگیز خان اپنے جنگلوں کی طرف چلا گیا جہاں بعد ازاں وہ آخرت کو چل بسا۔“^①

آئندہ چل کر تاری ”دین اسلام“ کی جانب جب مائل ہو گئے تو پھر ان شاہی خاندانوں کی نسلیں سرزمین ایران وغیرہ پر حکمران ہوتی چلی گئیں تفصیلات کے لیے متعلقہ کتب تواریخ کو ملاحظہ کیجیے۔

✽ نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی کے آخری دور میں جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہرات میں ایام حیات کو بسر کر رہے تھے تو ان احوال و ظروف کے باوصف کہ جو اس دور کا طرہ امتیاز تھا۔ ایران کی سرزمین سیاسی طور پر دو حصوں میں منقسم ہو کر رہ گئی تھی، اور پھر ان ہر دو حصوں پر دو مختلف ”شاہی خاندان“ حکمران تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تیموری سلاطین میں سے سلطان شاہرخ (۸۰۷ھ - ۸۵۰ھ) بمطابق (۱۴۰۵ء - ۱۴۴۶ء) کا کچھ زمانہ پایا ہے۔

ازاں بعد! مرزا ابوالقاسم بابر زمانہ (۸۵۶ھ - ۸۶۰ھ) بمطابق (۱۴۵۲ء - ۱۴۵۶ء) اور مرزا ابو سعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ (۸۶۰ھ - ۸۷۳ھ) بمطابق (۱۴۵۶ء - ۱۴۷۹ء) کا عہد حکومت و سلطنت مکمل طور پر دیکھا۔

سلطان حسین بایقرا (۸۷۳ھ - ۹۱۱ھ / ۱۴۶۹ء - ۱۵۰۶ء) کا بھی تقریباً سارا دور حکومت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایام حیات میں گزرا۔ چنانچہ اسی طرح ایران کے مغرب اور جنوب میں اول اول تو ”قراقویینلو“ ترکمان حکمران رہے۔ ازاں بعد آق قراقویینلو ترکمان برسر اقتدار آ گئے۔

✽ ہر دو حکومتوں کا دارالحکومت تبریز تھا۔ ان حکمرانوں میں سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل سلاطین کے ہم عصر تھے۔

① جہان شاہ قراقویینلو، زمانہ حکومت (۸۴۱ھ - ۸۷۲ھ / ۳۸ - ۱۴۳۷ء - ۶۷ - ۱۴۶۸ء)

② حسن بیگ یا اوزن حسن آل قراقویینلو، زمانہ حکومت (۸۷۲ھ - ۸۸۲ھ) (۶۷ - ۱۴۶۸ء - ۷۷ - ۱۴۷۷ء) اور اُس کے فرزند

① (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (تاریخ اسلام) از جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ۔ عباسی خلیفہ مستنصر باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ خلافت کے حالات کے تحت ملاحظہ کیجیے برصغرات ۳۶۸۵۷۷۔

③ یعقوب بیگ (۸۸۳ھ - ۸۹۶ھ) بمطابق (۱۳۷۹ء - ۱۳۹۱ء)

✽ یہ کہ نویں صدی ہجری کے بالخصوص سیاسی اتھل پتھل کی تاریخ مختصراً کچھ اس طرح ہے کہ اول اول تو امن و سکون کا ایک طویل دور بیت گیا۔

لیکن ازاں بعد سیاسی حالات نے انگریزی لی اور کچھ مدت تک سیاسی حالات دگرگوں اور سخت پر آشوب رہے۔

چنانچہ ایک سلطان کی مقتدرانہ حیثیت کے تحت چند سال تو بڑے سکون کے ساتھ گزر جاتے لیکن جیسے ہی کوئی سلطان انتقال کر جاتا تو پھر تمام ملک معاصر سلاطین اور مرحوم سلطان کے خاندان کے شاہزادوں کے درمیان میدان کارزار بن جاتا، شاہرخ، ابولقاسم بابر اور ابوسعید کی وفات کے بعد کے واقعات کی مثالیں ہمارے پیش نظر ہیں۔

بدیں صورت ایران سیاسی اتھل و پتھل کے سبب سے جنگ آزمائی اقتدار کے لیے جدوجہد و سعی اور پھر قتل و غارت کا محور و مرکز بن کر رہ گیا تھا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاسی انقلاب کے یہ ہر سہ ادوار دیکھے تھے۔

✽ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خوش بختی کہیے کہ (۸۷۳ھ / ۱۴۶۹ء) میں ایران کی مشرقی سلطنت کی عنان اقتدار، سلطان حسین بایقرا کے ہاتھ میں چلی آئی، اور بدیں صورت، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دم واپس بسال: (۸۹۸ھ / ۱۴۹۲ء) تک خراسان اور ماوراء النہر میں مکمل طور پر امن و امان برقرار ہو گیا۔ چنانچہ پچیس (۲۵) برس کا یہی عرصہ ہے کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے پرسکون ماحول میں اپنی نادر روزگار کتب و نظم کو باکمال طور پر ترتیب و تصنیف کیا۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے مذہبی رجحانات:

فتنہ تاتار نے جہاں مسلم مقتدرانہ حیثیت یعنی سیاسی حالت کو پامال کیا تھا، اور ان کے تہذیبی و تمدنی و ثقافتی مراکز کو منتشر کر کے رکھ دیا تھا۔ سیاسی طور پر شیرازہ منتشر ہو جانے پر تہذیب و ثقافت اور علم و ادب کے مراکز کا دھارا اپنے اصل مرکز سے کہیں دور ہو کر بہنے لگا۔

بالخصوص اس وقت کے تہذیب و تمدن اور اسلامی کلچر و ثقافت وہ دینی علم و ادب کے مشہور مراکز بلخ، بخارا اور سمرقند تاتاری حادثہ کا نہایت بری طرح شکار ہو چکے تھے مگر مغربی ایشیا نے ان کی نمائندہ حیثیات کسی قدر مستعار لے لی تھیں۔

غرضیکہ، نئے حالات کے پیش نظر احوال و ظروف نے سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن و ثقافت اور کلچر نیز دینی و علمی حیثیات و رجحانات کے تحت متنوع طور پر پلٹا کھایا، اور بالآخر احوال و ظروف کے مطابق نئی سے نئی اقدار نے جنم لیا۔

مذہبی اور اجتماعی احوال و ظروف کا پس منظر:

نویں صدی ہجری میں (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات حسرت آیات سے کچھ بعد کے زمانہ تک میں اصول دین (اسلام) اور علم الکلام کے قواعد و ضوابط اہل سنت و الجماعت کے فرقہ اشعریہ کے مطابق تھے۔

مشرقی ایران میں علم الکلام کی جو بنیادیں قاضی عضد ابی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اور اس عہد کے دیگر متکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھائی تھیں ان پر یہ دین بے حد مضبوط اور مستحکم طور پر قائم تھا۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ بادشاہ وقت اور شاہی دربار کا سرکاری مذہب بھی تھا۔

اس کے برعکس، مذہب شیعہ امامیہ، کہ جس کے اصول و ضوابط کی بنیادیں خواجہ طوسی، علامہ حلی، اور شہید اول مضبوط کر چکے تھے۔ آذربائیجان میں بیشتر اور خراسان میں نسبتاً کم مروج تھا۔ سلاطین قراقرم و یئلو کی رغبت شیعہ مذہب کے عقائد کی طرف تھی۔ بعینہ، تبریز اور عراق میں مذہب شیعہ اپنے عروج پر تھا۔ اسی طور پر خراسان کے بعض علاقوں میں بھی شیعہ عقائد مغربی ایران سے کم تر رواج پذیر نہ تھے۔ چنانچہ، یہاں کے بعض شہر مثلاً: سبزوار، مشہد اور غور مذہب شیعہ کے اہم مراکز میں شمار ہوتے تھے۔

چنانچہ، ہم مختصراً ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ نویں صدی ہجری ایران کی مذہبی و دینی، تہذیبی و تمدنی اور علمی و ادبی اور ثقافتی تاریخ شیعہ و سنی مناقشات و تنازعات کے احوال و ظروف کی تاریخ تھی۔

چنانچہ اس صدی (نویں ہجری) کے اختتام تک ان مذکورہ بالا اختلافات کی انتہا ہو کر رہ گئی۔ ”نوبت بایجا رسید“ کے مصداق صفوی خاندان کے شاہ اسمعیل صفوی اول زمانہ (۹۰۷ھ - ۹۳۰ھ) بمطابق (۱۵۰۲ء - ۱۵۲۳ء) نے اپنے غلو اور مذہبی جنون کے باوصف رہی سہی کسر بھی پوری کر دی کہ جب اس کا خراسان پر قبضہ ہو گیا تو فرقہ وارانہ فسادات کی جنگ شیعوں کے حق میں ان کی واضح کامیابی پر منبج ہو کر رہ گئی۔^①

① (۹۱۶ھ میں اس شیعہ حکمران نے خراسان اور ہرات کو فتح کیا تو عناد کی وجہ سے مقبرہ تخت مزار کو پیوند خاک کیا، یہاں تک کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر تک کھود ڈالی اور جامی کی بجائے حامی لکھا گیا۔ بعد ازاں شاہ احمد ابدالی جب برسر اقتدار آیا تو مزار کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا گیا۔

چنانچہ یہی سبب ہے کہ ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذہبی و دینی اور علمی و ادبی بالفاظ دیگر واقعاتی زندگی اور تصانیف اور تالیفات بصورت نشر و نظم سے یہی فرقہ وارانہ گروہی اختلاف نمایاں طور پر نظر آتا ہے اور اس زمانہ کے احوال بھی کچھ یہی تھے۔

اگرچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مذہب اہل سنت والجماعت کے معتبر علما اور اکابرین میں سے تھے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ وسیع الظرف ہونے کی بنا پر مخالف اثناء عشری "مبادیات" کا بھی احترام فرماتے تھے۔

حواشی متعلقہ باب ۹:

اشعری مذہب، حضرت الامام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ زمانہ (۲۶۰ھ - تقریباً ۳۳۰ھ) بمطابق ۸۷۴ء - ۹۴۲ء) سے چلا۔ (اشعری مذہب کے مطابق۔)

قرآن حکیم کی جن آیات سے تشبیہ (خدا کے مشابہ مخلوقات ہونے پر) کا وہم پڑتا ہے، امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ ان سے احتجاج کرتے ہیں اور انہیں موجب تشبیہ قرار دیتے ہیں۔

بعینہ، امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں عقائد کے مسائل میں احادیث سے احتجاج کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ، اسی بنا پر حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اور اشعری نظریات و افکار و عقائد میں یگانگت دیکھنے میں نظر آتی ہے۔^①
قاضی عضد الدین عبدالرحمن ایچی شافعی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ (۴۰۸ھ - ۴۵۶ھ) بمطابق (۱۳۰۸ء - ۱۳۵۵ء) آپ دینی علوم کے علاوہ علوم عقلیہ کے مشہور و معتبر عالم تھے۔^②
علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ (۴۱۲ھ - ۴۹۱ھ) بمطابق (۱۳۱۲ء - ۱۳۸۹ء)، آپ صرف ونحو، فقہ اور منطق وغیرہ کے مشہور اور بلند پایہ معتبر عالم تھے۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ گزشتہ سے پیوستہ:

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ "معجم المؤلفین": ۱۲: ۲۲۸-۲۲۹

۲۔ "تذکرہ مصنفین درس نظامی رحمۃ اللہ علیہ": ۱۰۲-۱۰۷

① ملاحظہ کیجیے: (اسلامی مذاہب) از جناب پروفیسر ڈاکٹر ابو زہرہ مصری رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ از جناب پروفیسر غلام احمد حریری صاحب ابرصحات: ۲۲۰-۲۳۷

② تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے۔ "معجم المؤلفین": ۱۱۹: ۵-۱۲۰

۲۔ "تذکرہ مصنفین درس نظامی" از جناب اختر راہی صاحب ابرصحات: ۱۶۸-۱۷۰ مطلوبہ لاہور

۴۔ علامہ سید میر شریف جرجانی رٹالہ: زمانہ (۵۷۴۰ھ - ۵۸۱۶ھ) بمطابق (۱۲۳۹ء - ۱۲۱۳ء) آپ علوم صرف و نحو اور فلسفہ و کلام کے مشہور و معتبر عالم تھے۔

۱۔ ”معجم المؤلفین“: ۷: ۲۱۶

۲۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی رٹالہ: ۱۰۸ - ۱۱۵

۵۔ خواجہ نصیر الدین محمد طوسی رٹالہ: زمانہ (۵۵۹۷ھ - ۶۷۷۲ھ) بمطابق (۱۲۰۱ء - ۱۲۷۷ء)، آپ نے علوم ریاضی، فلسفہ، منطق پر کافی کتب تحریر کیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ ”معجم المؤلفین“: ۱۱: ۲۰۷ - ۲۰۸

۲۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی رٹالہ: ۲۵۳ - ۲۶۱

۳۔ یادنامہ ”خواجہ نصیر الدین طوسی رٹالہ“ تہران: ۱۹۵۷ء

۶۔ ”ابو منصور شیخ حسن بن سعید الدین یوسف علامہ حلی رٹالہ“! زمانہ: (۶۲۸ھ - ۷۷۲ھ) بمطابق

(۱۲۵۰ء - ۱۳۲۵ء) آپ شیعہ مذہب کے مروج کرنے والے اور علوم فقہ و اصول وغیرہ میں کتب کے مصنف ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

مؤلفین کتب چابی، فارسی و عربی: از خانباہا مشار! ۲: ۶۶۹ - ۶۷۷

۷۔ ”شیخ محمد بن مکی رٹالہ“ (شہید اول) زمانہ (۷۳۴ھ - ۷۸۶ھ) بمطابق (۳۴ - ۱۳۳۳ء)۔

۱۳۸۴ء) آپ مذہب امامیہ کے اکابر علماء میں سے تھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

☆ ”مؤلفین کتب چابی، فارسی و عربی“ از خانباہا مشار! ۵: ۸۳۵ - ۸۳۹

☆ یہ کہ نویں صدی ہجری اور دسویں صدی ہجری کے آغاز میں تیموریوں کی سیاسی اور مذہبی پالیسی اور

ازاں بعد ایران میں سرکاری مذہب تشیع قرار پانے کی تفصیلات کے لیے آپ ملاحظہ کیجیے:

☆ تاریخ ادبیات در ایران: جلد: ۳ / ۴۳ - ۶۱! از ذبیح صفا

ہم انہیں سطور پر باب ۹ کو ختم کرتے ہیں۔

باب نمبر: ۱۰

نویں صدی میں ایران میں تصوف کے رجحانات

گزشتہ باب ۹ میں ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد اور سیاسی ماحول کی مختصراً توضیح کی ہے، اور پھر اسی عنوان کے پس منظر میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے مذہبی رجحانات نیز مذہبی اور اجتماعی احوال و ظروف کا پس منظر کے عناوین کے تحت ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے احوال و ظروف و آثار کا مختصر جائزہ لیا ہے جو قارئین کرام کی نظر سے گزر چکا ہے۔

اب ہم یہاں پر نویں صدی ہجری میں ایران میں تصوف کے رجحانات کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں ہمارا موجودہ باب ۱۰ بھی گزشتہ باب ۹ کے سلسلہ کی ایک آئندہ کڑی ہے۔

ایران میں تصوف کے رجحانات کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اس سلسلہ میں نویں صدی ہجری کے ایران کی اہم خصوصیات میں سے ہمارے مشاہدہ میں تصوف کا فروغ اور صوفیانہ افکار و آرا و اشارات و نظریات کی نشر و اشاعت بھی زیر بحث آجاتی ہے۔

تو ہم یوں کہیں گے کہ نویں صدی ہجری کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت علم تصوف و سلوک کا فروغ اور پھر صوفیانہ افکار و نظریات نیز اشارات و آرا کی نشر و اشاعت بھی ہے۔

اس وقت تمام اسلامی ممالک میں یہ افکار و آرا رواج پذیر ہو چکے تھے اور یہ کہ امیر تیمور گورگان (لنگ) زمانہ (۷۳۶ھ - ۸۰۷ھ) بمطابق (۱۳۳۵ء - ۱۴۰۵ء) حضرت مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صوفیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا جس طور پر احترام روا رکھتا تھا اس کو بالتفصیل کتب تواریخ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے! چنانچہ، اس سلسلہ میں کتاب ”ظفر نامہ تیموری رحمۃ اللہ علیہ“ کا نام باسانی لیا جاسکتا ہے۔

❁ یہ کہ ”ظفر نامہ تیموری“ کے مصنف شرف الدین علمی یزدی زمانہ (م ۸۵۸ھ / ۱۴۵۳ء) نے بسال (۸۲۵ھ) میں ترتیب دیا ہے، چنانچہ یہ مطبوعہ کتاب ”امیر تیمور کے مفصل حالات و آثار“ پر نہایت اہم ماخذ ہے۔^①

① ملاحظہ کیجئے: (تاریخ ادبیات در ایران) از ذاکر ذبیح صفا جلد ۳: ۲۹۹-۳۰۹ نیز ص: ۳۸۳-۳۸۶۔

✽ ”ظفر نامہ تیموری“ از یزدی بصحیح و اہتمام محمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ / در دو جلد، تہران: ۱۳۳۶ء شمسی سلطان تیمور کے مذہبی عقائد و نظریات کی ایک روش یہ بھی تھی کہ جب وہ کسی شہر یا بستی کو فتح کر لیتا تو سب سے اول وہاں کے بقید حیات حضرات مشائخ کرام اور متوفی حضرات اولیائے کرام کے مقابر کی زیارت کے لیے بذات خود حاضر ہوا کرتا تھا، اور ان حضرات اولیائے کرام کے آستانوں کی در یوزہ گری کے باوصف نہایت عاجزی اور انکساری کا اظہار کر کے اور اظہار عقیدت کے بعد ان سے استمداد کرتا تھا۔

چنانچہ، اس کا عقیدہ تھا کہ ”بابا سگو“ سے ملاقات کے بعد اس پر فتوحات کا دروازہ وا ہو چکا ہے۔
✽ ”بابا سگو“ ایک مجذوب بزرگ درویش تھے۔ چنانچہ، بسال (۷۸۲ھ / ۱۳۸۰ء) میں جب امیر تیمور نے خراسان کی فتح کا ارادہ کیا اور دریائے آموتہ کو عبور کیا تو مقام ”قصبہ اندخود“ میں بابا سگو سے ملاقات کی۔ تو ”بابا سگو“ نے از راہ جذبہ سینے کا گوشت امیر تیمور کی جانب پھینک دیا۔ امیر تیمور نے اس واقعہ اور اشارہ سے یہ اخذ کیا کہ خدا نے زمین خراسان کا سینہ ہم پر فراخ کر دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ”بابا سگو“ کی وفات قصبہ ”اندخود“ نزد ”شہورقان“ (شمالی افغانستان) میں واقع ہوئی اور پھر وہیں تدفین عمل میں آئی۔^①

✽ شیخ زین الدین ابوبکر تائبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ / ۱۳۳۸ء) سے بھی ”امیر تیمور“ مستفیض ہوا۔
✽ حضرت مولانا شیخ زین الدین ابوبکر تائبادی رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات صوری و معنوی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری کی تحصیل حضرت مولانا نظام الدین ہروی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔
جب امیر تیمور نے ہرات فتح کیا، تو تائباد (شمال مشرقی ایران) میں حضرت مولانا شیخ ابوبکر تائبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔^②

چنانچہ آئندہ ادوار میں آل تیمور ان حضرات صوفیائے کرام، خرقہ پوشوں اور سجادہ نشینوں پر اعتقادات کے باوصف اپنے باپ تیمور پر بھی سبقت لے گئے۔

درباری امرا اور شاہزادگان میں زیادہ تر حضرات صوفیائے کرام سے متاثر تھے۔ بہر کیف آل تیمور کے متصوفانہ اور متوسلانہ رجحانات کے باوصف ان کے زیر نگین علاقوں میں فقر و تصوف کے فروغ کو مہمیز مل گئی۔

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخوند میر رحمۃ اللہ علیہ (زمانہ تالیف در ۹۳۰ھ)

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخوند میر رحمۃ اللہ علیہ جلد ۳ / ۳۵۳ ”روضات الجنات“ جلد ۲ / ۱۳۷

بدیں صورت حضرات صوفیائے کرام اور تصوف و سلوک و روحانی اشارات و توسل اس وقت کے معاشرے کے تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر و علم و ادب کے لیے جز و لاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے۔ مگر وقت کے احوال و ظروف یہی کچھ تھے۔ چنانچہ عقائد اور روحانی مزاج کے اعتبار سے اس وقت حضرات صوفیائے کرام کے کئی مختلف اور متنوع سلاسل متعارف تھے۔

مثلاً: حروفیہ ”سلسلہ تصوف و سلوک“ کہا جاتا ہے کہ اس فرقہ تصوف میں اشارات میں اس قدر افراط و تفریط سے کام لیا گیا کہ ان کے عقائد و نظریات اور اشاراتی کفر و الحاد و زندقیت کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

✽ ”حروفیہ“ ”سلسلہ تصوف و سلوک“ کا بانی فضل اللہ نسیمی استرآبادی رحمۃ اللہ علیہ: (۱۷۴۰ھ - ۱۷۹۶ھ یا ۱۸۰۰ھ - ۱۸۰۴ھ) ہے۔ ان کی تعلیمات پر مبنی مشہور کتاب ”جاویدان کبیر“ ہے۔^① بعینہ اسی دور میں مشہور ”فرقہ نوربخشیہ“ میں ”مہدویت“ کا ادعا ملتا ہے۔ (یعنی ظہور امام مہدی کا دعویٰ)

✽ فرقہ نوربخشیہ کے بانی مہانی سید محمد نور بخش قاسمی خراسانی (م ۱۸۶۹ھ / ۱۲۶۵ - ۱۳۷۴ء) تھے۔ فرقہ نوربخشیہ کے عقائد و نظریات نیز احوال و آثار پر تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے گا۔^② تاہم ترکستان کے علاقہ ماوراء النہر میں مسلک و مذہب اہل سنت و الجماعت کے حضرت صوفیائے کرام کی ایک ایسی پاکیزہ جماعت بھی موجود تھی کہ جو اپنے مذہبی عقائد و نظریات، روحانی اشارات، اکتشافات اور متصوفانہ رجحانات میں اعتدال پسند تھی۔

درحقیقت، اہل سنت و الجماعت کے حضرات صوفیائے کرام میں صحت ایمان و اعتقاد پر نہایت زور دیا جاتا تھا، اور وہ صحت ایمان و اعتقادات میں سرموفق نہ آنے دیتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے متصوفانہ رجحانات، کشف و اشارات صحت ایمان اور اعتدال پر مبنی تھے۔ چنانچہ اس دور میں سلسلہ نقشبندیہ ہمیں واضح اور نمایاں حیثیت کا حامل نظر آتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی اور مجدد، حضرت خواجہ بہاء الدین عمر بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹۱ھ) ہیں۔

✽ حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۱۸ھ - ۱۷۹۱ھ) بمطابق (۱۳۱۸ء - ۱۳۸۹ء) اس سلسلہ میں جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب معینان! (رشحات عین الحیات) از علی کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ

① تفصیل کے لیے مراجعت فرمائیے گا۔ (تاریخ ادبیات در ایران) از جناب ڈاکٹر ذبیح صفا جلد ۳/ ۶۱: ۶۱ - ۶۶)۔

② (مقالات مولوی محمد شفیع) مرتب جناب احمد ربانی صاحب ایم۔ اے۔ جلد ۲/ ۱: ۱۷۳ - ۱۷۴ مطبوعہ: مجلس ترقی ادب۔ لاہور نیز ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات در ایران) از جناب ڈاکٹر ذبیح صفا صاحب جلد ۳/ ۵۸: ۶۰ - ۶۰۔

”اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ خواجہ نقشبند رَضِيَ اللهُ کے نام سے معروف اور موسوم ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سلسلہ کا سنگ بنیاد حضرت خواجہ سے تین صدیاں قبل تین بزرگوں کے ہاتھوں رکھا جا چکا تھا، اور اس کی بنیاد بتدریج مضبوط ہوتی چلی گئی۔ وہ تین بزرگ ہیں:

① حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی رَضِيَ اللهُ۔

② حضرت شیخ خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رَضِيَ اللهُ۔ (م ۵۳۵ھ)

③ حضرت شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رَضِيَ اللهُ۔ (م ۵۷۵ھ)۔^①

مختصر یہ کہ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر میں سلسلہ نقشبندیہ کو اہل سنت والجماعت کے دیگر سلاسل تصوف و سلوک کی بہ نسبت غیر معمولی شہرت اور وسعت حاصل ہوتی چلی گئی۔

چنانچہ، سلسلہ نقشبندیہ ۷ ترکستان کے علاقوں بخارا، سمرقند اور پھر خراسان کی حدود سے وسعت پذیر ہوتا ہوا بالآخر پاک و ہند میں آن پہنچا۔

یہی سبب ہے کہ اہل سنت والجماعت کے اس مشہور سلسلہ تصوف و سلوک کی ہمہ گیریت، استناد، ایمان و اعتقادات اور روحانی کشف و اشارات کی صحت کی بنا پر سلطان تیمور کے آئندہ جانشین مثلاً:

① شاہرخ رَضِيَ اللهُ

② مرزا ابوسعید رَضِيَ اللهُ

③ سلطان حسین بایقرا رَضِيَ اللهُ وغیرہم۔

یہ تمام سلاطین آل تیمور یہ حضرات خواجگان نقشبند رَضِيَ اللهُ کے آستانوں کی در یوزہ گری کو اپنے لیے باعث صد افتخار جانتے تھے، اور پھر ان بزرگان نقشبند کی ارواح مقدسہ کے توسل سے ہر دو جہانوں کی فوز و فلاح طلب کرتے تھے۔

چنانچہ، وہ سلاطین اپنے دنیا و آخرت کے مہمات مسائل میں نصرت و فوز و فلاح کی خاطر ان بزرگان نقشبند سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

چنانچہ سلاطین آل تیمور یہ کے یہی مذہبی و دینی اور متصوفانہ رجحانات تھے کہ سلطان ”شاہرخ“ کی ساری حدود مملکت میں اس دور میں متعدد مشائخ کرام پیدا ہوئے اور بے شمار لنگر خانے کھل گئے۔

حضرات صوفیائے نقشبند رَضِيَ اللهُ کی خانقاہیں کھل گئیں۔ چنانچہ، اس شہرت و تاثر کی بنا پر تمام ملک کے گوشے گوشے سے عقیدت مندان طرح طرح کے قیمتی تحائف اور نذرانے و ہدایا لے کر ان حضرات صوفیائے کرام رَضِيَ اللهُ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور روحانی فیوض و برکات سے ہمکنار ہو کر چلے جاتے۔

① ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ رشحات عین الحیات) از جناب ڈاکٹر علی اصغر مکتب صاحب رَضِيَ اللهُ (ص: ۲۹-۵۰)۔

درحقیقت، صحت ایمان و اعتقادات پر مبنی حضرات صوفیائے کرام کی وہ عظیم روش ہے کہ جو اسلامی تاریخ کے ہر دور میں نہایت جانفشانی سے مگر پر خلوص متانت اور سنجیدگی کے باوصف نہایت خامشی کے ساتھ اپنا تجدید و احیائے دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیتی اور اہم کردار ادا کرتی چلی گئی! **لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمُنْتَهٰی عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّ مَقَالٍ** کہ نوبت بایںجا رسید کے مصداق ”تجدید و احیائے دین“ کا یہ مبارک و مقدس سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ تا یوم قیامت جاری و ساری رہے گا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ :

چنانچہ جب ہم صاحب سوانح (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے حالات زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم بخوبی طور پر یہ جانتے ہیں کہ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم ہرات اور سمرقند میں حاصل کی تھی۔ بدیں سبب آپ وہیں پر نوجوانی کے ایام میں جو کہ روحانی تکمیل اور باطنی تربیت کا دور ہوا کرتا ہے، حضرات صوفیائے نقشبند سے بدرجہ اتم طور پر مانوس ہو گئے تھے۔

اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے انہی حضرات صوفیائے نقشبند کے صحت ایمان اور اعتقادات پر مبنی عقائد و نظریات کے زیر اثر پرورش و تربیت پائی۔

بالآخر، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے اس وقت کے روحانی پیشوا اور مقتدا حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۰ھ) سے اپنا روحانی رشتہ قائم کیا کہ جو آگے چل کر ان کے ساتھ آپ کے سماجی رشتے میں تبدیل ہو گیا۔ یعنی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے قرابت دار بھی بن گئے۔ ہم گزشتہ صفحات میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ ازدواج کے سلسلہ میں اس رشتہ قرابت کا ذکر کر چکے ہیں۔ قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ، حضرت مولانا کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ ملقب بہ خواجہ احرار (م ۸۹۵ھ) کی بیعت کی۔^①

سلطان وقت مرزا ابوسعید گورگان اور اس کی اولاد نے حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی جو عزت افزائی اور پذیرائی کی وہ دوسرے حضرات مشائخ کرام کے حصے میں کم آئی ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احرار کی عظمت کا اعتراف بجا طور پر اپنی مؤقر کتب میں کیا ہے کہ جس سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و عظمت کا بجا طور پر احساس سا جاگر ہونے لگتا ہے۔

① ملاحظہ کیجئے: خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) کے حالات و احوال و آثار کے لیے: (رحمات میں الہیات) کی جلد دوم ”حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ“ کے حالات و احوال و آثار کے لیے مخصوص ہے۔

چنانچہ کتاب روضات الجنات فی اوصاف شہر ہرات سے ہمیں یہ بخوبی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین وقت، حضرت مشائخ نقشبندی کی کس قدر تعظیم و تکریم بجالاتے تھے اور پھر ان حضرات مشائخ کرام کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلی ہوئی بات کس درجہ تک مؤثر ہوا کرتی تھی۔

چنانچہ، سلطان ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے اشارے پر سمرقند و بخارا میں چنگیزی دور سے رائج چنگیزی محصول مکمل طور پر منسوخ اور کالعدم قرار دے دیا۔

چنانچہ، ہم کتاب (روضات الجنات) سے اس سلسلہ میں ایک اقتباس یہاں پر نقل کرتے ہیں:

”جناب ولایت پناہ، بخارا سے عازم خراسان ہو کر ۲۳ صفر ۸۶۵ھ کو درار السلطنت

ہرات تشریف فرما ہوئے۔ سلطان سعید نے ان کی تعظیم و تکریم اور استقبال میں کوئی کسر نہ

اٹھا رکھی۔ دوسرے دن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے مقابر اولیاء اللہ کی زیارت کی۔

خراسان کے سبھی اکابر نے ان کا قدم، مبارک اور غنیمت جانا۔ سلطان ابو سعید تو کئی بار

حضرت خواجہ کی زیارت کے لیے آیا۔ حضرت ارشاد پناہ نے جس پسندیدہ رائے کا بھی

اظہار کیا وہ مان لی گئی۔ (ان کے کہنے پر) سمرقند و بخارا میں نافذ وہ چنگیزی محصول قطعی طور

پر ختم کر دیا گیا۔ جس سے (حکومت کو) خطیر آمدنی ہوا کرتی تھی۔ حضرت خواجہ ۱۱ ربیع

الاول کو واپس ماوراء النہر تشریف لے گئے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”تحفۃ الاحرار“ میں نہایت واضح طور پر سلسلہ نقشبندیہ

سے اپنی گہری ودلی عقیدت و وابستگی کا اظہار فرمایا ہے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس مثنوی مبنی ”تحفۃ الاحرار“ کا پر خلوص انتساب

بھی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے نام کیا ہے۔^②

بہر کیف، ہم کچھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت اور نشوونما یقیناً ایسے ماحول اور احوال و ظروف

میں ہوئی کہ جہاں ہر طرف حضرات صوفیائے نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور پیران طریقت کی خوشبو رچی بسی تھی۔

اور پھر سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بھی سلسلہ نقشبندیہ کے ایک

نامور اور ممتاز شیخ تصوف و طریقت بن گئے۔

① ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) جلد ۲/۲۳۹-۲۵۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! صفحات: ۳۸۳-۳۸۴۔

بلاشبہ، یہی سبب ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تصانیف اور تالیفات ”تصوف و سلوک“ کی نقشبندی علم و ادب میں نہایت بلند مقام رکھتی ہیں، اور آپ کو نقشبندی ”سلسلہ تصوف و سلوک“ کا بہترین اور ممتاز شارح جانا جاتا ہے، اور آپ کو اس سلسلہ میں نمایندہ حیثیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نقشبندیہ کی صحت ایمان و اعتقادات کے باوصف سلوک و طریقت میں کشف و روحانی اشارات اور اکتسابات درجات علیا کا جو روحانی مقام بہم پہنچایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نظم و نثر کا شمار ”سلسلہ نقشبندیہ“ کی بہترین کتب میں ہوتا چلا آتا ہے۔ ”سلسلہ نقشبندیہ“ اگرچہ سرزمین ایران کی شیعہ آبادی والے علاقوں میں کماحقہ فروغ تو نہ پاسکا مگر سرزمین پاک و ہند اور ترکی میں آج بھی آب و تاب کے ساتھ قائم و دائم چلا آتا ہے۔ اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہاں کے لوگ تصوف و سلوک کے علم و ادب کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو نہایت شغف کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں اور ان کی کتب کو یہاں کے لوگ اپنے عظیم اکابرین تصوف و سلوک کے مقدس آثار کے برابر جانتے ہیں۔ ہم انہیں سطور پر باب ۱۰ کو ختم کرتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف و سلوک

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف و سلوک دیگر عناوین کتاب کی بہ نسبت ایک مشکل موضوع ہے کہ آپ کو علم تصوف و سلوک میں جو مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی وہ اظہر من الشمس ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب نظم و نثر میں جہاں تک علم تصوف و سلوک ہر خامہ فرسائی کی ہے وہ آپ کے روحانی کشف و اکتشافات و باطنی اشارات وغیرہ کی بنا پر خاص اہمیت کی حامل ہے اور پھر آپ کا انداز بو قلموں اور متنوع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام مجتہدانہ ہے مبتدعیانہ نہیں ہے۔

اس کا نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف و سلوک میں مجتہدانہ بصیرت کے پیش نظر ان بدیع (انوکھے) اسالیب کو اختیار کیا ہے کہ جو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے وضع کیے تھے۔

✽ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۷ھ - ۶۳۸ھ) کثیر التصانیف عالم، مفکر اور صوفی و حکیم کی شہرت کے حامل ہیں۔ آپ نے ۲۵۱ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

”وحدۃ الوجود“ کے فلسفہ کی وجہ سے حضرت شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت ہر دور

میں متنازعہ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں

① فتوحات مکیہ

② فصوص الحکم

نے مسلمانوں کے فکر و ذہن پر وقت کے اتار چڑھاؤ کے مطابق نہایت دُور رس اثرات مرتب کیے ہیں۔

✽ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ وحدت الوجود کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا جو اس سلسلہ میں کامل حزم و احتیاط پر مبنی تھا مگر علمائے تصوف میں وحدت الوجود کے نظریہ کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اکبر اور آپ کے پیروکاران کی تشریحاتی کتب اور افکار

ونظریات اور اشارات باطنی پر تشریحاتی تحریر فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل مشہور و موقر کتابیں:

① "نقد الفصوص" در شرح فصوص

② "اشعة اللمعات" در شرح لمعات

اسی سلسلہ کی زریں کڑی ہیں۔

حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور فلسفہ وحدت الوجود:

ارباب علم و فضل اور مابعد حضرات صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ وحدت الوجود اور اس کی تشریحات اور توضیحات پر اپنی عمریں صرف کر دی ہیں، اور حضرت امام ابن تیمیہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نامور معاصر تھے، نے اس موضوع پر اول اول حضرت ابن عربی پر نقد و تبصرہ فرمایا۔ ازاں بعد صدی در صدی یہ مباحث و آرا اپنے اپنے وقت کے اصحاب علم و فضل و فکر و دانش کے ہاں مؤثر طور پر زیر بحث اور مابہ النزاع چلا آتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں "فلسفہ وحدت الوجود" پر سخت نقد و تبصرہ فرمایا "فلسفہ وحدت الوجود" کی بجائے "فلسفہ وحدت الشہود" کے نظریہ کو اس نکتہ کی درست صورت قرار دیا ہے۔ مگر الامام المحدث الصوفی الحکیم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فلسفہ وحدت الوجود" اور "فلسفہ وحدت الشہود" کو محض لفظی یا اصطلاحی اختلاف قرار دیتے ہوئے ان ہر دو مصطلحات میں تطبیق فرماتے ہوئے ان کو اصل نکتہ کی باہم مترادف اصطلاحات قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک محض لفظی نزاع کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

ازاں بعد! آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ فیح الدین صاحب محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "دفع الباطل" میں "فلسفہ وحدت الشہود" کے بارے میں مزید خامہ فرسائی کی ہے۔

✽ حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ افکار و آرا اور روحانی و باطنی اشارات میں سب سے اہم نظریہ "وحدت الوجود" کا نظریہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتب نثر و نظم میں نثر اور نظم کا لبادہ پہنا دیا ہے۔

اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار کا بخوبی اور بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و دینی افکار و آرا اور نظریات نیز روحانی اشارات پر نہایت گہری نگاہ تھی۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بالوضاحت اور بلا کسی ابہام کے دوسرے ارباب علم و فضل تک پہنچایا ہے۔

تو یہی سبب ہے کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ”فلسفہ وحدت الوجود“ اور دیگر نظریات کی افہام و تفہیم کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے توضیحی اشارات کے باوصف بہترین کلید کی حیثیت قرار دیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ اگر ہم یہ بات کہہ دیں تو وہ یقیناً بجا ہوگی کہ

جو شخص بھی حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو سمجھنے کے لیے اگر سیدھے راستے کا متلاشی ہو تو اسے اس سلسلے میں اول اول حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح فصوص اور لوائح جامی کا ضرور بالضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ ”نظریہ (فلسفہ) وحدت الوجود“ کے موضوع پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نوا ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے علم تصوف و سلوک میں اپنے تبحر علمی اور غزارت فکری (وسعت نظری) کا اظہار اس طور پر کیا ہے کہ ان کا نام حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ (الشیخ الاکبر) کے ساتھ ساتھ آتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں جناب ملا عبدالنبی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ”تذکرہ میخانہ“ میں بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں کہ

”بالخصوص، علم تصوف میں صاحب نظر لوگ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نظیر خیال کرتے ہیں بلکہ ماوراء النہر کے علماء انہیں اس علم میں شیخ سے بہتر جانتے ہیں“^①

چنانچہ اسی سلسلہ میں جناب محمد اسماعیل مبلغ کے درج ذیل مقالات بھی ملاحظہ کیجیے:

مجلہ آریانا: کابل۔ جلد: ۲۲۔ شماره: ۳-۴! نقد فلسفہ از جامی رحمۃ اللہ علیہ!

آریانا: جلد/ ۲۴۔ شماره: ۳-۱۰! ”آفرینش نواز نگاہ جامی رحمۃ اللہ علیہ!“

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت شارح الشیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات کی شرح و توضیح کرتے وقت ہر مقام پر شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ”فصوص الحکم“ یا ”فتوحات المکیہ“ میں مندرج افکار و آرا نظریات و اشارات سے ثبوت پیش کیے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: از کتاب جامی و ابن عربی! تالیف محمد اسماعیل مبلغ مقدمہ صفحہ (ج۔ د) مطبوعہ: افغانستان، ۱۳۲۳ شمسی!

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تشریحاتی اور توضیحاتی طور پر یہ ہے کہ عشق حقیقی سے انسان کو سرمدی (ابدی) سعادت حاصل ہوتی ہے اور یہی عشق (سلطان) ہے جو عالم وجود کے مظاہر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

① عاشق

② معشوق اور

③ عشق

سب ایک وجود مطلق کے مظاہر و مجازی ہیں، اور معشوق و محبوب بلکہ عاشق اور محب، حضرت حق کے تمام مراتب میں ہے، اور اختلافات، ظہور محبوب کے فرق اور اس کی شہودی تجلیات میں ہیں۔ محبوب اور محب دونوں ایک دوسرے کا آئینہ ہیں، عشق مطلق تمام مظاہر میں ظاہر ہوا، اور ہر عقل و شعور پر آشکار ہوا۔

لیکن ارباب سلوک پر یہ مختلف تجلیات میں متجلی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ”صوری تجلیات“ جو سب موجودات کی صورت میں ہوتی ہیں، اور ذوقی تجلیات جو علوم اذواق اور معارف میں ہوتی ہیں۔ یا تجلیات ذاتی جو صرف ارباب نہایات کے لیے مخصوص ہیں۔

✽ ”چنانچہ، حق کا بندے میں ظہور ایسا ہی ہے کہ جیسا شیشے میں کسی مرئی صورت کا عکس۔“

تاہم، اس میں حلول و اتحاد اور زندقہ والحاد کا ذرا سا بھی شائبہ تک نہیں ہوتا ہے۔ (یہ کہہ) تمام سالکان حق کا سفر ”سیر الی اللہ“ سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد ”سیر فی اللہ“ کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

✽ اس سیر و سلوک میں کئی نورانی اور ظلماتی پردے ہیں اور یہ ”سفر“ دراصل الہی پردوں کو درمیان سے اٹھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اس سفر میں دو قوس ہیں، قوس و جوب اور قوس امکان۔ ”مقام قاب قوسین اودانی۔“ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

✽ یہ کہ محبت کے افعال کی نسبت، محبوب سے ہوتی ہے، اور عاشق کی ہر شے کا تعلق معشوق سے ہوتا ہے۔ مختلف اشکال کی کثرت واحد حقیقی کی وحدت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور عین کثرت میں بھی واحد اپنی اسی حقیقی وحدت میں موجود رہتا ہے۔

معشوق کئی صورتوں میں متجلی ہوتا ہے، اور عاشق کو بھی گونا گوں استعدادات حاصل ہوتی ہیں۔ عاشق

(معشوق) کی الہی متنوع، تجلیات کے مطابق ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔
 * (جاننا چاہیے کہ) ”سیر فی اللہ“ کا راستہ متناہی ہے، اور عاشق کی طلب، ترقی اور سفر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق کہ
 ”عاشق“ کو تعین سے پاک قلب ملا ہے۔ جو اوج و عزت کے گنبدوں کی جگہ اور ”بحر غیب و شہود“
 (ظاہر) کا مجتمع اور اس دل کو وہ ہمت و استعداد حاصل ہے کہ
 شعر نمبر ۱:

اگر بساغر دریا ہزار بادہ کشند
 ہنوز ہمت او ساغر دگر خواہد

ترجمہ: ”اگر ایک ساغر کو ہزار بار بھی دریا میں ڈالا جائے تو ابھی وہ ساغر ایک نئی ہمت رکھے
 گا۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اس صورت حال کی ایک تمثیل کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ
 ایک شخص نے برف سے جو منجمد پانی کی ایک صورت ہے، کوزہ بنایا اور اسے پانی سے بھر دیا۔ اس
 میں شک نہیں کہ وہ کوزہ انجماد کی صفت اور کوزے کی صورت میں تو پانی سے جدا ہے۔
 لیکن جب سورج چمکا تو کوزہ پگھلنے لگا اور کوزہ پانی سے مل گیا۔ اسی طرح جب حقیقت مطلقہ تعینات
 کی صورت میں ظاہر ہے اور اس کے سامنے کئی مظاہر آتے ہیں، اور اچانک صاحب دولت کے دل پر
 احدیت کا سورج چمکنے لگتا ہے۔ جو صورت تعینات کو اس کی ظاہری نظروں سے محو کر دیتا ہے اور وہ سب کو
 ایک ہی دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے۔ لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرَهُ دَيَّارٌ۔
 شعر نمبر ۱:

صیاد ہم او ، صید ہم او ، دانہ ہم او

ساقی و حریف می پیمانہ ہم او

ترجمہ: ”شکاری بھی وہی، شکار بھی وہی اور پھندہ بھی وہی ہے۔ ساقی اور رقیب بھی وہی جام
 (وسبو) بھی وہی ہے۔“

صفات:

صفات دو طرح کی ہوا کرتی ہے۔

① وجودی

② عدمی

(تو جان لیجئے کہ) ”وجودی صفات“، معشوق کی ہوتی ہیں اور ”عدمی صفات“، عاشق سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس، غنی ہونا معشوق کی صفت ہے اور غربت، عاشق کی غربت کے بھی کئی فضائل اور مراحل ہیں۔ عاشق کو غرض سے پاک ہونا چاہیے اور اپنی طلب اور ارادت کو ختم کر کے صرف معشوق کی خواہش کو مقدم رکھے اور اس کی پسند اور ناپسند کا فرق سمجھے۔ یہی سبب ہے کہ ایک عاشق سالک مکلف ہے کہ وہ صوری و معنوی مجاہدات میں مشغول رہے۔

عاشق کی وجودی صفات درحقیقت معشوق ہی کی صفات ہیں جو عاشق کے پاس بطور امانت پڑی ہیں۔

وصل کے ہر سہ مراحل:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی روضہ کے مطابق عاشق کے معشوق سے وصل کے تین مرتبے ہیں:

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

مثال:

اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ

ایک شخص آنکھیں بند کر لے، اور آگ کی موجودگی کا احساس اس کی حرارت سے کرے۔ یہ ”علم الیقین“ ہے، اور جب آنکھ کھول کر آگ دیکھ لے تو یہ ”عین الیقین“ ہے۔ لیکن جب آگ میں کود جائے اور بھسم ہو جائے تو اس سے آگ کی خصوصیات ظاہر ہونے لگیں۔ یعنی وہ جلانے، اور اس سے روشنی بھی ظاہر ہو تو وہ ”حق الیقین“ کا درجہ ہے۔

خواہش و ضرورت کا تعلق ورشتہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی روضہ کے مطابق:

”محب اور محبوب کے مابین خواہش اور ضرورت کا رشتہ و تعلق ہے۔ عاشق جب تجرید و تفرید

کے کمال پر پہنچا تو اس کا سب سے، حتیٰ کہ معشوق سے بھی رشتہ و تعلق ٹوٹ گیا۔“

تو پھر بدیں صورت، اس مقام پر عشق کی ”وحدت ذاتی“ کا حصول ہو جاتا ہے، اور پھر اس پر سے

”کثرت“ کا لبادہ اتر جاتا ہے۔ یعنی وہ محبوب رہتا ہے۔ نہ کہ محب بلکہ ایک شاہد، عین مشہود بن جاتا ہے۔

چنانچہ، اس کی عاشقی کی صفات بقا بعد الفناء میں تبدیل ہو جاتی ہیں، اور اسے ”فرق بعد الجمع“ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، اور وہ ”تکمیل وارشاد“ کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔
(تو پھر) وہ جب خود کو دیکھتا ہے تو تمام تر اسی کو پاتا ہے، اور پکار اٹھتا ہے۔

أَنَا مَنْ أَهْوَى وَمَنْ أَهْوَى أَنَا .

ترجمہ: ”یعنی یہ کہ میں وہ ہوں کہ جس سے محبت کی اور جس کو میں نے چاہا وہ تو میں خود ہی ہوں۔“

شعر نمبر ۱:

جانا زمیانِ ما منی رفت و تُوئی

چوں من تُو شدم تُو من ، مکن ذکرِ دُوئی

ترجمہ: ”اے محبوب ہمارے اور آپ کے مابین من و تو ختم ہو گئے کہ جب میں آپ کا ہو گیا اور آپ میرے ہو گئے۔ (تو پھر) کسی دیگر کا ذکر مت کیجیے گا۔“

مقامِ عینیت، تجلی:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

”وہ جس شے پر نظر ڈالتا ہے تو وہاں پر اپنے محبوب دوست کا چہرہ اسے دکھائی دیتا ہے۔ تو پھر بدیں صورت اسے بخوبی طور پر یہ علم ہو جاتا ہے کہ ”كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ“ (یہ کہ) ماسوا اس (اللہ تعالیٰ) کی صورت کے ہر شے مٹ جانے والی ہے! کی کیا توجیہ ہے؟ اور یہ کیونکر نہیں ہو سکتا کہ اگر مفسرین نے وجہ کی نسبت حق کی طرف دی ہے۔ تو وہ شے پر عائد ہو یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی وجہ (صورت) کے کہ وہ اس کی حقیقت اور عین وجود ہے۔ یہ ہے خلاصہ تصوف کے ان چند بنیادی اصولوں کا کہ جو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصوف کی کتب نثر و نظم میں موقع کے مطابق جا بجا بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف پیرایوں میں بیان فرمائے ہیں۔

کتاب ”لوائح جامی رحمۃ اللہ علیہ“:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لوائح کے جو لوائح جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ارباب

علم و فضل کے ہاں مشہور و معروف و مقبول ہے، کے آغاز میں جو مناجات تحریر فرمائی ہیں، وہ ”سیر و سلوک“ کے مراحل میں ان کی خواہشات کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔

سیر و سلوک کے مراحل:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مناجات میں دعا مانگتے ہیں کہ

”اے اللہ! مجھے برے افعال و اعمال سے بچانا اور ان میں مشغولیت سے محفوظ رکھنا، اور

اشیا کے حقائق اس طرح دکھلا دیجئے کہ جیسے وہ ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں سے غفلت کا

حجاب اٹھا دیجئے، اور ہر شے کو کہ جیسے اس کی اصلیت ہے بعینہ ہمیں دکھلا دیجئے۔“

(الہی) تو عدم کو وجود کی صورت میں ظاہر نہ کیجئے گا اور جمال ہستی پر نیستی کا پردہ مت ڈالے! ان

خیال پیکروں کو حجاب اور دوری کی علت و سبب نہ بنا دیجئے۔

بلکہ انہیں اپنے جمال کی تجلیات کا آئینہ عطا فرمائیے کہ وہم و گمان کی ان تصاویر کو ہماری نادانی

(جہالت) اور ناپینائی کا ذریعہ نہ بنا ڈالے۔

بلکہ عقل و دانش اور پینائی کا سرمایہ بنا دیجئے کہ ہماری مجبوریاں اور محرومیاں ہم سے ہی ہیں۔ آپ

ہمیں ہمارے حال پر (یوں ہی) مت چھوڑ دیجئے۔ بلکہ ہم سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیجئے:

شعر نمبر ۱:

یا رَبِّ! دِلِ پَاکِ وِ جَانِ آگَاہِمِ دِه

آہِ شَبِّ وِ گَرِیہِ سَحْرِ گَاہِمِ دِه

ترجمہ: ”اے رب! آپ ہمیں پاک دل اور ہمیں حق آگاہ دل دیجئے! کہ آپ ہمیں آہ

وزاری شب اور (آداب) سحر گاہی کا گریہ عطا فرما دیجئے!“

شعر نمبر ۲:

دَرِ رَاہِ خُودِ اَوَّلِ زِخُودِ بَیخُودِ گُن

آنگہِ بَیخُودِ، بَسُویِ خُودِ رَا ہِمِ دِه

ترجمہ: ”اے رب خودی کی راہ میں آپ اول ہمیں بے خود فرما دیجئے! (اور پھر) بے خود ہو

جانے کے بعد ہمیں اپنی جانب کا راستہ دکھلا دیجئے!“^①

① ملاحظہ کیجئے: (لوائح جامی) از مطبوعات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان و اسلام ہک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۸ء (۳-۴)

تصوف کے نظریہ کی فوقیت:

یہ کہ حکما فلاسفہ نیز متکلمین کے اصول و مبادیات پر تصوف کے نظریہ کی فوقیت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے ہاں مسلمہ امر ہے۔

ابھی ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی کا وہ رسالہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے کہ جس میں آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے متکلم، صوفی اور حکیم کا محاکمہ کیا ہے۔

تاہم مثنوی ”سبحة الابرار“ میں آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی ایک نظم موجود ہے کہ جس میں آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے تصوف کو کہ جو اہل جذب و حال کا طریقہ ہے، اہل کلام کے مذہب پر کہ وہ لوگ قیل و قال کے پابند ہیں، ترجیح دی ہے۔ چنانچہ آپ وہ دلچسپ نظم اور اس کا موثر پیرایہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

نظم

شعر نمبر ۱:

فاضلی! وادی برہان پیما

دَر بیابانِ جدل، جان فرسای

ترجمہ: ”اے فاضل (دوست) کہ آپ نے (دلائل) و برہان کی وادی کی پیمائش (چہل قدمی) فرمائی ہے کہ آپ نے جدل (و مناظرہ) کے بیابان میں اپنی جان کو فرسودہ کیا (گھسایا) ہے۔“

شعر نمبر ۲:

عمر دَر بحث و جدل طی کردہ

پای کیران اکل پی کردہ

ترجمہ: ”آپ نے اپنی عمر کو بحث و جدل میں بسر کر دیا ہے کہ آپ نے اس کے لیے ایک پاؤں (ٹانگ) پر آرزو کو منحصر کیا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

نہ دیش را ز طریقت نوری

نہ سرش را ز حقیقت شوری

ترجمہ: ”اس کے قلب میں طریقت کا نور نہیں ہے۔ (اور) نہ ہی اس کے سر میں حقیقت کا

شور و شغب ہے۔“

شعر نمبر ۴:

صوفی وید ز آلائش پاک

زده در چہرہ آسائش خاک

ترجمہ: ”نہ وہ ایسا صوفی (بن سکا) کہ جس کی نگاہیں آلائش سے پاک ہوں کہ اس نے اپنے

چہرہ پر آرام کی خاک کو ڈال لیا ہے۔“

شعر نمبر ۵:

از ریاضت شدہ چون موی تنش

سر موئی نہ سر خویشتن

ترجمہ: ”ریاضت (مجاہدات) کے سبب سے (وہ صوفی) اپنے جسم کے بالوں کی طرح مہین

(پتلا) پڑ گیا ہے۔ اپنے بالوں کے سر کی مانند نہ کہ اپنے سر کی مانند۔“

شعر نمبر ۶:

شد بجنگ آوریش شیر مصاف

زخم زن گشت بشمشیر خلاف

ترجمہ: ”وہ صوفی (جدل و مناظرہ میں) جنگ کا دوست شیر ہے کہ وہ خلاف (اختلاف) کی

شمشیر سے زخم لگانے والا ہے۔“

شعر نمبر ۷:

گفت کای روی تو چون خوی درشت

کردہ بر صحبت دانایان پشت

ترجمہ: ”اس نے کہا کہ آپ نے کس سبب سے اپنے چہرہ کو درشت بنا لیا ہے کہ آپ نے

دانایان (دانشوران) کی صحبت سے چہرہ کو پھیر لیا ہے؟“

شعر نمبر ۸:

با شناسائی خود ساختہ

گو خدا را بچہ شناختہ

ترجمہ: ”اس نے کہا کہ آپ نے اپنی شناسائی کے سبب سے خود کو ایسا بنا لیا ہے! آپ کہہ

دیجئے کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچان لیا ہے؟“

شعر نمبر ۹:

گفت از آن فیض کہ ہر لحظہ زغیب
ریز دم بر دل و جان پاک زعیب
ترجمہ: ”اس نے کہا اس فیض کے سبب سے کہ جو ہر لمحہ غیب سے آتا ہے کہ میں دل اور جان
پاک کے عیب پر (اس فیض کو) ڈالتا ہوں۔“

شعر نمبر ۱۰:

فاضلش گفت بدیں کشف نہاں
چون شوی قائد کورانِ جہان
ترجمہ: ”اس فاضل نے کہا کہ اس پوشیدہ انکشاف کے سبب ہے کہ جب آپ جہان کے
نابیناؤں کے قائد (سردار) ہو جاتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۱:

گفت من غرقِ شناسا و ریم
نیست کا ری شناسا گریم
ترجمہ: ”ہم نے یوں کہا: کہ ہم شناساؤں میں مستغرق ہیں کہ ہمارا کام ماسوا شناسائی اور کچھ
بھی تو نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۱۲:

ہر کہ پی بر پی من بشتابد
ہر چہ من یا یا فتم او ہم یا بد
ترجمہ: ”جو شخص پے در پے (کھوج لگانے میں) سرگرم رہتا ہے کہ جو کچھ ہم پاتے ہیں: وہ
بھی پالیتا ہے۔“

شعر نمبر ۱۳:

کارِ من نیست کہ کس را بجدال
رونما یم بخدای متعال
ترجمہ: ”ہمارا کام کسی کے ساتھ جنگ و جدل نہیں ہے۔ (ماسوا اس کے) کہ ہم خدا تعالیٰ کی

تجلی کو مشاہدہ کرتے اور مشاہدہ کرواتے ہیں۔“^①

چنانچہ مذکورہ بالا نقطہ نگاہ کے پیش نظر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، دینی و روحانی ”کشف واکتشافات“ کے باوصف فلاسفہ کے نظریات اور ان کی بوقلموں موشگافیوں کا حضرات متکلمین کے اصول و مبادیات اور حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے سامنے کچھ بھی وزن نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق فلاسفہ کا گروہ شریعت مطہرہ کے صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔ بدیں سبب وہ اصحاب تصوف و طریقت کے ذوق وجدان و ادراک و حال و روحانی اشارات سے بے خبر اور بھٹکا ہوا ہے۔ یہی سبب سے بڑا سبب ہے کہ دین و شریعت مطہرہ کی اصل حقیقت سے بے بہرہ ہیں، اور اس کے پاکیزہ ثمرات اور عمدہ سرمدی وابدی نتائج سے محروم ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نگاہ سے نور حقیقت کو دین و شریعت مطہرہ سے حقیقی ربط و تعلق کے سوا اور کہیں نہیں پایا جاسکتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ”وصول الی اللہ“ کا صحیح و درست راستہ شرع و منہاج یہی تو ہے۔

اور شرع و منہاج سے تمسک کے بغیر قانون فلسفہ کی نہ تو کچھ اہمیت ہے اور نہ ہی اسے کچھ بھی افادیت حاصل ہے۔

مثنوی لیلیٰ و مجنون:

مثنوی ”لیلیٰ و مجنون“ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آخر میں اپنے صاحبزادے ضیاء الدین یوسف کو فلاسفہ کی پیروی کرنے سے منع فرماتے ہوئے حضرات علمائے دین کی تقلید کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں اور پھر بدیں الفاظ پیرایہ نظم و شعر میں یوں فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

چون فلسفیان دین بر انداز

از فلسفہ کار دین مکن ساز

ترجمہ: ”جب فلاسفہ نے دین سے بے اعتنائی روارکھی (ہے) تو پھر امور دین میں (آپ)

فلسفہ کے ساتھ سروکار نہ رکھیے گا۔“

① ملاحظہ کیجیے: (سبحۃ الابرار) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۰/۳۷۱/۱۳

شعر نمبر ۲:

پیشِ ثَمُو رموزِ آسمانی
افسونِ زمینیانِ چہ خوانی؟

ترجمہ: یہ کہ (اے فرزند ارجمند! کہ جب آپ ﷺ کے سامنے رموزِ آسمانی (قرآن) ہے تو پھر آپ ﷺ کو اہل زمین کے افسون (منتر، جادو یا وہ گوئی) سے کای کام ہے؟“

شعر نمبر ۳:

”یثرب“ اینما مشوجودوں نان!
اکسیرِ طلبِ زخاکِ یونان

ترجمہ: ”یہ کہ اے فرزند ارجمند! یثرب (مدینہ) تو یہاں ہے کہ آپ ان کمینوں کی مانند نہ ہو جائیے! کہ جنہوں نے خاکِ یونان سے اکسیر (علاج و دوا) طلب کی۔“

شعر نمبر ۴:

گر حرفِ شناسِ دینِ زبونِ نیست!
از سودِ مدینہ دینِ برو نیست

ترجمہ: ”یہ کہ اے فرزند ارجمند! اگر آپ دین کے حرفِ شناس ہیں تو یہ بیوقوفی کی بات نہیں ہے! اور کہ دینِ مدینہ کی فصیل سے باہر نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۵:

رہِ نیستِ جزِ آنکہِ مصطفیٰ رفت!
تامقعدِ قسِ راستِ پارقت!

ترجمہ: ”یہ کہ اے فرزند ارجمند! مصطفیٰ ﷺ کی راہِ ہدایت کے سوا کوئی راہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ مقعدِ قدس (حضراتِ القدس) میں سیدھے راستے پر تشریف فرما ہو گئے۔“

شعر نمبر ۶:

لیکنِ بریشِ نگاہِ ولیِ روا!
می بینِ تیِ اوِ براہِ دیِ روا!

ترجمہ: ”اے فرزند ارجمند! لیکن آپ ﷺ کی راہ (ہدایت) پر نگاہ رکھیے اور اس (راہِ ہدایت) پر گامزن ہو جائیے! آپ اس (راہِ ہدایت) کی کھوج لگائیے اور پھر اس راہ پر

گامزن ہو جائیے۔“

شعر نمبر ۷:

ز آن رہ کہ زپای او نشان نیست

بر گرد، کہ جز ہلاک جان نیست

ترجمہ: ”اے فرزند ارجمند! وہ راستہ کہ جس پر ان کا نقش پانہیں ہے۔ (تو) اس (راستہ)

سے پھر جائیے کہ ماسوا جان کی ہلاکت کے اور کچھ بھی تو نہیں ہے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ گہری وابستگی:

ہم گزشتہ ابواب میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نہایت صاف اور واضح طور پر یہ تحریر کر چکے ہیں کہ دینی، مذہبی و علمی و ادبی اور روحانی حیثیات کے باوصف آپ رحمۃ اللہ علیہ بالکل اہل سنت و الجماعت اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ ربط و ارتباط اور مناسبت رکھتے تھے۔ چنانچہ بدیں سبب حقائق کی روشنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اہل سنت و الجماعت اور سلسلہ نقشبندیہ کے گل سرسبد ہونے سے اب مطلق انکار یا شکوک و شبہات کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ وابستگی اور تعلق کی توثیق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موقر تالیف موسومہ ”نفحات الانس“ سے بھی ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”نفحات الانس“ میں اکثر حضرات مشائخ نقشبندیہ مثلاً:

① حضرت خواجہ بہاء الدین عمر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

② حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ

③ حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ!

④ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ

کا بالتفصیل ذکر کیا ہے، اور ان بزرگ حضرات کے احوال و آثار کے تحریر کرنے میں نہایت محبت و خلوص اور مروت اور دلہستگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ آپ کے مذہبی، دینی، علمی و روحانی رجحانات و نظریات کا اظہار من الشمس ثبوت ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لاکھوں بیشتر مثنویات میں ان حضرات صوفیائے کرام نقشبندیہ کی مدحت طرازی فرمائی ہے، اور ان حضرات کی ارواح مبارک سے فیضان طلب کیے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے: (حلی و مجنون) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۰۷ ۱۹۰۸ ملخصاً۔

بہر کیف، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام صوفیانہ رسائل و کتب پر ”سلسلہ نقشبندیہ“ کے اعتقادات و نظریات کی نہایت گہری چھاپ ہمیں نظر آتی ہے۔

چنانچہ، اپنی موقر کتاب ”نفحات الانس“ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے اختتام پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان لائق توجہ ہے:

”خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ بالخصوص، خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار (ملفوظات) اور طریقہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل سنت و الجماعت کے عقائد و نظریات پر عمل پیرا تھے اور ان کا طریقہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع، احکام شریعت کی اطاعت اور دائمی بندگی ہے جس سے ہماری مراد کسی غیر وجود کے شعور کی مزاحمت کے بغیر حق سبحانہ و تعالیٰ کا دائمی عرفان ہے۔“

پس جو لوگ ان بزرگوں (اصحاب تصوف و سلوک) کو نہیں مانتے، اس کی وجہ ان کے ظاہر و باطن پر چھائی ہوئی ہوس اور بدعت کی ظلمت ہے، اور حسد و تعصب نے انہیں اندھا کر رکھا ہے کہ جس کے سبب سے وہ لوگ وہ انوارِ ہدایت اور آثارِ ہدایت نہیں دیکھ پاتے اور مشرق تا مغرب پھیلے ہوئے انوار و آثار سے منکر ہیں۔ افسوس صد افسوس!

اشعار:

شعر نمبر ۱:

نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ عجب قافلہ سالار افند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
ترجمہ: ”حضرات مشائخ نقشبندیہ عجب قافلہ سالار ہیں کہ وہ قافلہ حرم سے پوشیدہ راہ کو منکشف کر دینے والے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

از دل سالک رہِ جاز بہ صحبتشان
می برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را
ترجمہ: ”ان حضرات نقشبندیہ کی صحبت سالک راہ طریقت سے جذب کر لینے والی ہے، کہ ان کا چلہ (دل کے) وسوسہ خلوت اور فکر کو مٹا دینے والا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

قاصری گر زند این طائفہ را طعن قصور
حاشا للہ کہ برآ رم بزبان این گلہ را

ترجمہ: ”اگر کوئی قصور کرنے والا اس (پاکیزہ جماعت) پر غلطی سے زبان طعن دراز کر دے (تو پھر) اللہ تعالیٰ کے لیے تزییہ ہے کہ ہم زبان پر یہ (طعنہ زنی) شکوہ لائیں۔“

شعر نمبر ۴:

ہم شیران جہان بتہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را؟

ترجمہ: ”تمام جہان کے شیر (یعنی صوفیاء) اس سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ حیلہ کرنے والوں کے ساتھ چلے جائے اور اس سلسلہ نقشبندیہ کو توڑ کر دکھلا دیجئے؟“^①

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تصوف و سلوک میں حقیقت پسند تھے:

یہاں پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ طریقہ تصوف کے مجازی طور پر یعنی حضرات صوفیہ کے ظاہری آداب و رسوم کے محض مقلد ہی تھے۔

بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ حقیقت پسندانہ رویہ پر کار بند رہے، اور اپنی توجیہات کو تصوف و سلوک کے باطنی اور حقیقی مقاصد کی جانب مرکوز اور مبذول رکھا۔

چنانچہ، آپ نے اپنے عہد کے ان خود ساختہ پیروں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے کہ جنہوں نے خانقاہوں اور سجادہ نشینی کو تصوف کے ذریعے سے ذریعہ معاش بنا ڈالا تھا۔ آپ ان خود ساختہ پیروں کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دیتے ہوئے زبان شعر سے یوں گویا ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

میزند شیخ ماز شور و شغب
صیہ صبح گاہ وہی ہی شب

ترجمہ: ”ہم سے شیخ (خانقاہ) شور و شغب کرتے ہیں کہ وقت سحر گاہی کی فریاد اور بوقت شب کیا ہی افسوسناک ہے۔“

شعر نمبر ۲:

سر پُر از کبر و دل پُر از اعجاب
زوی در خلق و پشت بر محراب

ترجمہ: ”ان شیوخ خانقاہ کے دماغ تکبر سے پر ہیں اور قلوب پر از غرور ہیں کہ ان کے چہرے مخلوق کی جانب ہیں اور پشت محراب کی جانب ہے۔“

شعر نمبر ۳:

صف زدہ گردش از خزان گلہ
در فگندہ بشر ولولہ

ترجمہ: یہ شیخ (خانقاہ) خروں کے گلہ کے ساتھ صف باندھے محو گردش ہیں کہ جو شہر میں شور و شغب ڈالے ہوئے ہیں۔

شعر نمبر ۴:

چیت این شیخ ذکر میگوید
لوٹ غفلت بذکر می شوید

ترجمہ: ”یہ شیخ (خانقاہ) کیا ذکر کرتے ہیں؟ کہ وہ اپنے ذکر سے غفلت کی آلودگی کی صاف کرنا چاہتے ہیں۔“

شعر نمبر ۵:

ناگہان مرد کی دَوید از دَر
کرد در گوشِ شیخ و یاران سِرّ

ترجمہ: ”اچانک ایک آدمی دروازے سے دوڑا چلا آیا کہ اس نے شیخ (خانقاہ) اور شیخ کے محرمان راز کے کان میں سرگوشی کی۔“

شعر نمبر ۶:

کہ فلاں خواجہ یا امیر رسید
حضرت شیخ را مُحب و مرید

ترجمہ: ”کہ فلاں خواجہ یا امیر، ان تک پہنچے ہیں کہ وہ حضرت شیخ کے محب اور مرید ہیں۔“

شعر نمبر ۷:

شیخ و اصحاب او ز دست شدند
وز شرابِ غرور مست شدند

ترجمہ: ”بدیں صورت شیخ (خانقاہ) اور ان کے اصحاب مغلوب الغضب ہو گئے، اور نشہ غرور

میں بدمست تھے۔“

شعر نمبر ۸:

ذکر راشد چناں بلند آہنگ

کہ از آن مردم آمد ند بتنگ

ترجمہ: ”آواز ذکر اس طرح پر بلند شور سے شروع ہوگئی کہ اس (آواز) سے لوگ تنگ

آگئے۔“

شعر نمبر ۹:

گشت خشک از فغان سقف شکاف

ذاکر آن را درون زلب تا ناف

ترجمہ: ”ان کی آہ و فغان (کے شور و شغب کے سبب) سے حلق خشک پڑ گئے۔ جب کہ

چھت میں شکاف پڑ گیا۔ ذکر کرنے والوں کے لب سے لے کر ناف تک کچھ یہی حال

تھا۔“

شعر نمبر ۱۰:

آن یکی بر دھان کف آور دہ

وز کف خود طمانچہ ہا خور دہ

ترجمہ: ”ان میں سے ایک کے منہ سے جھاگ بہہ نکلی اور اس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے

طمانچے رسید کیے۔“

شعر نمبر ۱۱:

وآن دگر بجیب خرّقہ ”چاک زدہ“

دمبدم آہ دردناک زدہ

ترجمہ: ”ایک دوسرے نے اپنے خرّقہ (لبادہ) کا دامن چاک کر ڈالا، اور منہ زبانی آہ درد

ناک نکلنے لگ پڑا۔“

شعر نمبر ۱۲:

نخنکی چند کرد خود را گرم

نہ از خالق نہ از خلائق شرم

ترجمہ: ”انہوں نے کسی قدر اپنی سرد مزاجی کو گرمی میں تبدیل کر دیا کہ نہ تو انہوں نے خالق (خدا) سے شرم کی اور نہ ہی مخلوق سے شرم روار کھی۔“

شعر نمبر ۱۳:

شیخ چون ذکر را فرود آورد
رو بمیدان گفتگو آورد

ترجمہ: ”شیخ (خانقاہ) نے جب ذکر کو ختم کر دیا، اور چہرہ کو گفتگو کے میدان کی جانب متوجہ کر دیا۔“

شعر نمبر ۱۴:

سخن از کشف داند وز الہام
فرق گوید میان حال و مقام

ترجمہ: ”وہ شیخ ”کشف والہام“ کی (بڑھ) ہانکنے لگا اور الہام سے وہ حال و مقام کے مابین فرق و امتیاز روار کھتا چلا گیا۔“

شعر نمبر ۱۵:

اوز تحقیق دم زند آتا
رسم تقلید سازش رسوا

ترجمہ: ”اس شیخ نے اپنی (خود ساختہ) تحقیق سے وہ دعویٰ کیا کہ اس نے رسم تقلید کو بھی رسوا کر ڈالا۔“^①

نفحات الانس:

نفحات الانس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے ذیل میں نہایت لطیف اور معقول پیرایہ بیان میں ان کے مریدوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ مولانا تحریر کرتے ہیں۔

میر سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہ! ان (سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ علیہ) کے اکثر مریدین حلقہ اسلام سے خارج تھے، اور سب کچھ مباح جانتے تھے، اور شریعت و سنت کی حیثیت کے قائل نہیں تھے۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلہ الذہب) جلد ۱: ص ۲۲-۲۳۔

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۹۳!

✽ ”امیر سید قاسم تبریزی رحمۃ اللہ علیہ“! (م ۸۳۷ھ) آپ شیخ صدر الدین علی یمینی کے مرید تھے۔ ان کا دیوان ”حقائق و اسرار“ سے خالی نہیں ہے۔^①

چنانچہ، ازاں بعد، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ میر سید قاسم تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاران کی غیر معمولی مذہبی آزاد روی کا ذکر کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے کس طور پر اپنی خانقاہوں میں نفسانی مشہیات^② اور جسمانی لذائذ کا دسترخوان بچھا رکھا تھا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ ”ان (سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ) کا لوگوں پر جو ذاتی طور پر لطف و کرم تھا اس کے سبب انہیں جو بھی نذر و نیاز آجاتی۔ وہ تمام طور پر لنگر پر صرف ہو جایا کرتی تھی، اور (اس طور پر) نفس و ہوا (حرص و آز) کے مقلد مریدان کی (نفسانی) خواہشات کی تکمیل ہوتی رہتی تھی، اور پھر ان کے لیے کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی۔“

چنانچہ، وہاں پر حریص و طامع^③ لوگوں کا ہجوم مردان رہا کرتا تھا جو کہ اپنے مرشد (میر سید قاسم تبریزی رحمۃ اللہ علیہ) کے علوم و معارف و ملفوظات تو سماعت کیا کرتے تھے۔ مگر وہ لوگ اپنے نفس و ہوا کی خاطر ان میں ایسا تصرف کیا کرتے تھے کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور (انسانی) ضمیر کی مخالفت سے چشم پوشی کا جواز نکل آیا کرتا تھا۔

ان (لوگوں) کے لیے سب کچھ مباح تھا اور شرع شریف اور سنت مطہرہ کی ان لوگوں کے ہاں کوئی بھی حیثیت و اہمیت نہیں تھی۔

البتہ، بذات خود میر سید قاسم تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام آلائشوں سے پاک تھے۔^④

”سلسلۃ الذہب“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

”سلسلۃ الذہب“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر اول میں ایک مفصل نظم بعنوان ”صوفی نمایاں ظاہر آرای و معنی گدازان صورت پیرای“ ہے کہ جس کے مضمون میں اس قسم کے ظاہر و بین (واضح)، فرقہ سالوس (لبادۃ عیاری) کے حامل صوفیا کے لنگر خانوں میں ان کے مریدین کے فسق و فجور پر اعتراضات کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے گا:

① ملاحظہ کیجیے: (نہجۃ الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۵۹۲..... ۵۹۵۔

② مشہیات بمعنی شدید خواہشات۔

③ طامع یعنی لالچ و طمع رکھنے والے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (نہجۃ الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۵۹۳۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

حذر از صوفیانِ شہر و دیار
ہمہ نامردم اند و مردم خوار

ترجمہ: ”آپ صوفیانِ شہر و دیار سے اجتناب کیجیے گا۔ (یہ) تمام نامرد ہیں اور مردم خور (یعنی مفت بسر) ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

کارِ شانِ غیرِ خواب و خوردن نہ
بچِ شانِ فکرِ روزِ مردن نہ

ترجمہ: ”ان (جاہل صوفیاء) کا کام ماسوا کھانے پینے اور سونے کے کچھ بھی نہیں ہے کہ ان کے روز کے ذکر میں مرنے کا نام تک بھی نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۳:

ہر یکی کردہ منزلی دیگر
نامِ آن خانقاہ یا لنگر

ترجمہ: ”ان میں سے ہر ایک نے علیحدہ منزل بنا رکھی ہے کہ ان کا نام خانقاہ یا لنگر رکھ دیا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

فر شہای لطیف افگندہ
ظرفہای نکو پراکندہ

ترجمہ: ”انہوں نے نہایت عمدہ فروش (قالین) بچھا رکھے ہیں (اور پھر) نہایت عمدہ عمدہ قسم کے ظروف (برتن) سجا رکھے ہیں۔“^①

اس مذکورہ بالا نظم کا اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے:

(ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (سلسلہ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ ص ۱۲۶: ۱۲۷۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ایں نہ صوفی گری و آزاد یست
بلکہ کیدی گری و قواد یست
ترجمہ: ”یہ نہ تو صوفی گری ہے۔ (یعنی یہ تصوف نہیں ہے۔) بلکہ آزاد روی ہے اور مکر
و فریب و بے غیرتی ہے۔“

شعر نمبر ۲:

شیخ و صوفی کہ گفتمت صد بار
میکنم از آن حدیث استغفار
ترجمہ: ”ایسے شیخ و صوفی کے بارے میں ہم آپ سے صد بار کہہ چکے ہیں کہ ہم ان کے
بارے میں حدیث استغفار کہتے ہیں۔“

شعر نمبر ۳:

آن فرمایہ راچہ استحقاق؟
کاین آسامی بر او شود اطلاق
ترجمہ: ”وہ (شیخ و صوفی) گھٹیا ہیں انہیں اس کا کیسے حق پہنچتا ہے؟ کہ ان ناموں (یعنی گھٹیا
ہونے کے نام) کا اس پر قرار واقعی اطلاق ہوتا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

لقب و اسم پادشائی چند
حیف باشد بر این دغائی چند
ترجمہ: ”ان میں سے چند کے لقب و اسم بادشاہوں کے سے ہیں، ان چند دغا بازوں پر
نہایت افسوس ہے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی روش:

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصوف و سلوک نیز روحانیت کے حوالے
سے بات کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں ان کے حوالے سے ان کی سب سے نمایاں خوبی کا ذکر کر دینا بھی
ضروری اور ناگزیر ہے۔

① ملاحظہ کیجئے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ۱۲۹)۔

وہ یہ کہ بذات خود آپ نے پیری و مریدی کا کوئی بھی مرکز اور خانقاہ قائم نہیں کیا۔ چنانچہ، وہ کرامات، مکاشفات اور خوارقِ عادات کا اظہار نہ کرتے تھے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ انہیں مخفی رکھنے کے قائل تھے۔

آپ عام روش اور دستور کے مطابق کبھی بھی شیخ طریقت بن کر مسند نشین نہیں ہوئے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اپنی پیروی و اطاعت و ارادت کی دعوت دی۔

چنانچہ اس سلسلہ میں جناب علی شیر صاحب نے ”ثمّة المتخیرین“ میں تحریر کیا ہے کہ
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اخفا کا حکم منجانب اللہ تھا:

”انہیں (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو) حق تعالیٰ کی طرف سے خوارقِ عادت کے اظہار کا امر نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اپنی پاکیزہ کیفیات کو طریقہ ملامتیہ کی طرح اور شاعر و ملا بن کر پوشیدہ رکھتے تھے۔“^①

یعنی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ”خوارقِ عادات“ اور ”کشف و اشارات باطن“ میں اخفا کے قائل تھے اور ایسا کرنا یعنی اخفا کی روش اختیار کرنا آپ کو منجانب اشارات باطن کی بنا پر تھا۔
چنانچہ (تکملہ، حواشی نفحات الانس) میں حضرت مولانا عبدالغفور لاری، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں کہ

”وہ فرماتے تھے کہ کشف و کرامات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں کہ فقیر ایک دولت مند کی مجلس میں جائے اور اسے وہاں تاثیر و جذب حاصل ہو، اور وہ کچھ دیر اپنے آپ سے بے خبر رہے۔“

اشعار:

شعر نمبر ۱:

یاری کہ بدیدار وی از دست شوی

آن بہ کہ بزیر پای او پست شوی

ترجمہ: ”یار وہ ہے کہ جس کے دیدار سے آپ بے اختیار ہو جائیں۔ تو پھر یہ بہتر ہے کہ آپ

اس کے پاؤں میں پڑ جائیں۔“

شعر نمبر ۲:

① ملاحظہ کیجیے: (ثمّة المتخیرین) از جناب میر علی شیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۱۵۶

گر می نخوری ز جام لعلش باری
از شیوہ چشم مست او مست شوی
ترجمہ: ”اگر آپ شغلِ مے نہ کریں تو پھر اس (محبوب) کے لب لعلیں (سرخ ہونٹوں)
کا (ایک مرتبہ) بوسہ لے لیجئے کہ آپ دستور (عادت) کے مطابق اس (محبوب) کی مست
آنکھ سے بے خود ہو جائیے۔“^①

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اور روحانی اشارات و مکاشفات:

حضرت مولانا عبدالغفور لاری، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ و مکاشفات
باطنی کے بارے میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

”وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی ہم خود کو مرتبہ
اجمال میں پاتے ہیں۔ تو مغلوب (الحال) ہو جاتے ہیں، اور (اس غلبہ حال میں) ہم پر
ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے (اور پھر) یوں لگتا ہے کہ ”ہم زمین سے جدا ہو گئے
ہیں، اور ہمارا پاؤں زمین تک پہنچتا ہی نہیں ہے۔“^②

”سلسلہ ارادت“ کی جانب مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بے التفاتی کا سبب:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی و باطنی اشارات اور اکتشافات و مشاہدات کے احوال
و آثار سے واقفیت کے بعد ہمیں اس بات پر انتہائی طور پر تعجب ہوتا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے اجلہ
حضرات صوفیائے کرام کے ساتھ سلسلہ ارادت اور محبت و مودت کے باوصف آپ کے قاری کے قلب
میں بے ساختہ طور پر یقیناً یہ سوال ابھر آتا ہے کہ سلسلہ ارادت کی جانب آئندہ چل کر حضرت مولانا
عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود بے التفاتی اور بے اعتنائی کیوں روارکھی؟

تو آئیے ہم اس جانب ذرا قارئین کرام کی متلاشی توجہ کو مبذول کروا کے دعوت غور و فکر مہیا کر کے
اطمینان کی روش پر چلتے ہوئے اصل حقیقت کو پالینے کی جدوجہد و سعی بروئے کار لاتے ہیں۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی مذکورہ بالا روش پر بھی
حقائق کے باوصف روشنی ڈالی ہے۔ آپ بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کسی کو اس طریقہ (سلسلہ نقشبندیہ کے طریقہ) کی تلقین
نہیں فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ حضرت مخدوم (سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ) سے مجاز اور غیب
(غیبی اشارات کے باوصف) اذن یافتہ تھے۔“

① ملاحظہ کیجئے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۵۔

② ملاحظہ کیجئے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۱۶)۔

ہاں! اگر اچانک کوئی فقیر منش شخص انہیں مل جاتا تو (پھر) خاموشی سے اسے طریقہ نقشبندیہ سے متعارف کروادیتے تھے۔ (مگر) مقصد نہایت لطافت و نزاکت پر مبنی ہوا کرتا تھا۔

وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ

”ہم اس طریقہ (طریقہ نقشبندیہ) میں شیخوخت کا بار نہیں اٹھا سکتے ہیں۔“

مگر آخری عمر میں وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) اہل طلب کی طلب میں رہنے لگے۔ وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے کہ افسوس! اب (حقیقی) طالب (وسالک راہ) ناپید ہیں۔ یوں تو طالب بہت ہیں۔ مگر اپنی لذت و حظ کے:

شعر نمبر ۱:

قومی کہ کام دل طلبند از شکر لبان

شک نیست عاشقند ولی عاشق خودند

ترجمہ: ”بعض لوگ ہیں کہ وہ محبوبان سے دل دہی کے طالب رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ لوگ ”عاشق“ تو ہیں، لیکن وہ بذات خود اپنے ہی عاشق ہوا کرتے ہیں۔“^①

حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں کہ

”حب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر توحید و فنا کی نسبت غالب ہوا کرتی تو وہ کسی کی صحبت سے خواہ وہ صالح ہوتا خواہ طالح، اجتناب نہ فرماتے بلکہ سلسلہ نقشبندیہ کے اصول تصوف، خلوت و انجمن کے مطابق وہ باطنی شغل کو ظاہر کے ساتھ ملائے رکھا کرتے تھے۔“^②

خلوت در انجمن:

مذکورہ اقتباس میں (خلوت در انجمن) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ تو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ سے کسی نے استفسار کیا کہ

”آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے؟“

تو اس پر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے یوں فرمایا کہ (خلوت در انجمن) یعنی بظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق سبحانہ کے ساتھ۔^③

① ملاحظہ کیجیے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۳۱

② ملاحظہ کیجیے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ ص: ۳۶-۳۷

③ ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الہیات) از جناب فخر الدین علی صینی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۴۲)۔

”رشحات عین الحیات“ از جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشغی رحمۃ اللہ علیہ:

”رشحات عین الحیات“ میں جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشغی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مرتبہ کمال اور مقامات رفعت و منزلت کا ذکر کیا ہے۔

وہاں پر عوام الناس سے آپ کے روحانی ربط و تعلق اور معاشرے سے آمیزش کو آپ کی اخلاقی تربیت کا اصول اور روحانی اصول و مبادیات کی بہترین دلیل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ کاشغی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ

”یہ کہ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سے استفسار کیا کہ ”کیا کام کرتے ہو؟“

اس نے کہا کہ

”مجھے حضوری ملی ہوئی ہے۔ عافیت کے دامن میں پاؤں لپیٹ کر فراغت کے گوشے میں

اقامت اختیار کیے ہوئے ہوں۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”پاؤں لپیٹ کر ایک گوشے میں مقیم ہو جانا، حضوری اور عافیت نہیں ہے۔ بلکہ عافیت یہ ہے

کہ اپنی ذات سے نجات پائی جائے۔ پھر کسی گوشہ میں جا بیٹھو۔ چاہے لوگوں کے درمیان رہو۔“^①

”رشحات عین الحیات“ کے مصنف جناب فخر الدین علی صیفی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں مزید رقمطراز ہیں

کہ

”کسی (شخص) نے ان (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) سے استفسار کیا کہ ”حضرت!

کیا سبب ہے کہ آپ تصوف پر کم گفتگو فرماتے ہیں؟“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

”شاید اس لیے کہ ہم دونوں ایک وقت اکٹھے کھیلتے رہے ہیں۔“^②

(یعنی آپ مجھے خوب پہنچانتے ہیں، اب میرے کسی دعویٰ کو آپ لاف و گزاف پر محمول کریں

گے۔)

① ملاحظہ کیجئے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیفی (۱: ص ۳۶۵)۔

② ملاحظہ کیجئے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱: ص ۲۶۶..... ۲۶۷)۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”طریقہ نقشبندیہ“ سے قلبی ارادت:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”طریقہ نقشبندیہ“ سے قلبی ارادت اور روحانی لگاؤ کے بارے میں (رشحات عین الحیات) کے مصنف جناب فخر الدین علی صیغی رحمۃ اللہ علیہ بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ ”وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے کہ ہم نے طریق خواجگان قدس سرہم میں کسی کو کم دیکھا ہے کہ اس میں ایک قسم کی چاشنی اور کشش نہ ہو۔“ اس سلسلے کی ابتدا دوسرے (سلاسل کے) مشائخ کی انتہا ہے کہ جس نے ایک بار اس سلسلے کو قبول کر لیا، شاذ و نادر ہی وہ اس سے الگ ہوتا ہے۔

اگر وہ غلبہ نفس کے ہاتھوں اسے چھوڑ بھی دے تو اسے واپس لوٹا لیا جاتا ہے۔^①

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قلب پر توجہ اور ذکر قلبی:

صاحب (رشحات عین الحیات) جناب فخر الدین علی صیغی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قلب پر توجہ باطنی اور ذکر قلبی کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ ”ایک روز کسی شخص نے ان (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) سے یوں درخواست کی کہ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمادیجئے کہ باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہوں۔“ تو اس استفسار پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا کہ ”کسی شخص نے کچھ یہی سوال حضرت مخدوم مولانا سعد الدین قدس سرہ سے بھی کیا تھا۔ تو انہوں نے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھ کر قلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ اس میں (قلب میں) مشغول رہو! یہی کام ہے یعنی وقوف قلبی لازم ہے۔“ اس مفہوم پر ان کی ایک رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ای خواجہ بکوی اہل دل منزل گن
در پہلوی اہل دل حاصل گن

ترجمہ: ”اے بزرگ! آپ اہل دل کے کوچہ میں مقام اختیار کیجئے کہ آپ اہل دل کے پہلو میں دل (مقام) کو حاصل کیجئے۔“

① ملاحظہ کیجئے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیغی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ص ۲۷۰)!

خواہی بینی جمال معشوق ازل

آئینہ تو دل است رو در دل گن

ترجمہ: ”اے خواجہ! اگر آپ معشوق ازل (خدائے تعالیٰ) کے جمال کا مشاہدہ کرنا چاہتے

ہیں۔ (تو پھر) آپ کا آئینہ قلب ہے۔ تو آپ قلب کی جانب نگاہ کیجیے۔“^①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۱ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (رہمات میں الہیات) از جناب نواز الدین علی سیفی (صفحہ ۱: ۱) ص ۱۲۷۱

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات و کرامات

یہ کہ تزکیہ نفوس و بواطن کے باوصف علم کے مراتب سے گانہ:

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

کے حصول کے بغیر تصوف و سلوک میں وہ مقام حاصل نہیں ہو پاتا ہے کہ جس کے باوصف ”روحانی اکتشافات“ اور باطنی اشارات و کرامات کی مطلوبہ روش ایک طلب صدق کو حاصل ہو سکے، اور پھر ان روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات و کرامات میں بھی ایک طالب صدق کی اپنی اپنی طلب کے مطابق مراتب اور مقامات ہیں، اور یہ بھی اپنی اپنی روحانی قلبی و باطنی استعدادات پر مبنی ہیں۔

گزشتہ باب ۱۱ میں ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف و سلوک کے عنوان سے مختلف ذیلی عناوین کے تحت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مقامات اور باطنی منازل کو قدرے تفصیل و اجمال سے ہدیہ قارئین کیا ہے۔

چنانچہ باب ۱۱ میں مندرجہ تمام روایات و حکایات تصوف و سلوک کے مراحل میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشرب و مسلک اور مذہب کی پاکیزہ روایات و حالات اعلیٰ و ارفع مقام اور عظیم القدر روایات کی ترجمان ہیں۔

اور ان حالات و واقعات کی حیثیت ایک معنی کے مطابق اپنی جگہ اکتشافات و روحانی اشارات اور کرامات کی سی ہے۔

اور پھر ان مراتب عالیہ کی موجودگی میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزید اکتشافات و کرامات کی بظاہر حاجت تو نہیں ہے مگر جو طبائع و مزاج ان عناوین کے تحت حالات و واقعات کے تلاش و تفحص کی خوگر ہیں تو موجودہ باب ۱۲ میں یہ تمام کچھ ان حضرات کی محض ضیافت طبع کے لیے بطور ماحضر کے مہیا کر دیا گیا ہے کہ اس موضوع پر کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا ہی بہتر ہے۔

تاہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرات مریدین اور عقیدتمندوں نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی جو کرامات تحریر کی ہیں۔ ہمارے نقطہ نگاہ سے ان حکایات کا موقع کی مناسبت سے احاطہ تحریر میں لے آنا درویشی اور وارستگی میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ مقام اور عظیم مرتبہ میں کچھ بھی کمی آنے نہیں دیتا ہے۔

بہر کیف، آپ کے ہم عصر اور مابعد کے سوانح نگاروں کی ان تحریرات اور بیانات کے باوصف اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ، آپ کی اس حیثیت کے کس درجہ تک قائل تھے۔

حکایات و کرامات:

ہم صاحب (رشحات عین الحیات) جناب فخر الدین علی صفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہاں پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی چند حکایات و کرامات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ یہاں پر ان کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا! تو سینے:

① صوبہ گیلان میں ایک شخص چند روز علیل رہ کر انتقال کر گیا۔ چنانچہ (اس کی موت پر) اس کی اولاد، دوست و احباب و اعزا و اقارب سب ماتم کناں تھے۔ لیکن جب وہ لوگ اس شخص کی تجہیز و تکفین کرنے لگے تو دفعتاً اس شخص کی میت میں حرکت پیدا ہوئی، اور وہ فوت شدہ شخص آہستہ آہستہ بے ہوشی کی حالت میں افاقہ پا کر اسی دن صبح سلامت بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ، جو لوگ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ سب حیران رہ گئے، اور کسی کو بھی حقیقت حال کا علم تک نہ ہو سکا۔

کچھ روز کے بعد اس شخص نے اپنے چند ہمراز دوستوں کو بتلایا کہ جب مرض کی شدت اور اضطراب کے بعد میری روح پرواز کرنے لگی تو دفعتاً مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہو گئے، اور مجھ پر توجہ فرمائی تو اسی وقت میرا مرض جاتا رہا۔

● چنانچہ، اس واقعہ کے پیش آچکنے کے بعد اس گیلانی شخص نے بیس ہزار کپکی دینار اور پشم اور کتسان کی نفیس اجناس حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیں اور نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے سلسلہ میں داخل ہونے کی درخواست کی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مختصر مگر مفید رسالہ تحریر کر کے اس شخص کو بھیج دیا اور اس کے اختتام پر کہا کہ

”اگرچہ اس قسم کی باتیں کہنا اور لکھنا اس فقیر کا طریقہ نہیں لیکن آنجناب کی طرف سے

اخلاص کی جو خوشبو ہمارے مشام جان کو پہنچی ہے تو وہ باعث تحریر بنی ہے۔“

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بایں ہمہ بیجاصلی و ہج کسی
در ماندہ نارسائی و بو الہوسی

ترجمہ: ”اس تمام بے حاصلی اور در ماندگی کے، ہج محض اور دیوانگی کے۔“

شعر نمبر ۲:

دادیم نشانِ گنج مقصود ترا

گرما نر سیدیم! تو شاید برسی

ترجمہ: ”ہم آپ کے گنج مقصود کا نشان آپ کو دیتے (بتلاتے) ہیں کہ اگر ہم (اس گنج

مقصود تک) نہیں پہنچ پائے ہیں۔ تو شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ اس تک پہنچ پائیں۔“^①

② ایک روز حضرت مولانا سیف الدین احمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، ہرات میں اپنے دوسرے تدریس پیشہ

احباب کے ہمراہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔

تو انہوں نے ضیافت کے بعد گویوں اور سازندوں کو محفل میں غزلیں پڑھنے راگ گانے اور ساز

بجانے کے لیے کہا:

اتفاق سے اس واقعہ کے دو تین روز کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ چہل قدمی فرماتے

ہوئے زیارت گاہ کی طرف نکل گئے، اور وہاں پر شیخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو متقی مشائخ میں سے تھے، ملاقات کی۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیشتر ازیں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، ہرات کی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے

ملاقات اور ”محفل سماع“ منعقد ہونے کی اطلاع مل چکی تھی۔

چنانچہ انہوں نے دوران گفتگو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں کہا کہ

”حضرت آپ تو علمائے عالم کے مقتدا اور عرفائے عرب و عجم کے پیشوا ہیں۔ پھر آپ کی

بابرکت محفل میں گانا، بجانا اور (صوفیانہ رقص) کیسا؟“

جب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ اعتراض کر چکے تو مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنا منہ ان کے کانوں قریب

تک لے گئے، اور پھر خاموشی سے کوئی بات (ان سے) کہہ دی کہ جس کا حاضرین مجلس کو پتہ نہ چل سکا۔

دفعاً، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر بعد ہوش میں آئے۔

اب انہوں نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بے حد نیاز مندی کا اظہار کیا، اور

پھر کبھی اس قسم کی بات منہ سے نہ نکالی۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صنی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ص: ۲۷۳-۲۷۵)!

② ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صنی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ص: ۲۷۸)۔

”ختمہ امتحیرین“ از جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ:

اس بارے میں حکایات مندرج ہیں کہ جن کے حوالے سے تاریخی معلومات بھی قارئین کو دستیاب ہوتی ہیں۔ (کرامات) ملاحظہ کیجیے:

① سیدیم عراقی نام ایک نوجوان کہ جو ”مظفر برلاس“ کا ملازم اور دیوان خانے کا داروغہ تھا، اور وہ اپنی کم عقلی کی بنا پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مقام اور مرتبہ کا منکر تھا۔ ایک روز اس نے اپنی اسی فرومانگی کے ہاتھوں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان پھاڑ کر جلا دیا۔ انہیں ایام میں اس (ملازم) کے جسم کا کوئی عضو پھٹ گیا۔ زخم متورم ہو کر اس میں پیپ پڑ گئی کہ جو بالآخر جذام کی صورت اختیار کر گیا، اور اس شخص کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

✽ ”امیر مظفر برلاس“، سلطان حسین بایقرا کے امرا میں سے تھا۔

② جب سلطان حسین بایقرا کا وزیر مجد الدین محمد خوانی، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش سے سلطان کی جانب سے سنائی جانے والی سزائے قید اور شکنجہ سے بچ نکلا، اور اس کے میر علی شیر کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے تو:

”مجد الدین محمد“ جو اپنی شہرت کے باعث محتاج تعارف نہیں۔ کسی غلطی کی بنا بادشاہ نے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا، اور قید کی سزا سنائی۔ چنانچہ جب رہائی کے لیے اس سے ضامن مانگا گیا۔ تو اس نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ضمانت کی درخواست کی جو انہوں نے کمال رحم و شفقت سے قبول فرمائی۔ (اور ضمانت دے دی) لیکن وہ بے انصاف (مجد الدین محمد) قید سے چھوٹے ہی مغرور ہو گیا۔ لیکن دس، پندرہ روز بھی نہ گزر پائے تھے کہ وہ دوبارہ گرفتار کر لیا گیا، اور اس کی پیشی ہوئی۔ اس بار اسے جرمانہ ادا کرنے ساتھ ساتھ شکنجے میں ڈال دیئے جانے کا حکم بھی دیا گیا۔

بلکہ مامورین دیوان نے اس کی تمام جائیداد بھی ضبط کر لی۔

یہ کہ ”ختمہ امتحیرین“ کے اختتام پر جناب میر علی شیر صاحب نے ان رسائل کی نشاندہی بھی کر دی ہے کہ جو معاصرین نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات و کرامات پر قلمبند کیے ہیں، اور یوں تحریر کیا ہے کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات پر دوسرے لوگوں مثلاً: مولانا عبد

الواسع رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد پیرٹمس رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل بھی موجود ہیں۔ ”اعانتہ طالبین“ ان

کتب و رسائل کی طرف رجوع کریں۔“^①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۲، نیز کتاب کے حصہ دوم کو ختم کرتے ہیں۔

حصہ سوم

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خصائل و فضائل اور کمالات

دین اسلام کے حوالے سے قرآن حکیم و سنت مطہرہ کی اخلاقی تعلیمات میں صحت ایمان و اعتقاد اور فرائض و واجبات کی علمی و عملی تعلیمات کے بعد بحیثیت انسان کے خود اس کی اپنی شخصیت کے نوک و پلک کو درست کرنے یا یوں کہیے کہ اس کے پہلوؤں کو درست طور پر تراشنے کی جانب بھرپور کوشش فرمائی گئی ہے۔

جناب فخر موجودات رسالت مآب آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاقی تعلیم پر زور دیتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

”بے شک میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کی خاطر مبعوث ہوا ہوں۔“^①

دین اسلام نے جہاں اسلامی معاشرہ کی تشکیل پر نہایت عمدہ طور پر اسلامی نظام کو علمی و عملی طور پر پیش کیا ہے بعینہ، اسلامی معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہر انسان کی شخصیت کے آبدار پہلو کی تراش خراش کی جانب بھی خصوصی توجہ مبذول کی ہے۔

بلاشبہ، کسی شخصیت کے انفرادی فضائل و خصائل اسے معاشرہ کا ایک گوہر آبدار بنا دیتے اور اسے مجسمہ کمالات بنا دیتے ہیں کہ جو شخص اپنی شخصیت کے حوالے سے جس قدر عمدہ خصائل و فضائل اور کمالات کا مجموعہ ہوگا وہ معاشرہ کے دیگر افراد کے لیے عمدہ کردار کے باوصف ایک بہترین اور تابناک مثال ہوگا اور نشانِ راہ کا کام دے گا۔

تو اس سلسلہ میں ہمارے صاحب سوانح حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علم و ادب، کشف و رشد اور خصائل و کمالات صوری و معنوی کے باوصف اور اخلاقی محاسن و محامد کے حوالے سے اعلیٰ صفات کی حامل شخصیت ہے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتب و رسائل اور پھر آپ کے احوال و آثار پر دیگر مورخین کی مستند تحریرات کے مطالعہ سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اوصاف اور خصائل و فضائل نیز کمالات صوری و معنوی قاری پر پُر اثر طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔

تو اس پر مستزاد یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات فارسی ادب کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ ہیں، اور پھر ان کی نہایت عمدہ اور اعلیٰ صفات و کمالات کے فیوض و برکات کے باوصف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی شہرت شہرہ آفاق حیثیت کی حامل ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خصائل و فضائل نیز کمالات کو زیر بحث لانا درحقیقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اخلاقی و روحانی زندگی کی تاریخ تحریر کرنے کے مترادف ہے اور پھر درحقیقت درست بات تو یہ ہے کہ ایک فاضل محقق ایسی شخصی تاریخ و سوانح اور احوال و آثار کے روحانی و اخلاقی پہلو کو مادی زندگی کی تاریخ ترتیب دینے پر ترجیح دیتا ہے۔

چنانچہ، بدیں صورت ہمیں اس سلسلہ میں صاحب سوانح کے احوال و آثار کی جانچ میں علم و عمل کے تمام گوشوں کو اپنے غور و خوض میں لے آنا چاہیے، اور پھر شخصیت کی ان صفات کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ جن صفات کی وہ شخصیت حامل سمجھی جاتی ہے، اور پھر ان صفات کی کھتونی اور تلاش و تفحص کرنی چاہیے کہ جو اس شخصیت کی ابدی کامیابی اور فوز و فلاح کا باعث بنی اور بہترین نتائج کی حامل ہوگئی۔

تو پھر آپ ملاحظہ کیجیے کہ کئی صدیاں پیشتر کے ایک معمر دانشور و صاحب خصائل و فضائل و کمالات (یعنی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے اخلاق حسنہ نے کیا عمدہ طور پر اپنا نہایت عمدہ اور خوش آئند تاثر چھوڑا۔ تو ہمیں بھی ایسی شخصیت اور اس کے خصائل و فضائل و کمالات کو اپنے لیے مشعل راہ بنا لینا چاہیے۔

کہ آپ ذرا غور و فکر سے کام تو لیجئے کہ خراسان کے ایک دور افتادہ گاؤں کا ایک گننام فرزند ارجمند کیسے جدوجہد و سعی و عمل پیہم کی کٹھنائیوں میں سے گزر کر ایک بگولہ کی طرح شہرت کی بلندیوں کی جانب اٹھتا چلا گیا اور بالآخر وہ شہرہ آفاق شخصیت کا حامل ہو گیا!

”عادات و اطوار“ تحقیقاتی نقطہ نگاہ سے :

یہاں پر ہمارا اصل موضوع حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خصائل و فضائل و کمالات نیز عادات و اطوار پر جانچ پرکھ اور تحقیقاتی نگاہ ڈالنا ہے کہ وہ عناصر و عوامل کیا تھے کہ جنہوں نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے کردار کو عمدہ پیرائے میں لے جانے میں بنیادی محرکات کا کام کیا۔

اور پھر ان محرکات و عناصر و عوامل نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو کیسے علوم مرتبت اور رفعت کے مقام پر پہنچا دیا کہ آپ فائق الاقران (آس پاس کے لوگوں میں ممتاز) ہی نہ ہوئے بلکہ

وقت کے عظیم المنزلت سلاطین بھی فرط عقیدت و محبت سے آپ کے گرویدہ ہوئے اور آپ کے سامنے دوزانو ہو کر اکتساب فیوض و برکات کے لیے مخلصانہ اور ممنونانہ ہاتھ پھیلاتے چلے گئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اخلاقی عادات و اطوار خواہ ان کا تعلق آپ کے اکتسابی کمالات سے ہو یا کہ فطری کمالات سے! بہر حال حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی موقر کتب و رسائل و تحریرات میں ان عادات و اطوار کی نہایت گہری چھاپ ہمیں نظر آتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ مصداق

عیان را چہ بیان

تحصیل علم کا خصوصی ملکہ

ہم کتاب کے ابتدائی حصہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تحصیل علم و ادب کے حالات و واقعات قدرے تفصیل و اجمال سے ہدیہ قارئین کر چکے ہیں کہ قدرت نے آپ میں اکتساب علم و ادب کی خصوصیات کہاں تک ودیعت فرمائی تھیں اور ان کے سبب سے آپ کی سیماب صفت طبیعت کس قدر بے چین واقع ہوئی تھی کہ آپ نے اکتساب علم و ادب کی تسکین کے لیے بخارا و سمرقند کے کٹھن سفر کیے، اور پھر کیسے فیاض ازل کی ودیعت کردہ فطری ذہانت سے آپ نے علم و ادب کے بلند مراتب و مقامات کا اکتساب کیا!

یقیناً، آپ میں علم و دانش کا ذوق فطری جذبہ پر مبنی تھا کہ جو بچپن ہی سے آپ کی گھٹی میں پڑا تھا، اور پھر آپ کی شخصیت کے بناؤ سنگھار میں آپ کے خاندان کے ماحول کا نہایت گہرا تعلق بھی ہے۔ چنانچہ آپ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ہمیشہ اکتساب علم و ادب اور کمالات کی تحصیل میں مصروف و مشغول رہے، اور پھر حیرت استعجاب کی بات تو یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنے قلب میں غرور کا شائبہ تک نہ آنے دیا۔ یہی وہ سبب ہے کہ آپ تا دم زیت علم و ادب و روحانی کمالات کے بام عروج کی منازل و مقامات کو طے کرتے چلے گئے۔

✽ ہم یہاں پر مثال کے طور پر ایک مختصر واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اکٹھ برس کی عمر میں دمشق پہنچے اور مزید دینی علوم کی طلب میں وہاں پر حضرت محمد خیضری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث سماعت کیں، اور پھر ان سے سند حدیث اور اجازت حاصل کی۔“

ہم گزشتہ ابواب میں یہ واقعہ میں تحریر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسے طالبان علم و حکمت کے لیے یقیناً نمونہ تقلید ہے

جو علم و معرفت کے حصول و اکتساب کے لیے علم و عمل کے میدان میں اپنے سعی و عمل و جدوجہد کے قدم رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی استعدادات:

جب ہم اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اکتساب کے طویل درطویل اسفار پر نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ کی ذاتی استعدادات، غیر معمولی قوت اخذ و حفظ، عدیم النظر ذہانت و فطانت اور ذکاوت کے اوصاف علمی و عملی طور پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جلو میں نظر آتے ہیں۔

چنانچہ یہی وہ استعدادات تھیں کہ جو علوم و معارف و فضائل و کمالات کی تمام منازل اور مقامات طے کرنے میں آپ کی معاون واقع ہوئیں۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب قدسی نفس تھے:

علاوہ ازیں، جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور ارادتمندوں کا آپ کے فضائل و کمالات اور محامد و محاسن کی بدولت آپ کی نسبت یہ عقیدہ پاتے ہیں کہ وہ (حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ) صاحب نفس قدسی ہیں۔

درحقیقت اکتساب علم و ادب میں ثبات اور پابندی اور تنظیم بنیادی شرائط ہوا کرتی ہیں، اور یہ ضوابط حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے عقیدت مند اور شاگرد مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد گرامی قدر کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ شورش عشق اور شعر و شاعری سے شغل کے دوران میں بھی علم و معارف کا اکتساب کرتے رہے ہیں۔ (چنانچہ) مطالعہ کی عادت، قوت مباحثہ اور اپنے ہم سبقوں اور ہم درسوں بلکہ اساتذہ کرام پر بھی ان کی سبقت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

ان کی چھٹیاں بڑی آسودگی سے گزرتیں، وہ نئے افکار میں ڈوبے رہتے۔“
وہ فرماتے:

”کہ ہم جس حال میں بھی ہوتے ہیں کچھ نہ کچھ غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ البتہ پڑھائی کے

دنوں میں ان کی تمام تر توجہ اپنے سبق پر ہوتی۔

اکثر ایسا ہوا کرتا کہ کسی ہم سبق سے کتاب لے کر مطالعہ کر لیا اور درس میں جا پہنچے، اور آپ ہی سب

پر غالب رہا کرتے تھے۔

گو ان کی تحصیل علم کی مجموعی مدت بہت کم رہی ہے۔ لیکن ان کی دانشمندی اور اصول و فروع کی حقیقی ورسی علوم میں ان کا تبحر علمی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔

عمر کے آخر تیس برس آپ تارک (الدنیا) رہے۔ لیکن علمی و ادبی موضوعات پر جب بھی کوئی بات چل نکلتی تو آپ پہلے ہی سے اس کے لیے تیار ہوا کرتے تھے اور پھر اس طور پر تشریح و توضیح فرماتے کہ (کچھ یوں) گمان ہوتا کہ یہ مرتبہ انسانی کے بس سے باہر ہے۔

چنانچہ، ماوراء النہر کے ایک عالم کو علم ہیئت میں کوئی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ درپیش تھا۔ (اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ) اس (عالم) کی شہرت خود اس علم میں تھی، اور وہ اس میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ لیکن مدتوں اس گتھی کو سلجھانہ سکا۔

اتفاق سے اس کی ملاقات، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہو گئی۔ ان سے استفسار کیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جھٹ اس کا شبہ رفع کر دیا۔ وہ بزرگ کہتا ہے کہ

”اس روز مجھے معلوم ہوا کہ ان میں ”نفس قدسی“ موجود ہے۔“^①

حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں کہ حضرت نے جس کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا صرف اسی کی طرف رجوع کرتے اور بحکم:

الْعِلْمُ نُقْطَةٌ كَثَرَهَا الْجَاهِلُونَ.

”علم صرف ایک نقطہ ہے جاہلوں نے اسے زیادہ کیا ہے“

پہلے حقیقی مقصود کو دوسرے کے ذہن میں منتقل کرتے۔ انہیں جو مسئلہ بھی پیش آتا جب تک اس کی پوری تحقیق نہ کر لیتے اور اطمینان نہ ہو جاتا کسی دوسرے مسئلے کو ہاتھ نہ لگاتے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ

”جب تک ایک بات قطعی نہیں ہو جاتی ہم اسے آگے نقل نہیں کرتے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”سلسلۃ الذہب“ دفتر اول میں اس نکتہ پر نہایت عمدہ طور پر بحث کی ہے۔^②

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو مطالعہ و تحقیقات کا بے پناہ ذوق و شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی مثنویات اور منظومات میں اپنے فرزند ارجمند اور قارئین کو بھی مفید کتب کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ کی درج ذیل رباعی اس نقطہ نگاہ کا بین ثبوت ہے:

① ملاحظہ کیجیے: (کلمہ حواشی نجات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۹..... ۱۰)

② ملاحظہ کیجیے: (کلمہ حواشی نجات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۱۱)۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

خوشتر ز کتاب در جهان یاری نیست
در غمگدہ زمانہ غمخواری نیست

ترجمہ: ”جہان میں کتاب سے بڑھ کر کوئی بھی عزیز دوست نہیں ہے کہ دنیا کے غمگدہ میں
(کتاب سے بڑھ کر) کوئی بھی غم خوار نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ہر لحظہ ازو بگوشہ تنہائی
صد را حتی است و ہر گز آزاری نیست

ترجمہ: ”یہ ایسا عزیز دوست ہے کہ گوشہ تنہائی میں اس کی مصاحبت میں صد راحتیں وابستہ
ہیں، (اور پھر) اس دوست سے کچھ بھی آزار نہیں۔“

مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا میں یوں فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بکن زین کارخانہ در کتب روی
خیال خویش را دہ با کتب خوی

ترجمہ: ”آپ اس کارخانہ (یعنی دنیا) میں کتب (کے مطالعہ) کو اپنا مشغلہ بنا لیجئے کہ آپ
کتب کے ساتھ مناسبت کے خیال کو اپنا شیوہ بنا لیجئے۔“

شعر نمبر ۲:

ز دانایان بود این نکتہ مشہور
کہ دانش و کتب داناست درگور

ترجمہ: ”دانشوران کی جانب سے یہ نکتہ مشہور ہے کہ کتب کا مطالعہ کرنا (انسان) کو قبر میں
بھی دانشور بنا دیتا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

انیس کنج تنہائی کتاب ست
فروغ صبح دانائی کتاب ست

ترجمہ: ”گوشہ تنہائی میں کتاب ایک گہرا دوست ہے کہ دانش کی صبح کی روشنی کتاب ہے۔“

شعر نمبر ۴:

بود بی مزد و منت اوستادی
ز دانش بخشدت ہر دم گشادی

ترجمہ: ”کتاب بغیر اجرت اور احسان کے ایک استاد ہے کہ دانش کے سبب سے یہ ہر لمحہ آپ (کے ذہن) کو کشادگی عطا کرتی ہے۔“

شعر نمبر ۵:

ندی، مغز داری، پوشت پوشی
بسر کار گویای خموشی

ترجمہ: ”کتاب ایک ایسا ہم مجلس دوست ہے کہ اگر آپ اس پر دماغ صرف کرتے ہیں۔ تو یہ اس پر آپ کو صیغہ راز میں رکھتی ہے کہ آپ کے کام کے راز کو گفتگو سے خاموشی میں تبدیل کر دیتی ہے۔“

شعر نمبر ۶:

درونش ہمو غنچہ از ورق پُر
بقیمت ، ہر ورق زان یک طبق دُر

ترجمہ: ”کتاب (کے اوراق) ورق کتاب پر غنچہ کی طرح ہیں کہ ہر ورق کی قیمت مروارید کی ایک طشتری ہے۔“

شعر نمبر ۷:

عماری کردہ از رنگ ادیم است
دو صد گل پیرہنی در وی مقیم است

ترجمہ: ”اس (کتاب) نے چمڑے پر ہودج (عماری) کر رکھی ہے کہ اس کے پیرہن پر دو صد پھولوں نے اقامت اختیار کر رکھی ہے۔“

شعر نمبر ۸:

ہمہ مشکین عذاران توی بہ توی
 از بس وقت نہادہ روی بر روی
 ترجمہ: ”یہ تمام پھول تہ بہ تہ خوبصورت دلکش چہرے والے ہیں کہ صرف صفحات کتاب کی
 رقت وزمی پر اپنے چہرے کو رکھے ہوئے ہیں۔“

شعر نمبر ۹:

زیکرنگی ہمہ ہم روی و ہم پشت
 گر ایشان رازند کس بر لب انگشت؟
 ترجمہ: ”صفحات کتاب (مفہوم و مطالب میں) یک رنگ ہیں اور مربوط ہیں کہ اگر یہ محرم
 اسرار ہیں تو پھر کس کے لب پر (تعجب کی) انگلی آسکتی ہے۔“

شعر نمبر ۱۰:

بتقریر لطائف لب گشایند
 ہزاران گوہر معنی نمایند
 ترجمہ: ”یہ صفحات (یا مضامین کتاب) اپنی لطافت (پاکیزگی) کے لب کشا کیے ہوئے ہیں
 کہ وہ (مضامین خیال) کے ہزاروں موتی دکھلاتے چلے جاتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۱:

گہی اسرارِ قرآن باز گویند
 گہ از قولِ پیمبر رازِ گویند
 ترجمہ: ”یہ (اوراق کتاب کبھی تو) قرآن (حکیم) کے اسرار (ورموز) کو کھول کر بیان کرتے
 ہیں (اور) کبھی پیغمبر ﷺ کے احوال کو بطور راز کے بیان کرتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۲:

گہی باشند چون صافی درِ نان
 بانوارِ حقائق رہنمویان
 ترجمہ: ”یہ (اوراق کتاب) کبھی تو (انسان کے سینہ) کو مصفا کر دینے والے ہوتے ہیں اور
 ہدایت کے متلاشیوں کے لیے حقائق کے انوار (وتجلیات) بن جاتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۳:

گہی آرد در طی عبارات

بحکمتهای یونانی اشارات

ترجمہ: ”کبھی تو یہ (اوراقِ کتاب) مضامینِ عبادات میں حکم کے یونانی اشارات لانے والے ہو جاتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۴:

گہی از رفتگان تاریخ خوانند

گہ از آئندہ اخبارات رسانند

ترجمہ: ”یہ (صفحاتِ کتاب) کبھی تو گزری ہوئی تاریخ کے ایام کو دہرائے دیتے ہیں۔ کبھی وہ آنے والے حالات کی ہمیں خبر دیتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۵:

گہی ریز ندت از دریای اشعار

بجیب عقل گوہر ہای اسرار

ترجمہ: ”یہ اوراق (کتاب) کبھی تو دریائے اشعار سے عقل و دانش کے کیسے (تھیلی) میں اسرار و رموز کے مروارید گراتے چلے جاتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۶:

بر یک زین مقاصد چون نہی گوش

مکن از مقصد اصلی فراموش

ترجمہ: ”اگر آپ ان میں سے ہر ایک مقصد پر کان دھریں گے (تو پھر) آپ اصلی مقصد کو (ہرگز) فراموش نہ کیجیے گا۔“^①

مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ میں تحصیل علم کی فضیلت کو

پیرایہ نظم میں بدیں الفاظ بیان فرماتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجیے: (یوسف وزلیغا) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۷۴۲ ۷۴۳) ۱

اشعار:

شعر نمبر ۱:

تاج سرِ جملہ ہر ہاست علم
قفل گشای ہمہ در ہاست علم

ترجمہ: ”علم تمام ہنروں کے سر کا تاج ہے کہ تمام درپچوں کے قفل کو کھول دینے والا علم ہی تو ہے۔“

شعر نمبر ۲:

در طلب علم کمر چست کن
دست ز اشغال دگر ست کن

ترجمہ: ”آپ طلب علم میں کمر ہمت کو باندھ لیجئے کہ آپ دیگر اشغال (کاموں) سے اپنے ہاتھوں کو روک دیجئے۔“

شعر نمبر ۳:

یا تو پس از علم چگویم سخن
علم چو آید بتو گوید چہ گن

ترجمہ: ”اس کے بعد ہم آپ سے علم کے بارے میں کیا گفتگو کر سکتے ہیں کہ جب آپ علم سے آراستہ پیراستہ ہو جائیں تو آپ جو چاہیے وہ کیجئے۔“

شعر نمبر ۴:

علم کثیر آمد و عثرت قصیر
آنچہ ضرور یست بدان شغل گیر

ترجمہ: ”علم تو کثرت سے ہے، اور عمر کم ہے کہ جو ضروری (علم) ہے۔ آپ اس کو مشغلہ بنا لیجئے۔“

شعر نمبر ۵:

ہرچہ ضرور یست چو حاصل کنی
بہ کہ عمارت گری دل کنی

ترجمہ: ”جب آپ ضرورت کے مطابق (علم کی) تحصیل کر لیتے ہیں وہ بہتر ہے کہ آپ دل کو عمارت گری (معماری) میں لگالیں۔“^①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۳ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجئے: (مشکوٰۃ صحت الاحرار) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ (ص: ۴۴۱)۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیوی امور میں لا تعلقی اور

تجرد^①

دنیا میں رہتے ہوئے دنیوی امور سے لا تعلق رہنا اور تجرد اختیار کر لینا بڑا اہم اور کٹھن مرحلہ ہے۔ جب تک تصوف و سلوک کے عظیم مراحل نہ طے کیے جائیں دنیوی امور سے وارستگی (فارغ البالی) اور تجرد اختیار کر لینا ممکن نہیں ہے کہ یہ وہ مرحلہ ہے کہ بڑے عزم و ہمت کے مجسمے کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

دنیوی امور سے وارستگی اور تجرد اختیار کر لینا بے نفسی کی جانب ایک ناگزیر اور اہم قدم ہے فقر اور تجرد اختیار کرنا تصوف و سلوک کے باوصف ایک اہم اور ناگزیر مرحلہ ہے۔

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر دقت نظری سے نگاہ کرتے ہیں تو ہمیں اس امر کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس مادی دنیا یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ ”دنیوی مادیات“ سے یکسر وارستگی اور لا تعلقی کی روش اختیار کیے ہوئے تھے۔

وقت کے عظیم سلاطین کے ساتھ آپ کو معاصرانہ مصاحبت و مجالست حاصل تھی، اور باہم مخلصانہ و مربیانہ روابط اختیار کیے ہوئے تھے مگر طلب و تقاضا کے مطابق آپ سلاطین کے ساتھ مصاحبت و مجالست اختیار کیا کرتے تھے۔ وگرنہ آپ کی جانب سے اس بارے میں کچھ بھی طلب و تقاضا نہ ہوا کرتا تھا۔ گزشتہ ابواب میں موقع کی مناسبت سے ہم نے ان حالات و واقعات کو تحریر کر دیا ہے۔

قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرمائیں!

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تصوف و سلوک کے تمام عناوین کے علمی و عملی طور پر شناور تھے۔ آپ تصوف و سلوک کے مراتب و مدارج میں مستجمع الصفات تھے، اور آپ علم و عمل میں فخر روزگار تھے۔ چنانچہ، ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تصوف و سلوک کے باوصف درویشی کی جو بھی جامع تعریف کی جاسکتی ہو تو وہ اپنے تمام تر مفاہیم و مطالب کے باوصف بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی فطرت میں موجود تھی۔

① تجرد بمعنی تنہائی اور ترک دنیا۔

چنانچہ عناوین تصوف و سلوک میں سے:

① تواضع

② فروتنی و انکساری و عاجزی

③ ترک دنیا و ظاہر داری

④ مذمت نفس (یعنی بے نفسی)

⑤ خلوص عقیدت کے باوصف تعلق مع اللہ! وغیرہ کے.....

انمول جواہر آپ کی فطرت میں موجود تھے۔

چنانچہ، خلوص عقیدت کی بنا پر تعلق مع اللہ کی بنا پر آپ کی حرکات و سکنات اور اقوال و افعال اور جلوت و خلوت کے کردار میں ہمیں عظیم منزلت مشاہدہ میں آتی ہے۔ یہ کہ آپ ایک عظیم القدر صوفی و صافی تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے کبھی بھی پیر و مرشد ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔

آپ صاحب تصوف و سلوک اور صاحب کشف و ارشاد نیز صاحب قال و حال ہونے کی بنا پر ہمیشہ ذکر و اذکار و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مگر یہ مشغولیت اور بے نفسی آپ کو دنیا کے ناگزیر اور ضروری امور و معاملات سے کبھی بھی غافل نہ ہونے دیا کرتی تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور شریعت و طریقت میں اتصال کا نمایاں پہلو:

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کا بخوبی طور پر عمیق نگاہ سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کچھ یوں لگتا ہے کہ

شریعت کے تقاضوں کو آپ کامل و ثوق کے ساتھ پورا فرمایا کرتے تھے۔ آپ شریعت و سنت مطہرہ کے عاشق صادق تھے۔ آپ میں وہ صفات بدرجہ اتم پنہاں تھیں کہ جن کی تلقین حضرات مشائخ سلسلہ نقشبندیہ اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی ریا کارانہ رویہ اختیار نہ فرمایا۔ آپ بے لاگ صوفی و صافی تھے۔ آپ کی کتب و رسائل نثر و نظم ہماری اس بات کا نہایت واضح اور کامل ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ، آپ کے ایک مشہور شاگرد حضرت مولانا عبدالغفور لاری، آپ کے فضائل و اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی لمحہ بھی باطنی اشغال سے خالی نہ گزرتا اور

آپ.....

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ: ”ایسے لوگ جنہیں نہ تو تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے روکتی ہے۔“^①

کی مجسم تصویر تھے۔ آپ کا ظاہر خلق حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ رہتا تھا۔ یہ کہ حوادث روزگار آپ پر اثر انداز نہ ہوا کرتے تھے۔

مخالف (مزاج اور طبع کے) لوگ آپ کی مجلس شریف میں فتنہ انگیز گفتگو کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ انہیں کبھی بھی درخور اعتنا نہ سمجھا کرتے تھے، اور اگر کبھی آپ نے انہیں درخور اعتنا جانا بھی تو وہ پادر ہوا ہو کر رہ جاتیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہم“ کا حسن یہ ہے کہ ہر مقام پر ہر کسی کے ساتھ برتاؤ کیا جاسکتا ہے۔

شعر نمبر ۱:

سَرِ رِشْتَهُ دَوْلَتِ اِی برادر بکف آر

وین غم گرامی بخسارت مگذار

ترجمہ: ”اے بھائی! آپ تعلقات کو ملا کر رکھیے، اور اس عمر عزیز کو خسارے میں مت بسر

کیجیے۔“

شعر نمبر ۲:

دائم ہم جا باہم کس درہمہ کار

میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

ترجمہ: ”اے بھائی! آپ ہمیشہ ہر جگہ ہر کسی کے ساتھ، ہر کام میں تعلق خاطر رکھیے (مگر)

چشم دل کو یار کی جانب مبذول رکھیے گا۔“

چنانچہ آپ نے حضرات مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کے تصوف و سلوک کے عظیم القدر مراتب و منازل کے ساتھ ساتھ عظیم المثال اخلاق کو بھی علمی اور عملی طور پر پیش نظر رکھا۔

آپ مشتبهات اشیا اور امور سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔

یہی سبب ہے کہ اگر آپ معاصر سلاطین و حکام کے دسترخوان پر بھی کوئی مشکوک شے کو دیکھ لیتے تو اکثر اوقات آپ کے لیے دوسرا کھانا منگوا لیا جاتا تھا وگرنہ آپ بقدر ضرورت کھانا تناول فرما کر ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے، اور پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے کہ

”جب کبھی ایسا امر واقع ہوتا ہے۔ تو طبیعت چند روز تک مکدر رہا کرتی ہے۔ ان کی اپنی مجلس میں بھی ایسی ہی ہوتا کہ اگر کوئی چیز اس نوعیت کی ہوتی تو اکثر اوقات خود ان کے لیے دوسرا کھانا لایا جاتا مگر اس طرح کہ اہل مجلس کو پتہ نہ چلتا اور وہ بدگمان نہ ہوتے..... آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد وہ ایک ساعت، جماعت کے ساتھ بیٹھتے۔ جب مجلس سے اٹھتے تو ایک ساعت سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف رہا کرتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ استراحت سے قبل یہ اشغال بہت اہم ہیں۔ تاکہ ان کی برکت تمام شب رہے۔ آپ اشغال و اوراد سے فارغ ہوتے تو استراحت فرماتے۔“

ذکر و مراقبہ:

شروع شروع میں آپ استراحت کم کیا کرتے تھے۔ بلکہ صبح تک بیدار رہ کر نماز اور مراقبہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔

لیکن آخری عمر میں شب کے تیسرے پہر ضرور بیدار ہو جایا کرتے اور پھر نماز و مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ صبح کا اذکار و اشغال کی برکت سارا دن رہتی ہے۔ نماز فجر کے لیے دوبارہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر مراقبہ میں چلے جاتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ تک آجاتا۔ دن کے باقی اوقات وہ مراقبہ، تصنیف و تالیف اور مطالعہ میں بسر فرماتے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراقبہ، اشغال اور اوراد کا طریقہ:

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کی صورت میں نشست فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ و سبحانہ اور مخلوق کی تعظیم کے لیے ان کی کوشش ہوتی کہ قبلہ رو ہو کر نشست فرمائیں۔ زیادہ تر آپ زمین پر نشست فرمایا کرتے تھے، اور کھلے بازوؤں والی قبا پہنا کرتے تھے۔ لباس کی زیبائش میں منفرد ہوا کرتے تھے۔ مگر لباس جس وضع کا پہنا کرتے تھے وہ دلکش ہی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ، آپ کبھی قبا پہنتے کبھی جبہ، کبھی سر پر عمامہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں!.....!

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی خاصیت:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی ایک خاصیت یہ تھی کہ جو بھی ان کی صحبت میں جاتا

اسے خواہ کس قدر انقباض و ملال (دل گرفتگی اور رنج) ہوتا وہاں پہنچ کر رفع ہو جاتا اور وہ شخص وہاں سے انبساط اور خوشی کی حالت میں واپس لوٹتا۔

جو کوئی بھی آپ کی خدمت میں آتا ادنیٰ ہوتا خواہ اعلیٰ، آپ بیٹھے رہتے اور اس بات کا انتظار کرتے کہ پہلے وہ شخص اٹھے (پھر آپ خود اٹھتے)۔ اس عادت پر قائم رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بعض امراض کا شکار ہو گئے۔

عادات و اطوار:

آپ کی کوشش کچھ یوں ہوا کرتی تھی کہ مجلس میں نیچے بیٹھیں اور جہاں تک ممکن ہوتا آستانے پر نشست فرمائے رہتے، اور کھانے میں ادنیٰ ترین لوگوں کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کھانے پینے میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہ برتتے تھے بلکہ تکلفات سے بالا کھانوں سے رغبت رکھتے تھے۔

ریا کارانہ روش سے اجتناب:

جس کام میں ریا کا شائبہ ہوتا وہ حضرت سے سرزد نہ ہوا کرتا۔ اگر کسی شخص کو دنیوی امور میں حاجت مند دیکھتے۔ البتہ، ایسی حاجت جو محض ہوائے نفس کی بنا پر نہ ہو تو آپ خاموشی سے اسے پورا فرما دیا کرتے تھے۔

لیکن اگر وہ ضرورتِ نفسانی ہوتی تو آپ قطعی توجہ نہ دیا کرتے تھے۔ آپ ریا کو اپنے قریب بھٹکنے بھی نہ دیا کرتے تھے۔

لوگ آپ کے معتقد ہوں یا کہ منکر، آپ کو اس سے قطعاً غرض نہ ہوا کرتی تھی، اور نہ ہی لوگوں کی محض توجہ حاصل کرنے کے لیے ریا کی اجازت دیتے۔

رفاہ عامہ کے کام:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر کفالت افراد کی دنیوی ضروریات سے جو کچھ بچ جایا کرتا تھا، آپ اسے بھلائی کے کاموں پر خرچ کر دیتے تھے۔

انہوں نے ہرات میں اندرون شہر ایک مدرسہ تعمیر کرایا۔ خیابان میں مدرسہ اور خانقاہ، اور جام میں ایک جامع مسجد تعمیر کروائی ”مدرسہ خیابان“ جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہی واقع ہے، اکثر املاک اس کے لیے وقف ہیں۔

طبیعت و مزاج:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ محافل میں بہت کم باتیں کرتے تھے۔ بلکہ آپ فرماتے؛ دوستو!

تم ہی بات کرو! از خود ہمارے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ، دوست و احباب باتیں شروع کرتے تب حضرت بھی بیچ میں کوئی بات کہہ دیتے۔ کبھی کبھار خوش طبعی بھی فرماتے۔ ایک شب فرمانے لگے کہ جو دوست و احباب بھی مل بیٹھتے ہیں انہیں آپس میں گھل مل جانا چاہیے اور اپنی خوشی اور لذت کو کم بانٹنا چاہیے.....! ①

جلوت و خلوت:

خلوت میں آپ روضہ کی زبان پر سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر اور حقائق و معارف جاری رہا کرتے۔ ایسے لوگ جو سلسلہ نقشبندیہ سے باہر ہوتے ہر چند وہ صاحب فضل و کمال ہوتے مگر ان کے سامنے اس قسم کی باتیں زبان پر نہ لاتے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

جامی روضہ غمِ دوست را بعالم ندہی
 باہر کہ نہ اوست شرح این غم ندہی
 ترجمہ: ”اے جامی! آپ دنیا کو دوست کا غم نہ دینا! کہ وہ شخص کہ جسے اس غم کا حال معلوم نہیں ہے، اسے یہ غم نہ دینا۔“

شعر نمبر ۲:

مرغِ غم اذ بحیلہ شد با رام
 خاموش کہ مرغِ رام را دم ندہی
 ترجمہ: ”اس (دوست) کے مرغِ غم کو ہم نے بحیلہ رام کیا کہ خاموش رہیے کہ مرغِ رام کو آپ چارہ کار نہ دیجئے۔“
 ہم انہیں سطور پر باب ۱۳ کو ختم کرتے ہیں۔

① کلمہ حواشی نجات الانس از جناب مولانا عبدالغفور لاری روضہ بر صفحات: ۱۵-۱۶ وغیرہ ”خیابان“ ہرات کے قریب واقع ایک علاقہ ہے۔ اس کی تاریخ کے لیے ملاحظہ کیجئے: (خیابان) از لکری مسجوتی روضہ مطبوعہ: کابل: ۱۳۳۳ شمسی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے ہاں عزتِ نفس کا مقام اور استغنا و بے نفسی

عموماً مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اس حیاتِ دنیوی میں اگر کوئی انسان وقت کے ساتھ ساتھ کوئی جاہ و منصب یا کروفر حاصل کر لیتا ہے۔ تو دنیوی معاملات میں وہ اپنے ابنائے جنس سے بے راہ روی برتنے لگتا ہے، اور وہ حرص و آرزو کے ناخن تیز کر لیتا ہے، اور پھر دنیوی اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے اپنے ابنائے جنس پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا چلا جاتا ہے، اور اپنی حرص و آرزو کو پورا کرنے کی خاطر اپنے دستِ ظلم کو انتہائی حد تک دراز کرتا چلا جاتا ہے، اور یوں فرعون بے سامان بن کر دنیائے فانی سے رہگزر رائے عالمِ عاقبت ہو جاتا ہے، اور یوں اپنی عاقبت کو ہمیشہ کے لیے قعرِ مذلت میں گرا دیتا ہے۔

فیاللعجب! یہ دنیائے دولت پرست اور حقیر ہے۔ یہ ہر لمحہ ایک نیا شکار ڈھونڈتی چلی جاتی ہے، اور جاہ و منصب اور کروفر کی حرص ہر آنے والے انسان کو عالمِ عاقبت میں پھینکتی چلی جاتی ہے مگر بے سود۔

دینِ اسلام نے دنیائے انسانیت کے سامنے نظام و نظریہ خلافتِ الہیہ جو پیش فرمایا تو اس کی اعلیٰ و پاکیزہ تعلیمات کے علمی و عملی پہلو نے انسانیت کی اخلاقی اصلاح میں نہایت عمدہ کردار ادا کیا ہے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ جب تک کوئی انسانی معاشرہ بہترین اخلاقی بنیادوں پر استوار نہ ہو تو اس معاشرہ کی کوئی قدر بھی درست صورت نہیں اختیار کر پاتی۔ اور پھر اس معاشرہ کا ایک فرد بھی یقیناً بہترین اخلاقی انسان نہیں بن پاتا ہے۔

اخلاق کے علمی و عملی پہلوؤں کو اختیار کیے بغیر انسانی معاشرہ کا روحانی پہلو فوت ہو جاتا ہے، اور انسانی معاشرہ سانپوں اور بچھوؤں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ کہ جہاں پر اور تو تمام کچھ نظر آتا ہے مگر ایک حقیقی انسان از روئے اخلاق ڈھونڈنے سے بھی نظر نہ آتا ہے۔

یاد رکھیے کہ عمدہ اخلاق کے لیے عزتِ نفس و استغنا و بے نفسی کے مراتب سہ گانہ کا حصول نہایت ضروری ہے ان کے سوا کوئی بھی چارہ کار نہ ہے۔

چنانچہ، ہم صاحبِ سوانح حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں ان مذکورہ بالا صفات کو

بدرجہ اتم پاتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر اہم صفات میں ہم درج ذیل عناوین کو عملاً پاتے ہیں۔

① عزت نفس

② استغناء یعنی بے نفسی

③ حرص و طمع سے اجتناب

سب سے اول بات تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے لیے باعث صد افتخار تو یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو کبھی معاشرے کے دوسرے افراد کا محتاج نہیں بنایا، اور نہ ہی جاہل اور حریص صوفیا کی طرح دوسروں کے سامنے کبھی دست سوال دراز کیا۔

بلاشک و شبہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ گفتار و کردار کے صوفی تھے۔ چنانچہ، نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار و گفتار سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس انداز و روش کی نہایت واضح طور پر غمازی ہوتی ہے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس انداز و روش کی نہایت واضح طور پر غمازی کی ہے۔

عزت نفس:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عزت نفس کے مقام کا درج ذیل واقعہ واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ، جناب علی بن حسین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ اپنی موقر کتاب موسومہ (رشحات عین الحیات) میں تحریر کرتے ہیں کہ

”اوائل زندگی میں ایک دن مولانا شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا معین رحمۃ اللہ علیہ کہ جو باہم بیٹھ کر علمی بحث کیا کرتے تھے، وظیفہ حاصل کرنے کے لیے اکٹھے شاہرخ کے بعض امرا کے ہاں گئے۔ وہ لوگ انہیں (جامی رحمۃ اللہ علیہ) بھی بازو سے پکڑ کر زبردستی ہمراہ لے گئے۔ امیر کے دروازے پر کچھ دیر انتظار کیا (پھر کہیں شرف باریابی ملا) ملاقات کے بعد جب یہ لوگ باہر نکلے تو آپ نے بزرگوں کا ایک قول فرمایا کہ اچھا امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازے پر آئے، اور برا فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازے پر جائے۔“

چنانچہ اس کے بعد آپ کبھی بھی ارباب جاہ و دنیا کے دروازے پر نہیں گئے۔

فقر وفاقہ اور صبر و قناعت:

ہمیشہ فقر وفاقہ میں بھی صبر اور قناعت سے کام لیا۔ حضرت شیخ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل اشعار آپ پر کس قدر صادق آتے ہیں۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

چون بعہد جوانی از بر تو
بدر کس ز فتم از در تو
ترجمہ: ”اے محبوب! ہم عہد جوانی میں بھی آپ کے در کو چھوڑ کر کسی کے در پر نہیں گئے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

ہمہ را بر ورم فرستادی
من نمی خواستم تو میدادی

ترجمہ: ”اے محبوب! کہ آپ نے تمام کو میرے در (دروازے) پر بھیج دیا ہے کہ ہم تو آپ کی داد و دہش کے طلب گار نہیں ہیں۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جوانی میں کبھی خود کو ذلیل و خوار نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ ہرات اور سمرقند کے اکثر فضلا و علما، قاضی روم رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خواجہ علی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پیدل چلتے۔

ہم نے کبھی ایسے لوگوں سے تعاون نہیں کیا، اور نہ مدرسین کی عادت کے مطابق ہمیں ان کی ملازمت سے کوئی دلچسپی ہے۔ اسی لیے ہمارے وظیفہ کے وصول میں مشکلات پائی جاتی تھیں۔

حواشی:

شرافتِ نفس:

چنانچہ، ہم یہاں پر قارئین کی معلومات کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام منظوم میں سے چند اشعار نقل کرتے ہیں کہ جو آپ کی شرافتِ نفس اور خودداری و استغنا کا پتہ دیتے ہیں۔

خردنامہ اسکندری از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

طلب را نمی گویم انکار کن
طلب کن و لیکن بہنجا کن

① ملاحظہ کیجئے: (رشحات بین الامیات) از جناب علی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ (دص..... ۲۳۸)۔ ۱۔ غالباً، مولانا کمال الدین شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۸۸۸ / ۱۳۸۳ء) مراد ہیں۔ آپ نہ صرف ایک عظیم القدر عالم دین تھے۔ بلکہ سلطان ابوسعید نے آپ کو ہرات میں مالی امور کا بھی محتسب مقرر کر رکھا تھا۔ ملاحظہ کیجئے: (حبیب السیر)؛ (۱۰۸:۴) ۲۔ غالباً، مولانا عصام الدین داؤد خوامی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ آپ کو سلطان ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ سلطان محمود مرزا رحمۃ اللہ علیہ کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ”حاشیہ شرح ہمسیہ“ آپ کی تصنیف ہے۔ ملاحظہ کیجئے: (حبیب السیر) (۱۰۶:۴..... ۱۰۷)؛ ارک: معین تونی: صفحہ: ۱۳۲۔

ترجمہ: ”ہم آپ سے کچھ بھی طلب نہیں کرتے ہیں۔ انکار چہ معنی دارد؟ آپ طلب فرمائیے مگر! دستور کے مطابق۔“

شعر نمبر ۲:

بمردار جوئی چوکر کس مباح
گرفتار ہر ناکس وکس مباح

ترجمہ: ”آپ مردار ڈھونڈھنے میں کرگس (گدھ) کی طرح نہ ہو جائیے کہ آپ ہر خاص و عام کی محبت و چاہت میں گرفتار نہ ہو جائیے۔“

شعر نمبر ۳:

پی لقمہ چون سگ تملق مکن
بفتراک دو نان تعلق مکن

ترجمہ: ”یہ کہ آپ لقمہ کے لیے کتے کی مانند عادت نہ اختیار کیجیے گا کہ شکار بند (فتراک) میں دو نان پر انحصار نہ کیجیے گا۔“

شعر نمبر ۴:

رہان گردن از باغل طمع
فشان دامن از خار ذل طمع

ترجمہ: ”آپ (اپنی) گردن کو طمع کے طوق سے رہا کر دیجئے کہ آپ اپنے دامن سے طمع کی ذلت کے خار کو چھاڑ دیجئے۔“^①

مثنوی ”سبحة الابرار“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک انسان کی طبعی و فطری شرافت نفس اور پھر اس کے مقام و مرتبہ کی عظمت و جلالت پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی ”سبحة الابرار“ میں انسان کو مخاطب کرتے ہوئے لسان شعر میں نصیحت فرمائی ہے کہ

① ملاحظہ کیجئے: (خردنامہ اسکندری) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (ص ۹۳۲)۔

شعر نمبر ۱:

ای گل تازہ کہ از باغِ است
بجہان آمدہ ای دَسْتِ بدست
ترجمہ: ”اے انسان (گل تازہ) کہ آپ باغِ است (گلستانِ جنت) سے جہانِ دنیا میں
ہاتھوں ہاتھ چلے آئے ہو۔“

شعر نمبر ۲:

پردہ سبز فلکِ غنچہ تست
باشد این جامہ بقدرِ ز تو چست
ترجمہ: ”پردہ سبز میں (نیلگوں آسمان) آپ کے لیے غنچہ امید ہے کہ یہ لبادہ آپ کے قد
کے لیے موزوں ہوگا۔“

شعر نمبر ۳:

باغبان گرچہ کند غنچہ ہوس
قصد او جلوہ گلِ باشد و بس
ترجمہ: ”باغبان گرچہ غنچہ کی جس قدر بھی ہوس کرے تو پھر بھی اس کا قصد و ارادہ صرف غنچہ
کے حسن کو اجاگر کرنا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

گلِ ثوئی زین چمن وغیر تو خار
شیوہ خار پرستی بگزار
ترجمہ: ”آپ (اس جہانِ دنیا) کے گلستان میں پھول کی مانند ہیں، اور آپ کے ماسوا کا ثنا
ہے کہ آپ خار پرستی (یعنی جہانِ دنیا) کی چاہت کو چھوڑ دیجئے۔“

شعر نمبر ۵:

گلبن اندر دہت از خارِ درشت
کہ بکف زر کشدو گاہِ بمشت
ترجمہ: ”گل سرخ کی شاخ (گلاب کے پھول کی شاخ) آپ کے راستہ میں ہے۔ خاردار
(کانٹے) کے ساتھ کہ کبھی تو وہ ہتھیلی میں چبھ جاتی ہے (یا آجاتی ہے) اور کبھی مٹھی میں۔“

شعر نمبر ۶:

غنچہ مشتی است ز زر گل چو کفی
پی ایثار تو ازہر طرفی

ترجمہ: ”غنچہ آپ کی مشتی میں ہے کہ جیسے پھول کی پتیاں آپ کی کف دست پر کہ آپ کو ہر طرف سے اپنی جانب مائل کرنے کے لیے ہیں۔“

شعر نمبر ۷:

چشم زگس بتامشای تو باز
نای بلبل ز نوای تو بساز

ترجمہ: ”زگس کے پھول کی آنکھ (یعنی کھلنا) آپ کی دید کے لیے وا ہے کہ بلبل کا چہچہانا آپ کی ہمنوائی کی خاطر ہے۔“

شعر نمبر ۸:

یا سخن بزم تر الخلدہ سای
نارون فرق ترا چتر گشای

ترجمہ: ”چنبیلی (یا سمین) کے پھول نے آپ کی بزم میں پازیب بن کر بوسہ دیا ہے کہ بلبلوں کی خوشنوائی نے گویا کہ چہچہے سے آپ کے سر پر چتر شاہی کو پھیلا دیا ہے۔“

شعر نمبر ۹:

سبزہ در آرزوی مفرشیت
باد فرسند بہ محل کشیت

ترجمہ: ”سبزہ آپ کی آرزو میں آپ کا فرش راہ ہے کہ ہوا خوشی کے ساتھ آپ کے لیے محل کی طرح بچھی جاتی ہے۔“

شعر نمبر ۱۰:

محملت راست بہر پیش و پی
لالہ از بانگ فادہ جری

ترجمہ: ”سبزہ کی محمل آپ کے آگے اور پیچھے بچھی ہوئی ہے۔ جبکہ لالہ کے پھول کھل کر باواز بلند آپ کے لیے صدائے جرس دے رہے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۱:

آئینہ روی ترا آب زلال
شانہ کش موی ترا بادشال
ترجمہ: ”آپ کے چہرے کی چمک صاف و شفاف پانی کی طرح ہے کہ بادشال آپ کے
بالوں کے لٹوں کو شانہ پر بکھیرنے والی ہے۔“

شعر نمبر ۱۲:

طرفہ حالی کہ زخیل تو ہمہ
وندریں بزم طفیل تو ہمہ
ترجمہ: ”عجیب حال تو یہ ہے کہ یہ تمام کچھ گروہ آپ ہی کے ساتھ وابستہ ہے، اور پھر اس
بزم میں جو کچھ بھی ہے وہ آپ ہی کے توسط سے ہے۔“

شعر نمبر ۱۳:

تُو ز حال ہمہ پوشیدہ نظر
گشتہ مشفوف دو سہ خردہ زر
ترجمہ: ”آپ تمام کے پوشیدہ احوال پر نظر رکھتے ہیں کہ ان (لوگوں کو دو تین زر کے
ریزوں (سکوں) نے شغف میں ڈال رکھا ہے۔“

شعر نمبر ۱۴:

می زند بر ممک آگہیت
گونہ زرد زر دہدیت
ترجمہ: ”آپ کے ساتھ آگہی (تعلق خاطر) سر بہ سر آزمائش ہے کہ دستور کے مطابق آپ
زرد، زر (یعنی سونا) ہدیہ عنایت کرتے ہیں۔“

شعر نمبر ۱۵:

بس بود وجہ تُو ایں زردی ردی
سرخ روی ز زر خواجہ مجوی
ترجمہ: ”آپ کے چہرہ کی یہ زردی ختم ہوتی چلی جاتی ہے کہ خواجہ (بزرگ) کے زر
(سونے) کی سُرخ روی کی آپ مت خواہش کیجیے۔“

شعر نمبر ۱۶:

چون بنفشہ قد خود ساختہ خم
گر سر افگندہ نشینی و درم

ترجمہ: ”بنفشہ کی مانند آپ کا قد خمیدہ ہو چکا ہے کہ اگر سر جھکائے بیٹھے ہیں یوں افسردہ خاطر۔“

شعر نمبر ۱۷:

بہ کہ افقی چو گل از خندہ پشت
غافل از سرزنش خار درشت

ترجمہ: ”بہتر ہے کہ آپ اس طرح (لوٹ پوٹ ہو کر) گر پڑیں کہ جیسے پھول مسکراہٹ کے سبب سے پشت کے بل گر پڑتا ہے کہ وہ سخت (کھردرے) کانٹے کی سرزنش سے غافل ہو کر ایسا کرتا ہے۔“

شعر نمبر ۱۸:

دستِ خالی ز درم یا دینار
گر سر افراز شوی ہچو چنار

ترجمہ: ”آپ کا ہاتھ درم یا دینار ہو جاتا ہے۔ اگر آپ چنار کے درخت کی مانند سر افراز ہونے کے خواہش مند ہیں۔“

شعر نمبر ۱۹:

یہ کہ با خار و خس آئی ہمسر
مشت چوں غنچہ پُر از خردہ زر

ترجمہ: ”بہتر ہے کہ کانٹے اور گھاس آپ کے ہمنوا ہو جائیں! مشت بھر تھوڑے سے سونے کے سکوں کی تھیلی کے۔“^①

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ناممکنات اور استغنا:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک قطعہ بند میں ناممکنات کا ذکر فرماتے ہوئے استغنا کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

① ملاحظہ کیجئے: (سبحۃ الابرار) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۳۹۰) (عقد یازدہم) وہاں پر مذکورہ بالا آخری جملے عدد اشعار موجود نہیں ہیں۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بد ندان رخنہ در پولاد کردن
 بناخن را در خار آ بریدن
 ترجمہ: ”دانتوں کے ساتھ فولاد کو کاٹنا ہے کہ ناخن کے ساتھ کانٹوں کو کاٹنا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

فرو رفتن بآتش دان نگو ناز
 پلک دیدہ آتھپارہ چیدن
 ترجمہ: ”آتش دان کے ساتھ خمیدہ کمر ہو کر جھک جانا ہے کہ آنکھ کی پلک سے انگارہ کو چننا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

بفرق سر نہادن صد شتر بار
 زمشرق جانب، مغرب دویدن
 ترجمہ: ”سر پر سواونٹوں کا بوجھ اٹھانا ہے۔ مشرق سے مغرب کی جانب دوڑ پڑنا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

بسی بر جامی آسان تر نماید
 کہ بار منت دو نان کشیدن
 ترجمہ: ”جامی پر بہت کچھ آسان تر لگتا ہے۔ اس سے آپ دو نان کے لیے احسان اٹھائیے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک قصیدہ میں استغنا اور علو ہمتی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

لب نیا لایند اہل ہمت از خوان خسان
 در خور دندان انجم گروہ ماہ و خوراست

① ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی) (مجموعہ بخش): ص: ۱۵۳۵!

ترجمہ: ”اہل عزم و ہمت اپنے لب کو ذلت کے دسترخوان سے لٹھڑا کرتے ہیں کہ بے اعتنائی روار کھنے والے ماہتاب کے ستاروں اور خورشید کی محفل کو نہیں جانتے۔“

شعر نمبر ۲:

طامعان از بہر طمعہ پیش ہر خس سر نہند

قانعا نرا خندہ بر شاہ و وزیر کشور است

ترجمہ: ”طامع (حریص) لوگ لقمہ کے لیے ہر ذلیل کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں کہ قانع (صاحب قناعت) بادشاہ اور وزیر سلطنت پر مسکراتے ہیں۔“

شعر نمبر ۳:

ماکیاں از بہر دانہ می برد سر زیر کاہ

قہقہہ بر کوہ بر در شیوہ کبک و راست

ترجمہ: ”مرغیاں دانہ کی خاطر اپنا سر گھاس کے نیچے لے جاتی ہیں کہ چکور کا پہاڑ پر قہقہہ لگانا راست ہے اور یہ اس کا شیوہ ہے۔“^①

لیکن باوجود ان تمام مذکورہ بالا اشعار اور مضامین خیال کے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ان تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں کے نیز شرافت نفس اور استغنا کے باوجود سلاطین وقت کی مدح و ستائش میں اپنا قلم کیوں آلودہ کیا؟ اور پھر قصیدہ گو شعرا کی طرح کہ جن کا مقصد اعلیٰ، صلہ میں سیم و زر، اور چند سکے حاصل کرنا ہوتا ہے، آپ نے مدحیہ قصائد کیوں ترتیب دیئے۔

تو پھر اس اعتراض کے جواب میں پروفیسر ”آگسٹ بریکٹو“ استاد دانشگاہ یژرا کے اس نظیر کو دہرائیں گے کہ جو انہیں نے مثنوی ”سلامان و ابسال“ کے فرانسیسی مقدمہ (مطبوعہ پریس ۱۹۱۱ء) میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب مذکور تحریر کرتے ہیں کہ

”اپنے ممدوحین کی شان میں بڑی آب و تاب سے قصائد ترتیب دینے پر جو لوگ حضرت

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض اٹھاتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔ انہیں یہ تسلیم کرنا

پڑے گا کہ اس قسم کے اشعار میں شاعر کو محض شعری فن و صنعت پیش کرنا مقصود رہا ہے۔

دراصل مشرق کے شاعروں کا یہ المیہ رہا ہے کہ وہ یورپ کے ادبا کی طرح شروع سے لے کر آج تک

قلم کی کمائی جسے اب قانونی نام ”رائلٹی“ دے دیا گیا ہے، سے اپنے اقتصادی مسائل حل نہیں کر سکے۔

① ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (مجموعہ بخش) ص: ۱۲۷

لہذا اس عہد کے لکھنے والوں کے لیے ناگزیر تھا کہ وہ اپنی تحریروں میں امرا اور سلاطین کا نام عزت و احترام سے لیں تاکہ ان کے خوانِ کرم سے کچھ صلہ پاسکیں۔ ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جابر بادشاہوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کے لیے اپنے قلم سے مدد لیں۔ چنانچہ، اس کے نتیجے میں وہ عہد حاضر کے لکھنے والوں کی نسبت زیادہ آسودہ حال تھے۔ کیونکہ انہیں تو اپنے مدح سرا قلم سے ایک ایسے ”اہرمن“ کو متوجہ کرنا ہوتا ہے کہ جس کے سوسر ہیں۔ پھر بھی اسے عوام کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قدیم شعرا وادبا صرف ایک بادشاہ کی خدمت میں قصیدہ پیش کر کے اتنا کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ بقیہ عمر میں نہایت فراغت اور آزادی کے ساتھ اپنے لطیف افکار اپنی دیگر تصانیف میں سمو سکتے تھے۔“

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

چنانچہ نقادوں کی اس نکتہ چینی پر مبنی اعتراض کا مسکت جواب بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے تیسرے دیوان کے ایک قطعہ بند میں ان اشعار کی صورت میں دیا ہے کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہست دیوان شعر من اکثر
غزل عاشقان شیدائی

ترجمہ: ”ہمارا دیوان شعر اکثر عاشقان شیدائی کی غزل پر (مشمتمل) ہے۔“

شعر نمبر ۲:

بافنون نصاب است و حکم
منیغث از شعور دانائی

ترجمہ: ”یہ دیوان (علم کی شاخ) نصاب اور حکم پر مشتمل ہے کہ یہ دانائی کے شعور کو ابھار دینے والا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

ذکر دو نان نیابی اندر وی
کان بود نقد عمر فرسائی

ترجمہ: ”اس (دیوان) میں آپ دونان (یعنی در یوزہ گری کے لیے) ذکر نہ پائیں گے کہ (علم و حکمت کی) کان (معدن) ہے کہ یہ ہماری عمر بھر کی پونجی ہے۔“

شعر نمبر ۴:

مدح شاہانِ در او باسدا ست
نہ ز خوش خاطری و خود رائی

ترجمہ: ”اس دیوان میں بادشاہوں کی مدح بطور درخواست کے ہے نہ کہ مدح سرائی اور خود نمائی کے لیے!“

شعر نمبر ۵:

امتحان را اگر ز سر تا پاش
بر روی صد رہ و فرود آئی

ترجمہ: ”اگر امتحان سر تا پا مقصود ہو تو (پھر) صد طرح سے باندھتے ہیں۔“

شعر نمبر ۶:

زان مداح بخاطرت نرسد
معنی حرص و آز پیائی

ترجمہ: ”اس دیوان کا مقصد آپ کی حسب خاطر مدحت طرازی نہیں ہے۔ (اس دیوان سے مقصود) لالچ و حرص نہیں ہے۔“

شعر نمبر ۷:

بچ جانبود آن مداح را
در عقب قطعہ تقاضائی

ترجمہ: ”اس دیوان میں ان مدحت طرازی سخن کے لیے کچھ بھی جگہ نہ ہے کہ آپ قطعہ بند کے آخر میں جس کا تقاضا کرتے ہیں۔“^①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۵ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ (مجموعہ بخش) برص: ۵۶۔

باب نمبر: ۱۶

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سادگی اور درویشی

تصوف و سلوک اور حقیقت و معرفت ربانی مسند فقر کی شرع و منہاج ہے۔ صوفی وہ ہے کہ جس میں عناوین تصوف و سلوک کے علمی و عملی پہلو پر یکساں عبور ہو اور پھر کشف و رشد اور اشارات باطنی میں اسے بے نفسی کی بنا پر ملکہ تامہ حاصل ہوا۔

اگر کوئی صوفی ظواہر شریعت و نسبت مطہرہ کا جس حد احترام بجالائے گا، اسی قدر اس کے کشف و رشد اور روحانی و باطنی اشارات میں انوار و تجلیات الہی کے اتھاہ فیضان کی آمد آمد ہوگی۔

جب تک بے نفسی کے ساتھ ساتھ سادگی اور درویشی کے مراتب نہ ہوں اور ایک متصوف کے ظاہری و باطنی حواس خمسہ فنا نہ ہو جائیں اسے علمی حقیقی کے درج ذیل مراتب سے گانہ حاصل نہیں ہو پاتے۔

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

تو یہ صوفی کی شرع اور منہاج میں ”حق الیقین“ یہی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ کا بخوبی جائزہ لینے کے بعد ہم کو یہ علم ہوتا ہے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام تر ظاہری و باطنی جاہ و جلال کے باوصف اور پھر معاصر سلاطین و اکابر کی جانب سے قابل احترام شخصیت ہونے کے باوجود بے حد سادہ اور بے تکلف درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

چنانچہ ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ آپ کا مادی وجود درویشی اور فقر میں بے نفسی کی بنا پر فنا ہو چکا تھا۔

اور

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا
”یعنی تم مرنے سے قبل مر جاؤ“

کے ”احوال و آثار سے کلی طور پر ذوق آشنا ہو چکے تھے، اور آپ کی ہستی حقائق و اسرار اور محامد و محاسن کے فضائل میں محو اور مستغرق ہو چکی تھی۔

پھر آپ کو اس حیات دنیوی کی مادی لذتیں محسوس کرنے اور عیش کوشی کی کبھی بھی فرصت نہ تھی۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روزمرہ کی زندگی کے مشاغل:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے مشہور و معروف شاگرد رشید، جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک الگ باب تحریر کیا ہے کہ جس میں وہ آپ کے عام چال چلن کا بطور اجمال ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ اس باب کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روزمرہ کی زندگی کا بیشتر وقت مفید کاموں، ذکر و اذکار، توجہ اور تہذیب نفس و تزکیہ باطن کے لیے حضرات صوفیائے کرام کے طریقے کے مطابق مراقبے میں گزارتے تھے۔

عوام کی تربیت اور خدمت خلق:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوقات کا ایک حصہ عوام کی تعلیم و تربیت اور اصلاح نفوس و باطن اور خدمت خلق پر صرف فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایسی زندگی طالب اور سالک طریقت کے لیے بلاشبہ مکمل نمونہ ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

”زیادہ تر وہ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) زمین پر بیٹھتے اور کھلے بازوؤں والی قبا پہنتے؛ لباس کی زیبائش میں آپ منفرد تھے؛ لباس جیسا بھی ہوتا، دلکش ہوتا۔ کبھی قبا پہنتے، کبھی جبہ، کبھی سر پر عمامہ رکھتے، اور کبھی نہیں۔ ان (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی تمام حرکات و سکنات پسندیدہ اور خوش آئند ہوا کرتی تھیں۔ ان کی گفتگو میں ملاحظت کا عنصر غالب ہوتا۔ ان کی زیادہ تر باتیں پر لطف اور ولولہ انگیز ہوتیں اور اکثر خوش طبعیاں فرماتے۔“^①

”مستہ الممتحیرین“ از جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ:

”جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب“ اپنی تصنیف (مستہ الممتحیرین) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی و انکساری و تواضع نیز سادگی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجیے: (تکلمہ حواشی لطحات الانس) از حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۱۹)۔ خوش طبعی کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنا دیوان ہجر اسود سے مس کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اب زم زم میں غوطہ دیتے تو زیادہ بہتر تھا!

”علوم ظاہری اور شاعری خود پسندی کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ اوصاف رکھنے کے باوجود رکھنے اپنے حلقہ اصحاب میں اس طرح نشست و برخاست کرتے، کہتے، سنتے، کھاتے پیتے، لباس پہنتے کہ جو لوگ ان کی شہرت سن کر ان کی زیارت کے لیے آتے وہ احباب کے مجمع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت تک نہ پہچان سکتے کہ جب تک ان کا تعارف نہ کروا دیا جاتا۔“

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان مذکورہ بالا صفات کی تائید اور تصدیق خود آپ کی اپنی تحریرات سے بھی ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنے قلم سے زہد، تواضع، فقر اور درویشی کی جو دعوت دی ہے وہ قلوب کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ جب تک کہنے والے کی سچائی و راستی کی گرمی، بات میں حرارت نہ پیدا کر دے تو وہ سامعین اور مخاطبین کے قلوب میں جوش و ولولہ پیدا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپ اس مقصد کے پیش نظر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل رقعہ ملاحظہ کیجیے جو کہ آپ نے ایک درویش کو تحریر فرمایا ہے۔ اس رقعہ کے اختصار و ایجاز سے بھی آپ کی بے حد تواضع و انکساری، مہربانی و تملطف اور ترک نفس کا مرتبہ نمایاں ہوتا چلا جاتا ہے۔

رقعہ:

سلام اللہ تعالیٰ رحمة اللہ وبرکاتہ علیکم بحیات مبارکات
ودعوات طیبات منبعث از کمال اخلاص و غایت اختصاص مطالعہ
نمودہ و غرام بہ تقبیل انامل شریفہ کہ اشرف مطالب است تصور
فرمودہ نیاز مندی این کمینہ را بسائر عزیزان بتخصیص فلاں،
فلاں برسانند و چون این فقیر از آن حقیر است کہ نامش
در آنحضرت بردہ آید یا از سلک ملازمان شہردہ شود!

نگویمت کہ سلامت بانجناب رسان

نیاز ذرہ مسکین بافتاب رسان

ولی درود دو چشم رد رسیدہ من

بخاک مقدم آن شاہ کامیاب رسان

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت اور اس کی برکات کے آپ مستوجب ہوں! مبارکباد کے سلام اور پاکیزہ دعائیں پر جوش طور پر کمال اخلاص اور انتہائی خصوصیت کے باوصف

مطالعہ سے گزرا، شوق و پشیمانی کے ہاتھوں قبول ہوا کہ آپ کا (والا نامہ) مطالب کے باوصف بلند مقاصد کا حامل ہے۔ آپ کی نیاز مندی کا تصور ہوا۔

سلام نیاز مندی اس بندۂ حقیر کی جانب سے تمام عزیزان بہ تخصیص فلاں و فلاں کو پہنچا دیجئے گا کہ جب یہ فقیر بے نوا باوجودیکہ اس قدر ناچیز ہے کہ پھر بھی اس کے نام کا ذکر بھی آنحضرت ﷺ کے حضور میں مذکور ہوا کہ اسے بھی حلقہ ملازمان (متوسلان) میں شمار کیا جاتا ہے۔

شعر نمبر ۱:

ہم آپ سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارا سلام (محبت) آنجناب کے (حضور) میں پہنچا دیجئے کہ اس ذرہ بے مقدار کا سلام نیاز (بندگی) اس آفتاب کے حضور میں پہنچا دیجئے۔

شعر نمبر ۲:

ہماری دو سفید چشم کا تحفہ (سلام نیاز) ہماری جناب سے قبول ہو کہ ہم اس شاہ کامیاب (وکامران) کے قدموں کی خاک ہوں۔^①

باب نمبر: ۱۷

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَحْمَةُ اللهِ اور خیر خواہی نیز نیکو کاری کا فطری

جذبہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَحْمَةُ اللهِ کے شمائل، خصائل اور فضائل کا ذکر ہم قدرے اجمال سے گزشتہ ابواب میں ہدیہ قارئین کر چکے ہیں۔ دنیائے انسانی میں خیر خواہی اور نیکو کاری کا جذبہ ناگزیر اور اہم ہے۔ کوئی بھی انسانی معاشرہ اس وقت تک مہذب و عمدہ اخلاقی محاسن و محامد سے آراستہ و پیراستہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ جب تک اس معاشرہ کے افراد میں باہمی خیر خواہی اور نیکو کاری کا فطری یا اکتسابی جذبہ بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔

بقول شاعر:

آدمیت احترام آدمی

باخبر شو از مقام آدمی

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَحْمَةُ اللهِ کے ”احوال و آثار“ پر نہایت غور سے نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت میں خیر خواہی اور نیکو کاری کا جذبہ اتناہ طور پر موجزن تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن و سنت میں بھی خیر خواہی اور نیکو کاری و بھلائی کی جانب بدرجہ اتم توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ اس جذبہ خیر خواہی اور نیکو کاری کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَحْمَةُ اللهِ کی شخصیت میں خیرات و فیوض و برکات کی صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ گویا کہ آپ منبع خیرات و برکات تھے۔ آپ ہمیشہ معاشرہ کے کمزور اور بے سہارا افراد کا ہاتھ تھام لیا کرتے تھے۔

مظلوموں کی حمایت اور عاجزوں کی امداد فرماتے تھے۔ چنانچہ، نیکو کاری، محبت و ایثار پیشگی، محکوموں پر رحم، اور پھر گم کردہ راہ کی تعلیم نہ صرف آپ کی تحریرات میں ہمیں نظر آتی ہے بلکہ آپ بذات خود بھی ان تمام صفات میں سب کے لیے بدرجہ اتم نمونہ عمل تھے۔ آپ کے نامور شاگرد جناب مولانا عبدالغفور لاری رَحْمَةُ اللهِ رقمطراز ہیں کہ

”اگر کسی کو دنیوی امور میں حاجت مند پاتے، ایسی حاجت جو کہ محض ہوائے نفس کی وجہ

سے نہ ہو تو اسے خامشی سے پورا کر دیتے تھے۔ لیکن اگر وہ ضرورت نفسانی ہوتی تو بالکل توجہ نہ دیتے۔ ریا ان کے قریب بھی نہ گزرا تھا۔ لوگ آپ کے معتقد ہوں یا کہ منکر آپ کو اس سے قطعی غرض نہ تھی اور نہ ہی محض لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے وہ ریا کرتے۔ حضرت کے زیر کفالت افراد کی دنیاوی ضروریات سے جو بچ جاتا اسے بھلائی کے کاموں پر صرف کر دیتے تھے۔ انہوں نے ہرات میں اندرون شہر ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ خیابان میں ایک مدرسہ اور خانقاہ اور جام میں جامع مسجد تعمیر کروائی۔ مدرسہ خیابان جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہی واقع ہے۔ اکثر املاک اس کے لیے وقف ہیں۔ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص کہہ رہا تھا کہ میں نے فلاں کام خالصاً لہذا کیا ہے تو آپ نے فرمایا؛ غالباً وہ شخص اخلاص کا مفہوم نہیں سمجھتا۔^①

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور رقعات:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مکتوبات اور رقعات جو کہ آپ نے سلاطین وقت، وزرا اور ارکان حکومت کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان مکتوبات اور رقعات سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ انہیں خلق خدا پر رحم و شفقت، مدد کرنے نیز ان پر دست ظلم و ستم کو دراز کرنے کو ترک کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

مثلاً: ایک وزیر کے نام حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا رقعہ ملاحظہ کیجیے کہ جس سے آپ کے لہجے کی صداقت اور حسن نیت عیاں ہوتی ہے۔

رقعہ:

بعد از عرض اخلاص بلسان محبت و اختصاص، معروض آنکہ قرب سلطان صاحب قدرت و مجال قبول سخن در آنحضرت نعمتی بزرگ است۔ و شکر آن نعمت صرف اوقات و انفاس است، بمصالح مسلمانان و رقع مفسد ظالمان و عوانان۔

اگر ناگاہ عیاذاً باللہ طبع لطیف را از مہر آن شغل گرانی حاصل آید و خاطر شریف را پریشانی روی نماید تحمل آن گرانی را در کفہ

① ملاحظہ کیجیے: (مکملہ حواشی نجات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۲۰)۔

حسنات وزنی عظیم خواهد بود و مصابرت بر آن پریشانی را در
جمعیت اسباب سعادت دخی تمام“

شعر نمبر ۱:

راحت و رنج چون بود گزران
رنج کش بہر راحتِ وِگران

شعر نمبر ۲:

ز آنکہ باشد بزرعِ اُمید
رنجِ تو تخمِ راحتِ جاوید

حق سبحانہ و تعالیٰ توفیق دستگیری از پای افتادگان و پایمردی
عنان از دست دادگان زیارت گرداناد۔ والسلام والا کرام
ترجمہ: ”بعد از پر خلوص گزارش، کہ جو بزبان محبت و اخلاص ہے۔ عرض احوال یہ کہ صاحب
قدرت بادشاہ کا قرب حاصل کرنا اور قبول گزارش کی جرات کے پیش نظر کہ آنحضرت کی
نعمت بزرگ حاصل ہے، اور اس (نعمت) کا شکر ادا کرنے کی خاطر اوقات و انفاس
چاہیے۔

مسلمان کے مصالح امور (نیکو خواہی) اور ظالموں اور دشمنوں کے مفاسد کو (دور کرنا ہے)۔ اگر نعوذ
باللہ! اچانک (آپ ﷺ) کی طبع نازک پر اس شغل کا تسلسل گرانی طبع پر مبنی ہے، اور مزاج مبارک کے
لیے موجب پریشان خاطر ہے کہ اس گرانی طبع پر تحمل کر لینا ہاتھ کی ہتھیلی پر با وزن عظیم حسنات کے
مترادف ہوگا، اور (پھر) اس پریشان خاطر پر صبر کر لینا اسباب سعادت کی جمعیت کے لیے دخل تمام
رکھتا ہے۔

ترجمہ شعر نمبر ۱:

”راحت و رنج کا جب اس طرح سے گزر ہو جائے۔ (تو پھر) آپ دوسروں کی راحت
(و آرام) کی خاطر رنج (تکلیف) برداشت کر لیجئے گا۔“

ترجمہ شعر نمبر ۲:

”یہ کہ اس وقت وہ امید کی کھیتی بن جائے گی کہ آپ کا رنج اٹھا لینا آپ کی ہمیشہ کی راحت
کا تخم ہو جائے گا۔“

حق سبحانہ و تعالیٰ (آپ کو) قدم بوسی کرنے والوں کی دستگیری اور مددگاری بتوسط امرا (حاملانِ رقعہ) کو شرف حضوری سے راز فرمایا جائے۔ ”والسلام والاکرام“! ^①

نیز درج ذیل چند اشعار جو کہ آپ (مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) سلاطین وقت کو مخاطب ہو کر تحریر فرمائے ہیں، آپ کی فطری نیک خواہی کا بدرجہ اتم ثبوت ہیں۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ای کہ در تاج و نگین دادی روی
تا یکی تاج و نگین خواهد ماند؟
ترجمہ: ”اے تاج و نگین (سر پر رکھنے والے) شہر یار! کب تک آپ تاج و نگین کو سر پر رکھے رہیں گے؟“

شعر نمبر ۲:

ملک ہستی ہمہ طی خواهد شد
نہ زمان و نہ زمین خواهد ماند
ترجمہ: ”آپ کا ملک ہستی تمام طور پر لپیٹ دیا جائے گا۔ (تو پھر) نہ تو زمانہ رہے گا اور نہ ہی زمین (یعنی سلطنت) باقی رہ جائے گی۔“

شعر نمبر ۳:

تا توانی بجهان نیکی کن
کن جهان با تو ہمیں خواهد ماند
ترجمہ: ”جهان تک آپ کی استطاعت ہے جهان (دنیا) میں نیکی کر لیجئے گا! کہ جهان سے آپ کے ساتھ یہ نیکی ہی باقی رہ جائے گی۔“ ^②

ہم انہیں سطور پر باب ۱۷ اور حصہ سوم کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجئے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) ۱ (ص: ۲۹) ۱

② ملاحظہ کیجئے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) ص: ۱۱۰۲

حصہ چہارم

سخن ہائے گفتنی

خاتم الشعرا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی (۸۱۷ھ - ۸۹۸ھ) بمطابق (۱۴۱۴ء - ۱۴۹۲ء) کا دور نہایت نازک دور تھا یعنی نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی کے اوآخر میں جب کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ شہر ہرات میں ایام حیات بسر کر رہے تھے تو بالخصوص سرزمین ایران دو حصوں میں منقسم ہو چکی تھی اور ان ہر دو حصوں پر دو مختلف شاہی خاندان حکمران تھے۔

- ① ایران کے مشرق میں تیموری سلاطین کی حکومت تھی کہ جن کا دارالحکومت سمرقند اور ہرات تھے۔
- ② ایران کے مغرب اور جنوب میں پہلے تو قراقویینلو ترکمان حکمران تھے۔ پھر آل قراقویینلو ترکمان برسر اقتدار آگئے۔ ہر دو حکومتوں کا دارالحکومت تبریز تھا۔

مختصر یہ کہ ایران کی مشرقی حکومتوں اور ایران کی مغربی حکومتوں کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ معاصرانہ روابط تھے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ اس دور میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا آفتاب نصف النہار تک پہنچ چکا تھا اسلامی علم وادب وثقافت وکلچر کی نمائندہ شخصیت ہونے کے باوصف آپ کی شہرت بخارا سمرقند سلطنت روم اور حجاز و عراق نیز ہندوستان کے اصحاب علم و فن تک پہنچ چکی تھی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے ساتھ معاصرانہ علمی وادبی روابط وغیرہ قائم تھے۔ چنانچہ ”انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں بعض ایسے مکتوبات ہمیں ملتے ہیں کہ جن کا ایک ہندوستانی مکتوب الیہ ملک التجار ہے کہ اس ضمن میں اکثر و بیشتر مکتوبات ان خطوط کے جواب میں ہیں کہ جو ”ملک التجار“ یا اس کے بیٹے خواجہ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کیے تھے۔

ان مذکورہ بالا خطوط سے ہمیں اس بات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ ”ملک التجار“ یا (اس کا بیٹا خواجہ) کوئی نمایاں طور پر قابل احترام اور ممتاز شخص تھا۔

”ملک التجار“ کو تصوف و عرفان سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ غالباً یہی وہ مؤثر سبب ہے کہ وہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت ذوق و شوق سے مفصل خطوط تحریر کیا کرتا تھا۔ چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان علمی و روحانی تعلق خاطر اور روابط کی بنا پر جو اب، تصوف کے باریک نکات

ہیے بھر پور اور عربی و فارسی اشعار سے مزین طویل مکتوبات ارسال فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ، اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جلال الدین غیاث الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے بہر کیف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے اصحاب علم و ادب وغیرہ کے ساتھ نہایت گہرے علمی، ادبی اور روحانی روابط قائم تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں درج ذیل عناوین پاکستان و ہندوستان کے ساتھ روابط کے حوالے سے زیر بحث آجاتے ہیں:

① علمائے پاکستان و ہندوستان کے ساتھ علمی و ادبی نیز تصوف و سلوک کے مباحث پر مبنی مکاتبت! اس سلسلے میں درج ذیل عناوین قابل غور ہیں:

الف: ”ملک التجار“ ملقب بہ ”جلال الدین غیاث الاسلام رحمۃ اللہ علیہ“ دکن رسالہ سوال جواب ہندوستان!

ب: خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ بن ملک التجار رحمۃ اللہ علیہ

ج: سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ اُچ

② حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نظم و نثر کا پاکستان و ہندوستان میں پہنچ کر شائع و ضائع ہوتے چلے جانا اور مقبولیت حاصل کرنا۔

نفوذ:

الف: نفحات الانس

ب: رسالہ در حقائق دین

ج: رسالہ سوال و جواب ہندوستان

د: اشعار جامی رحمۃ اللہ علیہ

مقبولیت

③ ہندوستان کے حضرات علما و شعرا سے ملاقاتیں

شیخ جمال دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، مثلاً:

الف: امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ب: امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے تاثر سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہری طور پر تقلید کرنا۔

ج: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی تقلید کرنا۔

د: امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی شرح۔

✽ حضرت سید محمد غوث قادری اچھی رحمۃ اللہ علیہ۔

مذکورہ بالا عناوین کے حوالے سے اس ”حصہ چہارم“ میں مختصر تعارف حوالہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ موجودہ کتاب کے گزشتہ حصص میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے سیاسی حالات، مذہب رجحانات اور تصوف کے رجحانات کا قدرے تفصیل و اجمال سے جائزہ لیا جا چکا ہے۔ قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

موجودہ ”حصہ چہارم“ میں ہمارے موضوعات درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہیں:

- ① ہرات
 - ② سلطنت تیموریہ
 - ③ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور سلاطین (معاصرانہ تعلقات و روابط)
 - ④ عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین (معاصرانہ تعلقات و روابط)
 - ⑤ عثمانی سلاطین (معاصرانہ تعلقات و روابط)
 - ⑥ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور صفوی سلاطین وغیرہ۔
- ان مذکورہ بالا موضوعات اور عناوین کے تحت ہم بالا جمال تعارف و تذکرہ حوالہ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔

باب نمبر: ۱۸

”ہرات“ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے

زمانہ: (۸۱۷ھ - ۸۹۸ھ) بمطابق: (۱۴۱۴ء - ۱۴۹۲ء)

موجودہ کتاب کے آغاز میں ہم شہر ہرات کے حالات کسی قدر ہدیہ قارئین کر چکے ہیں۔ اب ہم مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے شہر ہرات کا بالا جمال جائزہ لیتے ہیں۔ شہر ہرات حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن اور مدفن بھی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس شہر ہرات میں بسر فرمایا تھا۔

نویں صدی ہجری میں شہر ہرات کو نہایت عظمت اور شہرت اور علمی و ادبی اور تہذیبی و ثقافتی طور پر اہم مرکزیت حاصل تھی۔ چنانچہ خوشگوار آب و ہوا، زرعی پیداوار میں کثرت و فراوانی اور پھر ترقی کی رفتار حیرت انگیز حد تک تھی۔

اپنے دور کے احوال و ظروف کے باوصف شہر ہرات نے ترقی کرنے کی استعداد اور امکانات کے سبب سے وہ اہم مقام حاصل کر لیا کہ جو ایک دارالحکومت کے شایان شان اور لائق ہوا کرتا ہے۔ سلطان شاہرخ کے عہد میں عظیم شہر ہرات، ایران، ترکستان، ماوراء النہر افغانستان اور مغربی ہندوستان کا دارالحکومت قرار پایا۔ بہر کیف، یہ ایک عظیم تیموری سلطنت تھی کہ جس کا دارالحکومت، شہر ہرات تھا۔

اگرچہ کہ یہ بات درست ہے کہ ایران میں صفوی سلاطین اور ہندوستان میں مغولان کے برسر اقتدار آنے کے بعد شہر ہرات کی عظمت و شان، اصفہان اور دہلی میں منتقل ہو کر رہ گئی کہ جو ان ہردو حکومتوں کے دارالسلطنت تھے۔

لیکن نویں صدی ہجری میں شہر ہرات کا شمار وسطی ایشیا کے عظیم ترین شہروں میں ہوتا تھا۔ چنانچہ خود حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایام حیات میں شہر ہرات کے ”احوال و آثار“ اور نقشہ کیا تھا؟ تو اس سلسلے میں اسی صدی کے ایک مصنف اور مورخ جناب معین الدین محمد زبچی اسفزاری (روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات) زمانہ (۷۹۷ھ - ۸۹۹ھ) شہر ہرات کا ذکر کرتے ہوئے بالفاظ ذیل خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ

تاریخی وسعت:

”شہر (ہرات) کی فصیل کے اندر چار بازار ہیں، اور ہر دروازے سے چاروں سمت ایک ایک بازار کھلتا ہے کہ جس کا نام اسی دروازے کے نام پر رکھا گیا ہے..... ہر دروازے کے باہر بھی ایک بازار ہے جو وہاں تک چلا گیا ہے کہ جہاں تک شہر کی آبادی ہے، اور یہ آبادی کوئی ایک فرسنگ تک پھیلی ہوگی۔ میں جب یہ کتاب تحریر کرنے بیٹھا تو اپنے چند شاگردوں کو شہر کی فصیل کا حصار ماپنے اور برجوں کی تعداد اور قطر معلوم کرنے کی خاطر روانہ کیا۔ تو انہوں نے مجھے یوں حساب لگا کر دیا کہ فصیل کا کل حصار سات ہزار تین سو قدم، برجوں کی مجموعی تعداد ایک سو انتالیس اور شہر کا قطر ملک دروازہ سے لے کر فیروز آباد تک، اور خوش دروازہ سے لے کر عراق دروازہ تک ایک ہزار نو سو قدم ہے۔^①

جناب اسفزاری رضی اللہ عنہ مزید رقمطراز ہیں کہ

”اب شہر سلطان معز الدین کرت رضی اللہ عنہ کے دور کی بہ نسبت، زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب یہ عرض میں درہ دو برادران سے پل مالان تک دو فرلانگ کے رقبے پر پھیل چکا ہے، اور یہاں پر عمارات تعمیر ہو چکی ہیں۔ بلکہ درہ مذکور سے ”کوہ اسکلجہ“ اور ”گل برخان“ تک کا جو چار فرسنگ کا فاصلہ ہے، اور وہاں سے ”اوبہ“ سے ”کوسیہ“ تک کے تیس فرسنگ رقبے پر ایک دوسرے سے متصل ہرات کی عمارات باغات، دیہات اور قصبات واقع ہیں۔“^②

آبادی:

جس دور کے حالات ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس دور میں شہر ہرات آبادی کے لحاظ سے ایک عظیم شہر تھا کہ جس کا ثبوت ہمیں وہاں ۸۳۸ھ میں طاعون کی وبا سے ہونے والی انسانی ہلاکتوں کے اعداد و شمار سے ملتا ہے۔

وبا چار ماہ، آٹھ روز تک رہی، اور اس دوران میں دیہات و قصبات کے ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ مورخ اسفزاری رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ

”محاسبوں سے ہمارے ہاتھ لگنے والے اعداد و شمار کے مطابق ہرات شہر میں ان ہلاک شدگان کی تعداد چھ ہزار تک ہے کہ جنہیں گور و کفن نصیب ہوا، اور جو گڑھوں یا گھروں کے اندر دبا دیئے گئے۔ ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا سکتا۔

① ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین محمد زہی اسفزاری رضی اللہ عنہ (۱: ص: ۷۸) ۱

② ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین محمد زہی اسفزاری رضی اللہ عنہ (۱: ص: ۸۲)۔

میرے والد نے اس لیے پر ایک نظم تحریر کی کہ جس کے دو شعر درج ذیل ہیں:

اشعار:

ششصد ہزار در قلم آمد کہ رفتہ اند
ز آنہا کہ یافت گور و کفن مردم خیار
باقی زبیکسی ہمہ در خانہ ماندہ اند
خور دند جسمشان ہمہ در خانہ مور و مار

ترجمہ:

شعر نمبر ۱:

”اس وبا میں شمار کے مطابق چھ ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ مرد خیر ہیں کہ جنہیں گور و کفن نصیب ہوئے۔“

شعر نمبر ۲:

”باقی ماندہ (افراد) حالت بے کسی میں اپنے گھروں میں ہی پڑے رہ گئے کہ جن کے جسموں کو (اپنے) گھروں ہی میں چیونٹیوں اور سانپوں نے کھا لیا۔ (یعنی وہ گھروں ہی میں چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بن گئے۔“^①

لیکن اس دور کے ”احوال و آثار“ کے پیش نظر ہمارے پاس کوئی ایسا ثبوت موجود نہیں ہے کہ جس کے حوالے سے یہ ثابت ہو سکے کہ اتنے بڑے پیمانے پر انسانی ہلاکتوں کے بعد ہرات اپنی پہلی رونق و عظمت و شان کو کھو بیٹھا ہو۔ یا پھر اس مذکورہ بالا حادثہ کی المناکی نے اس کے شان و شوکت کو موثر حد تک نقصان پہنچا دیا ہو۔

ہرات: ”علم و ادب“ و ”اسلامی ثقافت“ کا عظیم شہر:

یہ ہرات اسلامی علم و ادب و اسلامی ثقافت و کلچر کا عظیم شہر تھا۔ ہرات اپنی آبادی کی کثرت اور سلطان شاہرخ اور سلطان بایقر رضی اللہ عنہ کی علم پروری کی بدولت ان کے پچاس سالہ عہد حکومت میں اسلامی علم و ادب اور تہذیب و تمدن نیز ثقافت و کلچر کا اہم اور عظیم الشان مرکز بنا رہا۔ چنانچہ، بنا برائیں سبب، دنیا کے گوشے گوشے سے علما، فضلا، حکما اور شعرا ہرات میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

① ملاحظہ کیجئے: (روضات الجنات) جلد دوم! برص: ۹۴۔

سلاطین کی علم پروری:

مذکورہ بالا سلاطین کے بعد سلطان مرزا ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے دس سالہ عہد حکومت میں بھی ہرات کی سیاسی، اقتصادی اور پھر علمی مرکزیت میں کچھ بھی فرق نہ آیا گویا کہ سلطان مرزا ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی روش بھی یہی کچھ تھی۔

”سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے پینتیس سالہ عہد حکومت کی عظمت و جلالت کے باوصف شہر ہرات کی رونق ہر طور پر دوبالا ہو کر رہ گئی۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ”سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کی علم دوستی، ہنر پروری اور دانش پروری، نیز اس کے دربار کے مدبر امرانے ہرات کی اہمیت اور عظمت و شان کو افزوں تر کر دیا۔“

چنانچہ ہرات میں اطراف و جوانب کے ممتاز دانشور اکٹھے ہو چکے تھے۔

ان علمی و ادبی و شعری محافل کے سرخیل حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی و ادبی شخصیت تھی۔ چنانچہ آپ کی علمی و روحانی جلالت قدر کی بناء پر شہر ہرات ”تاریخ ادبیات“ کے حوالے سے شہرہ آفاق اور زندہ جاوید حیثیت اختیار کر گیا۔

تیموری سلاطین:

سلاطین تیموریہ نے اپنے عہود میں شہر ہرات میں عظیم الشان محلات، پر شکوہ عمارات اور خوبصورت باغات تعمیر کروائے۔ چنانچہ، وہاں پر وہ سلاطین سر عام اپنے دربار سجاتے، سفید باغ، زانغان باغ اور جہان آرا باغ ایک مدت مدید تک شعرا کے موضوع سخن کا باعث بنے رہے۔

چنانچہ، دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ میں ان شاہی عمارات کی تعریف و توصیف میں نو عدد قصائد ملتے ہیں کہ جو بظاہر اس عہد سے مخصوص خوبصورت خطوط میں ان عمارات پر بھی لکھوائے گئے، اور یہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین علمی و ادبی شعور کا بین ثبوت ہے کہ آپ کے کلام کو یہاں تک پذیرائی نصیب ہوئی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایسے ہی قصیدے کا مطلع درج ذیل ہے:

ہذا قصری کہ ایوانش زکیوان بر تراست

قبہ والای او بالای چرخ اخضر است

ترجمہ: ”ایسے قصر (محل) کے کیا کہنے ہیں؟ کہ جس کا ایوان، کیوان (زحل کا ایک ستارہ یا فلک ہفتم) سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس کا قبہ بلند مرتبہ (عظیم الشان) ہے۔ وہ نیلے آسمان

سے بھی بلند رتبہ ہے۔“^①

ہرات کی تاریخ و جغرافیہ، محاسن اور محامد اور وہاں مدفون حضرات اکابر کی تفصیل کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائی جائیں:

- ① ”ابدات نفسیہ ہرات“! تالیف: جناب سرور گویا اعتمادی۔^②
- ② ”برخی از کتبیہ ہاوسنگ“ بنشتہ ہای ہرات از جناب رضا مایل کابل: ۱۳۵۵ شمسی۔
- ③ ”رسالہ مزارات ہرات“ ترتیب و تعلیقات، فکری سلجوق کابل: ۱۹۶۷ء
- ④ ”روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات“ تالیف جناب معین الدین محمد زچی اسفزاری رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح و تعلیقات سید محمد کاظم امام رحمۃ اللہ علیہ۔ تہران (۱۹۵۹ء۔ ۱۹۶۰ء)
ہم انہی سطور پر باب ۱۸ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) (مجموعہ بخش) ص: ۳۹!

② مطبوعہ: (انجمن جامی/ افغانستان) ۱۳۴۳ شمسی!

باب نمبر: ۱۹

”سلطنتِ تیموریہ“ اور ”تیموری سلاطین“

آپ ایران کی نویں صدی ہجری (۸۰۷ھ - ۹۱۱ھ) بمطابق: (۱۴۰۵ء - ۱۵۰۶ء) کی تاریخ پر نگاہ کیجیے۔

جب کہ مشرقی ایران پر حکمران تیموری سلاطین نے نویں صدی ہجری میں علم و ادب، تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر کا ایک عظیم الشان فکری حلقہ قائم کر دیا تھا اور نامور تیموری سلاطین، امرا اور وزرا پیدا ہوئے۔ ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی کہ جس کے دو دارالحکومت تھے۔

① ہرات

② سمرقند

چنانچہ ان تیموری سلاطین کے زیر اثر مذہبی و دینی علوم، ادب و حکمت، علم کلام، فلسفہ، علم فقہ، اصول، تصوف و سلوک، شعر نثر اور فنون نقاشی، معماری اور کاشی کاری کو نہایت وقیع حد تک ترقی حاصل ہوئی۔ بدیں سبب، تیموری سلاطین کا یہ عہد تاریخ ایران کا عظیم الشان اور زریں دور کہلانے کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔

ایران کی سیاسی تاریخ کے دورخ:

چنانچہ، اس نویں صدی ہجری کی سیاسی تاریخ کو ہم یکسانیت کے پیش نظر دو حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں کہ جن کی حد فاضل سلطان شاہرخ کی موت بسال (۸۵۰ھ / ۱۴۴۶ء) ہے۔

سلطان شاہرخ اول اول اپنے نامور باپ امیر تیمور کی نیابت میں ساٹھ برس تک خراسان پر حکمران رہا۔ ازاں بعد اس کے اپنے تینتالیس سالہ دور حکومت میں بھی خراسان، بدستور سلطنت ایران کا مرکز بنا رہا۔

سلطان امیر تیمور کے مفتوحہ علاقوں میں سے عظیم خراسان کی کامیاب ایڈمنسٹریشن کا راز سلطان شاہرخ کا حسن سلوک، رواداری اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اصول شرع اسلامی پر عمل درآمد تھا سلطان شاہرخ کا ایک خصوصی اقدام چنگیز خان کے دور کے ظالمانہ قوانین اور رسوم و رواج کا مکمل

طور پر خاتمہ تھا۔

چنانچہ، سلطان شاہرخ نے ان جاہلانہ قوانین اور رسوم و رواج کی جگہ اپنی عظیم الشان سلطنت کو اسلامی تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر کی عظیم الشان اور زریں بنیادوں پر استوار کیا۔^① سلطان شاہرخ کے جاری کردہ وہ ”نصیحت نامے“ کہ جو اس نے ”بادشاہ خطا“ کو انتظامی امور کے پیش نظر بھیجے تھے۔

بدیں سبب، خاندان تیموریہ اسلام تاریخ بالخصوص ملک ایران کی اسلامی تاریخ میں ایک موقر حکمران خاندان کی حیثیت سے متعارف ہوا۔ اس خاندان تیموریہ کے سلاطین کو علمائے اسلام، صوفیائے عظام اور مسلمان رعایا کے ہاں قابل قدر پذیرائی حاصل ہوئی۔

✽ نویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عظیم الشان سلطنت تیموریہ کا استحکام مضاعف ہو کر رہ گیا اور اس کے قوی کمزور پڑ گئے۔ چنانچہ، اس خاندان کے بیرونی دشمن اوزبک جو کہ خود کو جو جی خان کی اولاد اور چنگیز خان کا حقیقی وارث سمجھتے تھے۔ بحر خزر کے شمال سے اور ترکمان، ایران کے مغرب سے سلطنت تیموری کو مسلسل کمزور کرتے چلے گئے اور تیزی سے اثر و نفوذ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہو گئے۔

✽ ادھر داخلی طور پر ”سلطنت تیموریہ“ کے تخت و تاج کے حصول کے لیے جو کشمکش شروع ہو چکی تھی؛ وہ ایک علیحدہ داستان ہے۔

چنانچہ تخت حکومت و سلطنت تو ایک تھا۔ شاہزادے ہزار تھے۔ یعنی ایک انار اور صد بیمار کی مثال صادق آنے لگی تھی۔ آنکھوں پر حرص و آرز کی پٹی سی بندھ چکی تھی۔

باپ بیٹا ہر دو ایک دوسرے کو تخت و تاج کی خاطر اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے اقدام قتل سے بھی گریزاں نہ تھے۔ اس طرح بھائیوں اور چچا زادوں کے مابین علیحدہ میدان کارزار گرم ہو چکا تھا۔ یہی اندرونی اسباب تھے کہ عظیم سلطنت تیموریہ کے نہایت سرعت سے حصے بخرے ہونے لگے تھے۔ سلطان شاہرخ کے دربار میں اس اندرونی خلفشار کے سبب سے اب وہ پہلی سی رونق نہ رہی تھی۔

مگر سلطنت تیموریہ جن ذیلی شاخوں میں بٹ چکی تھی وہاں پر بھی علم و ادب کی محافل جنمے لگی تھیں۔ چنانچہ اس زوال پذیر عہد نے بھی کئی نامور شعرا اور ادبا کو جنم دیا۔

چنانچہ درج ذیل چار حکمرانوں کا نام بطور یادگار رہے گا کہ جنہوں نے ایران کی سیاسی تاریخ کے ساتھ ساتھ ایران کی علمی تاریخ میں بھی اپنے نام یادگار چھوڑ دیئے۔ مثلاً

① ملاحظہ کیجئے: (مطلع سعدین و مجمع بحرین) و قانع سال (۸۱۵ھ) جلد دوم، جزو اول! (ص: ۱۳۱ - ۱۳۲)!

① مرزا الٰغ بیگ رحمۃ اللہ علیہ (سمرقند)

② مرزا ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ (ہرات)

③ سلطان ابوالغازی حسین رحمۃ اللہ علیہ بایقرا (ہرات)

④ سلطان ظہیر الدین بابر (دہلی)

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی بھی براہ راست تعلق سلطان ظہیر الدین بابر (دہلی) سے نہ تھا۔

البتہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرانہ روابط مرزا ابوالقاسم بابر کے ساتھ تھے۔ یہ امیر ہرات تھا۔ یہ بات یاد رہے کہ یہی امیر ہرات مرزا ابوالقاسم بابر، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اولین ممدوح تھا۔ مگر مرزا ابوالقاسم بابر کا دور حکمرانی نہایت مختصر تھا۔ ابھی وہ علما و فضلا کی خاطر خواہ سرپرستی بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس کا مختصر دور حکومت اختتام پذیر ہو گیا۔ مگر اسی صدی ہجری میں حضرات علما و شعرا اور ادبا کی کثرت ہونا ان مذکورہ بالا سلاطین کی علمی سرپرستی کی دلیل ہے۔

چنانچہ، صاحب ”حبیب السیر“ نے ایسے دو صد مشاہیر کے اسما کا ذکر کیا ہے کہ جن میں سے بائیس علما، شعراء و ادبا کا تعلق بذات خود سلطان امیر تیمور کے عہد حکومت و سلطنت سے تھا، اور باقی ایک صد ستاسی شعرا دیگر تیموری سلاطین کے معاصر تھے۔^①

جناب ڈاکٹر ایف۔ آر۔ مارٹن صاحب آنجہانی نے اپنی کتاب میں تیموری سلاطین کی دانش پروری اور فن کی قدر دانی کے موضوع پر جو مقالہ تحریر کیا ہے اس کا ملخصاً یہاں پر پیش کیا جاتا ہے:

”تیمور بادشاہ نے متعدد جنگوں کے بعد دولت کا جو انبار لگایا تھا۔ اس کے جانشینوں نے اس سے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر جس قدر جلدی ممکن ہو سکا اس کثیر دولت کو خرچ کر دیا۔ تاریخ جو ہمیشہ خود کو دہراتی ہے۔ یہاں ہمیں کئی امرا کی یاد دلاتی ہے کہ جن کا ذکر کئی اشعار میں موجود ہے۔ ان امرانے بھی نہایت قلیل مدت میں ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر دی تھی۔ لیکن ابھی زیادہ دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ وہ بلند یوں سے پستیوں پر آ رہے۔ تیموری سلاطین کو تاریخ ایران کے بہترین ہنرور امرا کہنا چاہیے۔ اگر ایک طرف

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۵۱:۳-۱۵۳۲ (عہد امیر تیمور کے لیے) نیز یہ کہ مجموعی طور پر اس عہد کی علمی و ادبی تاریخ جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے

۱- ”تاریخ ادبیات در ایران“ از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمۃ اللہ علیہ جلد چہارم / مطبوعہ طہران، ۱۹۷۷ء

2: F.R.MARTIN: "THE MINATURE PAINTING AND PAINTERS OF PERSIA, INDIA AND TURKEY"

تیمور کے لشکروں نے روئے زمین پر ضلع آثار کو تباہ و برباد کر دیا تو دوسری طرف اس کے جانشینان نے اپنی زیر سرپرستی نئے ہنرور لوگ جنم دے کر (اس نقصان کی) تلافی کر دی۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر وہ سلاطین نہ ہوتے تو یہ (نئے) ہنرور بھی جنم نہ لیتے..... تیمور اور اس کے جانشینان نے ملک ایران میں فنون لطیفہ کو اس قدر ترقی دے دی کہ باید و شاید کہ ان شاہزادوں کو وحشی یا جنگلی نہ سمجھ لیا جائے۔

بلکہ یہ شہر کے رہنے والے وہ صاحب ذوق لطیف اور متلاشی علم و دانش تھے۔ جو کہ ”فنون لطیفہ“ کو نمائش کے طور پر یا تفاخر کے طور پر نہیں، بلکہ اس کی ترقی اور فروغ کی خاطر پسند کرتے تھے۔ چنانچہ، جنگوں کے دوران انہیں جو وقت میسر آ جاتا اس وقت میں وہ کتب خانوں کی تشکیل و تکمیل میں مصروف ہو جاتے، اور شعرا کے اشعار کو ترتیب دیتے اور وہ خود بھی شعر کہتے کہ جنہیں درباری شعرا کے اشعار پر ترجیح دی جاتی۔

سلطان حسین بایقرا کوئی معمولی درجہ کا شاعر نہ تھا۔ ان کی ترکی (زبان) کی غزلوں کو مشہور شعرا کی کئی غزلوں پر ترجیح حاصل ہے۔^①

اپنی عربی اور فارسی شاعری میں تو وہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا رقیب جانتا تھا۔ تیموری سلاطین کا بے حد مہذب اور لطیف طرز زندگی کئی طرح سے ہماری توجہ اپنے ان ہم عصر یورپی شہزادوں کی جانب مبذول کراتا ہے کہ جو اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر تک ”فرانس“ میں موجود تھے۔

البتہ یہ تیموری سلاطین علم پروری میں ان شہزادوں سے کہیں آگے تھے۔ شاہرخ، بایسنقر، الغ بیگ اور سلطان حسین بایقرا، کتاب دوستی میں اپنے معاصرین بورگنی ”ڈوک اور“ سے ہمیشہ ہمیشہ پیش رہے۔ بلکہ سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کے فرانسیسی اور اطالوی کتاب دوست بھی ان تک نہ پہنچ سکے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ تیموری سلاطین صرف کتابیں جمع ہی نہ کرتے بلکہ تخلیق بھی کرتے، بایسنقر اور سلطان حسین مرزا کو ایران میں وہی مقام حاصل ہے جو کہ برطانیہ میں ولیم مورسن کو ملا ہے۔ ان شہزادوں نے کتاب نویسی کے ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی جو اشراقیت کے نزدیک ہونے کے باوجود پختہ اور لطیف تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یورپ کے خوبصورت ترین مخطوطات بھی، باستثنائے چند مشرق کی کتابوں کا ہنر کی لطافت اور خوبصورتی میں مقابلہ نہیں کر سکتے۔

① بحوالہ: (از سعد رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ)! ص: ۵۵۳-۵۵۵!

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تیموری سلاطین:

ہماری یہ تمام کچھ روئیداد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور تیموری سلاطین کے معاصرانہ علمی و ادبی و روحانی روابط سے وابستہ ہے۔ ہم یہاں پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ان معاصر تیموری سلاطین کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وطن خراسان اور دیگر اسلامی ممالک پر حکومت تھی۔

یہاں پر ہمارے پیش نظر یہ نکتہ ہے کہ ہم اس بات کا بخوبی جائزہ لیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا فطری جوہر اور ذاتی کمال نکھارنے میں ان سلاطین کا کیا اور کس قدر حصہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ادبی تخلیقات کا دور:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی اور نظم و نثر کی تخلیقات کا آغاز ”مرزا ابوالقاسم بابر“ کے زمانہ حکومت و سلطنت میں ہوا۔ ہمارے یہ کہنے کا سبب کچھ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کے سلاطین تیموریہ مثلاً: سلطان شاہرخ کے عہد حکومت و سلطنت میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی بھی علمی و ادبی نگارشات کا ہمیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہی سراغ ملتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ان ایام میں سمرقند میں زیر تعلیم تھے بدیں سبب آپ کو کسب کمالات اور حصول علوم سے فرصت نہ ملتی تھی کہ آپ سلاطین کے دربار کے ساتھ کوئی رسمی روابط قائم رکھ سکتے، اور پھر دربار کے علما، شعرا اور ادبا میں کوئی مقام پاسکتے۔

چنانچہ، ابھی وہ لوگ یعنی امرا، شعرا و ادبا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی جوہر سے بالکل نا آشنا کہیں تو بجا ہوگا۔

صاحب ”حبیب السیر“ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف و تالیف کے دور کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

”مرزا ابوالقاسم بابر کے عہد میں اس کے نام پر فن معما میں ایک رسالہ موسوم یہ ”حلیہ حلل“ تحریر کیا۔ سلطان سعید کے عہد میں اپنا پہلا دیوان ترتیب دیا، اور تصوف کے بعض رسائل تصنیف کیے۔ جب کہ دیگر کتابیں، خاقان منصور (حسین بایقرا) کے عہد میں تحریر کیں۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے ممدوح سلاطین ”سلسلہ تیموریہ“ میں سے:
اب ہم یہاں پر ان سلاطین تیموریہ کا مختصراً ذکر کرتے ہیں کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ
کے ممدوحین میں سے تھے۔

۱۔ سلطان مرزا ابوالقاسم بابر:

زمانہ حکومت: (۸۵۶ھ - ۸۶۰ھ) بمطابق: (۱۴۵۲ء - ۱۴۵۷ء)

سلطان مرزا ابوالقاسم بابر، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کے ممدوح سلاطین میں سے سب سے
اول آتا ہے۔ سلطان مرزا ابوالقاسم بابر، سلطان بایسنقر بن شاہرخ کا فرزند ارجمند تھا۔ اس نے اول
اول ”استرآباد“ اور ”خراسان“ میں اپنے دادا سلطان شاہرخ کی نیابت میں حکومت حاصل کی تو
افغانستان، عراق فارس اور خراسان اس کے زیر نگیں آگئے۔ ۲۵ ربیع الثانی ۸۶۰ھ کو وفات پائی۔
سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کو نظم حکومت و سلطنت کی خدمات کے لیے نہایت کم عرصہ ملا۔

صاحب (مجالس النفاہس) امیر علی شیر نوائی رضی اللہ عنہ، سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کے بارے میں اپنی
رائے کا اظہار بدیں الفاظ کرتے ہیں:

”وہ ایک درویش صفت اور کریم الطبع بادشاہ تھا۔ حالیہ صدیوں میں کوئی بادشاہ سخاوت میں
اس کا ہم پلہ نہیں گزرا۔ کہتے ہیں اس کے سامنے حاتم طائی کا ذکر کیا گیا کہ اس کے گھر کے
چالیس دروازے تھے اور اگر کوئی سائل ہر دروازہ سے آتا تو حاتم ہر بار اسے عطا کرتا۔“
بابر نے یہ سنا تو کہا:

”حاتم ایک دروازے سے ہی اتنا کیوں نہ دیا کرتا کہ سائل کو دوسرے دروازے پر آنے
کی حاجت نہ رہتی۔“

اسے تصوف کے رسائل لمعات اور گلشن راز سے شغف تھا۔ وہ شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتا تھا۔ یہ رباعی
اسی کی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

چوں بادہ و جام بہم پیوستی

می دان بیقین کہ رند بالادستی

ترجمہ: ”جب شغل جام و سبو بہم پہنچ جائے۔ (تو پھر یقیناً) جان لیجئے کہ رند بادہ خوار

بدمست ہو چکا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

جام است شریعت و حقیقت بادہ

چون جام شکستی بییقین بد مستی

ترجمہ: ”شریعت جام ہے۔ جب کہ حقیقت بادہ ہے کہ جب آپ نے جام کو توڑ دیا تو پھر وہ یقیناً بد مستی ہے۔“

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۵۶ھ میں فن معما پر ایک رسالہ ”حلیہ حلل“، مرزا ابو القاسم بابر کے نام پر تحریر کیا۔

کتاب کے مقدمہ اور متن میں کئی مقامات پر شاہ مذکور کا نام بطور ”تعمیہ“ موجود ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان مرزا ابو القاسم بابر کی مدح میں ایک غزل بھی کہی کہ جس کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بیا اے ساقی! مہوش بدہ جام سے رخشاں

بروے شاہ ابو القاسم معز الدولہ بابر خان

ترجمہ: ”اے ساقی چاند کی مانند روشن شراب لے آئیے، اور چمکدار شراب کا جام دے دیجئے کہ جو شاہ ابو القاسم معز الدولہ بابر خان کے نام پر ہوا۔“

شعر نمبر ۲:

زلظم دکش جامی رحمۃ اللہ علیہ سرود بزم او بادا

برائے عشرت ساقی نوید عیش جاوداں

ترجمہ: ”دکش نظم کے ساتھ جامی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بزم (عیش و طرب) میں ہمیشہ نغمہ سرا ہے۔ ساقی کی عشرت کی خاطر اس کی عیش جاودانی کی خاطر۔“^①

① ملاحظہ کیجئے: ۶۶..... ”لغات“ فتح نغمہ الدین ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ: (م ۶۸۸ / ۱۲۸۹ء) کی تصنیف ہے ملاحظہ کیجئے: ”تاریخ ادبیات در ایران“ از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمۃ اللہ علیہ: ۶۶..... ”دکش راز“، از فتح محمود ہوستری رحمۃ اللہ علیہ: (م ۷۲۰ / ۱۳۲۰ء) کی تصوف کے موضوع پر مشہور ہے۔ ملاحظہ کیجئے: ”تاریخ ادبیات در ایران“ از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمۃ اللہ علیہ: (جلد ۳: ص: ۷۶۳-۷۶۶)۔

۲۔ سلطان مرزا ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ علیہ:

زمانہ حکومت (۸۶۰ھ - ۸۷۳ھ) بمطابق: (۱۳۵۶ء - ۱۳۶۹ء)

سلطان مرزا شاہرخ کے بعد علاقہ ماوراء النہر کا اقتدار مرزا ابوسعید گورگان نے سنبھال لیا۔ سلطان کو ملک گیری کا خیال سمایا رہتا تھا۔ چنانچہ وہ ہر وقت خراسان کی فتح کے خواب دیکھا کرتا تھا۔

چنانچہ، سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کے انتقال بسال ۸۶۰ھ پر اس نے خراسان پر حملہ کر دیا اور پھر ۸۶۳ھ / ۱۳۵۹ء میں اس نے خراسان کو مکمل طور پر مفتوح کر لیا، اور اس طرح اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی، اور مسلسل بارہ سال تک، ماوراء النہر، افغانستان اور خراسان پر اس نے حکومت کی۔

بالآخر، رجب ۸۷۳ھ میں آذربائیجان میں اوزن حسن ترکمان نے اسے قتل کروا دیا۔ چنانچہ، صاحب (روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات) بسال ۸۷۰ھ کے واقعات کا اندراج کرتے ہوئے سلطان مرزا ابوسعید گورگانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان و شوکت کا تذکرہ بدیں الفاظ کرتا ہے کہ

”۸۷۰ھ تک امور سلطنت میں کوئی بد نظمی باقی نہ رہی۔ شاہ کے انصاف اور شفقت کی برکت سے ظلم و ستم اور شر و فساد کی جڑیں کٹ گئیں۔ چین کی سرحد اور قلیحاق کے صحرا سے لے کر حد و خوارزم و اراق تک اور مازندران کی آخری حد سے لے کر مغولستان تک اور ترکستان سے ہندوستان کے آخری گوشے تک سارا علاقہ سلطان ابوسعید کے زیر فرمان آ گیا۔

یہاں کے سارے سرکشوں نے اس اس کی اطاعت قبول کر لی۔ شاہ کے عدل و سخاوت کی اطراف و اکناف عالم میں وہ دھوم مچی کہ لوگ اپنے قدیم مسکن و مکان چھوڑ کر اس کے سایہ عاطفت میں آ رہے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و معروف دیوان یعنی دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی مرتبہ ترتیب کا دور، سلطان مرزا ابوسعید گورگان کا عہد حکومت و سلطنت ہے۔ مگر اس کا نام ”دیوان“ میں نہایت کم آیا ہے۔

چنانچہ، ہماری نگاہ سے ایک مثنوی نما نظم گزری ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

دوش چون بُرد سرز گردش مہر
ظلِ مخروطی زمین بسپہر

① ملاحظہ کیجئے: (روضات الجنات) جلد ۲: ص ۱۲۶۷

ترجمہ: ”جب گزری ہوئی شب گزری ہوئی شب گردش ماہتاب سے راز (محبت) کو لے

گئی۔ تو حسین (پرنزاکت چہرہ) زمین سے آسمان کی جانب چلا گیا۔“^①

مذکورہ بالا مثنوی میں چند اشعار ”سلطان مرزا ابو سعید“ کی مدح میں بھی ملتے ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک غزل میں بھی سلطان مرزا ابو سعید“ کی مدح کی گئی ہے، اور قیافہ سے کچھ یوں لگتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا غزل

اس وقت ترتیب دی ہو کہ جب سلطان ابو سعید ابھی سمرقند ہی میں قیام پذیر ہو اور اس وقت حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بھی سمرقند میں گئے ہوئے ہوں گے!^②

چنانچہ مذکورہ بالا غزل کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

ساقی بشکل جام زر آمد ہلالِ عید

مے وہ بغر دولت سلطان ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: ”اے ساقی! جام زر کی صورت میں دیئے گا کہ ہلال عید آچکا ہے کہ (ہمیں) سلطان

ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی شان و شوکت (کا جام) دیتے۔“^③

ایک بات قارئین کے نہاں خانہ قلب و دماغ میں جاگزیں رہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تصانیف میں سے ہمیں کسی ایسی کتاب کا نام نہیں ملتا ہے کہ جس کا انتساب، سلطان مرزا ابو سعید کے نام ہو۔

چنانچہ، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو ابھی سلطان مرزا ابو سعید کے ہاں ابھی تک وہ روشناسی نہ ہو سکی تھی اور نہ ہی اس کے دربار تک باقاعدہ طور پر رسائی ہو سکی تھی، اور ابھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سلطان مرزا ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی جان پہچان بھی نہ ہو سکی تھی۔

❁ لیکن حیرت و استعجاب کی بات تو کچھ یہ ہے کہ جب ۸۷۳ھ میں سلطان مرزا ابو سعید قتل ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس وقت چھپن برس کی تھی۔ تو اس قدر عمر پا چکنے پر بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان مرزا ابو سعید کے ساتھ متعارف نہ ہونا ہمیں بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے!^④

① ملاحظہ کیجئے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) گنج بخش اس: ۱۹۷

② برزمانہ: (۸۵۵-۸۶۰ھ)

③ دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ (پشمان) ص: ۱۰۰۔

④ مولف کتاب ۱

۳۔ سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ:

زمانہ حکومت: (۸۷۳ھ - ۹۱۱ھ) بمطابق: (۱۴۶۹ء - ۱۵۰۶ء)

سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب امیر زادہ عمر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سلطان امیر تیمور گورگان سے جا ملتا ہے۔ سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ خاندان تیموری کا آخری حکمران بادشاہ تھا کہ جس نے کامل خود مختاری سے اڑتیس برس تک مشرقی ایران پر حکمرانی کی۔

چنانچہ، اس کے عہد حکومت و سلطنت میں خراسان نہایت آباد ہو گیا اور اسے بے حد رونق و شان و شوکت میسر آ گئی۔

سلطان حسین بایقر کی علم و ہنر پروری کی بناء پر ہرات سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۸ھ - ۴۲۱ھ بمطابق ۹۹۸ء - ۱۰۳۰ء) کا غزنی بن کر رہ گیا۔ اطراف و کناف عالم سے حضرت علماء، فضلا و شعرا نیز اہل فن وہاں پر اکٹھے ہو چکے تھے۔

چنانچہ، سلطان حسین بایقر کا معاصر مورخ جناب اخواند میر اپنی کتاب ”حبیب السیر“ میں سلطان حسین بایقر کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”سادات عظام، علمائے اسلام، فضلائے روزگار اور شعرائے بلاغت شعار سے نیک برتاؤ میں سلطان نے کبھی تغافل نہ برتا۔ وہ ان کی درخواستیں قبول کرنے اور انہیں اجناس و انعامات بھیجنے میں بڑی سنجیدگی سے احکام صادر کرتا۔ ہفتے میں دو روز یعنی پیر اور جمعرت کو قضاات اور علما اس کے دربار میں مدعو ہوا کرتے، اور پھر سلطان کو جو بھی مسئلہ درپیش ہوا کرتا۔ اس کا ائمہ دین کے فتوے کے مطابق فیصلہ کیا کرتا تھا۔ درویشوں اور گوشہ نشینوں کی صحبت میں بھی (سلطان) اکثر و بیشتر آیا جایا کرتا تھا۔ وہ (سلطان) مجالس و عظ میں شریک ہوا کرتا تھا۔ (حضرات) مشائخ عظام اور شیریں بیان واعظوں کا احترام لازم اور واجب خیال کیا کرتا تھا۔ وہ (سلطان) رفاہی ادارے قائم کرنے، مساجد، مدارس، خانقاہیں اور سرائیں تعمیر کروانے میں نہایت درجہ دلچسپی لیتا تھا۔ (چنانچہ) وہ اپنی گرہ سے آباد قصبات اور مرغوب الطبع اجناس خرید کر کے ان کے لیے وقف کیا کرتا تھا۔ سلطان نے خوبصورت محلات اور خوش منظر عمارات تعمیر کروائیں۔ باغات کے نقشے اور ان میں درخت لگانے میں اس نے ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔“^①

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخواند میر! (۳: ۱۱۱)۔

ہرات کی شان و شوکت:

سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت و سلطنت میں مملکت خراسان اور خاص طور پر دارالحکومت ہرات کی آبادی نہایت گنجان ہو چکی تھی۔

چنانچہ، مورخ اسفزاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ

”ویران اور پتھریلی جگہوں میں سے کوئی جگہ ایسی باقی نہ بچی تھی کہ جو کھیت یا باغ نہ بن گئی ہو۔“

وادیوں اور صحراؤں میں جتنی خشک اور بنجر زمینیں تھیں۔ انہیں نہریں اور کنویں کھدوا کر آباد کر دیا گیا تھا۔

مثلاً: مرغاب سے مروشاہ جہان تک کا تقریباً تیس فرسخ اور سرخیں سے مرد تک کا پچیس فرسخ کا غیر آباد اور بنجر علاقہ انہیں مبارک ایام میں سرسبز اور آباد ہو کر ایک دوسرے سے متصل ہو گیا۔^①

سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد محمد خان شیبانی اور ازبکوں کے شدید حملوں کی بناء پر دارالحکومت کی عظمت و شان خان میں مل کر رہ گئی۔

سام مرزا:

سام مرزا، ہرات کی فتح اور ازبکوں کی شکست کے بعد اپنے باپ شاہ اسمعیل صفوی کی نیابت میں

(۹۲۸ھ تا ۹۳۶ھ) بمطابق: (۱۵۲۲ء - ۱۵۳۰ء) ہرات اور خراسان پر حکمران رہا۔

وہ سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کا بجا طور پر جانشین ثابت ہوا۔ چنانچہ، اس نے اپنی کتاب ”تحفہ

سامی“ میں سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت و سلطنت کا نہایت عمدہ طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ بدیں الفاظ رقمطراز ہے کہ

”سلطان حسین مرزا، ایک عادل اور رعایا پرور بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کے ایام موسم بہار

کے دنوں کی طرح خوش و خرم گزر گئے۔ جو کامیابی و کامرانی اسے حاصل ہوئی وہ کسی

دوسرے بادشاہ کے حصے میں کم آئی ہے۔ رفاہی ادارے بنانے، اور علما و طلباء کو سہولتیں فراہم

کرنے میں وہ پیش پیش تھا۔ اس کے زمانے میں بارہ ہزار علماء و وظیفہ پاتے تھے۔ اس سے

ملک کی آباد کاری، رفاہ عامہ اور اہل ہنر و شعر کی سرپرستی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سچ تو یہ

ہے کہ جس بادشاہ کو امیر علی شیر ایسا وزیر اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایسا مداح مل

جائے، وہ باقی مداحوں کی مدح و ستائش سے بے نیاز ہے۔“^②

① ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب اسفزاری رحمۃ اللہ علیہ (۲: ۳۷۳-۳۷۵)۔

② ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا صاحب (ص: ۱۳)۔

سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کی علمی حیثیات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:
 سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ باوجود ایک جلیل القدر حکمران ہونے کے اور رعب و جلال کے باوصف ذاتی
 طور پر علم و ادب، تہذیب و تمدن اور ثقافت و کلچر کا ذوق آشنا تھا۔ وہ بذات خود فارسی اور ترکی زبانوں کا
 نہایت عمدہ شاعر اور انشا پرداز تھا۔

اس کے بے شمار فارسی اور ترکی زبانوں کے نہایت عمدہ اشعار موجود ہیں۔ سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ،
 فارسی نظم میں حسین مخلص کرتا تھا۔

نثری تالیفات میں اس کے تذکرہ ”مجلس العشاق“ کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

استاد جامی رحمۃ اللہ علیہ:

تو پھر آپ ذرا قیاس کیجیے گا کہ ایسے نیک سیرت اور علم و ہنر پرور بادشاہ کے عہد حکومت و سلطنت
 میں استاد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا علم و ادب و شعر میں فطری جوہر کا کھل جانا اور پھر اس ساز
 گار، مناسب و موزوں ماحول میں اپنی نہایت عمدہ و موقر کتب نظم و نثر کا تحریر کرنا کوئی حیرت و استعجاب کا
 مقام نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جامعیت کی بنا پر سلطان حسین بایقر کے ہاں اس قدر
 تقرب حاصل تھا کہ اکثر وزراء، امرا اور دیگر عوامی افراد اپنے کام نکلوانے کے لیے حضرت مولانا
 عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے سفارش کروایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی درویش صفت طبیعت کی بنا پر بھی ان افراد کی سلطان
 کے ہاں مدد و سفارش کرنے سے دریغ نہ کیا کرتے تھے۔

اگر کوئی درباری، سلطان کا معتوب ہو جاتا تو وہ درباری، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے اس
 بارے میں مدد طلب کر لیتا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی اس کی سفارش کرنے کے لیے تیار ہوتے۔

صاحب (تاریخ حبیب السیر) اس سلسلے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ

”جب خواجہ مجد الدین محمد خامی وزیر، سلطان کے زیر عتاب آ گیا، اور وہ سلطان کے ڈر اور
 جان و مال چلے جانے کے خوف سے گھر سے باہر نہ نکلتا تھا۔ تو ناچار اسے بھی حضرت مولانا
 عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھام لینا پڑا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان
 سے ملاقات کو بڑے موزوں پیرائے میں عرض کیا کہ ملک کی آباد کاری اور فوج اور عوام کی
 خوشحالی کے لیے خواجہ مجد الدین محمد کا سرکاری مہمات میں عمل و دخل ناگزیر ہے۔ بجائے اس

کے کہ اس کے متعلق مفاد پرستوں کی باتوں پر کان دھرتے جائیں۔ اس کی اصلاح فرمائی جائے۔ جناب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ کہا، سلطان نے سنا اور بات مان گیا اور خواجہ مجد الدین کو (معافی کا) کا پیغام بھیج دیا۔ ادھر خواجہ کو بھی سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ چنانچہ اگلے روز اس نے ”جہاں آراباغ“ میں جا کر برلاس امرا کی وساطت سے بیس ہزار کپہی دینار شاہ کو پیش کیے۔“^①

✽ یہ کہ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کا ترکی دیوان، جناب محمد یعقوب واحدی جوز جامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فارسی مقدمے کے ساتھ کابل سے ۱۳۴۶ء میں شائع کروا دیا ہے۔

✽ جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فارسی میں حیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف اور مشہور ایرانی دانشور کتاب ”مجالس العشاق“ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ امیر کمال الدین حسین بن شہاب الدین طبسی گازرگا ہی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے کہ جو اس نے ۹۰۸ھ میں سلطان حسین بایقرا کے لیے تحریر کی تھی۔^②

منشآتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ:

منشآتِ جامی کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ ”منشآتِ جامی“ میں اکیس مراسلات و رقعات ایسے بھی دستیاب ہوتے ہیں کہ جو ملازمانِ حضرت خلافت پناہی یعنی سلطان حسین بایقرا کو تحریر کیے گئے ہیں۔

ان میں سے اکثر خطوط ان مکتوبات کے جواب میں تحریر کیے گئے ہیں کہ جو سلطان حسین بایقرا نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کیے تھے۔

چنانچہ، ان مکاتیب سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ سلطان حسین بایقرا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا حد درجہ احترام کیا کرتا تھا۔

ایسا بھی ہوا کرتا کہ جب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی جنگی مہم درپیش آگئی یا صلح کی پیش کش ہوئی تو وہ جہاں جس حال میں بھی ہوا کرتا۔ قاصد کو ایک خط دے کر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہرات روانہ کرتا۔

چنانچہ ایسے ہی ایک خط میں سلطان حسین بایقرا نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار کیا ہے کہ ہرات میں داخل ہونے کے لیے کون سی گھڑی مبارک رہے گی؟ اور یہ کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے سعد و نجس کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۱۹۶:۴۔

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ تذکرہ ہائے فارسی) ۷۵۷:۲۔

ایسے مراسلات سے سلطان اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین معنوی تعلقات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر کتب کی تالیفات کا دور: چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر شہرہ آفاق فارسی کتب نشر و نظم سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت و سلطنت ہی میں تالیف ہوئیں۔ مثلاً درج ذیل کتب:

① بہارستان

② رسالہ صغیر در معما

③ سلسلۃ الذهب

④ سبحة الابرار

⑤ یوسف علیہ السلام و زلیخا

⑥ لیلیٰ و مجنون

اور آخری مثنوی

⑥ خردنامہ اسکندری کا انتساب بھی سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی بعض ایسے قصائد بھی موجود ہیں کہ جن کی ابتدا شاہی محلات و عمارات کی تعریف و توصیف سے اور انتہا سلطان حسین بایقر کی مدح پر ہوتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے تیرہ برس قبل یعنی ۸۹۸ھ میں ہوا۔ یہ وہ ایام تھے کہ سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت و سلطنت کا ستارہ عروج پر تھا۔ مگر سلطان نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ اٹھانے کی رسوم اور مجالس تعزیت منعقد کرنے میں حد درجہ عقیدت مندی کا اظہار کیا۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے عزاداری اور تجلیل (مدح کرنے/تعریف کرنے) کی تفصیلات ”ختمۃ الممتحیرین“ تالیف امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ علیہ اور روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات تالیف اسفزاری رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہیں۔

ہم یہاں پر امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”ختمۃ الممتحیرین“ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں: ”جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر شہر میں پھیلی تو ہر طرف سے امرا و اکابر جمع ہو گئے۔ سب نے ماتمی لباس پہن رکھا تھا۔ حضرت سلطان صاحبقران (حسین

بایقرا رحمۃ اللہ علیہ) بھی تشریف لائے اور دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ پھر فرط شفقت سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے (مولانا ضیا الدین یوسف) کو آغوش میں بھینچ لیا اور دیگر احباب سے بھی تعزیت کا اظہار فرمایا۔ مجھے (امیر علی شیر) عزادار سمجھتے ہوئے میرے حال پر ہمدردی کا اظہار کیا۔ وہ مجھے صبر کی تلقین کر رہے تھے لیکن خود ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ چونکہ ان کے مزاج مبارک میں ضعف تھا۔ اس لیے وہ واپس شاہی محل کو تشریف لے گئے۔ لیکن تمام شہزادوں اور نمائندگان حکومت کو حکم دیا کہ وہ مرحوم کے جنازے میں شریک ہوں۔ چنانچہ سلطان احمد مرزا، مظفر حسین مرزا اور دوسرے شہزادے، تابوت کو کندھا دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے تھے۔ جنازہ گاہ پہنچنے تک یہی حال رہا۔^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خلوص و محبت کی بنا پر کہ جو آپ کو سلطان حسین بایقرا کے فرزندوں اور بعض شہزادوں سے تھی اپنی کتب میں مدح و توصیف بیان کی ہے۔ مثلاً: مثنوی ”یوسف زلیخا“ کے مقدمہ میں سلطان حسین بایقرا کے چہیتے فرزند سلطان مظفر حسین مرزا کی مدح و توصیف موجود ہے۔ سلطان مظفر ہمیشہ ہرات میں اپنے باپ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کا مقرب اور منظور نظر رہا۔

مثنوی لیلیٰ و مجنون از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

مثنوی ”لیلیٰ و مجنون“ کے مقدمے میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلاطین سلف کا ذکر کیا ہے۔ وہاں پر چنگیز خان کی کہ جس سے تیموریوں کو نفرت تھی۔ مذمت کی ہے، اور سلطان تیمور اور سلطان مرزا شاہرخ کا نہایت درجہ ادب و احترام سے ذکر کیا ہے۔

چنانچہ، درج ذیل قطعے کا اختتام سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و توصیف پر ہوتا ہے۔ قطعے کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

ساقی بدہ آن سے چو خورشید
در جام جہان تمای جمشید

① ملاحظہ کیجئے: (تمتہ التعمیرین) از جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۲۸) بعنوان: جامی رحمۃ اللہ علیہ!
۲۔ ملاحظہ کیجئے: (تکملہ حواشی نجات الانس) از جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۳)۔

ترجمہ: ”اے ساقی (ہمیں) آپ ایسی مے دیجئے کہ (چمک میں) وہ آفتاب کی مانند ہو کہ وہ مے آپ ہمیں جمشید (شہنشاہ) کے جام جہان نما میں دیجئے۔“^①

جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہراتی:

زمانہ (۸۴۴ھ - ۹۰۶ھ) بمطابق (۱۳۴۰ء - ۱۵۰۱ء)

ہم یہاں پر خراسان میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر تیموری سلاطین کا ذکر کر رہے ہیں۔ تو بدیں سبب اس عہد کے ایک عظیم امیر (یعنی امیر علی شیر نوائی صاحب) کا ذکر بھی ناگزیر اور اہم ہے۔

کہ جس نے نویں صدی ہجری میں علم و ادب اور ثقافت و کلچر میں نہایت گہرا اور موثر حصہ لیا اور بالخصوص، آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی احوال و آثار کی تخلیق و تدوین میں مخلصانہ طور پر نہایت عمدہ کردار ادا کیا۔

نویں صدی ہجری میں جب خراسان اور دار الحکومت ہرات میں علم و ادب اور ثقافت و کلچر منہاج کمال پر پہنچ چکے تھے، اور سلاطین تیموریہ کے علمی و ادبی ذوق و ہنر پروری کے باوصف علم و ادب و ثقافت و کلچر کا بازار گرم تھا، اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تخلیقی ادب اور تحریرات آسمان علم و ادب و شعر و حکمت پر مہ و پروین کے ستاروں کی مانند اپنی چمک و دمک دکھلا رہے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان علمی و ادبی تخلیقات میں جناب امیر علی شیر نوائی صاحب جیسے امیر کا موثر ہاتھ ہے۔ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بذات خود علم و ادب کے گہرے شناور، صاحب ذوق اور علمی تبحر کے حامل تھے۔ آپ کو انہیں خصوصیات کی بنا پر سلطان حسین بایقرا کے دربار میں کافی اثر و رسوخ حاصل تھا۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذاتی طور پر بھی صاحب دولت و ثروت تھے، اور پھر شان و شوکت میں بھی چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر دلعزیزی اور شہرت:

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم و ادب کے ساتھ جو تعلق خاطر اور شیفتگی تھی اس کا تقاضا کچھ یہ تھا کہ اطراف و اکناف سے علما و فضلا، شعرا، ادبا کی ایک جماعت نے آپ سے دلی طور پر اعتنا برتنا شروع کر دیا۔ چنانچہ، آپ کو بھی علما، ادبا اور شعرا وغیرہ کے ساتھ گہری محبت و عقیدت و وابستہ تھی۔

① ملاحظہ کیجئے: (اللیلیٰ و مجنون) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۷۶۲)۔

مشہور انگریز مستشرق جناب جی۔ ایچ۔ براؤن نے آپ کو (Maceenas E Cilinius) سے تشبیہ دی ہے۔^①

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب! بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی اور روحانی حیثیت کے قائل تھے، اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حیثیت کا اعتراف کیا کرتے تھے اور سر جھکاتے تھے۔

باوجود اس قدر و منزلت کے جناب امیر علی شیر نوائی صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دوست ہی نہ تھے بلکہ شاگردِ رشید بھی تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر علمی و ادبی کاوشات کے پس پردہ محرک جناب امیر شیر نوائی صاحب ہی کی شخصیت تھی، اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و تصنیفی کاوشات کے پس پردہ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کی خواہش اور حوصلہ کار فرما رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تمام ایسی کتب میں جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ایسے منشور مراسلات و منظوم و قطعات و غزلیات موجود ہیں کہ جو جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کے لیے تحریر کیے گئے یا پھر اس کے جواب میں لکھے یا کہے گئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر و بیشتر کتب کی تصنیف و تالیف کا دور اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر و بیشتر کتب کی تصنیف و تالیف کا دور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کی آخری چوتھائی یعنی (۸۷۵ ہجری اور ۸۹۸ ہجری) کے درمیان معلوم ہوتا ہے کہ جو جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کی تحریک اور تشویق کے موثر دلائل میں سے ایک ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر جناب امیر علی شیر نوائی صاحب نے ستر اشعار پر مشتمل ایک طویل اور پرسوز مرثیہ ترتیب دیا کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

① ملاحظہ کیجئے: (مابیناس: ۸ - ۷۳) قبل مسیح اکابر روم میں سے تھے۔ آپ کو ادب سے نہایت درجہ لگاؤ تھا۔ مشہور شاعر (ہراس) ان کے دوست تھے۔ (از سعدی رحمۃ اللہ علیہ، تاجی رحمۃ اللہ علیہ) ص: ۱۷۳۸

ہر دم از انجمن چرخ جفای دگر است
 ہریک از انجم او داغ بلای دگر است
 ترجمہ: ”ہر لمحہ انجمن سے آسمان ایک الگ جفا رکھتا ہے کہ انجم میں سے ہر ایک دوسرے کے
 لیے داغ بلا ہے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آوری کے طور پر جناب امیر علی شیر نوائی صاحب نے ان
 کے حالات و آثار پر ایک کتاب ”ختمہ المتمرین“ تالیف فرمائی جس میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال
 پر ملال پر خود کو ”عزادار“ ظاہر کیا ہے۔

احوال و آثار:

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب سال ۸۴۴ ہجری میں بمقام ہرات متولد ہوئے، اور پھر وہیں ۹۰۶
 ہجری میں انتقال فرما گئے۔ امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بچپن کے دور سے بھی سلطان حسین بایقرا کے
 دوست چلے آتے تھے۔ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب، سلطان حسین بایقرا کے مخلص دوست اور اس
 کے درباری امراء میں سے ایک تھے۔ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ جب تخت پر متمکن ہوا تو امیر شیر علی نوائی
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ و نوازشات حاصل رہیں۔

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت و سلطنت میں شاہی فرامین پر مہر ثبت کرنے کا منصب
 جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کو تفویض ہوا، اور یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی اور سیاسی خدمات کی بھر
 پور دلیل ہے۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سخاوت و دریا دلی، استغنا اور دنیوی جاہ و جلال سے بے
 زاری نیز سرکاری مشاغل سے اعراض اور بے غرضی سے جلد ہی سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ اور شاہزادوں کا
 اعتماد حاصل کر لیا۔ چنانچہ وہ تمام طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام و اکرام کرنے لگ پڑتے۔

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو درج ذیل خطابات اور القابات سے نوازا:

① رکن السلطنۃ

② اعتماد الملک والدولۃ

③ مقرب الحضرت السلطانی

چنانچہ اکثر و بیشتر حکومت کی عظیم خدمات آپ کے سپرد کی گئیں۔ مثلاً:

✽ صوبہ استرآباد کا انتظام: کہ جو اس وقت سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان مملکت کا ایک وسیع

وعریض اور گنجان آباد علاقہ تھا۔ آپ کے زیر انتظام سوئپ دیا گیا مگر کچھ روز کے بعد آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے کر گوشہ فراغت اور اطمینان خاطر کو ترجیح دے دی اور پھر علمی و ادبی سرگرمیوں کو اختیار کر لیا، اور اس کے لیے دنیوی جاہ و جلال کو ٹھوکر مار دی اور ہمیشہ کے لیے سرخروئی اختیار کر لی۔

✽ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ مشورے پر آپ نے حضرات صوفیائے نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے سلسلہ تصوف و سلوک سے تعلق خاطر پیدا کر لیا۔

چنانچہ یہیں سے آپ نے وادی تصوف و سلوک میں قدم رکھا۔

✽ جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ ایک پر خلوص، نیک دل، امیر تھے۔ آپ میں نیک کاموں کے سرانجام دینے سے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ مثلاً:

✽ آپ نے تین سوستر مساجد، مدارس، مقابر اور مزارات کی بنیادیں رکھیں یا پھر ان کی تعمیر و مرمت کروائی۔

✽ مشہور زمانہ مصور استاد بہراد اور شاہ مظفر، موسیقار قول محمد، شیخ نائی رحمۃ اللہ علیہ اور حسین عودی رحمۃ اللہ علیہ کا عروج، امیر علی شیر نوائی صاحب کی ہی سرپرستی کا نتیجہ تھا۔

اس پر مستزاد یہ کہ امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بھی ایک ماہر موسیقار، سازندہ اور نہایت عمدہ مصور بھی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی حیثیات:

ترکی شاعری میں امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ، ترکی زبان میں جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیش قیمت غزلیات کے چار دیوان ہیں۔

”ٹمستہ نظامی“ کے جواب میں آپ نے پانچ طویل مثنویات اور عطار کی مثنوی منطق الطیر کی پیروی میں آپ نے ”لسان الطیر“ ترتیب دی جو کہ موجود ہے۔ چنانچہ، ترکی نظم میں آپ ”نوائی“ تخلص کرتے ہیں۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت بحیثیت شاعر ترکی شاعری ہی کے سبب سے ہے۔ زبان فارسی میں آپ ”فانی“ تخلص سے اشعار کہتے تھے۔ مگر بات یہ ہے کہ آپ نے ترکی زبان میں جو ادبی سرمایہ بہم پہنچایا ہے، اس قدر وقیع سرمایہ وہ زبان فارسی کو نہ بہم پہنچا سکے۔

آپ کی ہر دو زبانوں (ترکی و فارسی) میں شاعری کی بنا پر آپ کو ”ذواللسانین“ (دو زبانوں والا) کا

لقب دیا گیا ہے۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب روضی کی ترکی اور فارسی زبانوں میں کتابوں کی مجموعی تعداد تیس کے قریب قریب ہے کہ جن میں سے چند کتب کے نام درج ذیل ہیں: مثلاً:

• غزلیات کے چار عدد دیوان!

• غرائب الصغر

• نوار الشباب

• بدائع الوسط

• فوائد الکبر

• خمسہ! یہ پانچ عدد مثنویات ہیں: مثلاً:

• تحیۃ الابرار

• فرہاد و شیریں

• لیلیٰ و مجنون

• سد سکندری

• سبع سیارہ

• لسان الطیر

• مجالس النفائس یہ امیر علی شیر نوائی روضی کے معاصر شعرا کا مختصر تذکرہ ہے۔

چنانچہ، دسویں صدی ہجری میں اس کتاب کا دو مرتبہ فارسی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے کہ جو غالباً

(ہنوز غیر مطبوعہ) ہے۔

• سراج المسلمین

• اربعین منظوم

• نظم الجواہر

• محبوب القلوب

• تاریخ انبیاء

• تاریخ ملوک العجم

• نسائم المحبۃ

✿ رسالہ عروضیہ
 ✿ ثمۃ المتحیرین
 ✿ محاکمۃ اللغتین اس کتاب میں امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترکی زبان کی فارسی زبان پر فوقیت و برتری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب بسال ۱۹۰۵ھ میں تحریر کی گئی ہے۔

✿ حالات پہلوان اسد
 ✿ حالات سید حسن اردشیر
 ✿ مفردات۔ یہ کتاب فن معما میں تحریر کی گئی ہے۔

✿ قصہ شیخ صنعان

✿ مناجات نامہ

✿ منشآت ترکی

✿ دیوان فارسی

✿ منشآت فارسی

✿ میزان الاوزان

✿ یہ کہ مذکورہ بالا کتب و رسائل میں سے صرف مثنویات اور غزلیات موجود ہیں جبکہ بقیہ کتب و رسائل نادر اور کمیاب ہیں۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل احوال و آثار ملاحظہ کیجئے: ^①

چنانچہ، صاحب حبیب السیر جو کہ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور پروردہ بھی ہیں، ۱۹۰۶ھ کے واقعات و حادثات کے ذیل میں امیر علی شیر نوائی صاحب کے انتقال پر ملال کا المناک واقعہ بدیں الفاظ بیان کرتے ہیں کہ

”اتوار، ۱۲ جمادی الآخر کی صبح امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفس عصری کی گھٹن سے نکل کر ریاض جاودانی کی پہنائیوں کی طرف پرواز کر گئی۔ علی الصبح، جب یہ خبر وحشت اثر دار الحکومت ہرات میں پھیلی تو ہر خاص و عام پر حزن و ملال کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا فقیر کیا وزیر، کیا بوڑھے کیا بچے، سب آہ و بکا کر رہے تھے۔ علما کے سروں سے دستار فضیلت گر

① ”امیر علی شیر نوائی فانی رحمۃ اللہ علیہ“ شرح زندگانی، آثار عمرانی، مولفات و مومنہ لئلم و نثر او تالیف محمد یعقوب واحدی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، انجمن تاریخ افغانستان، کابل ۱۳۳۶ شمسی ۲۔ ”زندگانی سیاسی امیر علی شیر نوائی“۔ تالیف بر تولد: ترجمہ جناب میر حسین شاہ۔ انجمن تاریخ افغانستان، کابل ۱۳۳۶ شمسی ۱

پڑی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب انہیں کون نوازے گا۔ واجب الاحترام فضلا کی شکیبائی کا دامن تارتا رہو گیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے بعد کس کی مجلس کا رخ کریں۔^①

چنانچہ صاحب (حبیب السیر) نے جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے اخلاق و آداب اور فطری خصائص اور کمالات علمی و ادبی، اشعار اور تالیفات کی تفصیلات پر ایک علیحدہ رسالہ موسوم بہ مکارم الاخلاق بھی تحریر کیا ہے۔^②

ہم انہیں سطور پر باب ۱۹ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر)!(۲۵۵:۴)۔

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر)!(۲۵۶:۴)۔

عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین

جس زمانے میں ایران کے مشرقی حصے میں تیموری سلاطین زمام اقتدار کو سنبھالے ہوئے تھے، جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب ۱۹ میں تیموری سلاطین کے بارے میں کسی قدر تفصیل و اجمال سے کام لیتے ہوئے بیان کیا ہے، سلطان ابوسعید مرزا رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ نے بالخصوص اپنی سلطنت کو علم و ادب و تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر اور خوشحالی کے دور سے ہمکنار کیا ہے۔ وہ مشرقی ایران کے تیموری سلاطین کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

چنانچہ، ان تیموری سلاطین کے عہد زریں میں ایران کے مغربی حصہ میں ترکمان سلاطین مثلاً: بادشاہ، جہان شاہ قراقویینلو اوزن حسن آق قویینلو اور اس کا بیٹا یعقوب نہایت عظمت و شان سے زمام اقتدار کو سنبھالے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراسم:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے ان ترکمان سلاطین کے ساتھ بھی نہایت درجہ گہرے مراسم و تعلقات استوار تھے۔

مگر بات تو کچھ یہ ہے کہ یہ ترکمان سلاطین بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا جس قدر اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے۔ اس کا کچھ اندازہ کتب تاریخ و سیر کے مطالعہ سے بخوبی طور پر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحریروں سے بھی ان حقائق کا بخوبی طور پر انکشاف ہوتا ہے ہم یہاں پر ان ترکمان سلاطین کا قدرے تفصیل و اجمال سے جائزہ لیتے ہیں کہ جن کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ روابط استوار تھے۔

۱۔ سلطان جہان شاہ قراقویینلو:

یہ بات یاد رہے کہ مغربی ایران کے یہ ترکمان سلاطین، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح تیموری سلاطین کے خونی دشمن تھے۔ چنانچہ، انہیں ایام میں ”اوزن حسن ترکمان“ نے سلطان جہان شاہ ”ترکمان“ کو قتل کر کے قراقویینلو خاندان کے سلسلہ بادشاہت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔

بدیں سبب، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف و تالیفات میں ”قراوقینلو“ سلاطین کا کم تذکرہ کیا ہے۔

”انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ میں سلطان جہان شاہ کو تحریر کیا گیا ایک منظوم مکتوب ہمیں ملتا ہے کہ جس کے مندرجات سے ہمیں یہ بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ ”سلطان جہان شاہ“ شعر موزون کر لیا کرتا تھا، اور اسے شعر و شاعری کے فن کے ساتھ مناسبت اور تعلق خاطر ضرور تھا۔^①

✽ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ (ص: ۳۵-۳۶) پر اس منظوم خط کا متن شائع کیا ہے۔

✽ اوراق تاریخ سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ قراوقینلو خاندان تشیع سے وابستہ تھے، اور حضرات اہل بیت علیہم الرضوان کے فضائل میں ان کا غلو مشہور ہے۔

سلطان ”جہان شاہ“ کا دیوان:

سلطان، جہان شاہ قراوقینلو کے بارے میں اس کی علمی و ادبی سرگرمیوں کا ہمیں اس وقت بخوبی علم ہو جاتا ہے کہ جب اس کے دیوان شعر کا ہمیں ذکر ملتا ہے کہ سلطان جہان شاہ، علم و ادب و نثر و نظم میں طبع موزون رکھتا تھا۔ اس کا تخلص حقیقی تھا، اور اسے تصوف سے بھی کافی حد تک لگاؤ تھا۔

چنانچہ سلطان جہان شاہ نے جب اپنا دیوان حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جواباً ایک طویل قطعہ تحریر کر کے بھیج دیا کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

بدہ ساقی آن جامِ گیتی نمای
کہ ہستی ربایست و مستی جواباً

ترجمہ: ”اے ساقی! آپ ہمیں وہ جام مے دیجئے کہ جو عالم نما ہو کہ (اس محبوب کی) ہستی موہ لینے والی ہے، اور (محبت و الفت کی) مستی کو افزوں کر دینے والی ہے۔“^②

✽ چنانچہ سلطان جہان شاہ اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی روابط اور مراسم کی ایک دوسری سند حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مراسلہ (مکتوب) ہے کہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر آذر بائیجان کے بنے ہوئے ان یشمینی ملبوسات کے ملنے پر تحریر کیا ہے کہ جو سلطان، جہان شاہ

① ملاحظہ کیجئے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ): ۷۰۔

② ملاحظہ کیجئے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۷۰)۔

نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور تحفہ ارسال کیے تھے۔^①
مشہور ایرانی سوانح نگار، جناب علی اصغر حکمت نے بھی اپنی کتاب ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ (ص: ۳۶) پر بھی
اس خط کا متن دے دیا ہے۔

۲۔ سلطان، اوزن حسن آق قویینلو:

زمانہ: (۸۷۲ھ - ۸۸۲ھ) بمطابق: (۱۴۶۷ء - ۱۴۷۷ء)

یہ کہ سلطان جہان شاہ قراقویینلو کے قتل کے بعد ”اوزن حسن آق قویینلو“ نے عنانِ حکومت و سلطنت
اپنے ہاتھ میں لے لی۔

تبریز میں امیر حسن بیگ کی حکومت کا اقتدار مستحکم ہو چکنے کے بعد ۸۷۸ھ / ۱۴۷۳ء میں سفر حجاز
سے واپسی پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تبریز میں امیر حسن بیگ سے قبل ازیں ملاقات ہو
چکی تھی۔

”یعقوب بیگ“ اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اوراق تاریخ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن بیگ کا بیٹا یعقوب بیگ جب تخت حکومت و سلطنت
پر ممکن ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس سے بھی مقتدارانہ حیثیت کے باوصف تعلقات
وروابط استوار ہو گئے۔ چنانچہ آذربائیجان کے اس دربارِ حکومت و سلطنت سے حضرت مولانا عبدالرحمن
جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ گہرے روابط اور مراسم امیر یعقوب بیگ کی حکومت کے آخری ایام تک قائم رہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم و منشور آثار:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور امیر یعقوب بیگ کے باہمی علمی و ادبی روابط اور مراسم کا
سراغ ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی منظوم و منشور آثار سے بھی بخوبی طور پر ملتا
ہے۔

منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ:

منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک طویل اور مفصل، مراسلہ (مکتوب)
موجود ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اوزن حسن کے اس خط کے جواب میں تحریر کیا ہے
کہ جس میں حجاز کے راستے کے محفوظ ہونے اور جنگ کرغستان کے بارے میں اطلاع فراہم کی گئی تھی۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) ص: ۱۰۲۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ): ص: ۴۲ - ۴۳ - ۲۔ ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ ص: ۳۶ - ۳۷۔

جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے ”رشحات عین الحیات“ میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بیگ کی مذکورہ بالا ملاقات کا ذکر کیا ہے جو کہ جمادی الآخر ۸۷۸ھ / ۱۳۷۳ء میں ہوئی۔

چنانچہ، مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

”جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، تبریز پہنچے تو حسن بیگ کے قریبی ندما، قاضی حسن، مولانا ابوبکر تہرانی رحمۃ اللہ علیہ اور درویش قواسم شغاول نے شہر کے دوسرے امرا اور عمائدین کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اور انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ مختلف خوبصورت مقامات سے گزار کر شہر لائے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بیگ سے ملاقات کی۔ وہ بھی بڑے ادب و اکرام سے پیش آیا، اور شاہی تحائف نذر کیے۔ اس (حسن بیگ) نے بڑی نیاز مندی سے (مزید) قیام کی درخواست کی۔ مگر وہ اپنی معمر والدہ کی خدمت کا بہانہ بنا کر خراسان روانہ ہو گئے۔“^①

۳۔ سلطان یعقوب بیگ:

زمانہ: (۸۸۳ھ - ۸۹۶ھ) بمطابق: (۱۳۷۹ء - ۱۳۹۱ء)

ہم اوپر سلطان ”اوزن حسن آق قوینلو“ کے حالات و آثار میں امیر یعقوب بیگ اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط و مراسم اور ملاقات کا ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویات اور منشآت:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی کاوشات یعنی مثنویات اور منشآت کے حوالے سے سلطان یعقوب بیگ سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ روابط و مراسم اور وسیع تعلقات کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) میں ہمیں ایک نصیحت آمیز قصیدہ ملتا ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کے ایک مکتوب کے جواب میں تحریر کیا۔ قصیدہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

قاصد رسید و ساخت معطر مشام من
در چین نامہ داشت ، مگر نامہ ختن

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ (۱: ص: ۲۶۳)!

ترجمہ: ”آپ کا قاصد پہنچا، کہ جس نے ہمیں مشام جان کو معطر کر دیا۔ یعنی جس سے ہماری جان کو راحت نصیب ہوئی کہ آپ کے مکتوب میں چین نامہ تو تھا مگر نامہ ختن کہاں؟“

سلسلۃ الذہب:

سلسلۃ الذہب ”از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے دفتر سوم میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”یعقوب آق قویینلو“ کی وفات کے بعد اس کے حسن سیاست، مظلوم کے ساتھ رحم وشفقت اور حمایت اور ظالموں کی مخالفت کا ذکر کیا ہے اور اس کی موت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایک قطعہ تحریر کیا جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

بود یعقوب بن حسن شاہی

آسمانِ جمالِ را ماہی

ترجمہ: ”یعقوب بن حسن شاہ آسمانِ جمال کا ماہتاب تھا۔“

مثنوی ”سلامان و ابدال“:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”سلامان و ابدال“ کا انتساب اسی مذکورہ بالا سلطان یعقوب بیگ کے نام ہے۔ مثنوی، کی ابتدا اور اختتام پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کا نام بڑے احترام سے لیا ہے۔ مثلاً: کتاب کے آغاز میں تحریر کرتے ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

شاہ یعقوب آن جہانداری کہ ہست

باعلوش دزوہ افلاک پست

ترجمہ: ”شاہ یعقوب وہ جہاندار ہے کہ اس کی علو مرتبت کے سامنے آسمانوں کے کنگرے بھی پست ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

والدش مرکبِ بدار الخلد راند

ازوے این خلقِ حسن میراثِ ماند

ترجمہ: ”ان کے والد سواری کو ہانکتے ہوئے ہوئے دار الخلد (جنت) کو روانہ ہو گئے کہ ان

سے ان حسن (عمدہ اخلاق والے) نے میراث کو پالیا۔^①
 چنانچہ، اسی مثنوی کے مقدمے میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان یعقوب کے بھائی
 یوسف بیگ کی بھی تعریف کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ
 شعر نمبر ۱:

وای مصر جلال و احتشام

بود از آزر و یوسفش کر دند نام

ترجمہ: ”آپ صاحب جلال و احتشام مصر کے بادشاہ (تھے) کہ اس حوالہ سے (لوگوں) نے
 آپ کا نام یوسف رکھا۔“^②

”سلامان و ابدال“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ میں جو بات ہماری توجہات کو اپنی جانب
 مبذول کیے دیتی ہے؛ وہ یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”سلامان و ابدال“ میں اپنے
 ایک خواب کا ذکر ہے کہ وہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ عالم رؤیا (خواب) میں ”سلطان حسن
 بیگ“ کو دیکھتے ہیں، اور اس سے گفت و شنید کرتے ہیں کہ سلطان حسن بیگ آگے بڑھ کر حضرت مولانا
 عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے کہ جس کی تعبیر وہ (یعنی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ)
 یہ لیتے ہیں کہ ان کو مذکورہ مثنوی ”سلامان و ابدال“ کو شرف قبولیت مل گیا ہے۔

چنانچہ اس خواب کا ذکر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی (سلامان و ابدال) کے درج ذیل
 شعر سے کرتے ہیں کہ
 شعر نمبر ۱:

چون رسیدم شب بدینجا زیں خطاب

درمیان فکر تم بر بود خواب

شعر نمبر ۲:

گفت این لطف و رضا جوئی زشاہ

بر قبول نظم تو آمد گواہ

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (منج بخش) ! ص: ۲۱۵۔ ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذهب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ دفتر سوم: ص ۱۲۹۳ حکایت سیاست یعقوب سلطان ”آن عوان شیرازی را“ جامی رحمۃ اللہ علیہ: ص: ۳۸ - ۳۹! میں بھی اس قصیدہ کا متن ملاحظہ کیجیے: ”سلامان و ابدال“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۳۱۵۔

② ملاحظہ کیجیے: (سلامان و ابدال) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۳۱۷۔

ترجمہ: ”جب ہمیں آپ کے ساتھ اس جگہ مخاطبت کا موقع نصیب ہوا جو کہ آپ کی فکر میں ہم نے خواب میں اچک لی ہے۔“

ترجمہ: ”ہم نے شعر عرض کیا کہ (یہ خواب) شاہ کی جانب سے لطف اور رضا جوئی پر مشتمل ہے کہ آپ ہماری نظم کی قبولیت پر گواہ ہیں۔“^①

دیوان ”خاتمة الحیوة“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

دیوان ”خاتمة الحیوة“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا دیوان ہے میں بھی چند قصائد یعقوب بیگ کی مدح میں موجود ہیں۔ ایک قصیدے میں آپ تبریز میں سلطان کے تعمیر کردہ محل ”ہشت بہشت“ کی مدح و توصیف کرتے ہیں۔ بظاہر یہ عمارت اپنے وقت میں خوبصورت اور لائق دید تھی۔ کیونکہ سیاحوں اور اطالوی سفرائے نے اپنے سفر ناموں میں اس عمل کے شان و شکوہ اور ندرت و خوبصورتی کی بے حد مدح و توصیف کی ہے۔^②

نے بھی ان شاہی محلات عمارات کی مدح و توصیف میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار بطور نمونہ کے نقل کیے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ سلطان یعقوب کے درباری امرا و وزرا سے بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پر خلوص روابط اور مراسم قائم تھے اور علمی و ادبی روابط وابستہ تھے۔

چنانچہ اس ضمن میں سلطان یعقوب کے وزیر اعظم قاضی عیسیٰ ساؤبی کا نام قابل ذکر ہے کہ جو علمی و ادبی ذوق کا حامل شخص تھا۔ جناب میر علی شیرنوائی صاحب اس کا ذکر بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ ”سلطان یعقوب نے ان (قاضی ساؤبی رحمۃ اللہ علیہ) کو ایسا نوازا اور ادب ملحوظ رکھا کہ اس وقت اہل عراق میں سے کسی بادشاہ نے کسی کو کم نوازا ہوگا..... کہ شاعری سے ان کا شغف ایسا تھا کہ روزانہ دس غزلیں کہہ لیتے تھے۔“

چنانچہ درج ذیل شعر انہیں کا ہے:

ہر کس بگشت گلشن و گلزار خویشتن
ما و دلی چونغنیہ گرفتار خویشتن

ملاحظہ کیجیے: (مثنوی، سلامان و ابسال) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۲۳-۳۲۴

ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (صحائف الاخبار) از مہتمم ہاشمی سفرنامہ تاجر اطالوی، بحوالہ: ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۳۰

ترجمہ: ”جو شخص اپنے گلشن و گلزار کی تعبیر کرے! (تو پھر) ہم اور ہمارا دل اس غنچہ کی مانند ہے کہ جیسے خود کا اس پر فریفتہ ہونا ہے۔“^①

انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ:

”انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں ایک مفصل اور طویل مکتوب ملتا ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیسیٰ (وزیر السلطنت) کے جواب میں تحریر کیا، اور پھر ان کی خاطر ”رسالہ تفسیر سورۃ اخلاص“ تالیف کر کے ارسال کیا۔^②

صاحب (حبیب السیر) نے امیر کمال الدین حسین کے حالات و آثار میں ایک دلچسپ حکایت نقل کی ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ امیر کمال الدین حسین کو نمائندہ بنا کر ہرات سے سلطان یعقوب کے پاس تبریز بھیجا گیا، اور وزیر اعظم قاضی عیسیٰ کے لیے دیئے گئے تحائف میں ”کلیات جامی“ کا ایک نسخہ بھی رکھ دیا گیا۔

جب امیر کمال الدین کتاب دار سے کتابیں وصول کر رہا تھا تو ”فتوحات کلیہ“ کا ایک ویسا ہی نسخہ جو ضخامت اور حجم میں کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ سے مشابہ تھا، لے لی اور بے خیالی میں اپنے سامان میں رکھ دیا۔ کتاب (حبیب السیر) کے مؤلف مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ ”امیر جب سلطان یعقوب کی خدمت میں پہنچے اور تحائف پیش کیے تو بادشاہ نے بڑے اخلاق کریمانہ سے استفسار کیا کہ

”اتنے لمبے سفر میں اکتا گئے ہوں گے؟“ امیر حسین نے جواب دیا: ”ایسی کوئی بات نہیں،

دراصل میرا رفیق سفر ایسا تھا کہ اکتاہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔“

سلطان یعقوب مرزا نے حقیقت حال دریافت کی تو جناب سیادت مآب نے فرمایا:

”ہرات سے چلتے وقت اعلیٰ حضرت بادشاہ نے جناب قاضی عیسیٰ کے لیے کلیات حضرت

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نسخہ دیا تھا۔ وہ میرے ہمراہ تھا۔ جب ذرا اکتاہٹ

ہونے لگتی میں ایک نظر اس کتاب افادت مآب پر ڈال لیتا۔“

شاہ نے فرمایا:

”کلیات کا نسخہ لایا جائے ذرا ہم بھی تو دیکھیں“

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ ص: ۴۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۷۸-۸۱۔

ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ ص: ۴۱-۴۲۔

امیر حسین نے کسی کو بھجوا کر وہ مجلد کتاب دربار میں منگوائی۔ جب اسے کھولا گیا تو وہ ”فتوحات“ نکلی۔ ظاہر ہے کہ اس اتفاق سے جناب سیادت مآب بڑے شرمندہ ہوئے، اور نتیجتاً امیر علی شیر کے منظور نظر نہ بن سکے۔^①

”امیر کمال الدین حسین ابیوردی رحمۃ اللہ علیہ“ (م ۹۲۰ھ / ۱۵۱۳ء) شروع میں آپ نے امیر علی شیر کی ملازمت کی۔ ۹۸۰ھ میں بلخ میں سلطان بدیع الزمان نے انہیں آستانہ عالیہ شاہیہ کا صدر بنا دیا۔^②

”الفتوحات المکیہ فی معرفۃ اسرار الممالکیہ والمکیہ“ جناب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔

”آذربائیجان“ کے دیگر امرا میں سے بادشاہ شیروان فرخ یسار شیروان شاہ سے بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ مراسم و روابط وابستہ تھے۔ یہ قدیم خاندان کسی زمانے میں ”شیروان“ کے علاقے پر حکومت کرتا تھا۔ فارسی شعرا کا ان کے دربار میں ہمیشہ ایک خاص مقام رہا۔ ایران کے دیگر علاقوں کے اساتذہ شعر سخن کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خط و کتابت بھی رہا کرتی تھی۔ چنانچہ، ”انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں فرخ یسار کے خط کے جواب میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط ملتا ہے۔^③

ہم انہیں سطور پر باب ۲۰ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) جلد ۴: ص ۳۵۰-۳۵۱

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) جلد ۴: ص ۳۵۰-۳۵۱

③ (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴۳ پر اس خط کا مضمون موجود ہے!

عثمانی سلاطین

نویں صدی ہجری کے دوسرے نصف کے ایام حیات میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی و لسانی نیز باطنی و روحانی کمالات کا اسلامی دنیا میں شہرہ آفاق چرچا اور دھوم تھی۔ ان ایام میں ایشیائے کوچک کے تمام ممالک اور جزیرہ بلقان پر عثمانی سلاطین تخت حکومت و سلطنت کو سنبھالے ہوئے تھے۔

اس وقت عثمانی خاندان کے دو نامور سلاطین عنان حکومت کو سنبھالے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں ان ہر دو سلاطین کا ذکر ملتا ہے۔

ان دونوں سلاطین کے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت عمدہ طور پر علمی و ادبی اقدار کے پیش نظر مخلصانہ روابط اور مراسم قائم تھے۔ وہ عثمانی سلاطین درج ذیل ہیں:

① سلطان محمد خان ملقب بہ فاتح (۸۵۵ھ - ۸۸۶ھ) بمطابق: (۱۳۵۱ء - ۱۳۸۱ء)

② سلطان بایزید خان دوم (۸۸۶ھ - ۹۱۸ھ) بمطابق: (۱۴۸۱ء - ۱۵۱۲ء)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کی روشنی میں آپ کی علمی و ادبی کاوشات نیز کمالات اور فضائل کی شہرت آپ کے ایام حیات ہی میں مشرقی ایران سے لے کر استنبول تک پہنچ چکی تھی۔ جو کہ اس وقت اسلامی تہذیب و تمدن، ثقافت و کلچر نیز فارسی زبان و ادب، نثر و نظم میں طبع آزمائی اور دل بستگی کے اثرات کی آخری حد تھی۔

منشآت فریدون بیگ:

منشآت فریدون بیگ میں سلطان بایزید دوم کے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے دو مراسلات (مکتوبات) اور ان کے جوابات شامل ہیں۔

منشآت فریدون بیگ (۱: ۳۶۱) استنبول، بحوالہ جامی رحمۃ اللہ علیہ از جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ص:

۴۴ - ۴۷) جناب علی اصغر حکمت صاحب نے اس مذکورہ بالا ”مکاتبت“ کو شائع بھی کر دیا ہے۔ یہ کہ ان ہر دو ہر مکتوبات سے وہ احترام و تکریم مترشح ہوتا ہے کہ جو عثمانی سلطان، حضرت مولانا عبدالرحمن

جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے باوصف بجالاتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے اپنے ہر مکتوب کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو مبلغ پانچ صد طلائی فلوری بھیجے۔ ”فلوری“ ایک طلائی سکہ کا نام ہے جو کہ اس دور میں یورپین ممالک میں رائج الوقت تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمانی سلطان بایزید کو اپنے جوابی خط میں اس جانب اشارہ کیا

ہے:

شعر نمبر ۱:

فرنگی اصل لیکن شاہ دینداد

رہانید ستشان از دست کفار

ترجمہ: ”بادشاہ فرنگی الاصل ہے لیکن دیندار ہے کہ اس نے ستشان کو کفار کے ہاتھوں سے آزاد کرادیا۔“^①

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ:

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک قطعہ موجود ہے کہ جو عثمانی سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ، قیصر روم کو تحریر کیا گیا تھا۔ اس قطعہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان مذکور کو فتوحات کی جانب اشارہ کیا ہے چنانچہ اس قطعہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

طاب ریاکِ اے نسیم شمال

نعم و سرّ نحو قبلة الامال

ترجمہ: ”اے شمال کی باد نسیم (باد صبا کے جھونکو) کہ تمہاری خوشبو کس قدر پاکیزہ و معطر ہے؟ کہ اے نسیم شمال تو قائم ہو جا اور پھر امیدوں کے قبلہ (حاجات) کی جانب (چپکے سے) چلنے لگے پڑا۔“^②

مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اب ہم قارئین کی توجہات کو مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ کی جانب مبذول کرواتے ہیں کہ مثنوی ”سلسلۃ الذہب“ کا تیسرا دفتر جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حجاز سے واپسی کے بعد تالیف کیا تھا۔

① بحوالہ: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ ص: ۳۱۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (گنج بخش) ۱۱۰۱۱ نیز (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۸) میں یہ مکمل قطعہ موجود ہے۔

آپ نے اس تیسرے دفتر کا انتساب سلطان بایزید عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کیا ہے۔^①
 مثنوی کے اختتام پر وہ سلطان کی بھیجی ہوئی اشرفیوں اور تحفے کا بطور تمیہ (یعنی مطلب کو پوشیدہ رکھ کر) ذکر کرتے ہیں۔

دیوان ”خاتمة الحیوة“ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے دیوان ”خاتمة الحیوة“ میں بھی عثمانی سلطان بایزید خان کی مدح میں چند قصائد موجود ہیں۔ چنانچہ، ایک قصیدہ مشہور شاعر ”انوری“ کے مشہور و معروف ”قصیدے“ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدے کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہر کرا در دہاں زبان باشد
 در شنائے شہ جہان باشد

شعر نمبر ۲:

بایزید یلدرم کہ تاج سراں
 بردرش خاک آستان باشد

ترجمہ: ”ہر وہ شخص کہ جو صاحب لسان ہو تو وہ شاہ جہان کی تعریف میں منہمک ہوگا۔“

ترجمہ: ”سلطان بایزید یلدرم (دوم) کہ جو بادشاہوں کے سروں کے تاج ہیں۔ اس کی در

کی خاک پر اس کا آستانہ ہوگا۔“^②

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا منظوم قصیدہ موجود ہے کہ جو سلطان کے ایک

”نثری خط“ کے جواب میں بھیجا گیا تھا۔

اس قصیدے میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان کے مکتوب اور تحائف کا شکریہ ادا

کرتے ہیں۔ اس ”قصیدے“ کا مطلع درج ذیل ہے۔

شعر نمبر ۱:

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذهب) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! (۳: ۲۶۳-۲۶۵)!

② ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (منج بخش) ص: ۸۳۹۔

چو دیدم آن نسق نظم ونثر و انستم

کہ مشکل است هُذَن بر جواب آن ظافر

ترجمہ: ”جب ہم نے اس نظم ونثر کے انداز کو ملاحظہ کیا۔ تو ہم نے جان لیا کہ اس کامیاب و
کامران کا جواب کہنا مشکل ہے۔“^①
ہم انہیں سطو پر باب ۲۱ کو ختم کرتے ہیں۔

صفوی سلاطین

سلطان حسین مرزا بایقر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات (۹۱۱ ہجری) اور ازبکوں کی خراسان پر لشکر کشی کے سبب سے ایران میں تیموری سلطنت کا خاتمہ ہو کر رہ گیا۔ سلطان حسین کے بیٹے بدیع الزمان اور مظفر حسین اپنے نامور باپ کی وفات کے بعد مشرقی ایران میں تیموری اور شاہرخی تاج و تخت کی حفاظت نہ کر سکے۔ چنانچہ اسی دوران ایران کی مغربی سمت پر شاہ اسمعیل صفوی کے بخت و اقبال کا ستارہ چمکا۔ ۹۱۶ھ / ۱۵۱۰ء میں خراسان میں محمد خان شیبک ازبک کے ساتھ مشہور جنگ لڑنے اور مرو میں اسے سازش کے تحت ہلاک کر دینے کے بعد اب تمام خراسان خالی پڑا تھا۔

سال: (۹۱۷ ہجری / ۱۵۱۱ عیسوی) اور سال: (۹۱۸ ہجری / ۱۵۱۲ عیسوی) میں شاہ اسمعیل صفوی نے خراسان پر دوبارہ چڑھائی کر دی اور پھر وہیں پر ازبکوں کی بچی کھچی حکومت کو بھی ختم کر دیا۔ بدیں طور، سلطنت تیموریہ کی جگہ ”دولت صفویہ“ نے لے لی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور صفوی سلاطین:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ”صفوی سلاطین“، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے ایک اہم موضوع ہے کہ جس کا یہاں پر اجمالاً ذکر ناگزیر ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات ۸۹۸ھ سے ۹۱۶ھ تک ابھی بیس سال بھی نہیں گزرنے پائے تھے۔ بدیں سبب صفویوں کا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رویہ قابل توجہ ہی نہیں ہے بلکہ قابل ذکر بھی ہے۔

ہرات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

شہر ہرات میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ممتاز علمائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ اور اس پر مستزاد جلیل القدر علمائے اہل سنت و الجماعت میں ہوتا تھا، اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ متعصب رافضیوں پر طعن و تنقید کرنے کے سبب سے مشہور و معروف تھے۔

درحقیقت، بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے احوال و ظروف کے مطابق مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں نیز صحت ایمان و اعتقاد کے شیوع میں نہایت عمدہ طور پر تجدید و احیائے دین کی سنہری اور درخشاں خدمات سرانجام دی تھیں۔ اس کی تصدیق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نظم و نثر سے بخوبی طور پر ہوتی ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل سنت و جماعت کے ہم عصر حضرات علمائے مجتہدین اور ”سلسلہ نقشبندیہ“ کے حضرات صوفیائے کرام میں بھی ایک نمایندہ حیثیت حاصل تھی اور ان میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اپنے ہم عصر اصحاب علم و فضل میں نمایاں و ممتاز تھی۔

بدیں سبب، صفوی سلاطین کہ جو بذات خود متعصب شیعہ تھے، اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو پاک اعتقاد شیعہ نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر زبان طعن دراز کیا کرتے تھے اور دشنام طرازی بھی کرتے رہتے تھے۔

چنانچہ، کتاب ”الشقائق النعمانیہ فی احوال العلماء الدولۃ العثمانیہ“ کے ذیل میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں یوں رقمطراز ہے:

”کہتے ہیں، جب ارد بیلوں کا طاغوتی گروہ، خراسان پہنچا تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کی قبر کھود کر اس کی لاش کسی دوسرے علاقے میں دفن کر دی۔

اور جب ایک دوسرا گروہ ارد بیلوں پر مسلط ہوا۔ تو انہوں نے بھی وہی کام کیا۔ لیکن قبر میں کچھ نہ پایا۔ البتہ جو چند خشک لکڑیاں وہاں سے ملیں انہیں جلا ڈالا۔“^①

فارسی زبان کے ماخذات میں مندرجہ بالا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ مگر قرآن و قیاسات سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ میں کچھ نہ کچھ حقیقت کا عنصر ضرور ہے۔

چنانچہ یہ روایت بھی قابل ذکر ہے کہ جب شاہ اسماعیل صفوی نے ہرات پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تو حکم دیا کہ جس کتاب میں بھی جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے۔ اس کی ”جیم“ کا نقطہ کھرچ کر اوپر ڈال دیا جائے۔ تاکہ ”خامی“ پڑھا جائے۔

بدیں صورت، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے، مولانا ہاتقی رحمۃ اللہ علیہ اس تحریف پر بہت ملول اور متاثر ہوئے اور یہ قطعہ تحریر کیا۔

① ملاحظہ کیجیے: (الشقائق النعمانیہ فی احوال العلماء الدولۃ العثمانیہ) از علامہ طاش کبریٰ زادہ ابرص: ۱۲۹۳ھ: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ برص: ۵۱۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بس عجب دارم ز انصاف شہ کشور کشای
آنکہ عمری بردرش گردوں غلامی کردہ است

شعر نمبر ۲:

کمر برای خاطر جمعی لوند ناتراش

نقطہ جامی رحمۃ اللہ علیہ تراشیدہ است و خامی کردہ است

ترجمہ: ”پس ہمیں تو شاہ کشور کشا کے انصاف سے نہایت تعجب ہے وہ یہ کہ جس نے اس کے

در کی ایک زمانہ تک در یوزہ گری کی ہے!“

ترجمہ: ”خاطر جمع کے پیش نظر بے ڈھب کے دوستوں نے، جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطے کو مٹا دیا،

اسے خامی بنا ڈالا ہے۔“

دیوان ہاتھی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے، مولانا ہاتھی رحمۃ اللہ علیہ بھی صاحب دیوان شاعر تھے، اور علم

وادب و شعر و سخن میں طبع موزون رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان ہاتھی بھی مشہور و معروف دیوان تھا۔

چنانچہ، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شاہ اسمعیل صفوی، ”دیوان ہاتھی“ کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اتفاق

سے اس نے مذکورہ بالا اشعار کا قطعہ پڑھا تو ہنس پڑا۔^①

قاضی نور اللہ شوستری مصنف (مجالس المؤمنین):

”قاضی نور اللہ شوستری“ مصنف (مجالس المؤمنین) کی ہمیشہ یہی کوشش رہا کرتی تھی کہ وہ تمام اکابر

شیوخ سلف کو شیعہ قرار دیں۔^②

قاضی نور اللہ شوستری کی کتب، دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے مروجہ افکار کی آئینہ دار ہیں وہ

بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تشیع کے بارے میں خاموش ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا ذکر

بحیثیت معاند اور مخالف ہی کیا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ حسین رحمۃ اللہ علیہ) از میر حسین دوست سنجلی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ لکھنؤ: ۶۹ - ۲۶۶! ملاحظہ کیجیے: مجمع الفصحاء تالیف رضا علی خان

ہدایت! مطبوعہ: تہران/جلد دوم/حصہ اول: ص: ۱۷ - ۱۱۶! میر ہاتھی رحمۃ اللہ علیہ، جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مذکورہ بالا حکایت موجود ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: ”قاضی نور اللہ شوستری“ (۱۵۳۹ء - ۱۶۱۰ء) کے حالات اور ”مجالس المؤمنین“ پر تبصرے کے لیے! ملاحظہ کیجیے: (رود کوثر) از جناب

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (ص: ۳۹۹ - ۴۰۵) لاہور! ۱۹۷۰ء۔

سلاطین صفویہ اور علمائے شیعہ:

”سلاطین صفویہ“ اور ”علمائے شیعہ“ کی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس عدم توجہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کو گزشتہ تین چار صدیوں تک خود ایران میں بھی وہ خاطر خواہ اہمیت، مقبولیت اور شہرت حاصل نہ ہو سکی جو کہ اس کے برعکس انہیں ہندوستان اور ماوراء النہر میں حاصل ہو چکی تھی۔

سام مرزا کی تحفہ سامی اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

باوجود اس مذہبی تعصب نظری کے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی، دینی و مذہبی، روحانی عظمت، فضیلت اور علمی علوم مرتبت اس قدر قدر بلند و ارفع تھی کہ صفوی سلاطین میں سے شاہ اسماعیل اول کے لڑکے اور خراسان کے فرمانروا (سام مرزا) نے جب تذکرہ ”تحفہ سامی“ تحریر کیا تو اپنے معاصر علما و شعرا کی فہرست میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب سے اوپر رکھا اور یوں تحریر کیا کہ ”یہ کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نہایت پر جوش اور بلند طبع کے سبب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ کیونکہ ان کے فضائل کی شہرت پہلے ہی مشرق سے لے کر مغرب تک جا پہنچی ہے اور ان کے فضل کا خوان اس گوشے سے اس گوشے تک پھیلا ہوا ہے۔“

اشعار:

شعر نمبر ۱:

نہ دیوانِ شعراست ایں بلکہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
کشیدہ است خوانی برسم کریمان
ترجمہ: ”یہ دیوان شعر نہیں ہے، بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سخی بزرگوں کی رسم کے مطابق قارئین کے لیے ایک خوان (علم و ادب) چن دیا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ز انواعِ نعمت در او ہر چہ خواہی
بیابی مگر مدح و ذم لئیماں
ترجمہ: ”اس (دیوان) میں جیسی کہ آپ چاہیں انواع و اقسام کی نعمتیں ہیں کہ آپ اس میں جو چاہیں وہ پالیں گے۔ مگر مدح و مذمت کے معاملے میں بخیلی اور کنجوس۔“^①

① ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا (ص: ۱۳۳)۔

سام مرزا اور مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ:

سام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی نے اپنے تذکرہ (تحفہ سامی) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی مفصل ”احوال و آثار“ تحریر کیے ہیں۔

(۹۱۷ ہجری) میں ”خرجد جام“ میں شاہ اسمعیل کی مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا حال مصنف سام مرزا نے نہایت سادگی سے اور بلا امتیاز تحریر کیا ہے۔

چنانچہ، سام مرزا تحریر کرتا ہے کہ

”شاہ نے انہیں (ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ) کو شاہی فتوحات منظوم کرنے پر مامور کیا کہ جسے مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کر لیا اور تقریباً ایک ہزار اشعار کہہ ڈالے۔ لیکن اس کام کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔“^①

ہم انہیں سطور پر باب ۲۲ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا! (ص: ۱۶۳)

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ اور پاک و ہند کے مشاہیر علم و ادب کے ساتھ علمی و ادبی مراسم

مذکورہ عنوان حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ کے علمی و ادبی ”احوال و آثار“ کا ایک اہم پہلو ہے کہ جسے بہر طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، اور پھر اپنے وقت کے ”احوال و ظروف“ کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ کے علمی و ادبی آثار کا ایک نہایت دلچسپ پہلو و عنوان ہے۔

آپ رٹائڈ کی علمی و ادبی، دینی، مذہبی اور روحانی حیثیات دنیائے اسلام کے ممالک میں شہرہ آفاق تھیں۔ چنانچہ، اسی سلسلے میں پاک و ہند کے اصحاب علم و ادب کے ساتھ بھی آپ کے علمی و ادبی اور ذہنی روابط اور مراسم جزو ولاینفک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تو آئیے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ کی اس حوالے سے علمی و ادبی خدمات و روابط کا بالا جمال جائزہ لیے چلتے ہیں۔

انشائے جامی از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ کی ”انشائے جامی رٹائڈ“ پر اس عنوان کے باوصف جائزہ لینے سے ہمیں بعض ایسے مکتوبات ملتے ہیں کہ جن کا مکتوب الیہ ایک ہندوستانی شخص ملک التجار نامی بھی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں اکثر مکتوبات ان خطوط کے جوابات میں ہیں۔ ملک التجار، یا اس کے فرزند (خواجہ علی رٹائڈ) نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹائڈ کو تحریر کیے تھے۔

الف: ملک التجار:

ان مکاتیب کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ”ملک التجار“ کوئی قابل احترام اور نامور و ممتاز شخص تھا۔ خواجہ جہان عماد الدین محمود گیلانی المشہور ”محمود گادان“ ۸۵۱ھ میں بغرض تجارت گیلان سے احمد آباد (بھارت) پہنچے، اور سلطان علاء الدین بہمنی (۸۳۸ھ - ۸۶۲ھ) کی نظر میں قدر و منزلت کا مقام پایا۔ چنانچہ سلطان علاء الدین بہمنی نے انہیں اپنے دربار میں جگہ دی۔

ہمایوں شاہ ظالم بہمنی: (۶۵ - ۸۶۲ھ) نے محمود گادان کو ملک التجار کا لقب دیا، اور اپنی وفات:

(۸۶۵ھ) سے قبل اپنے نابالغ بیٹے نظام شاہ بہمنی (۶۷-۸۶۸ھ) کا وزیر مقرر کیا۔
 ”محمود گاوآن“ کی ترقی اور شہرت درحقیقت، سلطان محمود شاہ بہمنی (۸۷-۸۶۵ھ) کے زمانے میں ہوئی۔

محمود گاوآن، صاحب علم و فن شخصیت:

محمود گاوآن سیاسی اور تجارتی بصیرت کے علاوہ، علم و ادب کے بھی والہ و شیدا تھے، اور انہیں علوم منقول و معقول میں بھی کافی حد تک دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ بالخصوص، فارسی علم و ادب و انشا نگاری میں استاد وقت تھے۔

علم مقام:

محمود گاوآن (ملک التجار) ایک بہترین انشا پرداز اور مصنف و مولف بھی تھے۔ آپ کی درج ذیل کتب انشا معروف و مشہور ہیں:

① ”ریاض الانشاء“

② ”مناظر الانشاء“

③ قواعد الانشاء وغیرہ، فن انشا نویسی میں مصنف کی ادب و انشا میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔^①

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ اور محمود گاوآن (ملک التجار) کی ریاض الانشاء کا مختصر جائزہ!

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ رقعات (انشائے جامی) اور محمود گاوآن کے مجموعہ مکاتیب ”ریاض الانشاء“ سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور محمود گاوآن کی مکاتبت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ طرفین نے ایک دوسرے کو نہایت احترام سے مخاطب کیا۔ مثلاً: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خط میں محمود گاوآن کے لیے درج ذیل القاب و آداب استعمال کیے ہیں۔

”القاب و آداب کے استعمال کا نمونہ:

بہ عالی جناب نقابت تبابایالت مخدومی اعظمی اکملی اکرمی الذی یقصر البیان من ان

یحیط القابہ بل اللقب مطروحة دون سد بابہ مد اللہ تعالیٰ اظلال افضالہ غیاث اللد نیا

والدین مغیثاً للاسلام والمسلمین^②

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات ذرا ایران) از ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا، جلد ۳ (ص: ۳۹۹-۵۱۰)۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ)، ص: ۳۲۔

مکاتیب کا موضوع:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مکاتیب میں مجموعی طور پر تصوف کے نکات بیان کیے ہیں اور حسب موقع ان کی تشریحات و توضیحات بیان فرمائی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”انشا“ فارسی اور عربی اشعار سے مزین ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طور پر مرصع خطوط تحریر کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بذات خود محمود گادوان، بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو انشا سے مرصع اور آراستہ و پیراستہ مکاتیب تحریر کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عملی:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی آثار سے ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصر اکابر کی بہت کم مدح سرائی کی ہے۔

مگر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور (ملک التجار) محمود گادوان کے مابین جو علمی و ادبی اور روحانی غائبانہ روابط اور مراسم قائم تھے وہ سراسر رشتہ مودت و محبت پر مبنی تھے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”محمود گادوان“ (ملک التجار) کو اپنے اشعار میں بھی جگہ دی ہے۔

چنانچہ ان کے ایک مکتوب کے جواب میں مفصل ”قصیدہ“ تحریر کیا ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل

ہے۔

شعر نمبر ۱:

مرحبا! اے قاصدِ ملکِ معانی مرحبا

الضلا کز جان و دل نذر تو کر دم الضلا

ترجمہ: ”خوش آمدید! اے معانی کے بادشاہ کے قاصد آپ کو خوش آمدید! کہ دعوت خاص

ہے کہ ہم نے آپ کو جان و دل نظر کر دی ہے کہ دعوتِ (ضیافت) خاص ہے۔“

چنانچہ اس مفصل قصیدے میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اشعار میں محمود گادوان

(ملک التجار) کا ماہرانہ اور استادانہ نثر نویسی اور پھر موزوں شعر گوئی کی تعریف کی ہے اور اس پر صاد کیا

ہے۔

مختصر یہ کہ انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ”ریاض الانشاء“ کے مندرجات کو اگر بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہر دو

اساتذہ سخن کی علمی و ادبی اور فنی و فکری اقدار نیز گہرے باہمی روابط اور مراسم کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہو

جاتا ہے۔

مثلاً: ”محمود گادوان“ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک مکتوب میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ ”محمود گادوان“ بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ ”اگر رباع و بقاع این مرز و بوم را بقدم فیض موسوم منور سازند و دماغ جان و راع جنان اہل این مکان را بہ نسیم ملاقات مضامات معطر گرداند از مکارم عرفان و لوازم احسان آن مطلع مہر ایقان عجیب و غریب نخواہد بود!“^①

ترجمہ: ”اگر آپ اس نگر و خطہ کو کہ جو (ناچیز کی) جائے پیدائش (جنم) ہے اپنے قدم فیض رساں سے منور فرمادیں، اور اس خطہ (سرزمین) کے لوگوں کی خاطر معطر اور جنت کے سبزہ زار (دامن کوہ) کے مقیم لوگوں کو اپنی خوش آئند ملاقات سے مستفید فرمادیں تو پھر مکارم اور احسان کے موجبات سے مستفید کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ مطلع (اطلاع) مہر و محبت کے باقی رہنے کے لیے بارِ خاطر نہ ہوگا۔“

مذکورہ بالا مکتوب کے اندراجات کے باوصف ”محمود گادوان“ کے اس قلبی خلوص و محبت اور مہر و وفا کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ جو ”محمود گادوان“ کو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے تھی۔

”محمود گادوان“ اپنی علمی و ادبی، مذہبی و دینی اور روحانی تشنگی کو بجھانے نیز سرزمین دکن میں ایک بیش قیمت علمی و ادبی حلقہ قائم کرنے کی خاطر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو دکن میں بلانے کے خواہش مند تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے نفسی و قناعت نیز ضعیف العمری کی بنا پر دکن چلے آنے کی دعوت سے پر خلوص طور پر بدیں الفاظ معذرت کر لی:

بواسطہ ترجمہ علائق و تراکم عوائلق کہ از آن جملہ مراقیب اوقات ترجمہ سالی است شکستہ اموال کہ بحکم اللجنة تحت اقدام الامہات این نیت بعمل نرسید و این نیت محصل نگرید باین امید چنانست کہ حضرت مسبب الاسباب جل شانہ سببی کہ متضمن این دولت و متکفل این سعادت باشد مہیا دارد و سیر گرداند۔^②

① ملاحظہ کیجیے: (ریاض الانشا) از محمود گادوان مخطوطہ منج بخش، اسلام آباد، نمبر ۳۹۱۲، ص: ۷۸۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۶-۳۷۔

ترجمہ: ”تعلقات کے واسطے سے مرحمت (خسروانہ) اور ہجوم موانع کے پیش نظر، کہ ان تمام کے ہجوم کے ساتھ کہن سالی کی عمر ہے۔ مالی دشواریاں (کمزوریاں) سد راہ ہیں۔ (نیز) بحکم کہ ”جنت ماؤں کے قدموں کے تلے ہے۔“..... (سفر کی) یہ نیت عملی جامہ نہیں پہن سکتی، اور یہ نیت انجام پذیر نظر نہیں آتی ہے۔..... ان موانعات کے پیش نظر امید یہ ہے کہ حضرت مسبب الاسباب (خدائے تعالیٰ) جل شانہ کوئی سبب اس دولت کے حصول کا اور اس دولت (کی سعادت) کے لیے ضامن ہوں گے، اور مہیا فرماتے ہوئے تشفی فرمائیں گے۔“

چنانچہ مذکورہ بالا جوابی مکتوب کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی پیرانہ سالی کا علم ہوتا ہے نیز مالی مشکلات اور بے حد مصروفیات کا بھی ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مذکورہ بالا جوابی مکتوب میں اپنی جس پیرانہ سالی کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تائید ”محمود گادان“ کے نام، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے مراسلہ (مکتوب) سے بھی ہوتی ہے۔

این فقیری راسنین از ستین گزشتہ و بر حدود سبعین مشرف
گشتہ^①

ترجمہ: ”اس فقیر کی عمر ساٹھ برس سے متجاوز ہو چکی ہے، اور ستر برس کے قریب پہنچنے والی ہے۔“

چھان بین کے حوالے سے یہ بسال: (۸۷۷ھ) اور (۸۸۷ھ) کے درمیان کا زمانہ ٹھہرتا ہے۔
نفحات الانس:

اور پھر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے مذکورہ بالا مکتوب کے ہمراہ ”محمود گادان“ کو اپنے مشہور تذکرہ ”نفحات الانس“ (زمانہ تالیف: ۸۳ - ۸۸۷ھ) کی جلد بھی ارسال فرمائی تھی۔
بدیں صورت یہ خط (۸۳ - ۸۸۷ھ) کے درمیان تحریر کیا گیا تھا۔

کتاب الانوار (تذکرہ اولیاء) از حضرت مولانا عین الدین بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ:

چنانچہ، معاصر مورخ، مورخ دکن سید محمد بیدری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ ”محمود گادان“ نے مولانا عین الدین بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”کتاب الانوار“ (تذکرہ اولیا) کو تصحیح اور نظر ثانی کے بعد، حضرت مولانا

① ملاحظہ کیجئے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی ص: ۹۳۔

عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کیا اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے مزید حالات لکھنے کی فرمائش بھی کی۔

مدرسہ محمود گادان بیدر (پمفلٹ) مکتبہ زبیر کراچی ۱۳۹۲ برص: ۵۶-۵۷ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نفحات الانس“ کو ”محمود گادان“ کی فرمائش پر تصنیف فرمایا تھا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب ڈاکٹر باقر صاحب کی توضیح:

جناب ڈاکٹر باقر صاحب (پنجاب یونیورسٹی شعبہ فارسی، لاہور) تحریر کرتے ہیں:

”انشائے جامی میں نو خطوط ایسے ملتے ہیں کہ ان کا مخاطب ایک شخص ملقب بہ جلال الحق والملت غیاث الاسلام والدین و مغیث المسلمین ہے۔

جو اس زمانے میں ہندو پاک کا ملک التجار تھا۔ بظاہر یہ ایک قابل احترام شخص اور رموز عرفان و تصوف سے واقف تھا۔ لیکن موجودہ وسائل کے پیش نظر اس شخص کے حالات (زندگی) معلوم نہیں ہیں۔^①

مندرج در تجلیل و بخصد و پنجاہمین سال تولد جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

مگر اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مذکورہ ملک التجار ”محمود گادان“ ہی تھا۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ہمیں اس معاصر دور میں کسی دوسرے شخص کا نام نہیں ملتا کہ جو ”ملک التجار“ ”محمود گادان“ کے نام سے موسوم ہوا۔

رسالہ ”سوال و جواب“ ہندوستان:

رسالہ ”سوال و جواب“ ہندوستان کا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تصانیف میں ذکر ملتا ہے۔ ہمیں اس ”رسالہ“ کا متن دستیاب نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس کے نام سے ظاہر ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان سے کسی کی طرف سے کیے گئے سوال (یا سوالات) کا جواب دیا ہے۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ہندوستان میں چونکہ مسائل تصوف و سلوک اور دیگر علمی و ادبی مسائل پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی (ملک التجار)، ”محمود گادان“ ہی سے باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ لہذا یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ یہ رسالہ ”سوال و جواب“ محمود گادان ہی کے علمی استفسارات کے جواب میں تحریر کیا گیا ہوگا۔

① ملاحظہ کیجیے: (مقالہ روابط جامی رحمۃ اللہ علیہ ہا ہندو پاکستان) ص: ۵۳-۵۴

چنانچہ انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ”ملک التجار“ (محمود گادوان) کو اپنے کسی ”رسالہ“ کے بعض ملخص مطالب بھی ارسال فرماتے تھے۔

رسالہ ”سوال و جواب“ ہندوستان۔ (بظاہر فارسی۔ نثر)!

سام مرزا بن شاہ اسمعیل اول صفوی اور مولانا عبدالغفور لاری صاحب نے بھی اس رسالہ کا ذکر کیا

ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان میں ملک التجار (محمود گادوان) اور اس کے فرزند سے تصوف کے نکات و مسائل مہمہ پر خط و کتابت تھی۔ کیا ممکن ہے کہ یہ رسالہ ان مذکورہ بالا لوگوں کے استفسار میں جوابی طور پر تحریر کیا گیا ہو۔

ب: خواجہ علی بن ملک التجار:

انشاء جامی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک مراسلہ (مکتوب)، ملک التجار (محمود گادوان) کے فرزند (خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے بھی ملتا ہے کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے بھی اپنی محبت اور مودت کے احساسات کا اظہار کیا ہے۔^①

ج: جناب سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ..... اُچ (پاکستان):

جناب سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ..... اوچی (۸۰۳ھ یا ۸۳۳ھ - ۹۲۳ھ)

آپ حلب، شام میں پیدا ہوئے۔ ازاں بعد سفر کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ یہاں پر ہندوستان (پاک و ہند) کے مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کے بعد واپس حلب شام چلے گئے۔ مگر ہندوستان میں مستقل قیام پذیر ہونے کی خواہش کے پیش نظر آپ دوبارہ براستہ ملتان، رمضان میں اوچ (سرزمین پنجاب/ پاکستان) تشریف لائے، اور پھر وہیں پر اقامت اختیار فرمائی۔

اس خطہ پنجاب (پاکستان و ہند) میں آپ نے سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا۔ آپ کے علمی آثار میں سے

درج ذیل کتب مشہور و معروف ہیں:

① مفتاح الاخلاص (بزبان فارسی)

② دیوان قادری (بزبان فارسی) موجود ہیں۔^②

جناب سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ..... اوچ!

① ملاحظہ کیجیے: (مقالہ رواہد..... جامی باہند و پاکستان) از جناب ڈاکٹر محمد باقر ص: ۵۵۔

② ملاحظہ کیجیے: (شریف التواریخ): ۱: ۸۱۹ - ۸۶۰۔

آپ کو شعر گوئی سے بھی خاص رغبت تھی۔ آپ اکثر حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۱ھ) کے مناقب منظوم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی غزلیات و ترجیعات کا دیوان (دیوان قادری) موجود ہے۔^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی ”احوال و آثار“ سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی کے علمی و روحانی، فضائل و کمالات کی بابت شہرہ سنا تو آپ بھی اپنے اشعار، حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمانے لگے۔

ملاحظہ کیجیے: (خزینۃ الاصفیاء) از جناب مفتی غلام سرور لاہوری جلد ۱/ ص: ۱۱۶! میں یوں رقمطراز

ہیں کہ

”عارف نامی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ باستماع خبر فضائل آنجناب (یعنی محمد غوث

اوچی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف کردہ خود بجانب آنجناب می فرستد۔“

ترجمہ: ”مشہور عارف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب (محمد غوث اوچی رحمۃ اللہ علیہ)

کے فضائل کی خبر سننے کے بعد اپنے تصنیف کردہ اشعار آنجناب کی خدمت میں بھیجا کرتے

تھے۔“

چنانچہ، (شریف التواریخ) جلد ۱/ ص: ۸۲۳! میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

جناب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب نے ”اخبار الاخیار“: (دہلی ایڈیشن: ص: ۲۰۲) اور

(دیوبند ایڈیشن: ص: ۲۰۸) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ علمی، ادبی و روحانی ربط حضرت

مخدوم محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی کے صاحبزادے حضرت سید عبداللہ (م ۹۷۸ھ) سے ظاہر کیا ہے۔

جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

سید عبداللہ کہ در فضیلت و لطافتِ طبع و سلامتِ قریحہ در زمانِ خود نظیر نداشت، گویند

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ باستماع خبر فضائل او بجان او اشعاری

فرستادند۔

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان قادری رحمۃ اللہ علیہ) از جناب سید محمد غوث۔ اوچی! کا ایک مخطوطہ بذیل شماره (۷۷۰۷) کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں

موجود ہے۔

ترجمہ: ”سید عبداللہ، کہ فضیلت و لطافتِ طبع اور خوش طبعی میں اپنے زمانہ میں بے مثل تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (آنجناب سید غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ) کے فضائل کی خبر سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اپنے تصنیف کردہ اشعار ارسال کیا کرتے تھے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۷ھ - ۹۸۹ھ) اور حضرت مخدوم (سید محمد غوث) (۸۳۳ھ - ۹۲۳) کا عہد ایک ہی ہے۔ جب کہ سید عبداللہ (م ۹۷۸ھ) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر تھے۔

تو یہ وہ چند جہات تھیں کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور پاک و ہند کے علمی و ادبی روابط اور تعلقات کو نمایاں کرتی رہیں گی۔

باب نمبر: ۲۳

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب (نثر و نظم) کا ہندو پاک میں شائع ہونا اور شہرت و مقبولیت پانا

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہمارے گزشتہ باب ۲۳ کی ضخامت زیادہ ہو چکی تھی اور ابھی مزید تشریحات و توضیحات کا بیان رواں دواں چلا جاتا تھا۔ بدیں سبب ہم نے موجودہ باب ۲۴ کو بقیہ توضیحات کے لیے وقف کر دیا ہے۔ گزشتہ صفحات میں ”ملک التجار“ (محمود گادوان) کے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ علمی و ادبی روابط و مراسم کا ذکر ہو رہا تھا کہ درمیان میں حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی (م ۹۲۳ھ) کا ذکر چل نکلا ہے۔

تو ذکر کچھ یہ ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک التجار (محمود گادوان) کو علمی و ادبی روابط و مراسم کے باوصف جو کتب و رسائل روانہ فرمائے ان میں سے درج ذیل سے کتب و رسائل کے اسما ہمیں کتب احوال و آثار میں ملتے ہیں۔

۱۔ نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے باوصف ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”نفحات الانس“ کا زمانہ تالیف: (۸۳ - ۸۸۱ھ) ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، محمود گادوان کے نام ایک خط میں کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر ستر سال کے قریب قریب بتلاتے ہیں۔ اسی مرقومہ خط کے ہمراہ ”نفحات الانس“ کا نسخہ، ہندوستان پہنچا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، محمود گادوان (ملک التجار) کو اپنی تصنیف ”نفحات الانس“ کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ

”مجموعہ مسمی بنفحات الانس من الحضرات القدس، از مقامات و حالات درویشان و معارف و مقالات ایشان جمع کردہ شدہ بود۔ تحفہ آن مجمع مکارم می گردد امیدواری چنان است کہ مواظبت ہر مطالعہ آن سخنان و تامل شافی در آن خاصیت دولت مصاحبہ ایشان دہد

وجمیت تمام حاصل آید۔“^①

ترجمہ: مجموعہ مستحکم نفعات الانس من الحضرات القدس میں (ہم نے) حضرات متصوفین کے مقامات و حالات و معارف و مقالات کو جمع کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مجموعہ مکارم ہیں؛ کی خدمت میں ہدیہ کیا ہے۔ (ہمیں) یہ امید ہے کہ ان نگارشات پر اور کافی حد تک توجہ کو مبذول کرنے میں پابندی کرنا (آپ رحمۃ اللہ علیہ) کو اس (کتاب) کی مصاحبت خاص مقام کا حامل بنا دے گی، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے اطمینانِ کامل حاصل ہو جائے گا۔“

۲۔ ”رسالہ در حقائق دین“! از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ”رسالہ در حقائق دین“ کہ جس کا مذکورہ نام متن رسالہ میں سے اخذ کیا گیا ہے۔ بھی ملک التجار (محمود گادان) کو ارسال فرمایا تھا۔ چنانچہ اپنے ایک منظوم خط میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بعد رفع سلام و شوق

در بیان کمال شوق و غرام

ترجمہ: ”بعد از سلام و شوق کہ کمال شوق اور عشق کے بیان میں۔“

شعر نمبر ۲:

می کند عرضہ با ہزار و نیاز

بندہ جامی رحمۃ اللہ علیہ درین جریدہ راز

ترجمہ: ”ہزار حاجات سے بیان کرتا ہے۔ ناچیز جامی رحمۃ اللہ علیہ اس راز سر بستہ کے دفتر میں۔“

شعر نمبر ۳:

نکتہ چند از حقائق دین

وز مواجید اہل کشف و یقین

ترجمہ: ”حقائق دین میں سے چند نکات اور اصحاب کشف و یقین کی بزرگیوں میں

سے!“

① ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی) برصغیر: ۹۳ - ۱۹۵

شعر نمبر ۴:

ہمہ مستنبط از حدیث و کتاب

ہمہ سنجیدہ اولو الالباب

ترجمہ: ”حقائق دین (اسی سے رسالہ مذکورہ بالا کو موسوم کیا گیا ہے) کو حدیث و قرآن سے

استنباط (چنا) گیا ہے۔ وہ تمام کے تمام اصحاب عقل و خرد کے لیے باوزن ہیں۔“

شعر نمبر ۵:

معرفت بخش اہل علم و عمل

وحشت انگیز اہل رزق و حیل

ترجمہ: ”رسالہ اہل علم و عمل کے لیے معرفت عطا کرنے والا ہے۔ (کہ یہ رسالہ) فقرا اور

حیلہ جو لوگوں کے لیے باعث نفرت ہے۔“

شعر نمبر ۶:

گرچہ دور ست زآن نصاب ہنوز

کہ بختمش شود خرد فیروز

ترجمہ: ”اگرچہ کہ یہ (طبقہ) اس نصاب (پونجی) سے ابھی دور ہے کہ ہم نے اس کا اختتام

ایسی عقل و دانش سے کیا ہے کہ جو کامیابی پر مبنی ہے۔“

شعر نمبر ۷:

کردم اندک نمونہ ارسال

سوی گنجور و گنج فضل و کمال

ترجمہ: ”ہم نے (اپنی فکر و دانش) کے تھوڑے سے نمونہ کو ارسال (خدمت) کر دیا ہے۔

(آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب) کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ صاحب خزانہ اور فضل و کمال کے خزانہ ہیں۔“^①۲۔ ”رسالہ سوال و جواب ہندوستان“! از مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:”رسالہ سوال و جواب ہندوستان از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کی بابت گزشتہ باب ۲۳میں ہم حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ملک التجار (محمود گادان) کے علمی و ادبی روابط اور مراسم کے

حوالے سے تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ قارئین تفصیل کے لیے باب ۲۳ ملاحظہ کیجیے۔

① ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمۃ اللہ علیہ) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ! برص: ۱۰۶۔

۴۔ ”اشعارِ جامی“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اب یہ سوال یقیناً ذہن میں ابھر آتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی (نثر و نظم) وغیرہ میں تخلیقات کی عمومی مقبولیت کا راز کیا ہے؟

تو اس سلسلے میں آپ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک شاگرد رشید جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ

”حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تصوف پر ہم نے اس لیے لکھنا شروع کیا، کہ ابتدائے حال، میں جب ہم نے صوفیہ کے اقوال کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی عبارات سے ان کا مقصد سمجھنا ہمارے لیے بے حد دشوار تھا۔ ہم نے منت مانی کہ اگر ہم پر یہ دروازہ کھل جائے (یعنی ملفوظات و مفہوم واضح ہو جائے) تو ہم صوفیہ کے مقاصد اس طریقے سے بیان کریں گے کہ لوگ باسان سمجھ پائیں گے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تصوف و سلوک کا انداز و روش:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف و سلوک کے موضوعات پر اپنی تمام کتب اسی مقصد اور ارادہ و نیت کے پیش نظر ترتیب دیں۔

چنانچہ ان کتب تصوف و سلوک میں لسانی خوبیاں بجا طور پر آشکارا ہیں۔ مثلاً:

- ① تراکیب کی سلاست
- ② الفاظ و عبارات کی وضاحت
- ③ معانی و مقاصد کی تلخیص
- ④ حقائق و نکات کی آسانی
- ⑤ استار و رموز کی معنی خیز تشریح و توضیح

ان اسالیب و بدیہیات کے پیش نظر اگر ہم یوں کہیں تو یقیناً بجا ہو گا کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مابعد کے ادوار کے متصوفین نثر و نظم کے ادبا و شعرا کے پیش رو ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں کوئی صاحب علم و فن شخص اس فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شریک و ہمسر نہ ہے اور میدان تصوف و سلوک کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا صوفیائے مابعد پر احسان عظیم ہے۔

مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ

”..... صرف کتب تصوف ہی پر کیا موقوف ہے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے گہر بار قلم سے جو کچھ بھی نکلا اس کی (سلاست) کا یہی حال ہے۔“^①

میر شیر علی خان لودی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

جناب میر شیر علی خان لودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تذکرہ ”مرآت الخیال“: (تالیف در ۱۱۰۲ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار میں تحریر کیا ہے کہ

”انہوں (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) نے ننانوے کتب تصنیف کیں اور وہ سب کی سب ایران، توران اور ہندوستان میں اہل دانش کے ہاں مقبول (و مشہور) ہیں، اور کوئی بھی ان پر معترض نہیں ہو سکتا۔“^②

برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی مقبولیت کا سبب:

برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، ادبی و متصوفانہ کتب نثر و نظم کی مقبولیت کا سبب تمام طور پر آشکارا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل میں ہر دو جہت سے یہاں (ہندوستان) کے مذہب (تسنن) اور اسلوب (تقلید خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک تر ہے۔

چنانچہ اس انداز و روش کے پیش نظر شعر کے اسالیب پہچاننے والے اصحاب علم و فن تو کچھ یہ کہتے ہیں کہ ”فارسی شعر“ میں ”پہچیدہ ہندی“ اسالیب، ہرات سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ”افغانی رحمۃ اللہ علیہ“ ہی کے باوصف دہلی اور دکن پہنچے۔^③

برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی پذیرائی کے مختلف ادوار کا مختصر اور سرسری جائزہ:

برصغیر (پاک و ہند) میں مختلف ادوار میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی پذیرائی پر ظاہری دلائل و شواہد کو اکٹھا کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (کلمہ حواشی نجات الانس) از جناب مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۱۷-۱۸)!

② ملاحظہ کیجیے: (مرآت الخیال) از جناب میر شیر علی خان لودی رحمۃ اللہ علیہ! (ص: ۷۳)!

③ ملاحظہ کیجیے: (سبک شاسی یا تاریخ تطور نثر فارسی) جلد ۱۳! ص: ۲۲۷!

کہ برصغیر ”پاک و ہند“ میں طباعت کی صفت یعنی چھاپے خانے کے شیوع سے قبل شاید ہی کوئی خصوصی یا عمومی کتب خانہ ہوگا کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی، احوال و آثار یعنی قلمی مخطوطات سے خالی ہو۔

محققین اس سلسلہ میں برصغیر (پاک و ہند) کے کتب خانوں کے قلمی مخطوطات کی مطبوعہ فارسی اور بالخصوص فہرست مشترکہ نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، از احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے ان آثار کے اعداد و شمار اکٹھے کر سکتے ہیں۔

پاک و ہند میں چھاپہ خانہ کا آغاز اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت:

یہ بات نہاں خانہ قلب و دماغ میں محفوظ رہے کہ جب برصغیر (پاک و ہند) میں چھاپہ خانہ کا شیوع (آغاز) ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے قلمی مخطوطات کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کا آغاز ہوا۔

پاکستانی اور ہندوستانی فارسی مطبوعات کی مستقل اور جامع فہرست نہ ترتیب پاسکنے کے باعث حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان کتب کے ایڈیشنوں کی صحیح تعداد کے بارے میں ابھی کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔

ابتدائی طور پر کتاب ”یوسف وزلیخا“ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایڈیشنوں کی تعداد ہندوستانی اور پاکستانی اشاعتوں کے پیش نظر پچاس سے کافی حد تک بڑھ کر چکی ہے۔
برصغیر میں شروحات و تراجم:

برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی کتب و آثار کی پذیرائی کا اندازہ ان شروحات اور تراجم سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ یہاں فارسی یا دیگر مقامی زبانوں میں کیے گئے۔

چنانچہ عہد بہ عہد درج ذیل اصحاب علم و ادب نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی شروحات ترتیب دیں:

① عبدالواسع ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ (معاصر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ) (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ)

② محمد رضا بن محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ ملتان (زندہ در: ۱۱۷۲ھ)

③ محمد گلہوی ملتان رحمۃ اللہ علیہ (مرید نور محمد تانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۲۰۳ھ)

③ محمد سلطان خوشابی رحمۃ اللہ علیہ (معاصر تیمور شاہ درانی، خوشابی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۲۰۳ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و متداول کتاب ”سکندر نامہ“ کی شرح تحریر کی تھی۔ ان کی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر فارسی شروحات متداول اور مروج رہی ہیں، اور آج بھی پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

اردو زبان میں تراجم:

جب برصغیر (پاک و ہند) میں لسان فارسی کی ترویج و اشاعت کی جگہ اردو زبان اور دیگر علاقائی اور مقامی زبانوں نے لے لی، تو اردو تراجم کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی مقبولیت اور اثر و نفوذ کا سلسلہ جاری رہا، اور اب بھی ہے۔

چنانچہ جناب پروفیسر اختر راہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تراجم کتب فارسی بر زبان ہائے پاکستان میں فارسی کتب کے پاکستانی زبانوں میں مختلف تراجم کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ”یوسف وزلیخا“ کے نو منشور و منظوم تراجم کا حال معلوم ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و ادبی آثار کی ترویج میں برصغیر کے مدارس و مکاتب کا عظیم حصہ:

برصغیر پاک و ہند کی علمی و ادبی تاریخ و آثار کی ترویج و اشاعت میں اسلامی مدارس و مکاتب کا زریں اور عظیم حصہ ہے۔

چنانچہ اسلامی مدارس و مکاتب کے فارسی زبان کی نصابی تعلیم میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی: فوائد الضیائیہ (شرح کافیہ) اور اس پر مولانا عبدالغفور لاری کا حاشیہ یہاں کے دینی مدارس و مکاتب میں ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۳ھ / ۱۲۹۲) کے وضع کردہ اور ترمیم شدہ (درس نظامی) کا باقاعدہ نحوی نصاب متداول رہا ہے۔^①

برصغیر (پاک و ہند) کی مساجد اور محافل نعت و ذکر میں آج بھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی پر سوز اور دلگداز فارسی نعتوں کی صدائے بازگشت سنی جاتی ہے۔ بلاشبک و شبہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلوں کے سوز و ساز سے اردو زبان کے رنگ تغزل نے سوز و ساز جامی کا رنگ مستعار لیا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ مصنفین درس نظامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب پروفیسر اختر راہی صاحب! (ص: ۱۸-۲۰)!

۳۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی پاک و ہند کے علما و شعرا سے ملاقاتیں: برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی کتب کے انتشار کے حوالے سے ہم اوپر مختلف عناوین کے تحت بالا جمال احوال و آثار کو نقل کر چکے ہیں۔ درحقیقت، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی اور روحانی افکار کو دنیائے اسلام میں نہایت شہرت حاصل ہوئی۔

بالخصوص، تیموری سلاطین کے ادوار حکومت و سلطنت کے احوال و ظروف کے باوصف جبکہ برصغیر پاک و ہند تیموری سلاطین کے زیر نگین تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی اور روحانی شخصیت برصغیر پاک و ہند میں بھی انہیں حیثیات کے حوالے سے بیش از بیش متعارف ہو کر رہی، اور پھر سب سے بڑھ کر بات تو یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ایام حیات ہی میں آپ کے علمی و ادبی اور روحانی افکار و نظریات کا نہایت وسعت کے ساتھ شیوع (ظاہر ہونا) ہونے لگا۔ اور پھر یوں لگتا ہے کہ برصغیر ہند و پاک کی مسلم قوم میں بالخصوص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کے حوالے سے بیش از بیش اعتنا برتا گیا، اور پھر وقت کی رفتار اور علمی و ادبی و روحانی احوال و ظروف کے باوصف یہ اعتنا افزوں سے افزوں تر ہوتا چلا گیا۔

اگرچہ وقت کے احوال و ظروف کے مطابق ”رسل و رسائل“ اور بعد مسافت کی مشکلات کے سبب سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود ہندوستان میں تشریف نہ لاسکے اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طوالت عمری بھی سدراہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ ہم گزشتہ اوراق میں تحریر کر چکے ہیں۔ لیکن علم و ادب اور اسلامی تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علما و عملاً ایک مثالی شخصیت ہونے کے باوصف عدیم المثال عبقری شخصیت تھی۔

بہر کیف، برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کے شیوع اور انتشار کے سلسلے میں ہم ایسی ملاقاتوں کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ جو یہاں کہ دانشوروں اور اصحاب علم و فن اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین واقع ہوئیں۔

حضرت شیخ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

(متولد شاید: ۸۶۲ھ - متوفی: ۹۴۲ھ)!

اس سلسلے میں برصغیر کی ایک اہم علمی و ادبی اور روحانی شخصیت اور مشہور اور کثیر التصانیف عالم، حضرت شیخ جمال دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، کی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مفصل نشست کا حال ہمیں

دستیاب ہوا ہے۔

حامد بن فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی دور کے ایک نامور عالم، شاعر، ادیب، سیاح اور صوفی بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی عدیم النظیر شخصیت کے باوصف علم و ادب کی مجالس کو بیش از بیش رونق بخشی۔ آپ حضرات مشائخ کرام اور صوفیائے عظام کے معتقد اور معتمد تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہم عصر امرا و سلاطین کے جلیس و ندیم بھی تھے۔

شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے علم و ادب میں نہایت ناموری اور شہرت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ آپ کی شعری موزونیت کی داد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دی ہے۔ حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو خسرو ثانی کا لقب سزاوار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان شاعر ہیں، اور درج ذیل مثنویاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہیں:

① مثنوی مرآة المعانی

② مثنوی مہر و ماہ۔

جبکہ، فارسی علم و ادب کی نثری صنف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار سیر العارفین ہے کہ جو برصغیر پاک و ہند کے اجل حضرات مشائخ و صوفیائے کرام کا اولین تذکرہ ہے۔^①

علمی سفر و سیاحت:

حضرت مولانا حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بسال (۸۹۷ھ) اور (۹۰۱ھ) کے مابین عرب و عجم کے ممالک اسلامیہ کا ایک طویل علمی و ادبی سفر کیا، اور اسی علمی و ادبی سفر و سیاحت کے سلسلہ میں آپ اس وقت کے ایرانی دارالحکومت ہرات بھی تشریف لے گئے، اور پھر وہاں مشاہیر علم و ادب و شعر و فن سے نہایت قیمتی ملاقاتیں کیں۔

اس سلسلہ میں مشاہیر وقت میں سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی قدر نہایت درجہ قابل ذکر ہے۔

چنانچہ اوراق تاریخ و سوانح سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ہرات میں زمانہ قیام کے دوران حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موقر اور مشہور کتاب اور تذکرہ ”سیرہ العارفین رحمۃ اللہ علیہ“ میں ہرات کے اس سفر کی روداد تحریر کی ہے، اور پھر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت محبت و عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین رحمۃ اللہ علیہ) از شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اردو ترجمہ) ابتدائیہ جناب پروفیسر محمد ایوب قادری: ۱۹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مثنوی، مہر و ماہ) از (جمالی رحمۃ اللہ علیہ) پر مقدمہ جناب سید سام الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۷۱۔

چنانچہ، حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”احقر الانام (جمالی رحمۃ اللہ علیہ) کعبہ معظمہ کے سفر مقدس میں شہر ہرات پہنچا، اور وہاں کے حضرات اکابر سے ملا، مثلاً حضرت شیخ صوفی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ زین الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے اور حضرت شیخ محمد روجی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو واصلانِ حق میں سے تھے اور حضرت شیخ عبدالعزیز جامی رحمۃ اللہ علیہ کو جو مشیخت میں نمایاں اور ممتاز تھے، اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو زمانے کے محققین میں سے تھے، اور علم ظاہر و باطن میں بے مثل تھے، اور شاعری میں سعدی روزگار تھے۔ اور خلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو جو شاہ اسمعیل صوفی کے ہاتھوں سے شہید ہوئے، اور اس کے کھلم کھلا ظلم و زیادتی سے ان کے پاک عقیدے میں فرق نہ آیا، اور حضرت مولانا مسعود شروانی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو علم میں اعلم العلماء تھے، اور حضرت مولانا حسین واعظ (الکاشغی) کو جو مشاہیر زمانہ میں سے تھے۔ اگرچہ یہ تمام (حضرات) بزرگوار اس حقیر (جمالی رحمۃ اللہ علیہ) کی قیام گاہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھی۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں:

میں ایک روز ان (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے حجرہ خاص میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب لمعات رکھی تھی۔ اچانک حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ (شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا کہ یہ (لمعات) ان عالی درجات (شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ کا نتیجہ ہے کہ حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کر دیا ہے۔

”چنانچہ، ان کا یہ فرمان مجھے کچھ اچھا نہ لگا۔ تو میں نے کہا کہ

”ہر شخص کا مرتبہ حق تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کا عطیہ ہے۔“

”حق تعالیٰ کے حکم سے اسی شب میں مولانا مشار الیہ (جامی رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب میں دیکھا کہ

ایک پر نور چہوترہ ہے، اور اس پر شیخ المشائخ والا ولیاء شیخ صدر الدین عارف درویشوں کی

ایک جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اور مولانا فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کے

جوتے لیے ہوئے با ادب کھڑے ہیں، اور اس فقیر (جمالی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف اشارہ کیا۔ تم بھی

اس مجلس میں موجود ہو۔ میں (جامی رحمۃ اللہ علیہ) بھی داخل ہوا اور حضرت (صدر الدین عارف)

کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر شرف حاصل کیا۔ چنانچہ، ان کی دہشت نے مجھے پر اثر کیا اور تم

(جمالی رٹالہ) مجھ سے کہتے ہو کہ حضرت (فخر الدین عراقی رٹالہ) کا مرتبہ معلوم ہوا۔ میں (جامی رٹالہ) کہتا ہوں کہ حق تمہاری (جمالی رٹالہ کی) جانب تھا۔ جب صبح کے وقت مولانا مشائخ الیہ (جامی رٹالہ) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ خواب بیان کیا، اور ان (بزرگوں) کی روح پاک کے لیے فاتحہ پڑھی۔^①

ہرات میں زمانہ قیام کے دوران میں شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رٹالہ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹالہ اور مولانا عبد الغفور لاری رٹالہ کو ساتھ لے کر حضرت سید امیر حسینی رٹالہ (م ۱۸۷۱ھ) مولف ”نزہۃ الارواح“ کی قبر پر بھی گئے۔^②

بندر ابن داس خوشگو نے ”سفینہ خوشگو“ (تالیف: ۱۱۳۷ء) اور آفتاب رائے لکھنوی نے ”ریاض العارفین“ (تالیف: ۱۱۶۱ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹالہ اور مولانا جمالی رٹالہ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ البتہ، ان ہندوستانی ”تذکرہ نگاران“ نے ملاقات کا حال مضحکہ خیز انداز و روش میں تحریر کیا ہے۔^③ برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا جامی رٹالہ کے شاگرد:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹالہ ایک عدیم المثال مشفق استاد بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے مکتب کھول کر باقاعدہ تعلیم و تدریس بھی کی۔ آپ باقاعدہ عالم و فاضل ہونے کے باوصف عقلی و نقلی علوم کے بھی زبردست ماہر تھے اور وسیع النظر عالم تھے۔ آپ رٹالہ کی عدیم النظر کتب نثر و نظم اس پر شاید ہیں خاص طور پر وہ کتب جو آپ نے اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف کی تعلیم و تربیت کے لیے تحریر فرمائی تھیں۔ علاوہ ازیں، معاصر اصحاب علم و فضل اور عمومی لوگ آپ کی صحبت و مجلس میں آکر علمی و ادبی اور روحانی استفادہ بھی کرتے تھے۔

بالواسطہ اور بلاواسطہ شاگردان:

ہندوستان میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رٹالہ کے بلاواسطہ شاگردان میں سے جناب کاہی اکبر آبادی رٹالہ کا نام مشہور و معروف ہے۔ جب کہ آپ کے بالواسطہ (روحانی) شاگردان میں شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رٹالہ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین رٹالہ) از حضرت شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رٹالہ! اردو ترجمہ: ابتدائیہ از جناب پروفیسر محمد ایوب قادری ص: ۱۹۶-۱۹۸!

② ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین) از حضرت شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رٹالہ! اردو ترجمہ: (ابتدائیہ) از جناب پروفیسر محمد ایوب قادری رٹالہ! ص: ۱۵۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (سفینہ خوشگو) از بندر ابن داس خوشگو آنجہانی! مخطوطہ مخزوندہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور! ورق: ۱۲ب ۲! - ”ریاض العارفین“ از آفتاب رائے لکھنوی صاحب آنجہانی! (۱: ص: ۱۶۳)!

ہم یہاں پر جناب کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔

۱۔ جناب کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

(۱۸۶۸ھ - ۱۹۸۸ھ)

ابوالقاسم نجم الدین محمد کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، سمرقند کے سادات کرام میں سے تھے۔ آپ چالیس، پچاس برس کابل میں اقامت پذیر رہے۔ بالآخر آپ ہندوستان چلے آئے۔ بھکر (سندھ) میں شاہ جہانگیر ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۶ھ) سے ملے۔ ازاں بعد (۱۹۳۰ھ) تا (۱۹۵۶ھ) گجرات (ہند) میں مقیم رہے۔ بسال: (۱۹۵۶ھ) میں آپ دوبارہ کابل چلے گئے۔ مگر بسال: (۱۹۶۱ھ) میں شہزادہ اکبر کی ملازمت اختیار کر کے ہندوستان واپس لوٹ آئے۔ اور باقی ماندہ زندگی اکبر آباد (آگرہ) میں بسر کر دی۔ جناب کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، فن موسیقی اور معما نویسی میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی دو علمی و ادبی یادگاریں درج ذیل اسما سے موسوم ہیں:

① دیوان اشعار

② رسالہ منظوم معما۔^①

جناب کاہی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم شباب (جوانی) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور تحصیل علم کی تھی۔

چنانچہ جناب قدرت اللہ گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ، نتائج الافکار میں تحریر کرتے ہیں کہ

” (کاہی) بخدمت حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فائز گشتہ۔“^②

ترجمہ: ”کاہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنے والے تھے۔ (یعنی مستفید ہوئے۔)“

جناب رضا خان ہدایت ”ریاض العارفین“ میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

” (کاہی) درس شباب کسب علوم درپیش حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نمود۔“^③

ترجمہ: ”کاہی رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی (کے ایام) میں کسب علوم کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے آگے زانوئے تلمذتہ کیا۔“

① ملاحظہ کیجیے: (مقالات الشعراء) ص: ۸۵-۶۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (نتائج الافکار) از جناب قدرت اللہ گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۳۵

③ ملاحظہ کیجیے: (ریاض العارفین) از جناب رضا قلی خان ہدایت ص: ۱۲۰۲

جناب قانع تموی رحمۃ اللہ علیہ، (مقالات الشعراء) میں کاہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار کے ضمن میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ

”در سن پانزدہ سالگی خدمت مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ دریافت۔“^①

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ برس کی عمر میں مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کیا۔“

۲۔ جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ:

(۱۰۲۳-۱۰۶۹ھ)

شہزادہ محمد داراشکوہ، شاہجہان بادشاہ کا فرزند اکبر تھا۔ شہزادہ کو علم و ادب اور ثقافت و کلچر سے گہری وابستگی اور شیفتگی تھی۔ اسلامی اور ہندی تصوف پر اس کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔

شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے درج ذیل تالیفات مشہور و معروف ہیں:

① ”سفینۃ الاولیاء“

② سیکۃ الاولیاء

③ حسانت العارفین

④ مجمع البحرین

⑤ حق نما، قابل ذکر ہیں۔

سفینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ:

”سفینۃ الاولیاء“ میں شہزادہ محمد داراشکوہ نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار بھی تحریر کیے ہیں۔ چنانچہ، (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں شہزادہ داراشکوہ نے تحریر کیا ہے کہ وہ یعنی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (حنفی المذہب) تھے، اور عوام کے درمیان یہ شہرت صحیح نہ ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے۔

ازاں بعد حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے شہزادہ داراشکوہ نے تحریر کیا ہے کہ

”ان کی چوالیس تصانیف مطابق اعداد لفظ جام ہیں اور یہ سب کی سب دنیا میں مشہور و معروف ہیں، کسی کو ان پر اعتراض نہیں۔ ان کی بہترین تصانیف میں سے ”شواہد النبوة“ اور ”نفحات الانس“ ہیں کہ جو لطیف مضامین اور دقیق نکات سے مملو (لبریز) ہیں۔ دیوان اول کی غزلیات اور مثنوی (یوسف علیہ السلام و زلیخا) کے اشعار کی نظیر نہیں ملتی۔“^②

① ملاحظہ کیجئے: (مقالات الشعراء) از قانع تموی رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۶۰-۶۷

② ملاحظہ کیجئے: (سفینۃ الاولیاء) از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ! (ص: ۸۳)۔

ازاں بعد! مصنف (شہزادہ داراشکوہ) نے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اپنی دلی عقیدت مندی کا اظہار بالفاظ ذیل کیا ہے:

”یہ فقیر ہمیشہ ان (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی منشور و منظوم تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کلام حقیقت انتظام کی برکت سے بہرہ ور ہوتا ہے، اور یہ کتاب (سفینۃ الاولیاء) تحریر کر رہا ہوں تو یہ سب ان (حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) ہی کی شاگردی اور تتبع کا حاصل ہے۔“^①

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہندی شعرا سے متاثر ہونا:

۱۔ جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

(۶۵۱ھ ۷۲۵ھ)

”یمین الدین ابوالحسن خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ کی شخصیت، مسلم ہند کی تاریخ میں علم و ادب و شعر و فن اور لسانی علوم میں مہارت کے باوصف محتاج تعارف نہیں ہے۔ اسلامی علم و ادب و ثقافت و کلچر میں آپ نے متنوع اصناف کا جو گراں قدر بیش از بیش اضافہ کیا ہے، آپ کے دور سے لے کر آج تک ارباب علم و ادب کے ہاں اسلامی تاریخ کے حوالے سے تاریخ کا ایک عظیم و درخشاں اور تابناک پہلو ہے۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے مشاہیر صاحب علم و فضل و شعر و ادب وغیرہ شخصیات میں سے نمایاں اور ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کو عربی و فارسی زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی دیگر لسانی حیثیات تک قابل لحاظ حد تک رسائی تھی۔

آپ اپنے عہد کے ہندوستان میں عظیم مسلم شعرا میں سے ایک تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی شہرت سے نہایت متاثر ہو چکے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ سے ہمیں اس کے متعدد ظاہری و معنوی شواہد ملتے ہیں کہ آپ نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی اور تقلید کی۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خمسہ (دو مثنویات کے اضافہ کے ساتھ ساتھ) جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اور نظامی رحمۃ اللہ علیہ) کے ”پنج گنج“ ہی کی پیروی اور تقلید میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ، اس پیروی اور تقلید کا اظہار اور اعتراف، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے (خرد نامہ اسکندری) میں یوں کیا ہے:

① ملاحظہ کیجئے: (سفینۃ الاولیاء) از شہزادہ محمد داراشکوہ خلی قادی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۸۳)

اشعار:
شعر نمبر ۱

نظامی کہ استاد این فن ویست
ازیں بز مگہ شمع روشن ویست
ترجمہ: ”نظامی رحمۃ اللہ علیہ اس فن کے استاد ہیں۔ (اور) اس بزم کی روشن شمع بھی وہی ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

زویرانہ گنجہ شد گنج سخ
رسانید گنج گہر را بہ پنخ
ترجمہ: ”گنجہ کے ویرانہ سے خزانہ باوزن ہو گیا۔ (تو انہوں نے) گہر کے خزانہ کو پانچ تک پہنچا دیا۔“

شعر نمبر ۳:

چو خسرو بان پنچہ ہم پنچہ شد
وز آن بازوی فکر تش رنجہ شد
ترجمہ: ”خسرو نے اس پنچہ سے پنچہ آزمائی کی، اور اس (سبب) سے اس (خسرو) نے فکر
کے بازو کی کاوش کی تکلیف اٹھائی۔“

شعر نمبر ۴:

من و شرمساری زدہ گنجشان
کہ این پنچ من نیست وہ گنجشان
ترجمہ: ”ہمیں ان کے خزانہ نے شرمساری سے ہمکنار کیا کہ یہ تو پنچ من (خزانہ) نہیں
ہے۔ (بلکہ) ان کے خزانہ کا بھی دس گنا ہے۔“^①

دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دیوان اشعار ترتیب دیتے وقت جناب امیر خسرو
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ”دواوین اشعار“ کو سامنے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی
”دواوین“ کی ترتیب کی مطابقت میں اپنی عمر کے ابتدائی وسطیٰ اور آخری حصے میں کہے گئے اشعار کو تین
دواوین پر منقسم کیا ہے۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی تقلید:

چنانچہ جب مذکورہ بالا ”معنوی تقلیدی“ پہلو سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قصائد: ”جلاء
الروح“ اور ”لجۃ الاسرامہ“ خسرو کے قصائد کی تقلید میں تحریر کیے گئے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے۔ ہفت اورنگ (ص: ۲۸..... ۹۲۷)

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلیات میں جناب امیر خسرو کا تقلیدی رنگ موجود ہے۔ مگر جہاں تک لسانی اسلوب ہے اس میں رنگ اپنا اپنا ہے۔

شروح اشعارِ خسرو:

اوپر ہم نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی و تقلید کے حوالے سے اشارتاً گفتگو کی ہے۔ مگر تتبع اور تقلید کی بات تو کچھ اور موضوع ہے بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متفرق اشعار کی شروحات بھی تحریر کی ہیں: مثلاً: جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر:

ز دریائے شہادت چون نہنگ لا برآرد سر
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

ترجمہ: ”دریائے شہادت (کشف و شہود) سے نہنگ لا (لا کی تلوار/ قلم/ فرشتہ اجل) نے جب سر باہر نکالا! (تو پھر) حضرت نوح علیہ السلام کے لیے اس کے طوفان کی حقیقت میں تیمم فرض ٹھہرا۔“

اور جناب امیر خسرو دہلوی صاحب کی مثنوی ”قرآن السعدین“ کے شعری بیت:

ماہ نوی کامل وی از سال ہست
گشتہ تاریکی ماہ بدہ سال راست

ترجمہ: ”ایک برس سے چودھویں کا چاند کامل رہا ہے کہ وہ تاریکی چھوڑ گیا ہے کہ ہمیں (امسال) کا ماہ کامل بھی دے دیجئے۔“

کی شرح پر حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مستقل رسائل بھی موجود ہیں۔

ب: حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی:

(۸۰۳ھ یا ۸۳۳ھ ۹۲۳ھ)

حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ اوچی! کا ذکر ہم گزشتہ باب ۲۳ میں کر چکے ہیں قارئین وہاں

ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ پنجم

تصانیف حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ الملقب بہ (خاتم الشعراء) (۸۱۷ھ ۸۹۸ھ) بمطابق: (۱۴۱۴ء ۱۴۹۲ء) کے ”احوال و آثار“ پر ہم مختلف حیثیات کے حوالے سے گزشتہ چہار حصص میں موضوعات و عنوانات کی مناسبت سے حالات و واقعات کو تحریر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کے احوال و ظروف کے مطابق کیا علمی، ادبی، و شعری اور فنی خدمات انجام دیں ان کی کسی قدر جھلک آپ کو ہماری موجودہ کتاب کے ہر چہار حصص میں موقع و محل کی مناسبت سے جگہ پر نظر آئے گی۔ ہمیں امید واثق ہے کہ قارئین کرام کو موجودہ کتاب کے ہر چہار حصص کے مطالعہ سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی، شعری و فنی نیز دینی و مذہبی خدمات کا کافی حد تک اندازہ ہو چکا ہوگا۔

تصوف و سلوک اور حقیقت و معرفت ربانی نیز کشف و رشد اور روحانی و باطنی اشارات اور اکتشافات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا پایہ تھا؟ یہ ایک نازک مقام ہے۔

عربی میں ضرب المثل مشہور ہے کہ

صَاحِبُ الْبَيْتِ أَذْرَى بِمَا فِيهَا!

ترجمہ: ”گھر والا اپنے گھر کے حالات کو بخوبی جانتا ہے۔“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کی دنیائے اسلام کی دینی، علمی، ادبی اور روحانی دنیا کے چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دینی اور روحانی علوم نیز علوم عقلیہ عصریہ پر بے مثال مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک نابغہ روزگار شخصیت ہونے باوصف عدیم النظیر، مفسر، محدث فقہیہ، علم الکلام کے ماہر تھے علم تاریخ، جغرافیہ، منطق اور فلسفہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ علم نجوم و فلکیات میں آپ کو ماہرانہ بصیرت حاصل تھی۔

لسانی علوم میں آپ کو اپنے دور کے احوال و ظروف کے مطابق علی وجہ البصیرت ملکہ تامہ حاصل تھا۔ عربی و فارسی نیز ایران کی علاقائی زبانوں سے آپ کما حقہ جان و پہچان رکھتے تھے۔ قدیم ایران کی عہد

بہ عہد توارخ و مذاہب پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وسیع اور گہری نگاہ تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عدیم النظیر مناظر، متکلم اور مباحث تھے۔ آپ بہترین قوت استدلالیہ کے حامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی اور فلسفی بھی تھے۔ ذہانت و فطانت تبحر علمی اور غزرت فکری (وسعت نظری) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر زمانہ میں سے ایک فائق اقران و امثال تھے۔

آپ کی دینی، علمی، ادبی و شعری کتب آپ کی علمی بالغ النظری اور ژرف نگاہی (گہری نگاہ) کی بین اور واضح دلیل ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کوفن تصنیف و تالیف کا عظیم ملکہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عصر کے احوال و ظروف کی ضروریات کے مطابق کسی بھی متعلقہ موضوع پر ماہرانہ چابک دستی سے اپنے رشحات قلم کی تب و تاب کو دکھلایا۔ آپ کا کلک گوہر بار خامہ فرسائی میں جولانی طبع کا حامل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھی کچھ تحریر کیا۔ تو ایسا لگتا ہے کہ اپنے وفور علم کی بنا پر اور فکر سلیم کے باعث اپنے سمندر شوق کو میز لگاتے چلے گئے، اور اپنے مفاہیم و مطالب کے مروارید کو کاغذ کے سفینہ پر مرسم کر کے چھوڑا۔

نثر و نظم میں آپ کو اظہار خیال اور انداز بیان پر ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے انداز و روش کی پیروی کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ برجستگی کلام بدائع و صنائع لفظی کا استعمال کرنے میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ کلام کی خوبیوں اور فصاحت و بلاغت بیانی میں آپ کو ملکہ تامہ حاصل تھا۔

چنانچہ آپ کی کتب نظم و نثر آپ کے قادر الکلام مصنف اور شاعر ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ آپ نے جو کچھ بھی تحریر کیا نثر ہو یا کہ نظم، یا تذکرہ کی کتاب ہو۔ نہایت تحقیق، تدقیق، ژرف نگاہی اور گہرائی سے تحریر کیا۔

یہی سبب ہے کہ اتنی صدیاں گزر جانے پر بھی آپ کے کلک گوہر بار کے مروارید کاغذ کے سفینہ پر اپنی تب و تاب اور رعنائی و حسن و زیبائش دکھلاتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نثر و نظم نے نہ صرف علم و ادب و شعرو فن کے ایک انداز کا انتشار و شیوع کیا۔ بلکہ آپ کی کتب نے دینی علوم و تصوف و سلوک میں بھی اپنے زمانہ نیز مابعد کے ادوار کی نسلوں کی کامیاب طور پر رہنمائی کی ہے۔

مختصر یہ کہ ہماری اس موجودہ کتاب کا یہ حصہ پنجم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی موقر اور وقع کتب پر مختصر اُتعارف و تبصرہ پر مشتمل ہے۔

باب نمبر: ۲۵

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی تصانیف

موجودہ کتاب کے گزشتہ ہر چہار حصے میں ہم نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی، تعلیم و تربیت، سیر و سیاحت اور علم و ادب کی پذیرائی کے ایک انداز اور اسالیب بیان کی نئی روشوں کو قدرے تفصیل و قدرے اجمال سے پیش کیا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کا دور اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کا دور تھا، اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ علم و ادب، شعر و فن وغیرہ کے متنوع اسالیب کا دور تھا۔ کوئی بھی پڑھا لکھا انسان ان علمی، ادبی، تمدنی اور ثقافتی اقدار کے احوال سے کبھی بھی بے نیاز نہ سکتا تھا۔

تو یہی صورت حال، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر بھی تھی۔ آپ کے تعلیمی معیار کا اگر گہری نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو یہ قاری پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ آپ نے بچپن کی عمر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک طلب علم کے مقدس فریضہ کو جاری رکھا کہ آنحضرت کے فرمان ذی شان کہ

ترجمہ: ”آپ ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم کی تحصیل کرتے چلے جائیں۔“^①

کا ایک عدیم النظیر نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے عصر کے بہترین صاحبان علم و فضل حضرات علمائے کرام کے حضور میں زانوئے تلمذتہ کیا تھا، اور دوران تعلیم میں بھی ان بزرگ اساتذہ کرام کے ساتھ جدل و مناظرہ کے مراحل سے بھی گزرتے چلے گئے آپ نے اپنے زمانے کے علوم نقلیہ و عقلیہ کی باقاعدہ طور پر تحصیل و تکمیل فرمائی تھی۔

اور باطنی و روحانی تعلیم و تلقین کی تکمیل حضرات صوفیائے نقشبندیہ کی تعلیم و ارشاد کے مطابق تحصیل فرمائی تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ علم نقلیہ و عقلیہ میں یدِ طولیٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ علم تصوف و سلوک کے باوصف کشف و رشد، روحانی و باطنی اکتشافات اور اشارات سے بدرجہ اتم آگاہ و باخبر تھے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم نقلیہ و عقلیہ اور علم تصوف و سلوک کے عمیق موضوعات پر اتناہ مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ کی عالمانہ اور صوفیانہ ژرف نگاہی کا اندازہ آپ کی پیش قیمت کتب نثر و نظم سے بخوبی طور پر لگایا جاسکتا ہے۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا دور ایران میں نہایت درجہ مذہبی و سیاسی، جدل و پیکار کا دور تھا، اور مذہبی اختلافات کی بنا پر ایران کی سر زمین دو حصوں میں بٹ چکی تھی۔ ان مذہبی و سیاسی اختلافات کے سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عدیم النظیر علمی و ادبی اور روحانی مایہ ناز شخصیت بھی گہنا کر رہ گئی۔

مذہبی، روحانی، علمی اور ادبی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اگر یہ کہیں کہ

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرشتہ سیرت، قدسی نفس، بے لاگ، واضح

اور بے ضرر شخصیت تھے، تو یقیناً بجا ہوگا۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دور ایران کی دینی و مذہبی اور روحانی و سیاسی اختلافات کا نہایت نازک اور خلفشار سے پُر دور تھا۔ آپ کے ایام حیات میں آپ کے مخالفین نے جس قدر مذہبی تنگ دلی، تعصب نظری کا مظاہرہ کیا اور مبتذلانہ حرکات کیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

آپ کی وفات کے جلد ہی بعد ”صفوی خاندان“ کے ایران میں مقتدرانہ حیثیت حاصل کرنے کے بعد اور مذہبی استیلا و غلبہ پالینے کے بعد جس مذہبی و سیاسی تنگ دلی اور تعصب نظری اور مبتذلانہ پن کا مظاہرہ کیا گیا وہ ایران کے صفوی اور ناچار و گیرہ سلاطین کی سیاہ تاریخ کا بدترین اور شرمناک ذہنیت کا شرمناک ترین پہلو ہے۔ ہمارے اس نقطہ نظر کا بین ثبوت بذات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وفات حسرت آیات کے مختصر عرصہ بعد ”صفوی سلطان شاہ اسمعیل اول کا وہ بدترین اور مذہبی تنگ دلی اور تعصب نظری کا مبتذلانہ شرمناک ترین رویہ ہے کہ جو دنیائے انسانیت کے ادب و اخلاق کے باوصف ماتھے پر کلنک کے ٹیکہ کے مترادف ہے۔

ہم یہ کہنے پر یقیناً مجبور ہیں کہ سر زمین ایران نے اپنے عظیم ترین فرزند حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو عزت و حرمت کی نگاہ سے نہ دیکھا۔^①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و تالیفات کی تعداد:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و متداول تصانیف و تالیفات کہ جو الگ الگ مجموعوں کی صورت میں دنیائے علم و ادب کے ہر عظیم کتب خانے میں قلمی یا مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔ ان کتب میں سے بعض ایران اور ہندوستان اور پاکستان میں کئی کئی بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

سام مرزا کا موقف:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تصنیف و تالیف کی نشاندہی کرنے والا قدیم ترین مولف سام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی اول، صاحب تحفہ سامی ہے۔ سام مرزا نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر و مطول عربی، فارسی، منظوم و منشور پینتالیس تصانیف کے نام کا اندراج کیا ہے۔

”سام مرزا“ تحریر کرتا ہے کہ

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ نے ساری عمر تصنیف و تالیف میں گزار دی، اور ان کی تصانیف (کی کیفیت) اس طرح ہے: ^①

- | | | | |
|--------------------------------------------------------------------|---|--------------------------------------|---|
| شواہد النبوة | ✽ | ”تفسیر قرآن“، آیہ و ایای فارہبون تک | ✽ |
| شرح فصوص الحکم | ✽ | اشعة اللمعات | ✽ |
| شرح بعضی ابیات تائیه فارضیہ | ✽ | لوامع | ✽ |
| لوائح | ✽ | شرح رباعیات | ✽ |
| شرح حدیث ابی ذر غفاری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> ۔ ^① | ✽ | شرح بیٹی چند از مثنوی مولوی | ✽ |
| ترجمہ از بعض حدیث | ✽ | رسالہ فی الجود | ✽ |
| مناقب خواجہ عبداللہ انصاری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | ✽ | رسالہ لا الہ الا اللہ | ✽ |
| رسالہ سوال و جواب ہندوستان | ✽ | رسالہ تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم | ✽ |
| سلسلۃ الذہب | ✽ | رسالہ مناسک حج | ✽ |
| تحفۃ الاحرار | ✽ | سلامان و ابسال | ✽ |
| یوسف وزینخا | ✽ | سبحۃ الابرار | ✽ |
| خردنامہ اسکندری | ✽ | لیلیٰ و مجنون | ✽ |
| دیوان اول | ✽ | رسالہ در قافیہ | ✽ |
| دیوان ثالث | ✽ | دیوان ثانی | ✽ |
| بہارستان | ✽ | رسالہ منظومہ | ✽ |

① ملاحظہ کیجیے: (شرح حدیث عمایہ منقول از ابی رزین عقیلی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہی کتاب: ص: ۱۳۶۲)

✽ رسالہ کبیر در معما

✽ رسالہ متوسط

✽ رسالہ صغیر

✽ رسالہ اصغر در معما

✽ رسالہ عروض

✽ رسالہ موسیقی

✽ منشآت (جامی رحمۃ اللہ علیہ)

✽ ”فوائد الضیائیہ“ فی شرح الکافیہ بزبان اردو یہ ”شرح

✽ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے ✽ شرح بعضی از مفاح الغیب منظوم و منشور

✽ نقد النصوص

✽ نفحات الانس

✽ رسالہ طریق صوفیان

✽ شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ✽ مناقب مولوی رحمۃ اللہ علیہ

✽ سخنان خواجہ پارسا

حضرت مولانا عبدالغفوری لاری رحمۃ اللہ علیہ، شاگرد رشید حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ طریق صوفیان کا نام ”رسالہ در طریق خواجگان“ بتایا ہے۔ خواجگان سے مراد حضرت صوفیائے نقشبندیہ ہی ہیں۔

”سخنان خواجہ پارسا“ ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی): ص: ۱۷۶ (طبع وحید دستگردی۔ ۱۳۱۴ ش) تہران۔

نیز ”تحفہ سامی“: ص: ۳۶-۱۳۵، طبع ہمایوں فرخ اوپر مذکورہ بالا فہرست کتب جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تعداد کے بارے میں جامع ترین فہرست ہے جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب العہد تذکرہ میں مندرج ہے۔ بعد کے تذکرہ نگاران جامی اور مؤرخین نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں آپ کی کتب کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کی ہے، اور بظاہر مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔

چنانچہ زمانہ مابعد کے تذکرہ نگاران اور مؤرخین جامی کا کہنا ہے کہ

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل، شروح و حواشی کی تعداد

لفظ ”جامی“ کے اعداد یعنی (۵۴) کے برابر ہے۔“

امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تذکرہ مرآة الخیال میں جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد

ننانوے بتلائی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ننانوے کتب تصنیف کیں۔ جو کہ سب کی سب ایران، توران اور ہندوستان میں اہل دانش کے ہاں مقبول ہوئیں، اور کوئی بھی ان پر اعتراض نہ اٹھا سکا۔“^①

✽ اے کاش! کہ جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ ان ننانوے کتب کا ذکر فرمادیتے تو مزید معلومات کا باعث ہو جاتیں۔

✽ مذکورہ بالا فہرست کتب کے علاوہ سے منسوب ایک اور کتاب ”تجنیس اللغات“ یا ”تجنیس الخط“ بھی گزری ہے کہ جس کا ایک مصرعہ ہے:

مصر شہر و شہر ماہ و ماء آب و خوب بہم

ترجمہ: ”شہر مصر اور (پھر) محبوب کا شہر، اور دلکشی چمک و دمک اور تیر نظر کا خوف۔“

بظاہر یہ کتاب لندن اور کلکتہ میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ بیان ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب کا ہے۔^②

مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد جامی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سینتالیس تصانیف کے ناموں کا اندراج کیا ہے، اور پھر ”سام مرزا“ کی ”تحفہ سامی“ میں مذکور کتب پر درج ذیل ناموں کا اضافہ کیا ہے:

① شرح ابی رزین عقیلی رحمۃ اللہ علیہ

② رسالہ فی الواحدہ

③ صرف فارسی منظوم و منشور

✽ بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری صاحب، شاگرد جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی معلومات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں ”سام مرزا“ کی بیان کردہ فہرست کی بہ نسبت زیادہ قابل وثوق ہے۔

جناب شہزادہ محمد داراشکوہ ”قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ“ کا بیان:

(۱۰۲۳-۷۰ یا ۱۰۶۹ھ)

① ملاحظہ کیجئے: (مرات النیال) از جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۷۳ مطبوعہ: بمبئی

② ملاحظہ کیجئے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب علی اصغر حکمت۔

شاہ جہان بادشاہ کے فرزند اکبر، اسلامی تصوف کے مشہور محقق اور نامور مصنف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بالواسطہ شاگرد جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

”ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی چوالیس (۴۴) تصانیف مطابق اعداد لفظ (جام) ہیں، اور یہ سب کی سب دنیا میں مشہور و معروف ہیں کسی کو ان پر اعتراض نہیں۔ ان کی بہترین تصانیف میں سے ”شواہد النبوة“ اور ”نفحات الانس“ ہیں جو لطیف مضامین اور دقیق نکات سے محلول ہیں۔ دیوانِ اول کی غزلیات اور مثنوی (یوسف وزلیخا) کے اشعار کی نظیر نہیں ملتی۔“^①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فنی حیثیات کے بے لاگ اعتراف:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بالواسطہ شاگرد، جناب شہزاد محمد داراشکوہ قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فنی حیثیات کا بے لاگ اعتراف بدیں الفاظ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”یہ فقیر ہمیشہ ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے منشور و منظوم تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے، اور اس کلام حقیقت انتظام کی برکت سے بہرہ ور ہوتا ہے، اور یہ کتاب ”سفینۃ الاولیاء“ لکھ رہا ہوں تو یہ سب ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) ہی کی شاگردی اور تتبع کا حاصل ہے۔“^②

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور تالیفات کا فروغ: یہ بات بخوبی طور پر ذہن نشین رہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب آپ کی زندگی ہی میں مشہور و متداول ہو چکی تھیں۔ چنانچہ، آپ کے مشہور اور نامور شاگرد جناب مولانا عبدالغفور لاری بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات کے درخت پر جو پھل لگا۔ ان کے موتی اگلنے والے قلم سے جو نکتہ روشن ہوا۔ ان کے حقیقت نگار نامہ سے جو دقیقہ

① ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزاد محمد داراشکوہ صاحب قادری، حنفی رحمۃ اللہ علیہ! بر (ص: ۸۳)!

② ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزاد محمد داراشکوہ قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ بر (ص: ۸۳)۔

صادر ہوا۔ وہ صفحہ ہستی پر قائم ہو گیا، اور جریدہ فلک پر ثبت ہو گیا۔ لوگ ان کی تصانیف بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔^①

سرعت انتقالِ ذہن:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو فیاض ازل نے علم و ادب و روحانیت سے بیش از بیش نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر معمولی صلاحیتوں اور سرعت انتقالِ ذہن سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت برق رفتاری سے کتب و رسائل کی تکمیل فرمایا کرتے تھے۔ غرض کہ مضامین کی آمد آتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات ”بلا تصنع“ اور رواں اسالیب کی حامل ہوا کرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اتناہ فکری صلاحیتیں حاصل تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالغفور لاری صاحب رقمطراز ہیں کہ ”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جس کتاب کی تصنیف اور رسالے کی ترتیب میں بھی مصروف ہوتے۔ اسے تھوڑے سے عرصہ میں پایہ تکمیل تک پہنچا دیا کرتے تھے۔“^②

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کے انتشار اور شیوع کا دوسرا سبب کچھ یہ ہے کہ آپ کی جن معاصر سلاطین اور اکابر کے ساتھ مراسلت (خط و کتابت) تھی انہیں آپ اپنی کتب و رسائل نثر و نظم تحفہ بھیجتے رہا کرتے تھے۔

اور بذات خود سلاطین بھی جب آپس میں تحفوں کا تبادلہ کیا کرتے تو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب بھی ان تحائف میں شامل ہوا کرتی تھیں۔

کتاب الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ:

کتاب ”الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ“ میں ایک واقعہ کا اندراج کچھ اس طور پر کیا گیا ہے کہ جس کے باوصف، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے متداول ہونے کی ایک شہادت بخوبی طور پر ہمیں میسر آتی ہے۔ واقعہ ملاحظہ کیجیے:

”مولائے اعظم سیدی محی الدین الفناری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے والد مولانا علی الفناری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد، منصور سلطان محمد خان فاتح کی چھاؤنی میں قاضی تھے۔ ایک روز سلطان ان سے کہنے لگا کہ متلاشیانِ حق کو متکلمین، صوفیہ اور حکما سے اختلاف ہے۔ میرے خیال میں ان گروہوں کا محاکمہ ہونا چاہیے۔“

① ملاحظہ کیجیے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۸)۔

② ملاحظہ کیجیے: (مکملہ حواشی نغمات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۹)۔

میرے والد بولے:

”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی دوسرا شخص ان کا محاکمہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ، سلطان نے تحائف مسنونہ کے ساتھ ایک قاصد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ وہ یہ محاکمہ انجام دیں۔“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً جو مکتوب تحریر کیا اس میں چھ مسائل پر ان تینوں مکاتب فکر کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ ان میں سے پہلا مسئلہ وجود کا تھا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان سے دریافت کیا کہ ”اگر یہ تحریر پسند ہو (اور اس کا جواب مل جائے) تو باقی مسائل پر بھی قلم اٹھایا جا سکتا ہے۔ ورنہ وقت ضائع کرنے والی بات ہوگی۔ افسوس کہ، یہ خط، سلطان محمد خان کی وفات کے بعد روم پہنچا، اور اب میرے والد کے پاس محفوظ ہے۔“^①

چنانچہ، یہ وہ رسالہ ”تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم“ ہے، اور اس کا ذکر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی فہرست کتب میں ہو چکا ہے۔^②

منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ:

نیز ”منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بخوبی طور پر ہماری نگاہ میں آ جاتی ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، قسطنطنیہ سے لے کر سرزمین ہندوستان تک، اور سمرقند سے شیروان و تبریز تک تمام سلاطین، علماء، وزرا اور فضلا سے مراسلت (خط و کتابت) کیا کرتے تھے۔

اور پھر یہ لوگ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی تصانیف کے متلاشی رہا کرتے تھے۔

ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانے:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، ادبی، شعری و فنی تصانیف کے بے شمار قلمی نسخہ جات، ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ کتب ”مثنویات“، دو اوین اور دیگر نثری تصانیف کے خطی نسخہ جات پر مشتمل ہیں، اور یہ کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (الشقائق العثمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ) ص: ۲۹۳ مطبوعہ: مصر

② ملاحظہ کیجیے: (الشقائق العثمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ) ص: ۳۰۷-۳۱۰۔

کہ جن میں سے بعض قلمی نسخہ جات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں یا آپ کے قریبی عہد میں نہایت عمدہ نفاست اور تذہیب و تزئین کے ساتھ تحریر کیے گئے، اور پھر خوبصورت جلد کروانے کے بعد ان کی حفاظت کی جاتی رہی۔

چنانچہ اس سلسلے میں دنیا کے مختلف عظیم کتب خانوں کی فہارس مخطوطات عربی و فارسی میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے خطی نسخہ جات کی ظاہری آرائش و تذہیب کاری نیز تزئین کے عمل کی کیفیت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحقیقات اور تصانیف کا دور اور تحقیقات کا تنوع:

اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی زندگی کے ”احوال و آثار“ پر نگاہ کی جائے۔ تو ہمیں بخوبی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے علمی تحقیقات اور تصانیف کے کام کا آغاز اپنی حیات مستعار کے درمیانی حصے میں کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تصنیف حلیہ حلال ہے۔

فن معمار گوئی پر یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سال: ۸۵۶ھ مرزا ابو القاسم بابر شاہ کے نام پر تحریر کیا۔ اس وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اسی برس تھی۔

جیسا کہ صاحب حبیب السیر نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”احوال و آثار“ میں درج ذیل الفاظ تحریر کیا ہے:

مرزا ابو القاسم بابر شاہ کے دور میں اسی کے نام پر فن معمار پر رسالہ حلیہ حلال تحریر کیا، اور سلطان سعید مرزا سلطان ابو سعید کے عہد میں اپنے دو وین مرتب کیے، اور تصوف پر رسائل تحریر کیے۔
دیگر تالیفات و تصانیف، خاقان منصور (سلطان حسین بائقرا) کے زمانے میں احاطہ تحریر میں آئیں۔^①

دیوان ”خاتمة الحیوة“:

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تیسرا دیوان ”خاتمة الحیوة“ ۸۹۶ھ میں ترتیب دیا، اور یہ دور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ایک سال قبل کا ہے۔ یہ بیان جناب علی اصغر حکمت کا ہے۔

① ملاحظہ کیجئے: (حبیب السیر) جلد ۴/ص: ۳۳۸۔

مگر حقیقت کا رنگ کچھ اور ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الفوائد الضیائیہ“ اس کے بعد ۱۱ رمضان ۸۹۷ھ میں تحریر کی!

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے لائق اور قابل ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت نے بعض مقامات پر تاریخی ترتیب کو ملحوظ خاطر نہ رکھا ہے، اور درمیان میں مجہول التاريخ کتب کا ذکر کر دیا ہے۔

مثلاً: ”رسالہ در فن قافیہ“ (ص: ۲۹۹) ”رسالہ تجنیس خط“ (ص: ۳۱۲)، ”رسالہ فائیہ“ (ص: ۳۳) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا شیوع اور انتشار، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار کے دوسرے حصے میں ہوا۔ چنانچہ، یہ دور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمر کے چالیس برس سے لے کر اسی برس کی عمر کے زمانہ تک محیط ہے۔ چالیس برس کے زمانہ میں لسانی طور پر آپ نے فارسی اور عربی میں کتب تصنیف و تالیف کیں۔

موضوعات کا تنوع:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی اور فارسی کی کتب میں موضوعات کے اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے۔ بدیں صورت ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی کتب میں تنوع کا میدان نہایت وسیع ہے۔ اور آپ کی یہ کتب اپنے موضوعات کے تنوع کے باوصف درج ذیل عناوین کا احاطہ کرتی ہیں:

- | | |
|-------------|-------------------|
| ① تفسیر | ② حدیث |
| ③ فقہ | ④ تصوف |
| ⑤ اخلاق | ⑥ شعر |
| ⑦ صرف و نحو | ⑧ ”عروض والقوافی“ |
| ⑨ ”معما“ | ⑩ ”تذکرہ“ |

یہاں پر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ آپ کی مذکورہ بالا تصانیف کو موضوع کی مناسبت سے نشر و نظم میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ہم انہیں سطور پر باب ۲۵ کو ختم کرتے ہیں۔

باب نمبر: ۲۶

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دستیاب تصانیف کے مختصر احوال و آثار

ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تمام تصانیف تو اب بعینہ دستیاب نہ ہیں، اور اب امتدادِ زمانہ کے سبب سے وہ ہماری دسترس سے باہر ہو چکی ہیں۔ مگر شدہ شدہ جو کتب دستیاب ہو سکیں ہیں، ایران میں ”تہران“ کے حوالے سے میسر و سائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اطلاعات کی بنا پر ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی میسر کتب کا ان کی تاریخ تصنیف کے لحاظ سے ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ رسالہ کبیر موسوم بہ حلیہ حلل:

یہ رسالہ (۸۵۶ھ / ۱۳۵۲ء) میں تحریر ہوا کہ جس کا انتساب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصر سلطان بادشاہ ابو القاسم بابر شاہ بادشاہ ہرات و خراسان (م ۸۶۱ھ / ۵۷۔ ۱۳۵۶ء) کے نام کیا ہے۔

یہ کتاب فن معما پر ہے۔ بدیں سبب بادشاہ ابو القاسم بابر شاہ کا نام بھی بطور تعمیہ (مطلب کو پوشیدہ رکھتے ہوئے) آیا ہے۔ چنانچہ، متن میں بھی جا بجا شاہ ابو القاسم بابر شاہ کے نام کے کئی معے ہیں۔ اس کتاب کے ”مقدمہ“ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ زبانِ شعر سے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

نام شاہ اندر معمی گفتم بہ

زآن کہ آن در است دُرّ ناسفتہ بہ

ترجمہ: ”بادشاہ کا نام معما (چیتان) میں کہنا ہی بہتر ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ

(بادشاہ) مروارید کی مانند ہے اور مروارید ناسفتہ (ان بندھا موتی ہی) بہتر ہوا کرتا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

نامش ارخواہم بگویم آشکار

از شکوہ افتد زبان من ز کار

ترجمہ: ”اس (بادشاہ) کا نام اگر ہم چاہیں تو ظاہر کر سکتے ہیں کہ اس (بادشاہ) کی شان و شوکت کے سبب ہماری زبان بھی کہنے سے قاصر ہو جاتی ہے۔“

شعر نمبر ۳:

آن گہر را نیک اخفای کنم

درج در درج معمی می کنم

ترجمہ: ”وہ گہر (بادشاہ) پاک ہے کہ میں اسے پوشیدہ رکھتا ہوں کہ ہم اس کو معما (چیتان) میں درج در درج کرتے چلے جاتے ہیں۔“

ابتدا:

یہ کہ کتاب کے متن (TEXT) کی ابتداء درج ذیل عبارت کے ساتھ ہوتی ہے:

”بعد از گشائش مقال بتائش فحستہ مال دانائی کہ معناتی، حقیقت ذآتش در ملائیس آسماء چون حقائق اسماء در کسوت معمی جلوہ نمایش یافت!“

ترجمہ: ”یہ کہ بعد از (آغاز) گفتگو کے اس (بادشاہ) مبارک دولت و حکومت کی عقل و دانش کے باوصف (یہ) معما چیتان (در حقیقت) اسماء کے لبادہ میں اس کی ذات ہے۔ حقائق اسماء کی مانند معما (چیتان) کے لبادہ میں ان کے جلوہ کو آشکارا کیا ہے!“

اختتام:

”تمام شد تسوید این بیاض و ترشح این ریاض بردست متجرع جام تلخ کامی، عبدالرحمن بن احمد الجامی رٹالہ، وفقہ اللہ الحل معنیات اسماء الحسنی والكشف عن الغاز صفاتہ العلیاء لنتہ ست و خمسین وثمان مائتہ!“

ترجمہ: ”اس بیاض (مسودہ) کی تحریر مکمل ہو گئی، اور اس باغ کی کانٹ چھانٹ (نوک و پلک) تلخ کامی کے جام کا گھونٹ پیتے ہوئے عبدالرحمن بن احمد جامی رٹالہ کے ہاتھ سے مکمل ہو گئی۔ (یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو انا سمانے حسنی کے معنیات (چیتان) کے حل (مطالب) کی توفیق بخشی، اور اپنی اعلیٰ صفات کی پہیلیوں کے کھول دینے کی توفیق بخشی

سال ۸۵۶ھ میں تمام ہوئی۔“

سبب تالیف:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کا سبب تالیف یہ تحریر کیا ہے کہ وہ مولانا شرف الدین علی یزدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۵ھ) کی کتاب حلال مطرز در معنی و لغز کی تلخیص کرنا چاہتے تھے۔ لہذا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مولانا یزدی رحمۃ اللہ علیہ“ کا نام احترام و نہایت وقعت سے لیا ہے، اور اپنے اس رسالے کا نام بھی اسی مناسبت سے ”حلیہ حلال“ رکھا ہے۔

متن رسالہ کا تعارف:

”رسالہ کبیر“ موسوم بہ ”حلیہ حلال“! چند ابواب و فصول پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا نام موتیوں کی خصوصیات اور موتی بیچنے والوں کی اصطلاحات پر رکھا ہے: یعنی:

افسر: در مقدمہ

ترصیح: در کلیات

عقد اول: در عمل تسہیلی، مشتمل بر چہار سمط، سمط اول: در عمل استاد، سمط ثانی: در عمل تحلیل، سمط ثالثہ: در عمل ترکیب، سمط رابع: در عمل تبدیل۔

عقد دوم: در اعمال تحصیل، مشتمل بر ہشت سمط: سمط اول: در عمل تمخیص و تخصیص، سمط ثانی: در عمل تسمیہ، سمط ثالث: در عمل تلمیح، سمط رابع: در عمل مترادف و اشتراک، سمط خامس: در عمل کتابت، سمط سادس: در عمل تصحیف، سمط سابع: در عمل استعارہ و تشبیہ، سمط ثامن: در اعمال حسابی!

عقد سوم: در اعمال تکمیلی، مشتمل بر سہ سمط: سمط اول: در عمل تالیف، سمط ثانی: در عمل اسقاط، سمط ثالث: در عمل قلب

یہ رسالہ ”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے ایام جوانی کی یادگار ہے۔ بدیں سبب اس میں ایسے دلچسپ مضامین نمایاں ہیں کہ جن کے لیے دماغی اور فکری ورزش کی ضرورت ہے۔^①

۲۔ رسالہ صغیرہ:

یہ رسالہ بھی فن معما میں ہے۔

① رک: گلدنو شاہی: ۳۹۷۔

ابتدا:

شعر نمبر ۱:

بنام آنکہ ذاتِ او ز اسما
بود پیدا چو اسما از معنی

ترجمہ: ”اس ذات کے نام کے ساتھ کہ جس کے اسما سے اسما کی مانند چیتان نکلتی ہے۔“

شعر نمبر ۲:

معنائیت عالم کا نچہ خواہی
در او پیدا است اسما الہی

ترجمہ: ”عالم (جہان) ایک چیتان (پہیلی) ہے کہ آپ اس میں سے جو چاہیں اسمائے الہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔“

”رسالہ صغیر“ کی تاریخ تالیف معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ مگر وہاں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی روضۃ کی ایک ایسی غزل بطور تعمیہ (مطلب کو پوشیدہ رکھتے ہوئے) موجود ہے کہ جس سے کلمہ ”شاہ ابوالغازی سلطان حسین بہادر خان“ استخراج ہوتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”رسالہ صغیر“، سلطان حسین مرزا (م ۹۱۱ھ) کے دور میں اس کی عمر کے آخری ایام میں تحریر کیا گیا۔ مذکورہ غزل کے دو اشعار درج ذیل ہیں:

شعر نمبر ۱:

شہری نہادہ روی براہ تو جانفشاں
بہر نثار مقدمت افشاں جان روان

ترجمہ: ”شہر نے جانفشانی سے آپ کی راہ میں اپنے چہرہ کو رکھ دیا کہ اس نے اپنی مضطرب جان کو آپ کے قدموں میں نثار کر دیا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ابروی تو مہی است دو آغاز نوشدن
در برج آفتاب درخشان شدہ عیان

ترجمہ: ”آپ کے ابرو ماہتاب (کی مانند) ہیں کہ جیسے وہ آغاز میں ہوا کرتا ہے کہ آفتاب کے برج میں اس کا چمکنا آشکارا ہو چکا ہے۔“

رسالہ کبیر:

(مذکورہ بالا نمبر ۱) کی طرح ”رسالہ صغیر“ کے مضامین کی تقسیم بھی چار اقسام پر ہوئی ہے۔ یعنی:

تسہلی * * * تحصیل

تکمیلی * * * تزیلی

اور پھر مذکورہ بالا ہر قسم کے ذیل میں چند اعمال بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جن کی توضیح کی خاطر قطعات و اشعار کا اندراج کیا گیا ہے کہ جو بجائے خود ”معما“ ہیں۔
فن معما:

فن معما پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو عدد مزید رسائل بھی پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک کا ذکر ”فہرست مخطوطات“، برٹش میوزیم میں ہوا۔

Infra: Charles Rieu: Cat: of the person

.Manuscripts in the British Museum

(نسخہ نمبر: ۱۱۶۳ - or - 57 - 63 - page, 111 - Vol:)

چنانچہ، اس نسخہ کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے۔
شعر نمبر ۱:

چو از حمد و تحیت یافتی کام

بدان ای در معنی طالب نام

ترجمہ: ”جب آپ نے حمد و تحیت کے ساتھ آغاز کار کیا۔ (تو پھر) جان لیجئے کہ معنی (چیتان) میں طالب کا کون سا نام ہے۔“^①

۳۔ رسالہ در فن قافیہ یا ”الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ“:

ابتدا:

بعد از تیمن بموزون ترین کلامی کہ قافیہ سنجان انجمن فصاحت
بدان تکلم کنند۔

ترجمہ: ”بعد از فیوض و برکات کہ ایک مناسب و موزوں کلام کے ساتھ کہ اصحاب فصاحت
دان میں سے قافیہ کا وزن کرنے والے اس (طور سے) تکلم کرتے ہیں۔“

اس رسالہ کی تاریخ تالیف نامعلوم ہے۔ مقدمے میں بھی کسی شخص کا نام نہیں دیا گیا ہے کہ جس سے
زمانہ تصنیف کا تعین کیا جاسکے۔

سبب تالیف:

سبب تالیف میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رٹائٹ نے صرف اس قدر تحریر کیا ہے کہ ”این مختصریست وانی بقواعد علم قوانی کہ بموجب اشارت بعضی از اجلہ اصحاب واعزہ احباب صورت تحریر و سمت تقریری یابد!“

ترجمہ: ”یہ رسالہ ”قواعد علم قوانی“ میں ایک وانی (تکمیل کر دینے والے) رسالہ ہے کہ یہ (رسالہ) بعض جلیل القدر اصحاب اور قابل عزت احباب کے اشارہ کے بموجب بصورت تحریر اور باعث تقریر ہوا۔“

کیفیت:

یہ رسالہ مذکورہ بالا ایک مقدمہ پانچ فصول اور ایک ”خاتمہ“ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ:

در تعریف قافیہ وردیف

فصل اول: اصطلاحات علم قافیہ

فصل دوم: حرکات قافیہ

فصل سوم: صناعات قافیہ

فصل چہارم: روی مطلق و مقید

فصل پنجم: عیوب قافیہ

خاتمہ: قافیہ معمول و غیر معمول

اس رسالے کا اختتام ”کمال اسمعیل“ کے اس قصیدے پر ہوتا ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

بریختہ است بخت مرا روز گار دست

ز آنم نمیر سد بسر زلف یار دست

ترجمہ: ”زمانہ کے ہاتھوں سے میرا نصیب رکا ہوا ہے۔ (کہ) میں وہ ہوں کہ جس کا ہاتھ

محبوب کی زلف کی لٹ کے سرے تک بھی پہنچ نہیں پاتا۔“

یہ کہ اس قصیدہ میں ”کارڈ“ کا استعمال بطور قافیہ ہوا ہے۔ بروجمی کہ حرف دال ”را از جانب ردیف“

اعتبار کردہ است چنانچہ میگوید:

خضم شتر دلت را قربان ہی کند
 ز آن روی سعد ذانح آہینتہ کار دست
 ترجمہ: ”اے محبوب! آپ شتر کینہ ہیں کہ آپ (عاشق) کو قربان کر دیتے ہیں کہ آپ اس
 مبارک چہرہ سے آپ گویا کہ ہاتھ میں تلوار لیے ذبح کرنے والے ہیں۔“^①

۳۔ نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص:

شرح ”نقد النصوص“ بسال (۸۶۳ھ بمطابق ۱۴۵۹ء) میں تحریر کی گئی۔ جیسا کہ ”شرح نقد
 النصوص“ کی اختتام کی عبارت سے یہ ظاہر و باہر ہے۔

ابتدا:

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ صَفَائِحَ قُلُوبِ ذَوِي الْهَمِّ قَابِلَةً لِنَقْشِ
 فُصُوصِ الْحِكْمِ

ترجمہ: ”تمام تعریفیں (جو کہ ہو سکتی ہیں) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے صاحب عزم
 و ہمت (لوگوں) کے قلوب کو ”نقش فصوص الحکم“ کے قبول کرنے کے لیے خاص کر لیا ہے۔“

اختتام:

فَارِخْ شِدَا زِ جَمْعِ اَيْنِ فَوَائِدِ وَنَظْمِ اَيْنِ فَرَائِدِ پَايِ شَكْسْتِه زَاوِيَه
 خَمُولِ وَگَمْنَامِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَحْمَدِ الْجَامِي مَتَمِّمًا لَهَا بِهَذَا الْكَلِمَاتِ
 الْمَتَطُومَه۔

ترجمہ: ”فارغ ہوا ان فوائد و نظم بے مثل سے شکستہ پا و گوشہ گمنامی میں پڑے عبدالرحمن احمد
 جامی رحمۃ اللہ علیہ (کہ جو) ان کو تمام کرنے والا ہے ان کلمات منظومہ کے ساتھ۔“

اشعار:

شعر نمبر ۱:

این تازه رقم کہ زد زمانہ
 بر لوح بقای جاودانہ

ترجمہ: ”یہ تازہ تحریر کردہ کہ اس نے ایک زمانہ کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔ ہمیشگی کی لوح بقا پر (رقم ہو چکا ہے۔)“

شعر نمبر ۲:

نامش بر ناقدان این فن
ز آن نقد نصوص شد معین
ترجمہ: ”اس کا نام اس فن کے ناقدین پر ”نقد نصوص“ معین کیا گیا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

الحمد للمثلیم السرائر
کامد بمبار کی باخر
ترجمہ: ”اول و آخر خاص الخاص تعریفیں اسرار کے الہام کرنے والے کے لیے ہیں کہ وہ آخر تک برکت کے ساتھ آیا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

پیوست ز حسن سعی اقلام
در ہشتصد و شصت و سہ بانجام
ترجمہ: ”وہ قلموں کے ساتھ اچھی کوششوں کے ساتھ پیوست ہے۔ بسال (۸۶۳ھ میں انجام پذیر ہوا۔“

مقدمہ:

میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”کتاب ”نقش الفصوص“ تالیف امام محی الدین محمد بن علی بن العربی رحمۃ اللہ علیہ مختصری از کتاب فصوص الحکم وی میباشد بجهت تصحیح عبارات وتوضیح اشارات بی تکلف وتصرف جمع و کتابت نمودم و از کلمات سائر شارحین ”فصوص الحکم“ مانند صدر الدین القونیوی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ سعد الدین سعید الفرغانی رحمۃ اللہ علیہ برآں افزودم و آن را ”بنقد النصوص“ فی شرح نقوش الفصوص موسوم کردم۔“

ترجمہ: ”کتاب ”نقش الفصوص“ تالیف امام محی الدین محمد بن علی بن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو کتاب ”فصوص الحکم“ سے ایک اختصار ہے۔ تصحیح عبارات وتوضیح اشارات آسان طریقہ سے

اور (کتاب) کے جمع کرنے اور کتابت میں جو تصرف (اختلاف) ہوا ہے، میں اس کو واضح کر دوں۔ تمام شارحین ”فصوص الحکم“ کے کلمات سے مثلاً: صدر الدین القونیوی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ سعد الدین سعید الفرغانی رحمۃ اللہ علیہ کہ ہم نے ان پر اضافہ (بھی) کیا ہے، اور ہم نے اس کو ”نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص“ کے نام سے موسوم کیا ہے۔“

فارسی اور عربی کی مخلوط نثر میں یہ کتاب الموسومہ بہ ”نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص“ نہایت سلیس اور رواں عبارات میں تحریر کی گئی ہے، اور اس میں اکابر کے متعلقہ اشعار حوالے کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔

کتاب کے مفصل دیباچہ میں اصطلاحات کے معانی اور مقدمات کا بیان بھی ہے۔ ازاں بعد! کتاب ”فصوص“ کی ترتیب و انداز کے مطابق شرح تحریر کی گئی ہے۔ جو ”فص حکمت الہیہ فی کلمۃ آدمیہ“ سے شروع ہر کر ”فص حکمت فردیہ فی کلمۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم“ پر اختتام پذیر ہوئی ہے۔

۵۔ لواح:

”لواح“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، ارباب تصوف و سلوک کے ہاں نہایت مشہور و معروف ہے۔ یہ کتاب مجمع فارسی نثر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ لواح، حضرت شاہ ہمدان کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ کتاب کے مقدمے کی درج ذیل رباعی سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

سفتم گہری چند چو روشن خردان

در ترجمہ حدیث عالی سندان

ترجمہ: ”ہم نے روشن عقل والوں کی مانند چند موتیوں کو پرو دیا ہے۔ عالی سندان حدیث کے ترجمہ میں۔“

شعر نمبر ۲:

باشد زمن ہیچ بدان معتمدان

این تحفہ رسانند بشاہ ہمدان

ترجمہ: ”ہم ناچیز کی جانب سے یہ تحفہ معتمد شاہ ہمدان کے ہاں پہنچا دیں گے۔“

اس شاہ ہمدان سے مراد غالباً، جہان شاہ قرہ قویینلو ترکمان ہے۔ ہرات کے لوگوں میں اس کا نام اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بدیں سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرات کے لوگوں کے عمومی رجحانات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شاہ ہمدان کا نام نہیں لیا ہے۔ یا ممکن ہے ازاں بعد نام حذف کر دیا ہو۔

مصنف نے تاریخ تالیف کی وضاحت نہ کی ہے۔ مگر تخمیناً یہ کتاب تقریباً سال (۱۳۶۰ھ / ۱۹۷۰ء) میں تحریر کی گئی ہو۔ جو کہ ”جہان شاہ“ کے عروج کا ابتدائی دور ہے۔

ابتدا:

لا احصى ثنا عليك كيف وكل ثنا يعود اليك جل عن ثنائى جناب قد
سك انت كما اثنت على نفسك

ترجمہ: ”ہم آپ کی ثنا کا حقہ نہیں کر سکتے، یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کہ جب تمام تعریفوں کا مرجع آپ ہی تو ہیں کہ آپ ہماری ثنا سے بلند و برتر ہیں کہ آپ کے حضور میں وہ تقدیس ہے کہ جیسا آپ نے بذات خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔“

اختتام:

کتاب کے اختتام پر درج ذیل رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ای کز غمش افتادہ چاکت بکفن
آلودہ مکن ضمیر پاکت بسخن

ترجمہ: ”اے جو کہ اس کے غم (عشق) میں آپ نے کفن کو چاک کر دیا ہے کہ آپ افشائے (راز) میں اپنے پاکیزہ ضمیر کو آلودہ مت کیجیے۔“

شعر نمبر ۲:

چون لال توان درو گر پس ازیں
لب را بکشا بنطق خاکت بدہن

ترجمہ: ”اگر آپ گونگا بن سکتے ہیں تو بن جائیے؟ تو پھر ازاں بعد! آپ لب کو کھول دیجئے۔“

تو پھر آپ کے منہ سے کیا خاک گفتگو ہوگی؟“

تصوف و سلوک:

تصوف و سلوک کے نادر نکات پر مشتمل یہ کتاب چند ”لائحہ“ پر مشتمل ہے۔ ہر ”لائحہ“ ایک یا ایک سے زائد ”فصح و بلیغ“ رباعیات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اب ”لوائح“ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو چکی ہے۔

۶۔ لوامع فی شرح الخمریہ:

ابن فارض:

شیخ عمر بن ابی الحسن حموی المعروف بہ ابن فارض (۵۷۶ھ - ۶۳۲ھ) عربی زبان کے عظیم شعرا میں سے ایک تھا۔ قاہرہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوا۔

لوامع فی شرح الخمریہ، ابن فارض کے عربی قصیدہ خمریہ کی فارسی شرح ہے جو کہ صفر ۸۷۵ھ / ۱۴۷۰ء میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس میں ہر فصل کو ”لامعہ“ کے نام سے موسوم کر کے کتاب کا نام ”لوامع“ رکھ دیا گیا ہے۔

ابتدا:

سبحان من جمیل لیس لو جہہ نقاب الاالنور (ولجمالہ حجاب الا
الظہور - ای گشتہ نہان زغایت پیدا ی... ای بحرمت آنانکہ
بگام

ترجمہ: ”وہ نہایت پاکیزہ ہے۔ وہ ایسا حسین ہے ماسوا نور کے اس کے چہرہ پر کوئی بھی نقاب (حجاب) نہیں ہے۔ (اور اس کے جمال کا حجاب اس کا ظاہر و آشکارا ہونا ہے) یعنی حد درجہ آشکارا ہونے کے سبب سے ہی پوشیدہ ہے..... یعنی اسی کے قدوم میمنت لزوم کی حرمت ہی سے وابستہ ہے۔“

”شرح“ کا نمونہ درج ذیل اشعار سے بخوبی طور پر عیاں ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

شر بنا علی ذکر الحیب مدامہ
سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

ترجمہ: ”ہم نے ہمیشہ حبیب (محبوب) کے ذکر کی شراب پی ہے کہ ہم کرم کی تخلیق سے قبل اسی کے نشہ سے سرشار رہے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

روزی کہ مدار چرخ و افلاک نبود
و آمیزش آب و آتش و خاک نبود
ترجمہ: ”وہ ایک روز گردش آسمان نہ تھی، اور پانی و آگ اور مٹی کی آمیزش (یعنی انسانی جسم کی مادی ساخت) بھی نہ تھی۔“

شعر نمبر ۳:

بر یاد تو مست بودم و بادہ پرست
ہر چند نشان بادہ و تاک نبود
ترجمہ: ”اے محبوب! ہم آپ کی یاد میں نشہ سے سرشار تھے اور بادہ پرست تھے کہ جس قدر بھی نشان بادہ نہ ہو، اور انگور کا درخت بھی نہ ہو۔“
بظاہر مذکورہ بالا ”رباعی“ تحریر کرتے وقت اس مشہور غزل کا مطلع حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رٹالندہ کے پیش نظر تھا۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بودم آن روز در این میکدہ از درد کشان
کہ نہ از بادہ نشان بودند از تاک نشان
ترجمہ: ”ہم اس روز بھی اس میکدہ میں (شراب) کی تلچھٹ (بچا کھچا) پینے والوں میں سے تھے کہ جب کہ نہ تو بادہ (شراب) کا کوئی نشان تھا، اور نہ ہی انگور کے درخت کا کوئی نشان تھا؟“

شعر نمبر ۲:

لہا البدر کاس وہی شمس یدیرھا
ہلال و کم یبدو اذا مزجت نجم
ترجمہ: ”اس کے لیے چودہویں کا چاند (بدر) جام کی مانند ہے، اور وہ سورج ہے کہ جو اس

کے گرد گھومتا ہے۔ وہ ایک نیا چاند ہے تو پھر وہ کس قدر (حسین لگتا ہے) کہ جب ستارہ اس کے جھر مٹ میں ہو!

شعر نمبر ۳:

ماہست تمام جام و مئے مہر منیر
و آن مہر منیر را ہلاست مدیر
ترجمہ: ”چودہویں کا چاند جام ہے۔ جبکہ مے چاند کی روشنی ہے، اور اس چودہویں کے چاند کو متحرک کرنے والا نیا چاند (ہلال) ہے۔“

شعر نمبر ۴:

صد اختر رخشندہ ہویدا گردر
چون آتش مے نہ آب شود لطف پذیر
ترجمہ: ”سو ستاروں نے اپنی تب و تاب (چمک و دمک) دکھلا دی کہ جب مئے کے نشہ کی بے تابی آشکارا ہو گئی جب کہ (شراب) کی چمک شامل ہو جائے وہ پر لطف ہو جاتی ہے۔“^①

۷۔ ارکان الحج:

یہ ”ارکان الحج“ کے نام سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ نے یہ رسالہ شعبان المعظم بسال: (۸۷۷ھ / ۲۲ جنوری ۱۴۷۳ء) کو دوران سفر حجاز شہر بغداد: میں تحریر فرمایا:
ابتدا:

الحمد لله الذي جعل الكعبة البيت الحرام مثابة للناس واحل
طوائف الشائفين حولها محل الائتلاف بها والاستيناس.
ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے لیے ٹھہرنے کی (منزل) بنا دیا، اور طوائف کو پیاسوں کے لیے حلال ٹھہرا دیا، اور اس کے ارد گرد مجتمع ہونے کا مقام ٹھہرا دیا اور انس کی جگہ بنا دیا۔“

اختتام:

وقع الفراغ من تأليف هذه الاوراق وجمعها ضحوة يوم الخميس

الثانی و العشرین من شعبان المعظم فی شہور سنتہ و سبعین
و ثمان مائة بمدينة الاسلام بغداد، وقت التوجه الى بيت الله
الحرام، وانا الفقير عبدالرحمن بن احمد الجامی رحمۃ اللہ علیہ، وفقه الله
لما يحبه ورضاه

ترجمہ: ”ان اوراق (کتاب) کی تالیف اور جمع سے فراغت حاصل ہوئی بروز جمعرات
(بوقت دوپہر) شعبان المعظم کی پچیسویں کو بسال (۸۷۷ھ) کو شہر بغداد ”مدینۃ الاسلام“
میں بیت اللہ الحرام کے سفر کے وقت میں۔“

اور میں ہوں نا چیز عبدالرحمن بن احمد الجامی رحمۃ اللہ علیہ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کام کی توفیق دی کہ جیسے
وہ پسند فرماتا ہے اور جس پر راضی ہے۔

یہ رسالہ ”ارکان الحج“ فارسی زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ مگر اس میں جا بجا عربی الفاظ کی آمیزش ہے
کہ اس میں حج و عمرہ کے مناسک (ارکان کے فرائض) اور مستحبات کے متعلق مسائل ہیں۔

علاوہ ازیں، اس میں مدینہ منورہ میں روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت البقیع میں ائمہ رضی اللہ عنہم کی قبور کی زیارت
کے آداب و رسوم کو حضرات ائمہ رضی اللہ عنہم کی فقہ اور مذہب کے مطابق مندرج کیے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت
مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

تا طالب صادق بقدر وسع و طاقت چنانکہ طریقہ سنیہ طائفہ
صوفیہ است میان آنها جمع تو اند کرد و از عمل خلاف بیرون تو
اند آمد

ترجمہ: ”تا کہ طالب صادق اپنی وسعت و طاقت کے مطابق اس سے استفادہ کر سکے طریقہ
سنیہ صوفیہ کی جماعت کے مطابق ان میں تطابق کر دیا گیا ہے۔ ان کے عمل خلاف سے
اجتناب کیا گیا ہے۔“

چنانچہ اس رسالہ ”ارکان الحج“ پر حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول جو حواشی تحریر کیے گئے ہیں، وہ
بظاہر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ہیں:

کیفیت:

کتاب ”ارکان الحج“ کی کیفیت درج ذیل ہے۔

✽ یہ کتاب آٹھ فصول پر مشتمل ہے کہ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ✽ فصل اول: مقدمات و فضائل و شرائط حج
 - ✽ فصل دوم: ارکان حج
 - ✽ فصل سوم: منظورات حج
 - ✽ فصل چہارم: وجوہ ادائے حج
 - ✽ فصل پنجم: طواف
 - ✽ فصل ششم: ذکر تفصیل ارکان و سنن و آداب و ادعیہ حج
 - ✽ فصل ہفتم: آداب زیارت روضہ رسول ﷺ
 - ✽ فصل ہشتم: آداب زیارت قبور اہل بیت رسالت ﷺ
- چنانچہ، رسالہ ”ارکان الحج“ سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی فقہ اسلام میں بدرجہ اتم مہارت کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

۸۔ ”نفحات الانس من حضرات القدس“:

”نفحات الانس من حضرات القدس“، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رضی اللہ عنہ کی مشہور تذکرہ کی کتاب ہے۔ اس فارسی تذکرہ کی تالیف امیر نظام الدین علی شیر کی درخواست بسال: (۸۸۱ھ/۷۶)۔ (۱۳۷۷ء) میں شروع ہوئی اور یہ بسال: (۸۸۳ھ بمطابق ۱۴۷۸ء) میں مکمل ہوئی۔ اس فارسی تذکرہ کی تاریخ تالیف پر مشتمل درج ذیل رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

این نسخہ مقتبس ز انفاس کرام

کزوی نفحات انت آید بمشام

ترجمہ: ”یہ نسخہ انفاس کرام کی روشنی سے (مستعار) ہے۔ کہ ذہن میں اس کا نام ”نفحات الانس“ ہے۔“

شعر نمبر ۲:

از ہجرت خیر بشر و فخر انام

در ہشصد و ہشتاد و سوم گشت تمام

ترجمہ: ”خیر البشر اور مخلوق کے لیے باعث عز و شرف (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہجرت سے لے کر سن ۸۸۳ھ تک مکمل ہو گئی۔“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نفحات الانس“ کی تالیف کا سبب اور کیفیت کچھ اس طور پر بیان فرمائی ہے کہ

”چون کتاب ”طبقات الصوفیہ“ تالیف: ابو عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کہ شیخ الاسلام ابو اسمعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ در مجالس و مجامع موعظت املاء میفرمودہ اند و سخنان دیگر بعضی از مشائخ کہ در آن کتاب مذکور نشدہ و بعضی از اذواق و مواجید خور بر آن می افزودہ، و یکی از مجاہد مریدان آن را جمع می کردہ و در قید کتابت می آوردہ است، اما چون بزبان ہروی قدیم کہ در آن عہد معہود بودہ، وقوع یافتہ و بتصحیف و تحریف نوپسندگان بجائی رسیدہ کہ در بسیاری از مواضع فہم مقصود بسہولت دست نمی دہد و ایضاً مقتصر ست بر ذکر بعضی متقدمان و از ذکر بعضی دیگر و نیز از ذکر حضرت شیخ الاسلام و معاصرین و متاخرین از وی خالی است۔“

ترجمہ: ”جب کتاب ”طبقات الصوفیہ“ تالیف ابو عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ، کہ شیخ الاسلام ابو اسمعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (نے) اپنے وعظ کی مجالس اور جموں میں املا کروا دیا، اور بعض دیگر حضرات مشائخ کے فرمودات کو جو اس (مذکورہ بالا) کتاب (طبقات صوفیہ) میں مذکورہ نہیں تھے، اور بعض کا تذکرہ ذوق اور اپنے نزدیک مجد و شرف کی بنا پر اضافہ کیے گئے ہیں، اور ان محب مریدین میں سے ایک نے ان (حالات) کو جمع کیا اور احاطہ تحریر میں لایا ہے۔ بہر حال، جبکہ قدیم ”ہراتی زبان“ کہ جس کا تعلق اس عہد سے تھا، تحریر شدہ تھی اور پھر احاطہ کتابت میں لانے والوں کی غلطی اور تحریف اس حد تک پائی جاتی تھی کہ بہت سے مقامات (کتاب یا متن) میں فہم مقصود میں بسہولت دسترس نہ ہو پاتی تھی۔ نیز بعض متقدمین کے مختصر حالات بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں، اور بعض دیگر (حضرات) کے احوال کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ نیز حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین اور مابعد (حضرات) کے ذکر سے (یہ تذکرہ) خالی ہے۔“^①

① ابو عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی در ۴۱۲ھ! ۲۔ ”مراد“ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہیں۔

چنانچہ، مذکورہ حالات و آثار کے پیش نظر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں یہ خیال گزرا کہ ”طبقات الصوفیہ“ کو موجودہ مروجہ زبان میں احاطہ تحریر میں لایا جائے، اور علاوہ ازیں، دیگر کتب معتبرہ سے استفادہ کر کے اس پر اضافات کیے جائیں۔

اس صورت حالات کے پیش نظر جن حضرات اکابر کے احوال و آثار و مقامات، معارف و کرامات، تاریخ پیدائش و وفات، ”طبقات الصوفیہ“ میں مندرج نہیں ہیں، ان کا اندراج کتاب ”نفحات الانس“ میں کر دیا جائے۔

نفحات الانس:

”نفحات الانس“ میں مجموعی طور پر چھ صد سولہ، حضرات اکابر کے احوال و آثار اور فضائل و مناقب کا اندراج کیا گیا ہے کہ جن میں سے پانچ صد بیاسی عرفا اور چونتیس عارفات کے احوال و آثار کا اندراج ہے۔

کیفیت:

کتاب ”نفحات الانس“ کے ابتدا میں ایک مفصل ”مقدمہ“ ہے کہ جس میں حضرات صوفیائے کرام کی اصطلاحات کی مناسب تشریحات کی گئی ہیں، اور حقیقی صوفی، عارف کی معرفت اور ان کی کرامات، نیز خوارق کا حال درج ہے۔

کتاب کا آغاز ”حضرت ابو ہاشم صوفی رحمۃ اللہ علیہ“ کے احوال و آثار سے ہوتا ہے، اور اختتام خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر ہوتا ہے۔

عارفات میں سے ”احوال و آثار“ کی ابتدا حضرت رابعہ علویہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی گئی ہے، اور انہیں ”امراة فارسیہ“ کے ”احوال و آثار“ پر ختم کیا گیا ہے۔

ایران کے مشہور دانشور اور کتاب ”جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے مصنف جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت کے پاس کتاب ”نفحات الانس“ بخط ”محمد بن عبدالکریم حسینی رحمۃ اللہ علیہ“ کا نسخہ تھا کہ جو کبھی شاہزادہ مظفر حسین مرزا مکلف سلطان حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کی زینت تھا کہ جس کے بارے میں جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت کی رائے میں کہ اس کے اکثر حواشی (نوٹس) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ہاتھ کے تحریر کردہ ہیں۔

علاوہ ازیں، اٹھارہ صفحات از بقیہ احوال و آثار حضرت ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ تا آخر احوال و آثار، حضرت موسیٰ بن عمران جیرفتی تمام طور پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے قلم سے

تحریر کردہ ہیں۔^①

جناب پروفیسر ڈاکٹر ”ایڈورڈ براؤن“ کا نکتہ نظر:

جناب پروفیسر ڈاکٹر ”ایڈورڈ براؤن“ صاحب نے ”تاریخ ادبیات ایران“ جلد سوم میں کتاب ”نفحات الانس“ پر بحث و تبصرہ کے لیے ایک مستقل باب مخصوص کیا ہے، اور تیموری سلاطین کے عہد کے اواخر میں لکھے جانے والی کتب تذکرہ میں اس کتاب کو نہ صرف سرفہرست رکھا ہے بلکہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو (بحیثیت تذکرہ نگار) شیخ فرید الدین عطار، صاحب تذکرۃ الاولیاء کا ہم وزن اور ہم پلہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ، ”نفحات الانس“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جناب پروفیسر ڈاکٹر ”ایڈورڈ براؤن“ صاحب نے بڑی حق بجانب رائے قائم کی ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں کہ ”یہ کتاب (نفحات الانس) اسی جدید اور سلیس انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ جو کہ اس نوعیت کی کتب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ درحقیقت، اس کتاب کی تالیف میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق اس قدر لطیف اور نیت اس درجہ پُر خلوص رہی ہے کہ وہ خود کو لفاظی اور عبادت سازی میں الجھا نہیں سکے، اور نہ ہی اس عہد کے دیگر لکھنے والوں کی طرح اس ”عیب“ کے مرتکب ہوئے ہیں۔“^②

بلاشک و شبہ، تذکرہ ”نفحات الانس“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ زبان و بیان کی خوبیوں کے اعتبار سے نویں صدی ہجری کی فارسی نثر کی عمدہ اور بہترین کتب تذکرہ و احوال و آثار میں سے ایک عظیم شاہکار ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید جناب مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری نے ”نفحات الانس“ پر ایک مفصل ”حاشیہ“ تحریر کیا ہے کہ یہ ”حاشیہ“ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ضیاء الدین یوسف کے لیے خاص طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ کتاب ”نفحات الانس“ کے مشکل مقامات کو بخوبی سمجھ سکیں۔

چنانچہ حاشیہ مذکورہ بالا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مبسوط ”احوال و آثار“ پر ختم ہوتا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۱۷۶-۱۷۷)۔

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات ایران) از جناب پروفیسر ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن! جلد/ ۳: بعنوان: از سعدی رحمۃ اللہ علیہ تا جامی رحمۃ اللہ علیہ! ص: ۷۳۔

۹۔ سخنانِ خواجہ پارسا:

”سخنانِ خواجہ پارسا“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ تالیف معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کتاب ”نفحات الانس“ سے بعد کے دور کی تالیف ہو۔

ابتدا:

بعد از گشائش مقال بستائش خجسته مال ملک متعال (وتوسل

به ورود فرخنده درود صاحب آیات و اکمال

ترجمہ: ”یہ کہ اللہ تعالیٰ کہ جو مبارک ترجیع ہیں کی حمد و ثنا کے بعد (اور (آنجناب رحمۃ اللہ علیہ) کہ جو

آیات معجزات و تکمیل رسالت مآب کے مبارک مرجع ہیں۔ کے وسیلہ سے۔“

اختتام:

ولکن لا یجوز ان یغفل عن تبعیہ نورۃ لنور الشمس.

ترجمہ: ”اور لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ سورج کے نور کی خاطر اس کے نور کی اطاعت و

فرمانبرداری سے غفلت برتی جائے۔“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت خواجہ محمد پارسا سے ارادت ہی اس رسالہ ”سخنانِ خواجہ پارسا“ کی تصنیف و تالیف کے باعث بنی، اور پھر بات بھی کچھ یوں ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرات صوفیائے سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ روحانی طور پر وابستہ تھے، اور حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ”سلسلہ نقشبندیہ کے سرآمد روزگار مشائخ میں سے تھے۔

پانچ برس کی عمر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ موصوف سے ملاقات کی تھی کہ جس کا ذکر ہم موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی احوال و آثار میں کر چکے ہیں۔

چنانچہ، رسالہ ”سخنانِ خواجہ پارسا“ کے مقدمہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

چون بعضی از کلمات خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ در مواضع

متفرقه ثبت افتاده بود بناء پر خلوص اعتقاد و وفور اعتقاد در

قید کتابت آورده شد و در این صحیفه شریفه جمع کرده گشت تا طالبان مستعدرا آموز گاری بود و اصلان مستعدرا یاد گاری باشد

ترجمہ: ”جب (حضرت) خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات میں سے بعض (کلمات) متفرق مقامات پر تحریر کردہ تھے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خلوص اعتقاد اور نہایت اعتماد (کی) بنا پر تحریر (کتابت) میں موجود ہیں، اور یہ مبارک اوراق جمع کیے گئے (ہیں) کہ طالبان شوق کی ان (اوراق) سے تعلیم و تربیت ہو، اور سعادت کے طلب گار کے لیے بطور یادگار کے ہوں۔“

اشعار:

شعر نمبر ۱:

عشاق ہر کجا رقم کلک آن نگار

یا بند بروی از مژہ گوہر فشان کنند

ترجمہ: ”عاشقان اپنے قلم کی نقاشی دکھلاتے ہیں۔ تو وہ ان (رشحات قلم) پر پلک کے (خون کے) موتی چھڑکتے ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

ہریک گرفتہ حرفی از آنجا بیاد گار

تعویذ جان و حرز دل ناتوان کنند

ترجمہ: ”ہر (نقاش) نے نقاشی کی خاطر ایک حرف چن لیا ہے کہ وہ اسے تعویذ جان اور ناتوان دل کے لیے جائے پناہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ”سخنان خواجہ پارسا“ میں حضرت خواجہ محمد پارسا کے جو متفرق ملفوظات مندرج کیے ہیں۔ وہ عربی و فارسی زبان میں ہیں۔ ہر دو زبانوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تحریر اور روش نہایت سلیس اور رواں ہے۔

چنانچہ یہ ملفوظات جذب و حال اور روحانی اشارات سے پُر ہیں، اور تصوف کے بہترین نکات پر مشتمل ہیں۔

۱۰۔ شواہد النبوة:

شواہد النبوة ۱، از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، فارسی زبان میں ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بسال: (۸۸۵ھ / ۱۴۸۰) تصنیف فرمائی۔ تمت (اختتامیہ) کی صورت میں کتاب کے آخر میں ”مادہ تاریخ تالیف“ بالفاظ ذیل مندرج ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

شعر نمبر ۱:

در آنوقت اتمام آن دست داد
کہ تتمہ ۸۸۵ھ بود تاریخ سال
ترجمہ: ”یہ کتاب اس وقت اس روش کے مطابق تحریر ہوئی کہ اس کے تمام کی تاریخ بسال
۸۸۵ھ ہے۔“

ابتدا:

الحمد لله الذي ارسل رسلا مبشرين و منذرين لئلا يكون للناس
على الله حجة بعد الرسل۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے رسول بھیجے۔ خوشخبری دینے والے اور
ڈرانے والے، تاکہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں رسولوں کے بعد حجت باقی نہ رہے۔

مقدمہ:

کتاب ”شواہد النبوة“ کے مقدمہ سے یوں پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب بھی جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے دوست و احباب کی درخواست پر تحریر کی گئی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بھی خواہش رکھتے تھے کہ آنجناب، حضرات
صحابہ جنی رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور صدر اول تک کے حضرات صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے احوال و
آثار پر ایک الگ کتاب تالیف کی جائے۔

کہ جو کتاب ”نہجات الانس“ کے ساتھ ملا کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ان (حضرت مولانا
نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے عہد تک کے بزرگان اسلام کی ایک تاریخ بن جائے۔

کیفیت:

یہ کتاب (شواہد النبوة) ایک مقدمہ سات ارکان اور ایک ”خاتمہ“ پر مشتمل ہے۔

- ❖ مقدمہ: نبی اور رسول کے معنی اور اس کے متعلقات
- ❖ پہلا رکن: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کے شواہد و دلائل
- ❖ دوسرا رکن: ولادت سے بعثت تک کے حالات
- ❖ تیسرا رکن: بعثت سے ہجرت تک کے حالات
- ❖ چوتھا رکن: ہجرت سے وصال تک کے حالات
- ❖ پانچواں رکن: بعد از وصال ظہور پذیر ہونے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق احوال و

آثار

- ❖ چھٹا رکن: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آئمہ اہل بیت رحمۃ اللہ علیہم کے احوال و آثار
- ❖ ساتواں رکن: تابعین، تبع تابعین اور صوفیہ کے احوال و آثار

خاتمہ منکرین کی عقوبت کا بیان

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے چھٹے رکن میں خلفائے اربعہ کی صراحت کے ساتھ تفضیل بیان کی ہے۔ بدیں سبب یہ کتاب (شواہد النبوة) ایران اور عراق میں فارسی بولنے والے اہل تشیع کے ہاں مقبول نہ ہو سکی اور نہ ہی کماحقہ شہرت پاسکی۔ کتاب (شواہد النبوة) کی زبان نہایت سادہ، رواں مگر پختہ ہے۔ کہیں بھی عبارت آرائی، اور صنائع و بدائع لفظی سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ جہاں حوالے کی ضرورت لاحق ہوئی وہاں پر صرف اشعار کا اندراج کر دیا گیا ہے وگرنہ اس سے بھی احتراز کیا گیا، پھر بھی عربی احادیث و روایات کو بکثرت درج کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اشعة اللمعات:

”اشعة اللمعات“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے انہتر برس کی عمر میں بسال: (۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء) میں تحریر کی جیسا کہ کتاب کے اختتام پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ میں مادہ تاریخ ”آئمتہ“ سے معلوم ہوتا ہے۔

اختتام:

قطعہ فی التاريخ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بآثام ہستی است جامی رحمۃ اللہ علیہ اسیر
محمی اللہ آثار آثامہ

ترجمہ: ”زندگی کے گناہوں نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کو اسیر کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے آثار کو مٹا دینے والا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

بتسوید این شرح توفیق یافت
مقرا بزلات اقدامہ

ترجمہ: ”اس شرح کے مسودہ کے اتمام کی توفیق ہوئی۔ اپنے قدموں کی لغزشوں کا اقرار کرنے والا ہو کر۔“

شعر نمبر ۳:

اذا قال اتمیۃ قد بدأ
بما قال تاریخ اتمامہ

ترجمہ: ”جب وہ (جامی رحمۃ اللہ علیہ) یہ کہتا ہے کہ ہم نے اسے تمام کر دیا تو پھر جو اس نے کہا ہے اس سے اس کے تمام کی تاریخ آشکارا ہو گئی۔“

کیفیت:

شیخ فخر الدین ابراہیم ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف عراقی کی کتاب ”لمعات“ کی بزبان فارسی شرح ہے۔
شیخ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۶ھ یا ۶۸۸ھ) اور ”لمعات“ پر مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے: ^①

مقدمہ:

مقدمہ کتاب سے بخوبی طور پر پتہ چلتا ہے کہ (امیر علی شیر) نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ”لمعات“ کی تصحیح اور تقابلی کی درخواست کی تھی۔ مگر بظاہر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس کام سے پہلو تہی کر رہے تھے۔

مگر بالآخر، امیر علی شیر کی درخواست قبول کر لی، اور پھر جیسے ہی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس کام میں مشغول ہوئے تو کتاب ”المعات“ کے روحانی اشارات و حقائق میں جذب ہوتے چلے گئے۔

پھر اس کتاب کے مندرجات کی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد صدر الدین محمد قونیوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عرفا کے اقوال کی مدد سے تشریح کی اور ”اشعۃ اللمعات“ نام رکھا۔
 ”مقدمے“ میں جناب امیر علی شیر کا نام بطور تعمیم و ایہام (یعنی مطلب کو پوشیدہ رکھ کر اور وہم میں ڈال کر) موجود ہے۔

کتاب ”اشعۃ اللمعات“ کے ایک دیباچہ کہ جس میں تالیف (شرح) اور ممدوح کا نام آیا ہے۔ ایک مفصل مقدمہ کہ جس میں صوفیہ کی اصطلاحات اور نکات کا بیان ہے اور ”لمعات“ کے اٹھائیس ”لمعہ“ کی تشریح پر مبنی ہے۔

۱۲۔ چہل حدیث:

چہل حدیث از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ رسالہ بسال (۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء) میں تالیف (ترجمہ) ہوا۔

الکلمۃ الاولیٰ: لایومن احد کم حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسہ۔

بترجمتھا!

ترجمہ: ”پہلی بات: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ (اپنے ترجمہ کے ساتھ)

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہر کسی را لقب مکن مومن

گرچہ از سعی جان و تن کاہد

ترجمہ: ”ہر کسی کو مومن کا لقب نہ دیجئے گا۔ اگرچہ کہ وہ جان و جسم کے ساتھ کوشش کیوں نہ کرے۔“

شعر نمبر ۲:

تا نخواہد برادر خود را

آنچہ از بہر خویشتن خواہد

ترجمہ: ”جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے چاہتا ہے۔“

اختتام:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

اربعین ہای سالکان جامی
ہست بہر وصول صدر قبول

ترجمہ: ”اربعین ہای (ہائے ہائے) سالکان جامی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہیں کہ وہ وصول کے لیے اور قبول کے لیے ہے۔“

شعر نمبر ۲:

نبود از فضل حق عجیب و غریب
کہ بدین اربعین رسی بوصول

ترجمہ: ”حق تعالیٰ کے فضل سے کچھ بھی تعجب کی بات نہیں ہے کہ یہ اربعین اتمام کو پہنچ گئی۔“

اربعین:

اس موضوع پر مرتب کرنے والے اکابر دین کی تقلید میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے (چہل حدیث) میں ”اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم“ کا منظوم فارسی ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ نظم بحر خفیف میں ہے۔

مگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھی۔

من حفظ من امتی اربعین حدیثاً ینتفعون بہ الناس بعثہ اللہ یوم
القیامہ فقیہا عالماً^①

ترجمہ: ”میری امت میں سے جس نے چالیس احادیث حفظ کیں کہ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں قیامت کے دن خدا سے فقہا اور علماء کے گروہ میں سے اٹھائے گا۔“

۱۳۔ رسالہ تجنیس خط:

رسالہ تجنیس خط از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا فہرست تصانیف میں اس رسالے کا نام نہیں ملتا ہے، اور نہ ہی اس رسالہ کی تاریخ تصنیف معلوم ہے۔

① حدیث۔

ابتدا:

بعد توحید و صفات خالق شام و سحر منظوم رسالہ ان عربی الفاظ پر مشتمل ہے جو کہ بدل کر یا غلط طور پر پڑھنے سے مختلف معنی دیتے ہیں۔ مثلاً:

شعر نمبر ۱:

مصر شہر و شہر ماہ و ماہ آب و خوف سہم
سہم تیر او اجنہ چہ بال باشد بال جان؟
ترجمہ: ”مصر کا شہر، محبوب کا شہر اور چہرہ کی زیبائش اور (اچانک) تیر نظر کا خوف اچانک تیر
نظر و بازو کا کیا خطرہ ہوگا؟ (محض) جان کا خطرہ؟“
”رسالہ تجنیس خط“ ہندوستان سے طبع ہو چکا ہے!

۱۳۔ مثنویات ہفت اورنگ:

”مثنویات ہفت اورنگ“، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سات مثنویوں کا مجموعہ ہے کہ جو آپ نے مختلف ادوار میں تحریر فرمائیں۔ ازاں بعد! ان مثنویات کو یکجا کر کے ”ہفت اورنگ“ کے نام سے موسوم کیا۔

چنانچہ اس مجموعے کے بعض مخطوطات میں ایک ”مقدمہ“ بھی موجود ہے جو بظاہر بذات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے تحریر فرمایا ہے۔

مقدمہ:

یہ کہ مقدمہ سے کہ جو بہت زیادہ قدیم مخطوطات میں موجود نہیں ہے۔

✽ یہ مقدمہ مثنویات ہفت اورنگ جامی رحمۃ اللہ علیہ تصحیح مرتضیٰ، مدرس گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ: تہران (۱۳۵۱ ش) میں بھی موجود ہے۔

ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں ”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ نے ”خمسہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ“ اور ”خمسہ خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ کی طرز پر پانچ مثنویاں تحریر کیں، اور بعد میں دو مثنویوں کا اضافہ کر کے اسے ”ہفت اورنگ“ کے نام سے موسوم کیا۔

چنانچہ، اس قیاس کی تائید مثنوی خرد نامہ اسکندری سے بھی ہوتی ہے کہ جہاں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ پیشتر ازیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ، نظامی رحمۃ اللہ علیہ اور خسرو کی تقلید میں پانچ مثنویات تحریر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ جو اس ”بحر“ میں ہوتیں۔ ازاں بعد! ”مثنوی سلسلۃ الذہب“ اور ”مثنوی سبحة الابرار“ تالیف فرمائی۔

”خردنامہ اسکندری“ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ ایک مدت تک غزل گوئی میں مصروف رہے۔ پھر قصیدہ گوئی میں مشغول ہو گئے۔ ازاں بعد! تفسیر کی خاطر معے بھی تحریر فرمائے، رباعیات فرمائیں اور پھر مثنوی سرائی کی راہ اختیار کر لی۔^①

مثنویات ہفت رنگ میں شامل مثنویات کی تفصیل:

”مثنویات ہفت رنگ“ میں شامل ”مثنویات“ کی تفصیل درج ذیل ہے:

اول: ”سلسلۃ الذہب“: دفتر اول:

بحر خفیف (فاعلاتن مفاعلن فعلن) میں یہ مثنوی حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی ”حدیقۃ الحقیقہ“ اور ”واحدی“ کی ”جام جم“ کے اسالیب و طرز و روش میں سلطان مرزا حسین بایقرا کے نام پر تحریر کی گئی ہے:

ابتدا:

شعر:

لله الحمد قبل كل كلام

بصفات الجلال و الاكرام

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہر کلام سے قبل۔ جلال والا کرام کی صفات کے ساتھ۔“

اختتام:

شعر:

ور بماند جواد عمر از سیر

ختم اللہ لی ہا ہو خیر

ترجمہ: ”اگر کوئی تشنگی محسوس کرے تو تمام عمر اس سے سیر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خیر کے ساتھ ختم فرما دیا۔“

مثنوی:

مثنوی میں تاریخ تالیف مذکور نہیں ہے۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ بسال: (۸۷۳ھ / ۶۸ - ۱۳۶۹ء) (سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ) کا سن جلوس، اور بسال: (۸۷۷ھ / ۷۲ - ۱۳۷۳ء) کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر حجاز کا سال ہے، دوران سفر تحریر کی گئی ہے۔

① ”خردنامہ اسکندری“: (ص: ۲۹-۹۲۶)۔

✽ صاحب (رشحات عین الہیات) کے قول کے مطابق، سفر حجاز کے دوران میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، بغداد پہنچے تو مثنوی "سلسلۃ الذہب" کے بعض "قطععات"، اہل بغداد اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلاف کا باعث بنے۔ مثنوی میں ایک مقام پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، ریاکاروں کی مذمت فرماتے ہوئے مذکورہ تقریبی تاریخ تالیف کی طرف اشارہ بھی فرماتے ہیں!

یہاں پر بنظر اختصار اشعار حذف کیے جاتے ہیں۔^①

تصوف اور اخلاق کے مباحث پر یہ ایک طویل مثنوی ہے کہ جس میں آیات، احادیث، اقوال صوفیہ اور روایات ائمہ دین سے استفادہ کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مثنوی کے مطالب کی وضاحت کے لیے حکایات و تمثیلات کے بیان سے بھی کام لیا گیا ہے۔

کیفیت:

اس مثنوی میں کئی کلامی مسائل مثلاً: جبر و اختیار، قضا و قدر، نبوت و امامت، قدم و حدوث عالم اور ظاہری شرعی احکام مثلاً: نماز، روزہ اور تلاوت قرآن پر بھی بحث کی گئی ہے۔

تصوف:

تصوف کے باب میں یہ مثنوی، ذکر خفی و جلی، عزلت و خلوت، خاموشی، بیداری اور جوع (بھوک) وغیرہ، کے مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔

آخر میں اسلامی عقائد پر ایک خصوصی نظم موسوم بہ "اعتقاد نامہ" ہے کہ جسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادے کی خواہش پر تحریر کیا تھا۔ چنانچہ، مثنوی کے نام کے متعلق حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

آن نہ رشتہ سلاسل ذہبت

نام رشتہ برآن نہ ازا دلہبت

ترجمہ: "یہ صرف زریں سلاسل ہی نہ ہیں کہ نام رشتہ اس پر نہ ہی محض ادب کے لیے

ہے۔"

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی سلسلۃ الذہب) ۱: ۱۰۳۔

شعر نمبر ۲:

بہر شیران بود سلاسل زر

ہر کہ شیرست از آن چچد سر

ترجمہ: ”شیروں کے لیے یہ زریں زنجیریں ہیں۔ جو کہ شیر ہے وہ اس سے اپنا سر نہیں باندھتا۔ (یعنی وہ اپنے گلے میں نہیں ڈالتا ہے۔)“

”سلسلۃ الذهب“ دفتر دوم:

مثنوی کے اس دفتر کا موضوع، کتاب کے ابتدائی اشعار سے واضح ہے۔ (یہاں پر بنظر اختصار اشعار کو حذف کر دیا گیا۔)

کیفیت:

اس دفتر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب یہ رہا ہے کہ ہر فصل میں محبت الہی اور عشق حقیقی کی بحث چھیڑ کر اس میں لطیف اور دقیق نکات سمودئے ہیں، اور بطور حوالہ صوفیا کی واردات پر مبنی ایک حکایت نقل فرمائی ہے۔

قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جا بجا استناد فرمایا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جن حضرات صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ، شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ واحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محیی الدین، صاحب فتوحات مکیہ، شیخ علی موفق، معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ، بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل (اگرچہ کہ ان کا شمار فقہائے کرام میں ہوتا ہے۔)، ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب ”تحفہ مغنیہ“، شیخ ابوعلی دقاق۔

اس دفتر کی تالیف میں جو بات لائق توجہ ہے وہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا لطیف ذوق اور شگفتہ مزاجی ہے کہ اس طرز و روش کا مجموعی طور ”سلسلۃ الذهب“ کے روحانی اور عرفانی نکات کے بیان میں کافی حد تک دخل ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جا بجا دلچسپ اور پر مزاح حکایات بھی بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

بعینہ، دقیق مضامین کو ایسی لطافت اور ظرافت سے شامل مثنوی کیا ہے کہ ایک قاری کتاب مطالعہ کے

دوران میں ذہن پر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں کرتا۔

اور قاری کا ذہن تازہ بہ تازہ رہتا ہے۔

دفتر دوم بھی پہلے دفتر کی طرح بحر خفیف میں ہے۔ مگر اس سے مختصر ہے۔ اس دفتر کی تاریخ تالیف

بسال: (۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) ہے۔

یعنی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تک حجاز سے واپس تشریف لائے ہیں۔

بنظر اختصار ”قطعہ تاریخ“ حذف کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دفتر کو (دفتر اول) کا تکملہ و تتمہ قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ دفتر دوم، دفتر اول کی تالیف کے کئی سال بعد تحریر کیا گیا ہے، اور یہ حضرت مولانا نور الدین

عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہنی تسلسل اور ربط کی دلیل ہے۔ لیکن حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن

جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ”دفتر دوم“ کو کوئی مستقل اور الگ حیثیت نہیں دی ہے۔ نہ ہی اس کے ”ابتداء“ میں

”مقدمہ“، نعت اور معاصر بادشاہ کی مدح تحریر کی ہے۔

”سلسلۃ الذهب“ دفتر سوم:

”سلسلۃ الذهب“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر سوم پہلے دو دفتروں کے

وزن پر پانچ صد اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ مختصر دفتر سوم، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے

قیصر روم سلطان بایزید خان دوم (۸۸۶ھ - ۵۱۸ھ) بمطابق (۱۴۸۱ء - ۱۵۱۲ء) کے نام پر تحریر کیا۔

کیفیت:

دفتر سوم کے آغاز میں اور آخر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان روم رحمۃ اللہ علیہ

کی مدح کی ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ تالیف کی وضاحت نہ کی ہے۔

”سلسلۃ الذهب“ کا دوسرا دفتر بسال: (۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) میں اختتام پذیر ہوا تھا بدیں سبب

اصولی طور پر زیر نظر دفتر اس کے بعد ہی تحریر کیا گیا ہوگا۔

ابتدا:

شعر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ یہ (دفتر

سوم) حکیم کے خزانے کی کلید (چابی) ہے۔“

اختتام:

شعر:

برہمین نکتہ ختم شد مقصود
للہ الحمد والعلیٰ و الجود

ترجمہ: ”اسی نکتہ پر مقصود کا اختتام ہو چکا ہے۔ (یہ کہ) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جو نہایت بلند مرتبہ اور صاحب جود و کرم ہے۔“

مضامین و عناوین:

دفتر سوم، مدنی سیاست، آداب حکمرانی، عدل و انصاف کی تعریف اور بادشاہوں کو نصائح و تذکیر پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کے تمام مضامین و عنوانات دانش و مصالح و حکم سے مملو ہیں، اور یہ منظوم قطعات پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ ہر قطعے میں بادشاہ کے کسی ایسے وصف کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ جس کا ذکر اس میں ضرور ہونا چاہیے تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ہر صفت کی مناسبت سے ایک حکایت بھی درج کی ہے۔ ”دفتر سوم“ کی تحریر و ترتیب کے وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تاریخی کتب اور بادشاہوں کے قصص و حکایات مندرج ہیں۔ چنانچہ، اس سلسلے میں نظامی عروضی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب چہار مقالہ سے استفادہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جن قریب العہد سلاطین کا ذکر کیا ہے ان سلاطین میں غازان خان منگول اور یعقوب بک ترکمان وغیرہ شامل ہیں۔

مثنوی:

مثنوی کے اختتام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے چند شاہی تحائف اور شاہی مکتوب کی وصولی کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ جس سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مثنوی جو اباً بادشاہ کو پیش کی تھی۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مثنوی کا نام ”تحفہ شاہی“ رکھا تھا، اور وہ جواز میں یہ شعر پیش طر مارتے ہیں:

لیک از آنجا کہ تحفہ شاہست
یاد کرد کمین ہوا خواہست

ترجمہ: ”لیکن اس مقام پر کہ تحفہ شاہ (وصول ہوا) ہے کہ حرص و آرز کے بندہ ناچیز نے (اس حوالے) سے یاد آورش چاہی ہے۔“

مگر بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا شعر کے حوالے سے کتاب کے نام کا تعین نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دوم: سلامان و ابسال:

کیفیت:

یہ تمثیلاتی مثنوی بحر مل مسدس (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن) میں تحریر کی گئی ہے۔

انتساب:

اس مثنوی کا انتساب ”سلطان یعقوب ترکمان قوینلو“ کے نام ہے۔ یہ کہ مثنوی کی تاریخ تصنیف کی تصریح نہیں ہوئی۔ مگر بظاہر کچھ یوں لگتا ہے کہ یہ مثنوی، بسال (۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء) میں تحریر کی گئی۔ اس تخمینہ کا سبب کچھ یہ ہے کہ سلطان یعقوب ترکمان قوینلو، بسال: (۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء) میں تخت حکومت و سلطنت پر متمکن ہوا تھا۔

اور ازاں بعد! بسال: (۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء) میں مثنوی (تحفۃ الاحرار) مکمل ہو چکنے سے قبل ”سلامان و ابسال“ تحریر کی جا چکی تھی۔

مقدمہ:

مقدمے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ضعیف العمری سے نالاں نظر پڑتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر اڑسٹھ برس تھی، اور آپ بدیں اشعار حرف شکایت نوک قلم پر لاتے ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

عمر ہا شدتا در این کاخ کہن
تاری نظم بستہ برعود سخن

ترجمہ: ”عمر یہاں تک پہنچ چکی اس دنیا کے پرانے محل میں کہ (ہم نے) نظم کے تار کو عود سخن پر باندھ رکھا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

رفت عمر و این نوا آخر نشد
کاست جان وین ماجرا آخر نشد

ترجمہ: ”عمر بیت چکی ہے جبکہ یہ نغمہ تمام نہیں ہوا ہے کہ جسم و جان نحیف ہو چکے ہیں اور یہ ماجرا (کہانی) ختم نہ ہونے کو آتا ہے۔“

شعر نمبر ۳:

پشت من چو چنگ خم گشت و ہنوز

ہر شبی در ساز عودم تا بروز

ترجمہ: ”ہماری کمر چنگ (کے ساز) کی مانند خم ہو چکی ہے، اور ابھی ہر شب میرے عود کے ساز پر صبح تک وہی نوا ہے۔“

شعر نمبر ۴:

عود بنا ساز است و کردہ روز گار

دست مطرب رپری رعشہ دار

ترجمہ: ”ہمارے عود کی صدانا تو ان ہے کہ زمانے نے سازندہ کے ہاتھ کو ضعیفی کی بنا پر رعشہ دار بنا ڈالا ہے۔“^①

ابتدا:

شعر:

ای بیادت تازہ جان عاشقان

ز آب لطف تر زبان عاشقان

ترجمہ: ”اے (محبوب) کہ آپ کی یاد نے عاشقوں کی جان کو (تازہ ولولوں سے) ہمکنار کیا ہے کہ آپ کی زیبائش کے لطف نے عاشقان کی زبان کو پھر سے لطافت (بیانی) ہمکنار کر دیا ہے۔“

اختتام:

شعر:

ہم بریں اجمال کاری این خطاب

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: ”ہم اس خطاب کا کام اس اختصار کرتے ہیں کہ تمام ہوا اور صواب کی راہ کو سب سے زیادہ بہتر جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔“

سلامان و ايسال:

سلامان و ايسال کا قصہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ رئیس ابو علی حسین ابن سینا رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۲۸ھ / بمطابق: ۱۰۳۶ء) کی تالیف اشارات پر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۶ھ / ۱۲۱۰ء) اور خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء) کی شروحات سے اخذ کیا ہے۔

شرح طوسی:

شرح طوسی میں اس داستان کی ہر دو طرح سے روایت کی گئی ہے۔

✽ ایک روایت معمولی رد و بدل کے ساتھ وہی ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کی ہے۔ بوعلی سینا نے ”اشارات“ میں یوں تحریر کیا ہے۔

و اذا قرع سبعك في ماتقرأه وسرد عليك في ماتسعه قصة
”سلامان و ايسال“ فاعلم ان سلامان مثل ضرب لك وان
وايسال، مثل ضرب لدر جتك في العرفان ان كنت من اهلہ۔ ثم
حل الرمز ان الحقت۔

ترجمہ: ”جو کچھ آپ نے اس میں سے پڑھا ہے کہ جب آپ اس کو احاطہ ذہن میں لے آئیے گا، اور جو کچھ آپ نے سنا ہے ”سلامان و ايسال“ کے قصہ میں سے باتوں کا تسلسل و ربط آپ (کے دل) پر قائم ہو جائے۔ تو پھر آپ جان لیجئے گا کہ بلاشبہ! سلامان میں تمہارے لیے ایک مثالی کردار ہے، اور بلاشبہ! ايسال (کا کردار) آپ کے لیے عرفان میں آپ کے درجہ (مرتبہ) کے لیے ایک مثالی کردار ہے! کہ اگر آپ اس کے اہل ہیں کہ اگر آپ نے اس (حکایت) کو بخوبی طور پر جان لیا ہے تو ہی رمز حل ہو چکی۔“

شیخ ابو علی ابن سینا: انتشارات و تنبیہات ترجمہ فارسی، احسان یار شاطر، انجمن آثار ملی: تہران ۱۳۷۳ھ: ص: ۲۳۷، النخط التاسع في مقامات العارفين۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ اصل حکایت دستیاب نہ ہو سکی تھی، بدیں سبب وہ اس کا راز افشا نہ کر سکے۔

مگر خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس قصے کو دو طرح سے بیان کیا ہے، اور پھر اس کی تاویل بھی کر دی ہے، اور اس کا راز بھی افشا کر دیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں

داستان کی تشریح و تفسیر کی ہے۔ لیکن بعض مقامات پر ان سے اختلاف بھی کیا ہے۔
بہر کیف، معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ اختلاف اور تبدیلی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
کے بذات خود وضع کردہ ہیں یا پھر قرار واقعی ان کے سامنے کوئی دوسرا ماخذ تھا! مگر تلاش بسیار کے باوجود
بھی ہمارے سامنے کوئی ایسا ماخذ نہیں آسکا ہے۔

سوم: تحفۃ الاحرار:

مثنوی ”تحفۃ الاحرار“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ!
مثنوی، بحر سربلج میں رمضان (۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء) میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

اتمام انتظام این سبحة در ماہ تسبیح و شہر تراویح منتظم در
سلک شہور سنہ ست و ثمانین و ثمان مائہ اتفاق یافت۔^①
ترجمہ: ”اس ذکر کے نظم کی تکمیل ماہ تسبیح اور شہر تراویح میں نظم کی لڑی میں سال ۸۸۶ھ میں
مکمل ہو گئی۔“

ابتدا:

شعر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلائی سر خوان حکیم

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ یہ ایک حکم
کے دسترخوان کی دعوت ہے۔“

اختتام:

شعر:

مہر نہ خاتمہ این کتاب
شد رقم خاتم تم الکتاب

ترجمہ: ”یہ اس کتاب کے خاتمہ کی مہر نہ ہے کہ یہ تم الکتاب کی خاتم تحریر کی گئی
ہے۔“

چنانچہ، وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

① ملاحظہ کیجئے: (تحفۃ الاحرار): ص: ۴۴۳۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ماشطہ خاصہ چو آرا ستش
از قبل من لقبی خواستش

ترجمہ: ”جب اس نے قلم کے نوک و پلک کو سنوار دیا تو پھر مجھ سے اس لقب کی خواہش کی۔“

شعر نمبر ۲:

تحفۃ الاحرار لقب داد مش
تحفہ باحرار فرستاد مش

ترجمہ: ”ہم نے اس کا لقب ”تحفۃ الاحرار“ قرار دیا کہ ”احرارے“ کو ہم نے یہ ”تحفہ“ ارسال کر دیا۔“^①

مثنوی:

مثنوی کے آغاز میں ایک دیباچہ نثر میں تحریر کیا گیا ہے چونکہ یہ مثنوی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”رمز الاسرار“ اور خسرو کی ”مطلع الانوار“ کے جواب میں تحریر کی گئی ہے چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر نظامی رحمۃ اللہ علیہ اور خسرو، ہر دو کا نام نہایت عقیدت و احترام سے لیا ہے۔

کیفیت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے منشور مقدمے کے بعد چار مناجاتیں، پانچ نعتیں اور خواجہ بہاء الدین محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت بیان کی ہے۔ یہ منقبت ”خواجہ عبید اللہ احرار“ کی دعا پر ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر کسی معاصر حکمران کا نام نہیں لیا ہے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ مثنوی صرف آستانہ خواجہ احرار پر پیش کرنے کے لیے تحریر کر رہے تھے۔

مقدمے:

مقدمے میں وصول مراتب ثلاثہ (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) پر بحث کی ہے۔ اصل متن درج ذیل بیس مقالات پر مشتمل ہے:

① ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۴۴۲

- | | |
|-------------------------------------|---------------------|
| ○ آفرینش آدم | ○ آفرینش |
| ○ نمازہائے پنجگانہ | ○ سعادتِ اسلام |
| ○ زکوٰۃ | ○ اثباتِ رمضان |
| ○ عزلت | ○ زیارتِ بیت الحرام |
| ○ سپہر | ○ سکون |
| ○ شرح حال علمای ظاہر | ○ نشانِ صوفیا |
| ○ حال بیران و وزیران | ○ مخاطبہ سلاطین |
| ○ شرح جوانی | ○ صفتِ پیری |
| ○ عشق | ○ حسن و جمالی |
| ○ پند بہ فرزند خویش ضیاء الدین یوسف | ○ حال شعرای خام طبع |

ہر مقالہ میں اصلی موضوع کے بعد ایک مناسبت و خوبصورت اور نہایت لطیف و عمدہ حکایت کا اندراج کیا گیا ہے۔

چہارم: سبتۃ الابرار:

”سبتۃ الابرار“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ: یہ مثنوی بحرِ مل مسدس (فاعلاتن مفاعلن فعلن) میں ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے قبل کسی شاعر نے اس ”بحر“ میں مثنوی نہیں، نظم کہی ہے۔

البتہ جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”سپہر“ میں اس وزن کے صرف چند اشعار ہی ملتے ہیں۔

کیفیت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ”سبتۃ الابرار“ کی تاریخ تالیف کی توضیح نہیں فرمائی ہے۔ مگر اڑتیسویں ”عقد“ میں وہ اپنے فرزند ارجمند ”ضیاء الدین یوسف“ کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی عمر پانچ برس بتلاتے ہیں۔

شعر نمبر ۱:

سال تو پنج و درین سپنج

از دو پنجاہ فزون باد این پنج

ترجمہ: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پانچ برس ہے، اور اس میں سہ پنج ہیں، کہ دو سے پنجاہ زیادہ ہوئے تو باقی یہی پانچ رہ گئے۔“

ضیاء الدین یوسف بسال: (۸۸۲ھ / ۱۴۷۸ء) میں متولد ہوئے تھے۔ لہذا ”سبحة الابرار“ کی تاریخ تصنیف بسال: (۸۷۷ھ / ۱۴۸۲ء) قرار پاتی ہے۔ یہ یاد رہے کہ مثنوی ”سبحة الابرار“ کا انتساب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کے نام فرمایا:

ابتدا:

شعر:

ابتدی باسم الہ الرحمن

الرحیم المتوالی الاحسان

ترجمہ: ”ہم اس (مثنوی) کی ابتدا اسم اللہ الرحمن کے ساتھ کرتے ہیں کہ وہ الرحیم ہے اور مسلسل الاحسان کرنے والا ہے۔“

اختتام:

شعر نمبر ۱:

حسن مقطع چو بود رسم کہن

قطع کریم بدین نکتہ سخن

ترجمہ: ”حسن مقطع کی طرح پر پرانی رسم ہے کہ ہم نے اس نکتہ سخن کو قطع کر دیا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ختم اللہ لنا بالحنی

وہو مولانا نعم المولیٰ؟

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے عمدہ طور پر ختم فرما دیا، اور وہ ہمارا آقا ہے اور پھر کیا ہی

عمدہ آقا ہے!“

مثنوی کے آغاز میں ایک مسجع و مقفی ”منثور دیباچہ“ ہے ازاں بعد نعت اور مدح سلطان ہے۔ مثنوی کا اصل متن چالیس ”عقد“ میں تقسیم ہوا ہے۔ مثنوی کے اختتام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ”قلم“ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نہایت عمدہ لطیف ”نظم“ تحریر کی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

شعر:

میر سد عقد عقودش چہل

ہریک از دل گرہ جہل گسل

ترجمہ: ”مثنوی عقود کا عقد چالیس تک پہنچتا ہے کہ ان عقود میں سے ہر ایک قلب سے جہل کی گرہ کو توڑ ڈالنے والی ہے۔“

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار بیان:

مثنوی ”سبحة الابرار“ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اظہار بیان کا انداز کچھ یوں ہے کہ آپ ہر ”عقد“ ایک خطاب سے شروع فرماتے ہیں کہ جس میں روئے سخن ”انسان“ کی جانب ہے۔

چنانچہ، ہر خطاب میں انسان کی عادت و خصلت اور فضائل و کمالات کو بیان فرمایا ہے، اور پھر اسی کی مناسبت سے ایک مؤثر حکایت کا بھی اندراج کیا ہے۔

ازاں بعد! حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت لطیف پیرایہ بیان میں ”مناجات“ تحریر فرماتے ہیں کہ جس میں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ویسی ہی فضیلت کی استدعا فرماتے ہیں۔

چہل عقود کی ترتیب و تفصیل:

ان چالیس عقود کی ترتیب و تفصیل درج ذیل طور پر ہے:

- | | |
|-----------------|-------------------------------------|
| ○ کشف حقیقتِ دل | ○ شرح سخن |
| ○ کلام موزون | ○ ناستدلال از آثار بر وجود آفریدگار |
| ○ یکتائی حق | ○ ذات حق ”حقیقت وجودست“ |
| ○ شرح تصوف | ○ ارادت |
| ○ مقام توبہ | ○ کشف سرّ و رع |
| ○ مقام زہد | ○ سرّ فقر |
| ○ صبر | ○ شکر |
| ○ خوف | ○ رجا |
| ○ توکل | ○ رضا |

- | | |
|------------------------------------------------------------------|-------------------------|
| ○ شوق | ○ محبت |
| ○ قرب | ○ غیرت |
| ○ حریت | ○ حیا |
| ○ صدق | ○ فتوت |
| ○ جود | ○ اخلاص |
| ○ تواضع | ○ قناعت |
| ○ طلاقت وجہ و مزاج | ○ حلم |
| ○ سماع | ○ تودد اور تالف |
| ○ نیک خواہی ارکان دولت | ○ دولت خواہی سلطان |
| ○ وصیت بفرزند خویش ضیاء الدین یوسف <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | ○ ولادت رعایا بشکرگزاری |
| ○ التماس از مطالعہ کنندگان | ○ نصیحت بنفس خویش |

غرضیکہ مثنوی ”سبتہ الابرار“ نہایت عمدہ اور لطیف پیرایہ بیان میں اور فصیح و بلیغ ترتیب دی گئی ہے کہ کوئی دوسری مثنوی اس وزن میں نہیں لکھی دیکھی گئی۔

پہنجم: مثنوی یوسف و زلیخا:

مثنوی یوسف و زلیخا از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، یہ روحانی مثنوی بحر معزز مسدس (مفاعیلین مفاعیلین فعولن) میں نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”خسرو و شیریں“ اور فخر گورگانی رحمۃ اللہ علیہ (م بعد از ۱۰۵۳ھ / ۱۰۵۳ء) کی ”ویس و رامین“ کی طرز و روش پر ہے۔ چار ہزار اشعار پر مشتمل یہ مثنوی بسال: (۸۸۹ھ / ۱۴۸۳ء) میں تحریر کی گئی۔

شعر نمبر ۱:

قلم نساجی این جنس فاخر
رسانید آخر سالی باخر

ترجمہ: ”اس جنس فاخر کے بننے والے قلم نے آخر سال سے ایک اور سال تک پہنچا دیا۔“

شعر نمبر ۲:

کہ باشد بعد از آن سال مجدد
نہم سال از نہم شعر از نہم صد

ترجمہ: ”اس کے بعد وہ اگلا (نیا) سال کیسا ہوگا۔ نواں برس نویں عشرہ سے نو صد میں سے۔“

شعر نمبر ۳:

گرفتم بیت بتیش را شماره
ہزار آمد و لیکن چار بارہ

ترجمہ: ”اس (مثنوی) کی ابیات میں سے ہم نے ایک بیت کو شمار کیا تو ہزار کے اوپر ”چار بارہ“ کے اعداد نکلے۔“^①

ابتدا:

شعر:

الہی غنچہ قید بگشای
کلی از روضہ جاوید بنمای

ترجمہ: ”اے بارِ الہ! کہ آپ ہمیں غنچہ قید بخش دیجئے کہ آپ ہمیشگی کی جنت کا ایک پھول دکھلا دیجئے۔“

کیفیت:

مثنوی ”یوسف علیہ السلام و زلیخا“ کے آغاز میں خطبہ، نعت، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان، خواجہ عبید اللہ احرار کی منقبت اور سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کی مدح ہے۔ سب تالیف اور فضیلت سخن (شاعری) میں دو نظمیں تحریر کر کے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصل موضوع یعنی حضرت یوسف بن یعقوب کی اسلامی روایات کے مطابق قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا کی طرف آتے ہیں۔

چنانچہ، یہ قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا تحریر کرتے وقت قرآن مجید کی بارہویں سورۃ یوسف، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھی۔

بظاہر اس قصہ کا اصل ماخذ وہ اسرائیلی روایات ہیں جو ”تورات“ (سفر پیدائش باب ۳۹-۴۵) میں موجود ہیں۔

چنانچہ، قدیم مفسرین، مؤرخین، ارباب سیر و اخبار یا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے متقدم شعرا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے وہ سب تورات کی روایات پر مبنی ہیں۔

① ملاحظہ کیجئے: (یوسف علیہ السلام و زلیخا) ص: ۱۷۳۸

مگر بعض مقامات پر مسلم مفسرین نے اسرائیلی روایات سے اختلاف کیے ہیں۔ مثلاً: عزیز مصر اور اس کی بیوی کے نام کے بارے میں دونوں ماخذوں میں جو اختلاف ہے ہم اس کا تقابل کیے دیتے ہیں۔

تورات کی مختصر تفصیل:

”حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر لے جایا گیا۔ وہاں فرعون مصر کی خصوصی افواج کے سردار اور خواجہ فوطیفار نامی ایک مصری نے انہیں (حضرت یوسف کو) اسمعیلیوں سے خرید کر لیا کہ جو آپ کو وہاں لے گئے تھے۔ خدا ”حضرت یوسف علیہ السلام“ کے ساتھ تھا۔ سو وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) کامیاب ہوئے اور اپنے مصری آقا کے گھر ہی میں رہے، پس حضرت یوسف نے آقا کی نظر التفات پائی، وہ ان کی خدمت کرتا۔ آقا نے اپنا گھر انہیں سونپ دیا، اور اپنی تمام جائیداد بھی ان کے سپرد کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ”قد وقامت“ میں بھلے اور خوبصورت دکھائی دیتے تھے، اور اس کے بعد یوں ہوا کہ آقا کی عورت حضرت یوسف علیہ السلام کو (بری نگاہ سے) دیکھنے لگی۔“^①

قرآن مجید:

آیہ قرآنیہ

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِمَرْأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا
أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۗ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ^②

کی تفسیر حضرت شیخ ابوالفتوح رازی روضہ اللہ نے یوں تحریر فرمائی ہے کہ

ترجمہ: ”جب حضرت یوسف علیہ السلام کا مالک اسے بازار سے لے آیا اور بیچنے کے لیے پیش کیا تو شاہی خزانہ دار نے اسے خرید لیا۔ جس کا لقب ”عزیز“ اور نام قطیفیر تھا۔ بعض نے اس کا نام اطفر بن رحیب کہا ہے۔ اس زمانے میں مصر کا بادشاہ ولید بن ریان تھا۔ قطیفیر العزیز، حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر اپنے گھر لے گیا۔“

اس نے اپنی بیوی ”ادفکانت ہوس“ سے کہا کہ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرو۔ ہمیں اس سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ آؤ ہم اسے اپنی فرزندگی میں لے لیتے ہیں۔“

① ملاحظہ کیجیے: تورات: سفر پیدائش: باب: ۳۹۔

② سورۃ یوسف۔ ۲۱۔

اور آیت:

وَرَأَىٰ وَدَّتُهُ اللَّتَىٰ هُوَ بَيْتُهَا عَنْ نَفْسِهِ ①

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالفتوح رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ترجمہ ”جب حضرت یوسف علیہ السلام، عزیز کے گھر چلے گئے تو عزیز نے انہیں اپنی بیوی کے سپرد کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال کس قدر تھا وہ ہم بتلا چکے ہیں۔“ عزیز کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک نظر دیکھا تو اسے پسند کر لیا۔ ادھر حسنِ یوسفی کو روز بروز چار چاند لگ رہے تھے۔ اس پر عشقِ زلیخا روز افزوں تھا۔“ ②

مزید تحقیقات:

جدید تحقیقات کے پیش نظر ”حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام“ کا قید ہونا اور ان کا مصر جانے کا واقعہ ”طویمس“ ثالث: (۱۵۰۳-۱۴۴۹ قبل مسیح) کے عہد حکومت میں پیش آیا۔ ”طویمس“ ثالث کا تعلق فراعنہ مصر کے اٹھارویں سلسلے سے تھا۔ ان ایام میں مصر پر شامی تمدن کے اثرات بام عروج پر تھے، اور پھر شام سے قیدیوں کو مصر لانا ایک معمول تھا۔ ③

قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عشق و محبت پر مبنی داستان کی تمام جزئیات و تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ ”یوسف علیہ السلام و زلیخا“ کے اختتام پر تین نظموں کا بھی اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ، ایک میں شکایتِ زمانہ ہے، دوسری میں اپنے فرزند ارجمند کو خطاب کیا ہے اور تیسری میں اپنے نفس سے مخاطب ہیں۔

مثنویات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ:

مثنویات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ میں سب سے زیادہ شہرت دوامِ قصہ ”یوسف علیہ السلام و زلیخا“ ہی کے حصے میں آئی ہے کہ جہاں کہیں بھی زبانِ فارسی بولی یا سمجھی جاتی ہے وہاں پر یہ مثنوی (یوسف علیہ السلام و زلیخا) مروج رہی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ غیر ملکی زبانوں میں بھی اس مثنوی کے کئی تراجم ہو چکے ہیں۔

① سورۃ یوسف: ۲۳۔

② ملاحظہ کیجیے: (تفسیر ابوالفتوح) جلد ۵: ۵-۷۵-۱۳۷۴ (طبع دوم)

③ ملاحظہ کیجیے: (تفسیر ابوالفتوح) جلد ۵: ۵-۱۳۷۴-۱۳۷۴

④ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ مصر: از سر لٹنڈرز بیٹری) بحوالہ: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ

ششم: مثنوی (لیلیٰ و مجنون):

مثنوی (لیلیٰ و مجنون) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ عشق و محبت کے معاملات پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی (بحر ہزج مسدس / مفعول مفاعیلن فعولن) میں نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ”لیلیٰ و مجنون“ اور خسرو دہلوی کی ”لیلیٰ و مجنون“ کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ یہ مثنوی: تین ہزار آٹھ صد ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی بسال: (۸۸۹ھ / ۱۴۸۴ء) میں تحریر کی گئی ہے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

کوتاہی این بلند بنیاد

در ہشت صد و نہ فاد و ہشتاد

ترجمہ: ”یہ بلند عمارت مختصر ہے کہ اس پر آٹھ صد و نو اور اس پر مستزاد، اسی کر لیجئے گا، میں مکمل ہوئی۔“

شعر نمبر ۲:

گرتو بشمار او بری دست

باشدہ ہزار و ہشتصد و شصت

ترجمہ: ”اگر آپ اس (مثنوی کے اشعار کا) شمار کیجیے گا تو آپ کا ہاتھ تین ہزار، آٹھ صد اور ساٹھ اشعار تک شمار کرے گا۔“^①

ابتدا:

شعر:

ای خاک تو تاج سر بلند ان

مجنون تو عقل ہوشندان

ترجمہ: ”اے خاک! کہ تو سر بلندوں کا تاج ہے کہ تیرا مجنون (دیوانہ) ہوشمندوں کے لیے باعث عقل و خرد ہے۔“

کیفیت:

خطبہ، نعت، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر معنی عشق کا اظہار ہے، اور یہی اظہار معنی عشق کے بعد سب

① ملاحظہ کیجیے: (لیلیٰ و مجنون) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی ص: ۱۶۱۰

تالیف کا بیان ہے۔ چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں مظاہر عشق کے بیان کرنے کا از حد شوق تھا۔

ازاں بعد! سلسلہ نقشبندیہ کے پیر طریقت خواجہ احرار کی پر خلوص اور محبت آلود مدح سرائی کی ہے، اور دوسری جانب سلطان وقت کا قصیدہ تحریر کیا تو ”تعمیہ“ سے کام لیا۔ (یعنی پوشیدہ اشارہ کنایہ سے نام لیے بغیر) ”قصیدہ مدحیہ“ تحریر کیا، اور اپنی بے نفسی اور خود داری کو بھرپور طور پر محفوظ رکھا، اور اپنی زندگی میں سلاطین کی در یوزہ گری سے ہمیشہ اجتناب فرمایا۔

چنانچہ، ازاں بعد! اصل داستان ”لیلیٰ و مجنون“ شروع ہوتی ہے۔ عنوان ”لیلیٰ و مجنون“ سے بخوبی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ داستان کا ”پلاٹ“ بھرپور طور عرب روایتوں سے تیار کیا گیا ہے کہ جس کی بنیاد ایام جاہلیت کے قصص و حکایات اور جاہلانہ شاعری کی روش پر ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فارسی ادب کے ساتھ ساتھ عربی زبان و ادب (نظم و نثر) سے بھرپور طور پر مناسبت رکھتے تھے۔ چنانچہ، یہ قصہ ”لیلیٰ و مجنون“ کا تحریر و ترتیب کے وقت کتاب الآغانی اور عربی ادب کی دیگر کتب نظم و نثر میں ”قیس عامری“ سے اکثر منسوب اشعار کا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت دلکش اور لطیف پیرایہ بیان میں ذکر کیا ہے۔ نہایت ماہرانہ چابکدستی سے کام لیا ہے، اور نہایت عمدہ طور پر ترجمہ پیش فرمایا ہے۔

قصہ ”لیلیٰ و مجنون“ کے خاتمے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار اپنے فرزند ارجمند کے لیے بطور نصیحت کے تحریر کیے ہیں۔

چنانچہ، فارسی زبان و ادب میں قصہ (مثنوی، لیلیٰ و مجنون) کو بے نظیر شہرت حاصل ہوئی۔ بدیں سبب مثنوی کے بھی غیر ملکی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

ہفتم: خرد نامہ اسکندری:

”خرد نامہ اسکندری“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ”حکمت و اخلاق“، عین اور عدیم النظیر ”نکات“ اور عمدہ پیرایہ بیان پر مبنی یہ مثنوی بحر متقارب مثنیٰ (فعولن فعولن فعولن فعول) میں نظامی رحمۃ اللہ علیہ اور خسرو کے ”سکندر نامہ“ کے جواب اور روش میں تحریر فرمائی۔

مثنوی ”خرد نامہ اسکندری“ کی تاریخ تالیف کی وضاحت نہیں ملتی ہے۔ لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ / ۱۴۸۵ء) کی مدح بھی موجود ہے کہ جو اس کا بین ثبوت ہے یا پھر یوں کہہ لیجئے گا کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ کتاب تقریباً سال: (۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) میں تحریر کی گئی۔ یعنی ”مثنوی لیلیٰ

و"مجنون" کی تحریر کے بعد یوں بھی زیر نظر "مثنوی لیلیٰ و مجنون" میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رٹالہ نے اپنے بڑھاپے اور جسمانی قوی کے اضمحلال کے بارے میں کئی مقامات پر شکایت کی ہے: شعر نمبر ۱:

جوانی کہ بادل سیاہی گزشت
بموی سیہ در سیاہی گزشت
ترجمہ: "جوانی کے سیاہ بادل گزر چکے ہیں کہ سیاہ بال تباہی میں گزر چکے ہیں۔"
شعر نمبر ۲:

سیہ موئی از من چوبر تافت روی
توہم از دل من ساہی بشوی
ترجمہ: "سیاہ بالوں نے اس طرح سے مجھ سے منہ پھیر لیا کہ جیسے میرے قلب سے توہم کی سیاہی دھل چکی ہو۔"
شعر نمبر ۳:

زموی سپید خود اندر حجاب
کنم از سواد دل آن را خضاب
ترجمہ: "ہم سفید بالوں کو حجاب میں کر لیتے ہیں کہ ہم قلب کی (خواہش کی) سیاہی سے ان کو خضاب سے سیاہ کر لیتے ہیں۔"
شعر نمبر ۴:

گرفتم کہ از دل شور مو سیاہ
چگونہ کنم راست پشت دو تاہ
ترجمہ: "ہم اپنے دل میں بال سیاہ ہو جانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ (تو پھر) ہم کیسے اپنے خمیدہ کمر کو سیدھا کر سکیں؟" ①

ابتدا:

شعر:

الہی	کمال	الہی	ترست
جمال	جہان	پادشاہی	تراست

① ملاحظہ کیجیے: (خرد نامہ اسکندری): ص: ۹۱۳!

ترجمہ: ”اے الہی! کہ آپ کی الوہیت کا (کیسا) کمال ہے؟ کہ آپ کا جمال جہان بادشاہی پر بھی بالاتر ہے۔“

کیفیت:

مثنوی ”خرد نامہ اسکندری“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت درج ذیل اندراجات کتاب پر مشتمل ہے۔

توحید و مناجات، نعت، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، منقبت خواجہ احرار، مدح سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ، اپنے فرزند ارجمند کو نصیحت، نفس کی سرزنش اور شاعری کی فضیلت بیان کرنے کے بعد ”حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کی کتاب ”خرد نامہ اسکندری“ کا اصل متن شروع کیا ہے۔

کہ جس میں ارسطو، افلاطون، سقراط، بقراط، فیثاغورث، اسقلینوس، ہرمس اور دیگر حکما کی ”سکندر“ کو نصیحتیں اور ”سکندر“ اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہونے والی حکیمانہ ”مکاتبت و مراسلت“ اور فلسفیانہ مباحث و مذاکرات درج ہیں۔

داستان کا اختتام ”سکندر“ کی وفات، اس پر حکما کے افسوس اور سکندر کی ماں کے نام ارسطو کے تعزیت نامے پر ہوتا ہے۔ ازاں بعد! ایک نہایت فصیح و بلیغ نظم مندرج ہے کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”خرد نامہ اسکندری“ کو اپنے خمسہ کی آخری مثنوی بتایا ہے، اور ان مثنویات کو دیگر خمسہ ’سراؤں‘ (کی مثنویات) پر فوقیت دیتے ہوئے الفاظ و زبان شعر میں یوں فرمایا ہے۔

شعر نمبر ۱:

بیا جامی رحمۃ اللہ علیہ ای عمرھا بردہ رنج
ز خاطر برون دادہ این پنچ گنج

ترجمہ: ”اے جامی رحمۃ اللہ علیہ! کہ آپ نے کس قدر عمر رنج میں بسر کر دی ہے؟ ان ”پنچ گنج“ (پانچ خزانوں) کو (گوشہ خفا سے) باہر لانے میں۔“

شعر نمبر ۲:

شد این بہجت آن پنچہ زور یاب
کز دست دریا کفان دیدہ تاب

ترجمہ: ”یہ پانچ (خمسہ) وہ زور آور پنچہ ہو گئی ہیں کہ اس ہاتھ سے سرکش دریا کی مقاومت (برابری) کی ہے۔“

ازاں بعد! اپنی منکسر المزاجی اور سکینت کے سبب سے آپ نے متقدم اساتذہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ زبان شعر سے گویا ہیں:

بآن پنچ ہاکی رسید پنچ تو

کہ یک کنجشاں بہ زصد گنج تو

ترجمہ: ”یہ پانچ ”ہا“ کیسی آپ کے پاس پانچ کی پانچ پہنچ چکی ہیں؟ کہ وہ ایک ہی گوشہ (یا گنج) آپ کے سوخزانوں سے بہتر ہے۔“

جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ترکی ”خمسہ“ کی تعریف پر مثنوی کو اختتام تک پہنچایا ہے۔^①

۱۵۔ بہارستان:

”بہارستان“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ”بہارستان“، ابوالغازی سلطان حسین رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر بسال: (۸۹۲ھ / ۱۴۸۷) میں تالیف فرمائی ہے۔ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ زبان شعر سے یوں گویا ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

تکا پوی خامہ درایں طرفہ نامہ

کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ بر او کرد طبع آزمائی

ترجمہ: ”قلم کی تب و تاب (دوڑ دھوپ) کا اس تحفہ نامہ کے بارے میں (اصل مقصود یہ

کہ) جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر طبع آزمائی کی ہے۔“

شعر نمبر ۲:

بوقتی شد آخر کی تاریخ ہجرت

شود نہصد از ہشت بروی فزائی

ترجمہ: ”اس وقت جبکہ تاریخ ہجرت آخر کو پہنچ گئی (تو پھر) نو صد پر ہشت آپ زیادہ کر دیجئے۔“^②

① ملاحظہ کیجئے: (خرد نامہ اسکندری) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳۔

② ملاحظہ کیجئے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۱۶۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف کی خاطر اس وقت تصنیف فرمائی کہ جب وہ دس برس کے تھے اور ابتدائی عربی زبان اور فنون ادب کے اکتساب میں مصروف و مشغول تھے۔ اس وقت ”گلستانِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ“ ان کے زیر مطالعہ تھی۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بہارستان“ اسی ”گلستان“ کے انداز و روش پر تحریر کی۔ چنانچہ، اس کے ”مقدمہ“ میں اس کی وضاحت موجود ہے:

در آن اثنا بخاطر آمد کہ تبرکاً لالفاظہ الشریفہ و تتبّعاً لاشعارہ اللطیفہ ورقی چند برین منوال و جزوی چند برآن اسلوب پرداختہ گرد دتا حاضران را داستانی باشد و غائبان را ار مغانی۔^①

ترجمہ: ”اس دوران میں (قلب میں) یہ خیال گزرا کہ از راہ برکت عمدہ پیرائے بیان میں اور ان (متقدمین) کے عمدہ اشعار کی پیروی اختیار کرتے ہوئے چند اوراق، اس روش و انداز پر اور اس اسلوب کی کسی حد تک پیروی کرتے ہوئے تحریر کردوں تاکہ موجود لوگوں کے لیے ایک داستان کی حیثیت کی حامل ہو جبکہ غائب لوگوں کے لیے ایک (علمی و ادبی) تحفہ کی حیثیت کی حامل ہو۔“

چنانچہ، اسی موقع کی مناسبت سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مقدمے“ میں درج ذیل قطعہ بند تحریر فرمایا ہے:

شعر نمبر ۱:

گزری کن کن کن
تاینبی درا و
بہارستان
گلستانہا

ترجمہ: ”آپ (کبھی) اس بہارستان (گلستان) سے گزر کر دیکھیے! تاکہ آپ کو اس گلستان کی بہار کا (کسی قدر) اندازہ ہو سکے۔“

شعر نمبر ۲:

در لطافت بہر
رستہ گلہا ، دمیدہ
گلستانی
ریحانہا

① ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۳ (بالمختلف)۔

ترجمہ: ”عمدگی میں ایک گلستان کے لیے۔ روش گل ہے کہ جس میں خوشبو دار پھول ہیں۔“^①

بہارستان:

بہارستان کے اسالیب و انداز اور روش ہائے تحریر میں حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی گئی ہے۔ کتاب بہارستان جامی رحمۃ اللہ علیہ نظم و نثر ہر دو میں مخلوط ہے۔ مگر نظم کا تناسب کچھ زیادہ ہی ہے۔ بہارستان جامی رحمۃ اللہ علیہ نثر مسجع ہے اور روش پُر تکلف ہے۔

لطائف پر مشتمل فصل، لطافت اور ظرافت سے خالی نہیں ہے۔

شعرا کے حالات پر مشتمل باب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر یا قریب العہد شعرا کے حالات درج ہیں، اور تاریخ احوال و آثار اور ادبی اسالیب اور انداز و روش کے نکتہ نظر سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

کیفیت:

”گلستان“ از حافظ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس انداز و روش کی پیروی اور تقلید میں ”بہارستان“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی آٹھ ”روضہ“ میں منقسم ہے:

رواضہ اول: حکایات اولیاء اللہ و بزرگان صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ

روضہ دوم: سخنان حکما

روضہ سوم: عدالت سلاطین

روضہ چہارم: سخا و کرم

روضہ پنجم: تقریر حالات عشق

روضہ ششم: مطایبات

روضہ ہفتم: احوال شعرا

روضہ ہشتم: حکایات و امثال منقول از حیوانات

اختتام:

”بہارستان“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مقالے میں حضرت مولانا نور

① ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۴۔

الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے طوالتِ بیانی پر معذرت چاہنے کے بعد حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح قارئین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ ”بہارستان“ میں مذکور و مندرج ”تمام اشعار مستعار نہیں ہیں بلکہ تمام تر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے رشحاتِ قلم اور ان کی اپنی فکری کاوش کا نتیجہ ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

شعر نمبر ۱:

جامی رحمۃ اللہ علیہ ہر جا کہ نام انشا آراست

از گفتہ کس بعاریت ہیچ نحو است

ترجمہ: ”جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر وہ جگہ کہ جہاں سخن طرازی کی ہے۔ تو کسی کی گفتگو کو مستعار نہ لیا ہے۔“

شعر نمبر ۲:

آن را کہ ز صنع خود دکان پُر کلاست

دلای کالای کسانش ز سزا ست

ترجمہ: ”وہ شخص کہ جس کی دوکان کا سامان اس کی اپنی صنعت سے پُر ہو، اسے کسی دوسرے کے سامان کی دلالی کی کیا ضرورت ہے؟“^①

۱۶۔ الرسالۃ النائیہ:

”الرسالۃ النائیہ“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک منشور و منظوم رسالہ ہے۔ یہ ”نہ“ کی حقیقت یا دوسرے لفظوں میں مثنوی مولانا نے روم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شعر:

بشنو از نے چون حکایت میکند

وز جدائی ہاشکایت می کند

ترجمہ: ”بانسری سے سن لیجئے! کہ کیا بیان کرتی ہے؟ اور جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے؟“

کی شرح میں تحریر و تصنیف کیا گیا ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۱۶۔

ابتدا:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عشق جزنائی و ماجزنی نہ ایم

ترجمہ: ”عشق بانسری بجانے والے اور ہم بانسری سے جدا نہیں ہیں۔“

یہ ”رسالہ نائے“ دستیاب نہ ہو سکا، اور ”احوال و آثار“ میں اس کی تاریخ تالیف مجہول ہے۔

۱۷۔ شرح رباعیات:

”شرح رباعیات“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ تالیف مجہول ہے۔

ابتدا:

شعر نمبر ۱:

حمداً لآلہ ہو بالحمد حقیق

در بحر نوازش ہمہ ذرات غریق

ترجمہ: ”خاص تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے کہ جو حمد کا درحقیقت سزاوار ہے کہ اس کی

بخشش و عطا کے سمندر میں تمام ذرات (کائنات) غرق ہیں۔“

شعر نمبر ۲:

تا کردہ ز محض فضل توفیق رفیق

بزدہ طریق شکر او ہیچ فریق

ترجمہ: ”یہاں تک کہ (اس نے) محض توفیق کے فضل سے (اپنا) دوست بنا لیا کہ کوئی فریق

بھی اس کے شکر کا حق ادا نہ کر سکا۔“

اختتام:

شعر نمبر ۱:

جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ مرد خانقاہ است و نہ دیر

نی بے خبر از وقف نہ آگاہ ز سیر

ترجمہ: ”جامی رحمۃ اللہ علیہ نہ تو مرد خانقاہ ہے، اور نہ ہی بت خانہ کا (پجاری ہے)۔ نہ تو وہ وقف

سے باخبر ہے نہ ہی چلنے سے باخبر ہے۔“

ہم فاتحہ ہم خاتمہ اشت جملہ توئی

فَافْتَحْ بِالْخَيْرِ رَبِّ وَاخْتِمُ بِالْخَيْرِ

ترجمہ: ”پس! (اے خدا) ہمارا آغاز و انجام آپ ہی کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہے۔ پس میرے رب! آپ خیر کے ساتھ آغاز فرمائیے اور خیر کے ساتھ خاتمہ فرمادیجئے۔“

کیفیت:

شرح رباعیات از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ میں توحید، اور معرفت ذات حق و جمال پر رباعیات کی صوفیانہ اسالیب پر تشریح کی گئی ہے۔

مقدمے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اول اول انہوں نے اثبات ”وحدت و جوڈ“ اور تنزلات پر کچھ ”فارسی رباعیات“ کہی تھیں۔

مگر ”قافیے“ کی پابندی کی وجہ سے تفصیلی بیان تنگ تھا بدیں سبب ناگزیر طور پر اس اجمال کی تفصیل و تشریح و توضیح کی خاطر انہیں یہ منشور (نثری) رسالہ ترتیب دینا پڑا۔

چنانچہ، اس رسالہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات اکابر صوفیہ کے ملفوظات کی مدد سے اپنی چوالیس رباعیات کی شرح تحریر کی ہے۔

۱۸۔ منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ:

”منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ“ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کے مکاتیب اور رقعات کا مجموعہ ہے کہ جسے آپ نے بذات خود مرتب فرمایا تھا۔

”منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں پانچ اقسام کے مکاتیب و رقعات ملتے ہیں:

- ① وہ رقعات کہ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے درویشوں کو تحریر کیے گئے۔
- ② وہ رقعات کہ جو سلطان حسین بایقرا کے عمال اور ملازمین کو ارسال کیے گئے۔
- ③ وہ رقعات جو ارباب حکومت کے نام تحریر ہوئے۔
- ④ خراسان سے باہر سلاطین و اکابر کے نام رقعات۔
- ⑤ ملوک و حضرات افاضل اور اعزاد اقارب کے نام متفرق مکاتیب، رقعات نیز قطعات؛ مکاتیب و رقعات میں سے بیشتر سفارشی مکاتیب اور تعزیت نامے ہیں۔

کیفیت:

”منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی نظم و نثر کے اسالیب و انداز و روش بخوبی طور پر آشکار ہوتے ہیں۔ آپ کے طرز تکلم، سنجیدگی و متانت اور معاملہ فہمی کے مخصوص طرز انشا بخوبی طور پر نمایاں ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایجاز و اختصار اور مسجع عبارات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص اسلوب ہیں کہ جنہیں وہ اشعار اور پر معنائات سے مرصع کرتے چلے جاتے ہیں۔

”منشآت جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کی پانچویں قسم میں موجود تاریخی مکتوبات جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصر فضلاء اور قضاة کو تحریر کیے ہیں۔ وہ انشاء پردازی اور فصاحت بیانی اور بلاغت کا نہایت عمدہ اسلوب اور نمونہ ہیں۔

چنانچہ، بطور مثال کے یہاں ایک خط کا ذکر ناگزیر ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی زادہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب تحریر کیا۔ وہی صلاح الدین موسیٰ ہیں کہ جن کا شمار سمرقند کے ممتاز حضرات علما میں ہوتا تھا۔

اور وہ ”زنج جدید گورگانی“ کی تالیف میں مرزا الخ بیگ کے شریک کار تھے۔ جوانی کے ایام میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد بھی رہ چکے تھے۔

چنانچہ، اس مکتوب سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حکم سے ایک کتاب بھی تالیف کی جو کہ انہیں ن ارسال بھی کر دی۔ وہ مکتوب درج ذیل ہے:

چون این مخدرہ حورا حلیہ حلہ کتابت پوشیدہ و حلّی تصحیح
و مقابلہ بست وقت آن آمد کہ منصہ عرض از خلوتخانہ بیت
الکتب خاطر راغب ذی الفکر الثاقب و الراوی الصائب لزال مجدداً
للانام محمداً جلوہ دادہ شود۔ باشد کہ بعین رضا ملحوظ گردد و
از قبلہ حسن قبول محظوظ۔

ترجمہ: ”جب پردہ نشین سفید حور نے کتابت کا لبادہ اوڑھ لیا، اور تصحیح و مقابلہ کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو چکی۔ تو پھر وہ وقت آن پہنچا کہ وہ خلوتخانہ بیت الکتب سے اصحاب روشن فکر کی جانب راغب اور ذہن رسا کے حامل اصحاب کے لیے ہمیشہ لوگوں کے لیے شرف کا باعث بنتے ہوئے منظر عام پر نمودار ہو جائے کہ عین رجا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

اور آنجناب کے ہاں حسن قبول سے مشرف ہوا۔“

شعر نمبر ۱:

چون پس از تصحیح یابی در کتاب
جا بجا حرفی نہ بروجہ صواب
ترجمہ: ”جب اس کتاب کی تصحیح کر لینے کے بعد کہ جا بجا حروف رائے صواب (درستگی) پر نہ
تھے۔“

شعر نمبر ۲:

عذر آن باشد ذکی را متصحیح
قدابی کل کتاب ان یصحیح
ترجمہ: ”ایک ذہن انسان پر وہ عذر ظاہر ہونے والا ہے کہ اس نے ہر کتاب کی تصحیح سے
انکار کر دیا۔“

منشات جامی رحمۃ اللہ علیہ میں قاضی مجد الدین حسن یزدی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی عیسیٰ صدر معروف دربار سلطان
یعقوب ترکمان کے نام مکتوبات بھی ملتے ہیں۔ زیادہ تفصیلات کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔
حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تفسیر سورہ اخلاص“ بظاہر ”قاضی عیسیٰ“ ہی کے
لیے تحریر کی تھی۔

۱۹۔ دیوان قصائد وغزلیات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی (احوال و آثار) سے ہمیں اس بات کا
بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دیوان تین مرتبہ مرتب کیا۔
پہلی دفعہ بسال: (۸۸۳ھ / ۱۴۷۹ء) میں دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تدوین و ترتیب ہوئی۔ چنانچہ، اس
تدوین شدہ دیوان پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقدمہ ترتیب دیا:

ابتدائے دیوان اول:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلائی سر خوان کریم

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو کہ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ خوان کریم پر ایک دعوت ہے۔“

شعر نمبر ۲:

خوان کرم کردہ آشکار

گوید بسم اللہ ، دستی بیار

ترجمہ: ”خوان کرم نے ہمارے کیے سنے کو آشکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بسم اللہ!..... ہاتھ بڑھائیے!“

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدمے میں خط کے مرسل کا اسلوب بیان اختیار کیا ہے، اور پھر آیات قرآنیہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شعر و شاعری کے محاسن اور فضائل بیان فرمائے ہیں۔

کہ جو آیات قرآنیہ و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شعر و شاعری کی مذمت میں ہیں۔ انہیں بھی بڑی چابکدستی کے ساتھ اشارتاً درج فرمایا ہے۔

ازاں بعد! آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات نقل کی ہیں کہ جو ان کی شعر پسندی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد بزرگان دین اور حضرات صوفیائے کرام کی منظوم کلام سے رغبت پر مبنی قصص و حکایات بیان کیے ہیں۔ چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آخر میں اپنی شاعری کی جانب بغور توجہ دلاتے ہوئے بدیں الفاظ تحریر فرماتے ہیں کہ

القصہ، در ہر وقت سخنی کہ مناسب آن وقت بود روی میداد سواد میگردم و در حال نکتہ کہ موجب مقتضای آن حال در خاطر می افتاد بیاض می آوردم، تا بتفاریق مجموعہ جمع آمد جمیع معانی را جامع، ولو امع سر جامعیت از مطاوی آن لامع۔ الا آنکہ دروی از استیلا طمع خام، حرص براخذ حطام، بمدح و مدح لنام زبان نیا لودہ ام و قلم نہ فرسودہ والحمد للہ علی ذلک و در این معنی گفتہ شدہ است۔

ترجمہ: ”غرضیکہ، ہر وقت کہ جو گفتگو اس وقت کے مناسب حال تھی ہم نے صفحہ تحریر کو اسی (بات) سے سیاہ کیا ہے، اور بدیں صورت کہ جو نکتہ مقتضائے حال کے مناسب قلب و ذہن

میں آیا۔ اسے ہم نے قرطاس کے حوالے کر دیا ہے۔ تاکہ متفرق (مضامین کا) مجموعہ مجتمع ہو کر رہے کہ جو تمام (مطالب و) معانی کا جامع ہو اور جامعیت کے اسرار کی روشنی (وچمک)۔ تاکہ ان سے پیچیدگیاں (توضیحات) کی روشنی میں آجائیں۔ مگر وہ کہنا پختہ طبیعت پر غالب آجائے، اور (پھر) تاکہ یہ حرص تھوڑی سی متاع پر مدح اور قدح کے باوصف زبان کو ملامت سے آلودہ کرنے کا مرتکب نہ ہوں، اور (زبان) قلم کو اس سے آلودہ نہ کروں، اور الحمد للہ علی ذلک کہ اس مفہوم کے پیش نظریوں کہا گیا ہے کہ۔“

اشعار:

نہ دیوان شعر است این، بلکہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
 کشیدہ است خوانی برسم کریمان
 ز الوانِ نعمت در او ہرچہ خواہی
 بیابی مگر مدح و ذم لئیماں

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: یہ دیوان شعر ہی نہیں ہے بلکہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کریموں کی رسم کے مطابق دسترخوان کو چنا ہے۔
 شعر نمبر ۲: ”اس دسترخوان پر قسم قسم کی نعمتیں ہیں کہ جن کی آپ خواہش رکھتے ہیں، چنی گئی ہیں کہ اگر آپ باعث ملاحظت لوگوں کی مدح و ذم کو لائیں۔“
 آگے رقمطراز ہیں کہ

وچون آن در اوقات مختلف و احوال متفاوت دست دادہ بود، در آن ترتیبی جز وضع آن بر نہج حروف تہجی میفتادہ بود دروی تقدیم ماحقہ التاخیر بسیار بود و تاخیر ماحقہ التقدیم بیشمار، لاجرم در این وقت در خاطر افتاد کہ آن ترتیب را تغیری وہم و تجدید ترتیبی نہم۔ تاہر شعری در عمل خود قرار گیرد۔ و ہر غزلی در مقرر خود استقرار پذیرد۔ و چون مولد این فقیر ولایت ”جامست“ کہ مرقد مطہر و مشہد معطر شیخ الاسلام احمد الجامعی قدس اللہ سرہ السامی آنجا است و این معنی را رشحہ از جامی ولایت

میدانم، تحقیق نسبت رابولایت ”جام“ وجام ولایت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، جامی رحمۃ اللہ علیہ تخلص کردہ شد۔“

ترجمہ: ”اور جب کہ ان حالات مختلفہ اور متفرق احوال میں مشغولیت میں تھا کہ اس جز کی ترتیب اس وضع پر کی ہے کہ اس کو حروف تہجی کے اعتبار سے (مدون) نہ کیا گیا ہے، اور اس (مجموعہ) میں کافی حد تک تقدیم و تاخیر پائی جاتی ہے۔ لاچار! اس وقت طبیعت میں کچھ یوں آیا کہ ہم اس ترتیب کو مبدل کر دیں اور اس کی بنیاد جدید ترتیب پر رکھیں۔ تاکہ ہر شعر اپنی قرار واقعی جگہ پر مرتسم ہو جائے اور ہر غزل اپنی واقعی جگہ پر مرتسم ہو جائے۔ اور جب کہ اس فقیر کا مولد (جائے ولادت)، خطہ جام ہے کہ مرقد مطہر و مشہد معطر شیخ الاسلام احمد الجامعی رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ سرہ السامی (بلند مرتبہ) وہاں پر ہے، اور اس معنی کے باوصف بقدر قلیل اس کا مفہوم از راہ تحقیق ہم کچھ اس طور پر جانتے ہیں کہ ”جام“ کی تحقیق ولایت جام کے ساتھ ہے اور کہ جام ”ولایت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ“ ہے۔ ہم نے تخلص جامی رحمۃ اللہ علیہ کیا ہے۔“

اشعار:

مولدم	جام	و	رشمہ	قلم
جرعہ	جام	شیخ	الاسلامست	
لاجرم	در	جریدہ	اشعار	
بدو	معنی	تخلصم	جامیت	

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: ”ہمارا مولد جام ہے اور ہمارے قلم کا قطرہ ”شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ“ کے جام کا گھونٹ ہے۔“

شعر نمبر ۲: ”لاچار دفتر اشعار (دیوان) میں اس طور سے ہمارا تخلص ”جامی“ ہے۔“

دوسری بار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بسال: (۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء) میں اپنے مزید نظم کردہ تقریباً دس ہزار اشعار جمع کر کے پہلے دیوان سے ملحق کر دیئے۔ اب اس نئی صورت حالات کے پیش نظر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے ”مدون دیوان“ پر الگ ”مقدمہ“ بھی تحریر فرمایا:

ابتدائے دیوانِ دوم:

اشعار:

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
ابلی	حمد	المنان	الکریم
آنکہ	باین	نکتہ	سنجیدہ
فاتحہ	آرای	کلام	قدیم

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: ”اللہ الرحمن الرحیم کے نام کے ساتھ۔ ہم احسانوں والے کریم (پروردگار) سے (آغاز) املاء کرتے ہیں۔“

شعر نمبر ۲: ”وہ شخص کہ جس نے باوزن نکتہ سے کلام کیا ہے کہ قدیم کلام کے ساتھ افتتاح کیا ہے۔“

مشکلی کہ خلقت اعجاز کلام معجز طراز قرآن را بماء نفی و ما ہو بقول شاعر از آلائش تہمت شعر مطہر ساختہ۔

ترجمہ: ”یہ کہ تکلم میں ہم نے اعجاز کلام کا لبادہ قرآن سے کہ جو کلام کے نقش و نگار کے معجزہ کا اعجاز ہے کونفی کے پانی کے ساتھ اور جو کہ شاعر کا قول نہیں ہے تہمت کی آلائش سے شعر کو طاہر و پاکیزہ کیا ہے۔“

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس مقدمہ (دیوان ثانی) میں سبب تالیف یوں بیان فرماتے ہیں:

نمودہ می آید کہ در تاریخ سنہ اربع و ثمانین و ثمان ماہ کہ مدت عمر از شصت گزشتہ بود و بہفتاد نزدیک گشتہ قریب بدہ ہزار بیت از شعرہای پراگندہ کہ اوقات شریف بآن ضائع گشتہ بود، برآن تاسف می بردم۔ دفع دغدغہ را جمع و ترتیب کردہ شد و ہمت برآن بود کہ اگر بقیہ حیاتی باشد بتلانی آن مصروف گردد۔

اما چون گاہ گاہ بحکم وقت بی سابقہ تکلفی بتی یا بیشتر از خاطر سری زد بموجب اشارت بعضی از درویشان، که با دارقت ایشان خوش چو وقت دیگرز ایشان، صورت تکمیل می یافت و در قید کتابت درمی آمد و ادراج در سلک آنچه پیشتر سمت انتظام یافته بود، مظنه اخلال بترتیب آن می بود جدا گانه در این اوقات ثبت افتاد۔ امید است کہ اگر موجب اجری نہ باشد مفہمی بوزری نیز نگردد۔“

ترجمہ: ”ہمیں یاد پڑتا ہے کہ تاریخ ۸۸۴ھ کو ہماری حیات (مستعار) ساٹھ برس سے اوپر اور (تقریباً) ستر برس کے قریب ہو چکی ہے۔ تقریباً دس ہزار اشعار کے قریب کہ جو بکھرے پڑے تھے کہ ہم نے ان کی ترتیب میں اپنی عمر ضائع کر دی تھی کہ جس کا ہمیں نہایت تأسف اور قلق ہے۔ تشویش خاطر کو دور کر دینے کے بعد ہم نے ان (دس ہزار اشعار) کو جمع کیا اور مرتب کر دیا، اور ہمارا دلی ارادہ کچھ یوں تھا کہ اگر (حیات مستعار) کے کچھ ایام باقی ہیں۔ تو اس کی تلافی میں ہم بسر کر دیں گے۔“

”سو، بہر حال! جب گاہ بگاہ وقت کی عین ضرورت کے پیش نظر، بغیر کسی تکلف کے اگر کوئی بیت (شعر) یا اس پر مستزاد (اشعار) طبیعت میں (موزون) ہوئے کہ بعض درویشوں کے اشارہ کے مطابق ہمیشہ وہ وقت بہتر ہوا کرتا ہے کہ جو اس طور پر دوسروں کے عین مناسب حال بھی ہو۔ تو اس (دیوان) نے تکمیل کا لبادہ پہن لیا اور (پھر) احاطہ (ضبط) تحریر میں آگیا، اور وہ (اشعار) مندرج ہو کر منظم صورت میں تکمیل پذیر ہو گئے۔ (ہمیں) امید ہے کہ اجبائے کرام اس (دیوان) کی ترتیب سے ایک جدا گانہ (لطف) اٹھائیں گے اس (کوشش) پر کہ جو ہم نے اپنے اوقات کو صرف کر کے اٹھائی ہے۔“

ہمیں امید (واثق) ہے کہ اگر ہماری (یہ کاوش) کسی اجر کا موجب نہ ہوگی تو (کم از کم) کسی (گناہ آلود) بوجھ کا سبب بھی نہ ہوگی۔

اشعار:

در آغاز تصویر این تازہ نقش
چو تہمتہ گفتم از مہر فال

خرد مند دانا بسر حروف
از آن گفته در پافت تاریخ سال^①

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: ”آغاز تصویر میں یہ تازہ نقش (رشحات قلم) کو ہم نے جیسا کہ تتمہ کی فال (نیک) کے طور پر کہا ہے۔“
شعر نمبر ۲: ”خرد مند (عقلمند) دانا نے حروف کے ستر (پردہ) میں ان سے یوں مراد لیا ہے کہ اس کی تاریخ سال کو دریافت کیا ہے؟“

(کہ ہم نے اس کو بسال ۸۸۴ھ میں تمام کیا ہے۔)

تیسری بار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بسال: (۸۹۶ھ/۹۰-۱۳۹۱ء) میں ”احوال و آثار“ کی روشنی میں اپنی وفات سے دو سال قبل اپنے ”دیوان“ یعنی ”یعنی جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کی ترتیب و تدوین فرمائی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اب ”دیوان“ کی تیسری مرتبہ کی ترتیب میں گزشتہ ہر دو مرتبہ کی ترتیب ”دیوان“ کے برعکس جدید ترتیب کے مطابق ”دیوان“ کو درج ذیل ترتیب کے تحت تین حصص میں تقسیم کر دیا۔

۱۔ فاتحہ الشباب: نوجوانی میں موزون کیے گئے اور مرتب اشعار کا مجموعہ!

۲۔ واسطۃ العقد: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنی عمر کے درمیانی حصے میں موزون کیے گئے اشعار کا مجموعہ!

۳۔ خاتمۃ الحیوة: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار کہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں موزون فرمائے۔

کیفیت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ”احوال و آثار“ کے پیش نظر ہمیں ایسا لگتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس از سر نو ترتیب و تدوین کرنے کے دو سبب تھے: ایک سبب تو یہ ہے کہ جناب حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھی کہ جنہوں نے اپنے اشعار کو اپنے ایام حیات کے مختلف ادوار کے لحاظ سے مدون کیا تھا۔

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمۃ اللہ علیہ) (مجلع بخش): ص: ۵۶۱۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کا ترتیب و تدوین درج ذیل طریقہ پر ہے:

① تحفۃ الصغر

② وسط الحیات

③ غرة الکمال

④ بقیہ نقیہ

⑤ نہایۃ الکمال

دوسرا سبب یہ ہے کہ جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ کا تقاضا بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ یہی یعنی ”دیوان“ کی جدید ترتیب و تدوین کا تھا۔

چنانچہ، جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود ”خمسة المتحرین“ میں تحریر کیا ہے کہ ”میں (مشہد میں) امام علی بن موسیٰ الرضا کے روضے کی زیارت کے بعد حسب معمول مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان ایام میں وہ (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) اپنا تیسرا دیوان ترتیب دے رہے تھے۔ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہوا ایک ”دیوان“ مجھے عنایت فرمایا: ”میں نے جسارت سے کام لیتے ہوئے کہا:

”ہم نے نہیں سنا کہ ”امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ“ کے علاوہ بھی کسی شاعر نے اپنے ایک سے زائد ”دواوین“ مرتب کیے ہوں۔ خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جتنے دیوان بھی مرتب کیے ہیں۔ ہر ایک کا الگ اور موزوں نام رکھا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ بھی اپنے ہر دیوان کے لیے ایک مخصوص نام تجویز کریں۔“

انہوں (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ) نے میری تجویز مان لی۔ دو دن بعد جب میں دوبارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو چند کاغذات لا کر مجھے دیئے! جن پر انہوں نے اپنے دواوین کی فہرست تحریر کر رکھی تھی، اور ہر دیوان کا الگ نام درج کیا۔“^①

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تیسرے مدونہ دیوان پر بھی حسب معمول مقدمہ قلمبند فرمایا کہ جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

”نمودہ می آید کہ این کمینہ بحسب فطرت اصلی و قابلیت جبلی ہدف سہام احکام خفتہ فرجام صنعت کلام افتادہ بود، ہرگز نتوانست کہ اوقات خود را بالکلیہ از ابداع نظمی

① ملاحظہ کیجئے: (خمسة المتحرین) ترجمہ فارسی: محمد نجوانی رحمۃ اللہ علیہ! از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ علیہ۔

یا اختراع نثری فارغ یا بدو خالی گرداند۔

لاجرم، از توالی اعوام و شہور و اتحادی اعصار و دہور رسائل و کتب متعددہ از منشورات و دفاتر متنوعہ از مثنویات و دواوین متفرقہ از قصائد و غزلیات جمع آمدہ بود تا در این زمان کہ از تاریخ ہجرت نبویہ تا تکمیل ماہ تاسعہ سہ سال بیش باقی نماندہ است، محب و معتقد درویشان بلکہ محبوب و معتقد ایشان نظام المملۃ والدین علی شیر دفعہ اللہ ہمت شریف بدان آورده است کہ دواوین و قصائد و غزلیات را کہ عدد آن بسہ رسیدہ در یک جلد فراہم آور دو چون سہ مغز در یک پوست پرور۔

ازیں فقیر استدعاء آن کرد کہ ہر یک باکی خاص اختصاص گیرد و از صحت ابہام و اشتراک صورت استخلاص پذیرد۔ لاجرم بملا خطہ اوقات وقوع شان ”دیوان“ اول کہ در اوان جوانی و اوایل زمان امانی بوقوع پیوستہ بہ ”فاتحۃ الشہاب“ اتسام می یابد و ”دیوان“ ثانی کہ در اواسط ایام زندگانی انتظام یافتہ بہ ”واسطۃ العقد“ نامزد میشود و ”دیوان ثالث“ کہ در اواخر حیات آغاز ترتیب آن شد است بہ ”خاتمۃ الحیوۃ“ موسوم میگردد بکرم پروردگاری عز شانہ و انقست کہ نام ہمہ عزیزان بصواعلح اعمال و لطائف اقوال بر صفحات روزگار بماند و آن را واسطہ دعای خیر و وسیلہ سعادت آخرت گرداند۔“

اشعار:

ہر گز مکناد این فلک پر استلم
نام مارا ز نامہ ہستی گم
زیرا کہ بقای آن پس از مرگ نخست
گویند حکیمان کہ حیوا ہیست دوم

ترجمہ: ”ہمیں کچھ یاد پڑتا ہے کہ یہ بندہ عاجز کو اپنی اصلی فطرت اور جبل قابلیت کے مطابق (اس کو) احکام مبارک کا انتہائی حصہ نصیب ہوا کہ وہ صنعت کلام (کلام کی ترتیب

(نو) میں مشغول ہو گیا کہ ہم میں ہرگز اس بات کی استطاعت نہ تھی کہ ہم اپنے اوقات کو کلی طور پر کسی نظم کے منظم کرنے یا کسی نثر کی ایجاد نوع سے فارغ ہو جانے یا پھر اس سے خالی و دست کش رہیں۔

لاچار! سالوں اور مہینوں کے مسلسل بیت جانے اور امتدادِ زمانہ اور زمانوں کے بیت جانے پر متعدد رسائل و کتب کہ جو شائع و ضائع ہو چکے ہیں از قسم نثر کہ اور مختلف دفاتر، مثنویات و دواوین متفرقہ کہ جو قصائد و غزلیات کی صورت میں مجتمع ہیں۔

اس وقت تک کہ تاریخ ہجرت نبویہ سے لے کر نویں صدی کی تکمیل تک بلکہ اس پر تین مستزاد کر لیجئے گا، زیادہ تر باقی نہ رہا ہے۔ محب و معتقد درویشان بلکہ ان میں سے محبوب اور معتقدان میں سے ایک۔ نظام المملۃ والدین علی شیر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزم پختہ عطا فرمایا کہ انہوں نے یہ تجویز ظاہر فرمائی کہ دو اوین و قصائد و غزلیات کہ جن کی تعداد تین عدد ہے۔ کو ایک جلد میں ترتیب دے دیا جانا چاہیے۔ اس طور پر کہ جیسے تین مغز ایک ہی پوست (جھلی) میں پرورش پائے ہوئے (یکجا) ہوں۔

تو اس فقیر حقیر سے درخواست (التجا) کی ان (ہر سہ) میں سے ہر ایک کو ایک خاص اس کے ساتھ معنون کیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک سے درستگی، اور شک و اشتراک درست صورت میں واضح ہو جائے۔

لاچار! ان (دواوین) کے پیش نظر وقت کی عین ضرورت کے مطابق کہ ”دیوانِ اول“ کہ جو آغاز شباب اور تمناؤں کے آغاز کے دور سے وابستہ ہے ”فاتحۃ الشہاب“ نام پایا، اور ”دیوانِ ثانی“ کہ جو وسط عمر سے متعلق ہے منظم ہوا اور ”واسطۃ العہد“ کے نام سے موسوم ہوا، اور دیوانِ ثالث (دیوانِ سوم) کہ جو آخر ایام حیات میں مرتب ہوا۔ وہ ”خاتمۃ الحیوۃ“ کے نام سے موسوم ہوا کہ ہمیں پروردگار عز و جل شانہ کے کرم سے امید واثق ہے کہ تمام عزیزوں کے نام اعمال صالح اور عمدہ اقوال صفحہ روزگار پر مرتسم فرمائے، اور اس (کام) کو واسطہ دعائے خیر و وسیلہ سعادت اخروی وابدی بنا ڈالے۔ (آمین)!

اردو ترجمہ شعر نمبر ۱: آپ ہرگز اس شک و شبہ میں مملو آسمان پر بھروسہ نہ کیجیے گا کہ ہمارا نام نامہ ہستی سے گم کر دیا۔

اردو ترجمہ شعر نمبر ۲: کیونکہ اس کی بقا بعد از مرگ اول ہے کہ جیسے حکیم لوگ دوسری حیات کہا کرتے ہیں۔

ابتدائے دیوان سوم:

شعر نمبر ۱:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
طرفہ خطابیست ز سفر کریم

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ سفر کریم (عمدہ کتاب) سے یہ ایک بہترین خطاب ہے۔“

شعر نمبر ۲:

کردہ ازین حرز ستایش گران
نقش نگین خاتم پیغمبران

ترجمہ: ”اس (عمدہ خطاب) کو تعریف کرنے والوں کا وسیلہ بنا دیا ہے کہ یہ پیغمبروں کے خاتم (ﷺ) کے نگینہ کا نقش ہے۔“

دوا دین جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیلات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ہر سہ دوا دین کے مندرجات کی تفصیلات درج

ذیل ہیں:

۱۔ قصائد:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قصائد وہ نظمیں ہیں کہ جو خدا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ائمہ اور معاصر سلاطین کی مدح و توصیف میں تحریر کیں۔ علاوہ ازیں، اس حصے میں کچھ صوفیانہ کلام، اخلاقی نظمیں اور مرثی بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

۲۔ مثنویات و ترجیعات:

یہ مختلف موضوعات پر مختصر نظمیں ہیں۔

۳۔ غزلیات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کا نہایت عمدہ اور لائق مطالعہ حصہ یہی ”غزلیات“ ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی غزل بھی سات اشعار سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر یہ عمومی پہلو ہے ہماری مزید تحقیقات کے مطابق حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض غزلیات سات اشعار سے مستزاد بھی ملتی ہیں۔ مگر عام طور پر سات اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

چنانچہ، ان غزلیات میں مضامین خیال نہایت عمدہ اور لطیف پیرایہ بیان میں باندھے گئے ہیں الفاظ

کی نشست و برخاست ”لب و لہجہ“ کی نزاکت و لطافت اور عجائب و غرائب لفظی نہایت عمدہ سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ لطافت بیان اور نزاکت خیال میں فارسی نظم و نثر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک منفرد اور عدیم المثال مقام ہے۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں عشق و تصوف کے لطائف و حقائق اس پر مستزاد ہیں۔

۴۔ مقطعات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مقطعات نصیحت آمیز اور پر مزاح نظموں پر مشتمل ہیں مگر یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔

۵۔ رباعیات:

یہ حصہ نظم بھی عشق و تصوف کے مسائل پر مبنی ہے۔

ان پانچ اصناف سخن میں ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو قصیدہ سرائی میں انوری و معزی و غزل گوئی میں سعدی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ رباعی کہنے میں خواجہ ابوسعید ابوالخیر اور خیام رحمۃ اللہ علیہ اور قطعہ سازی میں ”سنائی رحمۃ اللہ علیہ“ اور ابن یمن (فریودی) ایسے اساتذہ سخن پر فوقیت نہیں دے سکتے بلکہ بعض معاملات میں مذکورہ بالا حضرات شعرا ہی کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔

مگر بات کچھ یہ ہے کہ جب شعر و شاعری میں تصوف کی اصطلاحات اور حقائق و معارف اور کشف و رشد و روحانی و باطنی اشارات کی بات چل نکلتی ہے۔ تو پھر سخن طرازی کے مسند نشین حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی نظر آتے ہیں! یقیناً اپنی اس روش میں آپ بے تاج بادشاہ ہیں۔

۲۰۔ ”الفوائد الضیائیہ“ یا شرح بر کافیہ ابن حاجب! (شرح جامی):

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عربی کتاب ۱۱ رمضان سال: (۸۹۷ھ/ ۱۷ جولائی ۱۴۹۲ء) میں تالیف فرمائی۔

ابتدا:

”الحمد لولیه والصلوة علی نبیہ وعلی آلہ واصحابہ المتآدبین
بآدابہ۔“

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اس کے ولی (دوست) کے لیے ہیں، اور صلوة و سلام اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے آل و اصحاب پر تمام آداب خاطر ملحوظ رکھتے ہوئے ہوں۔“

اختتام:

”قد استراح من مكد الانتهاض لنقل هذا الشرح من السواد الى
البياض العبد الفقير عبدالرحمن الجامي رحمۃ اللہ علیہ ... في ضحوة
السبت الحادى عشر من شهر رمضان المنتظم في سلک شهر
سنه سبع وتسعين وثمان مائة“

ترجمہ: ”اس شرح کے مبیضہ کے نقل کرنے کے کام سے عبد فقیر عبدالرحمن جامی کو بوقت
چاشت بروز ہفتہ ماہ رمضان کی گیارہ تاریخ کو مسلسل کئی ماہ کی جدوجہد (سعی بلغ) کے بعد
۸۹۷ھ میں فراغت نصیب ہوئی۔“

کیفیت:

”علم نحو“ میں ابن حاجب کی عربی کتاب لموسومہ بہ کافیہ کی شرح ہے کہ حضرت مولانا نور الدین
عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تحریر فرمائی تھی جو کہ ان ایام
میں ابتدائی عربی تعلیمات حاصل کر رہے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء الدین یوسف کے نام کی مناسبت سے
اس کتاب کا نام ”الفوائد الضیائیہ“ رکھا۔ کتاب کا اسلوب بیان یا اسلوب تالیف قدیم شارحین کے انداز
وروش پر ہے۔ یعنی اصل متن کتاب کا جملہ نقل کر کے اس کی شرح تحریر کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ضمنی طور پر آیات قرآنی و
احادیث نبویہ نیز عربی اشعار بطور حوالہ اضافی طور پر بطور بے مثل نکات کے مندرج فرمائے ہیں۔

ہمارے ہاں درس نظامی میں یہ شرح ”شرح جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے مشہور و معروف ہے، اور علم نحو
کی کتب درس میں اس کی تحصیل نہایت اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے۔

تہران/ ایران کے وسائل و اسباب کے حوالے سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی
کتب و رسائل نیز دیگر دستیاب قلمی آثار کے حوالے سے ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کا تعارف
و تبصرہ یہاں پر نقل کر دیا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ آئندہ دور میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن
جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزید نو دریافت علمی آثار ارباب علم و فن کے ہاتھوں میں پہنچ سکیں گے، اور ان کی عمدہ
طباعت کی جانب بیش از بیش توجہات کو مبذول فرمایا جائے گا۔

ہم انہیں سطور پر باب ۲۶ اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کا ذکر ختم
کرتے ہیں۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ

اور عمارات مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ:

دنیا کی قوم اس وقت تک قرار واقعی تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر کے باوصف بام عروج تک نہیں پہنچ پاتی کہ جب تک اس قوم کا معاشرہ مذہب و علم و ادب وغیرہ کے ساتھ گہری وابستگی کا حامل نہ ہو۔ صحت ایمان و اعتقاد اور اعمال صالح ایک انسان کی اخروی و ابدی نجات کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علم ہی وہ انمول و بے بہا دولت ہے کہ جس سے انسان کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ الی یوم الدین میں صحت ایمان و اعتقاد پر نہایت زور دیا گیا ہے، اور پھر انسان کی تہذیب نفس کی خاطر بقدر ضرورت علم کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ علم و عمل ہر دو انسان کو منہاج کمال پر لے جاتے ہیں۔

یقیناً علم و ادب کسی قوم کے معاشرہ کے تہذیب و تمدن اور ثقافت و کلچر کو بہترین بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

اگر ایک انسانی معاشرہ علم و ادب کی اعلیٰ اقدار کا کما حقہ آشنا نہ ہو، تو وہ معاشرہ یقیناً درست بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے معاشرے کے ساتھ وابستہ قوم انسانوں کے ایک ایسے گروہ بے ہنگام کے مماثل ہوگی کہ جسے بظاہر شکل و صورت سے انسان تو کہا جاسکتا ہے ہوگا۔ مگر علم و ادب و مذہبی اقدار سے نابلد ہونے کے سبب سے وہ ایک معزز انسانی معاشرہ نہیں ہو سکتا۔ علم و ادب کے بغیر ایک انسان خدا آشنا بھی نہیں ہو سکتا۔

بقول حافظ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

پئے علم چوں شمع باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

ترجمہ: ”یہ کہ علم کی خاطر شمع کی طرح پگھل جانا چاہیے کہ بے علم خدا کو پہچاننے سے بھی

قاصر رہتا ہے۔“

علم و ادب اور کتاب لازم و ملزوم ہیں، یہی سبب ہے کہ تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر سے آشنا معاشرہ میں کتب خانوں کا وجود ناگزیر ہے، دنیا کے ہر ترقی یافتہ اور مہذب ملک میں عظیم کتب خانے موجود ہیں، اور ان کتب خانوں کا وجود ایک مہذب معاشرہ کے لیے ناگزیر اور اہم ہوا کرتا ہے۔

مسلم قوم کی تاریخ علم و ادب و مذہب و سائنس وغیرہ میں کتب خانوں کی ایک عظیم تاریخ محفوظ ہے۔ مسلم قوم نے اپنی علمی و ادبی و مذہبی و سائنسی سرگرمیوں کے باوصف صدیوں اقوام عالم کو یقیناً بہت کچھ دیا، اور دیگر اقوام عالم کے ساتھ مسلم قوم کے ملی روابط کو استوار کرنے میں مسلم قوم کی علمی و ادبی، مذہبی اور تہذیبی و تمدنی و ثقافتی حیثیات کا نہایت گہرا تعلق ہے اور اسلامی تاریخ کی عہد بہ عہد علمی و ادبی سرگرمیاں اقوام عالم کی علمی و ادبی تاریخ کا ایک زریں اور درخشندہ باب ہیں۔

کتب خانے حکومتی سطح پر بھی قائم کیے جاتے ہیں اور علمی و ادبی شخصیات کے حوالے سے ذاتی اور شخصی طور پر بھی قائم کیے جاتے ہیں۔ کتب کی کثرت کو بھی نہایت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر موثر کتب پر مشتمل کتب خانے کتب کی مختصر تعداد کی بنا پر بھی نہایت اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔

گزشتہ باب 26 میں کہ جو مولانا جامی کے علمی احوال و آثار یعنی کتب و رسائل کی تفصیلات پر مشتمل ہے ہم نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی احوال و آثار پر اپنی معلومات کی حد تک خامہ فرسائی کی ہے۔ اب ہم یہاں پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ (Maulana-jami) کے دیگر علمی آثار کا ذکر کرتے ہیں کہ ان آثار میں آپ کا کتب خانے اور عمارات کی مختصر تفصیل بھی شامل ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کی نابعد روزگار علمی و ادبی اور روحانی شخصیت تھے، آپ نے عصری تقاضوں کے مطابق علم و ادب و مذہب و تصوف و سلوک کی علمی و تصنیفی طور پر یقیناً گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے گزشتہ باب 26۔

مولانا جامی کی تصانیف اور ادبی و علمی و روحانی مقالات سے بخوبی طور پر آگاہ ہونے کے لیے آپ کے ذاتی کتب خانے کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ ایران کے مشہور دانشور اور فاضل جناب ہمایوں فرخ صاحب نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی کتب خانے کا ذکر بدیں الفاظ فرمایا ہے۔

”ہرات“ (Hirat) میں ان (مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ) کا کتب خانہ خاص شہرت کا حامل تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانے کے لیے کتابوں کی نقول کا کام مولانا کے بھانجے اور مشہور خوشنویس محمد نور اور اس عہد کے دیگر سربراہ اور وہ خطاط سلطان علی مشہدی اور سلطان محمد خندان کے سپرد تھا۔

بالخصوص نور محمد مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے تصانیف کے نسخے تیار کرتے، جو ایران، ہندوستان اور ترکی کے سلاطین اور امرا کے تقاضے پر انھیں بھیجے جاتے تھے۔

مولانا جامی کے کتب خانے کے ایسے نسخے بھی موجود ہیں کہ جن کے حواشی پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار اور دیگر مطالب رقم کیے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ایک نسخہ جناب ادیب برومند کے ذاتی کتب خانہ (غالباً واقع تہران) میں پایا جاتا ہے کہ جس کے اختتام پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار خود تحریر کیے ہیں۔

حواشی:

مولانا نور محمد خوشنویس، سلطان علی مشہدی خوشنویس اور سلطان محمد خندان خوشنویس کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ کیجیے۔^①

سلطان علی قاسمی کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ جن دنوں وہ تبریز سے ہرات منتقل ہو کر جناب میر علی شیرنوائی کے علم پرورد ربار سے وابستہ ہوئے تو ان کی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی کہ جس کے بعد وہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے معتقد ہوئے کہ تصانیف جامی کی کتابت کے علاوہ کوئی کام ہی نہ کرتے۔ اگر انہیں کسی دوسری کتاب کی کتابت کے لیے کہا جاتا تو وہ اتنا بھاری معاوضہ مانگتے کہ اسے ادا کرنا ہی مشکل ہوتا تھا۔^②

عمارات مولانا جامی:

مولانا جامی کے ذاتی کتب خانہ کے علاوہ مولانا جامی کے علمی احوال و آثار میں آپ کے تعمیر کردہ مدارس کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جن میں آپ نے علمی و ادبی اور تدریسی خدمات وغیرہ بھی انجام دیں۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد رشید مولانا عبدالغفور لاری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”دنیاوی کاموں اور آنحضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر کفالت لوگوں پر خرچ سے جو کچھ بچ جاتا

آپ اسے نیکی والی عمارات پر صرف کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے ہرات میں اندرون شہر

ایک مدرسہ بنایا ہے۔ آمد خیابان میں ایک مدرسہ آمد خانقاہ اور ولایت جام میں ایک جامع

مسجد بنوائی ہے۔“

① احوال و آثار خوشنویس نستعلیق نوریان جلد ۱ ص: ۲۸۵-۲۷۲ سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۲۶۷-۲۶۱ سلطان علی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۲۷۲-۲۶۸ سلطان محمد خندان رحمۃ اللہ علیہ۔

② احوال و آثار خوشنویس جلد ۱ ص: ۲۳۶ رکن الدین ہمایوں فرخ کتاب و کتابخانہ ہای شاہنشاہی ایران: ۱۲۳ محمد نیک پرورد کتاب خانہ ہای استان

خراسان از آغاز اسلام تا عصر حاضر: ۳۵۔

انہوں نے اکثر املاک مدرسہ خیابان کے نام وقف کی ہیں جو کہ آنحضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے پاس ہی ہے۔^①

مدرسہ اندرون ہرات (احوال و آثار):

اس سے پہلے ہم نے ہرات میں اندرون شہر جس مدرسہ جامی کا ذکر کیا ہے وہ اب بھی موجود ہے اور ہرات (علاقہ: ۴) کے محلہ برخ خاکستر میں کوچہ گزر مرغ فروشی میں واقع ہے۔ لوگ اسے ”مدرسہ مخدومی“ اور ”مسجد مخدومی“ کے نام سے پکارتے ہیں۔

جناب فکری سلجوق نے اس کا محل وقوع محلہ کشمیریاں نزد بازار عراۃ پرانا شہر علاقہ ۳ بتلایا ہے۔ اور اس کی دوبارہ آبادی کا بھی ذکر کیا ہے۔^②

کیفیت:

کچھ عرصہ قبل تک یہ مدرسہ بالکل ویران تھا، کیونکہ اس کے گرد و نواح میں یہودیوں کے گھر تھے اور انہیں ڈرتھا کہ اگر اس مسجد میں لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا تو ان سے تعرض کیا جائے گا۔ بدیں سبب، وہ اس کی تعمیر و مرمت میں روڑے اٹکاتے رہے۔ لیکن ۱۳۲۹ شمسی میں قندھار کے ایک مخیر شخص نے مدرسہ کے ساتھ ایک یہودی کا گھر خرید لیا اور مدرسہ کی از سر نو تعمیر و مرمت شروع کی۔ مدرسہ میں واقع پرانا کنواں جو خشک پڑا تھا اسے صاف کروا دیا، نہ صرف یہ بلکہ اس کے شمال میں ایک شبستان (خلوت خانہ سونے کی جگہ اور مساجد میں شبستان وہ جگہ کہلاتی ہے) جہاں ہر رات کو عبادت کرتے ہیں) کی بنیاد رکھی اور جنوب کی جانب دروازے اور کھڑکیوں کے بغیر ایک برآمدہ تعمیر کیا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عبادت خانہ:

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عبادت خانہ جسے وہاں کے لوگ چلہ خانہ کہتے ہیں۔ بھی مدرسہ کی جانب جنوب میں واقع ہے۔ اب اس مدرسہ (مسجد) کی ظاہری حالت غریب شہر کی طرح ہے۔^③

مدرسہ بیرون ہرات:

یہ کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بیرون شہر خیابان میں مدرسہ بنوایا تھا، غیاث الدین خواندرہری نے خلاصۃ الاخبار فی احوال الاخیار تالیف 904 ہجری کے خاتمہ میں اس کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ

① ملاحظہ کیجئے: مکملہ لاری، ص: ۲۰۔

② ملاحظہ کیجئے: تعلیقات برسالہ مزارات ہرات، ص: ۱۷۹۔

③ ملاحظہ کیجئے: تعلیقات مکملہ لاری، ص: ۹۵-۹۶۔

”حضرت مخدومی حقائق پناہی نور اللہ مرقدہ کا مدرسہ جو صفائی اور خوشگوار آب و ہوا سے متصف اور معروف ہے۔ اس کا انتظام مقرب الحضرت سلطانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی امیر علی شیر نوائی کے پاس ہے۔“^①

لیکن بظاہر اب اس مدرسہ کے آثار باقی نہیں ہیں۔^②
ہم انہیں سطور پر باب 27 کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: بحوالہ تعلیقات برسالہ مزارات ہرات، ص: ۱۸۸۔

② ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برتکملہ لاری، ص: ۲۰۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفاتِ حسرت

آیات

بقول میر تقی میر:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

واقعہ وفات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار قارئین کرام گزشتہ صفحات کتاب میں بخوبی طور پر مطالعہ کر چکے ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جدوجہد و سعی پیہم سے عبارت ہے۔ آپ نے علم و ادب اور دیگر علوم نقلیہ و عقلیہ کی تحصیل کی خاطر آغاز شباب سے لے کر آخر عمر تک جو کٹھنایاں برداشت کیں، ان کا ذکر ہم گزشتہ صفحات میں موقع و محل کی مناسبت سے کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علم کی خاطر جو سفر فرمائے ان کا دائرہ کار نہایت وسیع ہے، اور پھر اس دور کے جان جو کھم کے سفر نہایت مشکل اور جانکاہ ہوا کرتے تھے کہ جو آپ نے لگن اور محنت سے اختیار فرمائے۔

آپ کو پروردگار عالم نے جو فطری ذہانت و فطانت سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان کا بخوبی اندازہ آپ کے علمی و ادبی (احوال و آثار) سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر (حیات مستعار) کے آخری برس میں آپ سے کچھ ایسی علامات کا ظہور ہوتا چلا جاتا تھا کہ جیسے وہ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔

چنانچہ، آپ ہجر کی رُت کی باتیں کرتے اور پھر احباب و اعزا کو اپنی مفارقت سے تسلی دیتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر درج ذیل دو اشعار جاری رہا کرتے تھے:

شعر نمبر ۱:

دریغا کہ بے ما بسی روزگار
بروید گل و بشکفد نو بہار
ترجمہ: ”افسوس! ہمارے بغیر (بعد) کافی زمانہ تک پھول کھلتے رہیں گے اور بہار نئے
سرے سے کھلا کرے گی۔“

شعر نمبر ۲:

بسی تیر و دیماو ارد بہشت
بیاید کہ ما خاک باشم و خشت
ترجمہ: ”بہت سے تیر ماہ و دی ماہ اور اردی بہشت آئیں گے کہ ہم خاک و خشت میں ہوں
گے۔“

یہ مذکورہ بالا اشعار ”بوستانِ سعدی رحمۃ اللہ علیہ“ کے ہیں۔

علالت کے آثار:

علالت کے آثار ظاہر ہونے سے چند یوم پیشتر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے
مسکن مالوف سے شہر کے بعض نواحی مقامات کو تشریف لے گئے۔ چنانچہ، جس گاؤں سے حضرت مولانا
نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی تعلق تھا، وہاں آپ معمول کے خلاف زیادہ ایام تک ٹھہرے
رہے۔ جب وہاں پر آپ کا قیام طول پکڑ گیا۔ تو اس صورت حالات کے پیش نظر آپ کے اعزاء و اقربا اور
مریدین کو تشویش و اضطراب پیدا ہو گیا۔

تو انہوں نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واپسی کی درخواست کی۔
تو اس پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ
”اب ہمیں ایک دوسرے سے دل اٹھالینا چاہیے۔“

علالت لاحق ہونے سے تین ایام پیشتر ایک مرید سے یوں مخاطب فرمایا کہ
”تم گواہ رہو کہ ہمیں کسی سے، کسی طرح کی کوئی دل بستگی نہیں رہی۔“

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جب واپس گھر تشریف لے آئے۔ تو دفعتاً علیل
ہو گئے۔ جمعہ کا روز تھا۔ علالت کا چھٹا اور محرم الحرام کا اٹھارواں روز تھا کہ چاشت کے وقت حضرت
مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نبض کی حرکت سے پتہ چل گیا کہ اب وہ دارالقراری کی جانب سفر
کی تیاری میں مصروف ہیں۔

اس دوران آپ کی نگاہ ”طاق خانہ“ پر پڑی تو یوں فرمایا کہ
 ”دو برس قبل بھی ہم نے خود کو نزع کی حالت میں پایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عظیم الشان
 مجلس برپا ہے۔ ہمیں اپنے احوال میں کوئی کدورت محسوس ہوئی تو آیت الکرسی کی تلاوت
 شروع کر دی۔ جس کی نورانیت سے وہ کدورت جاتی رہی۔“
 مجھے (یعنی عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کو) فوراً وہ بات یاد آگئی کہ یہ اس آیت الکرسی کی نورانیت متجلی ہے، کیونکہ
 حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کیا کرتے تھے۔
 چنانچہ میں نے اسی وقت آیت الکرسی پڑھنا شروع کی اور دوسرے مخادیم (خادم) ”سورہ یسین“ کی
 تلاوت کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد اچانک حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: ہاں! اسی طرح۔ جیسے
 انہیں کسی امر سے مطلع کیا گیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو لفظ کہے اور فوراً نماز کے کپڑے پہن لیے۔ ہاتھ سینے
 پر رکھے اور بلند آواز میں جیسا کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا۔ دعائے:

وَجَهْتُ وَجْهِي لِلذِّئِي^①

پڑھنے لگے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ جیسے آپ صحت کے ایام میں ادا کیا کرتے تھے۔ پہلی رکعت
 میں سورۃ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ قل هو اللہ پڑھی۔ آپ پر کسی بھی قسم کی گھبراہٹ
 طاری نہ ہوئی تھی، اور آپ ”الْمُؤْمِنُونَ يَنْقَلِبُونَ مِنْ دَارِ اِلَى دَارٍ“ کی تصویر نظر آتے تھے۔
 یعنی مومنین ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

رحلت:

یہ کہ جب نماز جمعہ کی سنتوں کی اذان کہی گئی تو حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان، دارِ فنا سے دارِ بقا کی
 جانب رحلت فرما ہو گئے.....

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

بقول شاعر:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
 میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
 جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
 سو اُس عہد کو ہم وفا کر چلے

ہفتے کی صبح، بادشاہ وقت..... سلطان حسین بہادر خان، علالت و ضعف کے باوجود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گیا۔ (فرط غم سے) اس کا دل جل رہا تھا، اور (اس حال میں) آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

جنازہ و تدفین:

عالی مرتبت شہزادوں، نامور امرا و وزرا اور اکبر روزگار نے بڑی تعظیم سے جنازہ اٹھایا، اور اسے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (قبر سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ) کے جوار میں لائے۔ زمین نے سیپ کی طرح منہ کھولا اور اس قیمتی موتی کو اپنے سینے میں جگہ دی۔

حضرت بادشاہ (حسین بایقر رحمۃ اللہ علیہ) کو پاؤں میں درد کے سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھانے کی حسرت دل ہی میں رہی۔

معاصر شعرا نے مرثی اور قطعات تاریخ کہنے شروع کیے اور حضرت امیر کبیر..... نظام الدین علی شیر رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مرثی اور تاریخ سنے اور خود بھی ایک مرثیہ کہا..... ازاں بعد امیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی قبر کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد رکھی اور مزار پر (قرآن خوانی کے لیے) حفاظ مامور کیے۔

(شاہ اسمعیل صفوی) نے ہرات پر قابض ہو جانے کے بعد اپنے مذہبی عناد اور تعصب کی بنا پر یہ شاندار عمارت مسمار کرادی۔ بسال ۱۹۷۶ء میں ہرات میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی حالت نہایت خستہ اور توجہ کی محتاج تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے دیوان میں ایک قصیدہ بعنوان *رَشْحُ بَالٍ بِشْرَحِ حَالٍ* (یعنی شرح حال میں مختصر بیان) موجود ہے کہ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زبان شعر سے یوں ادا فرمایا:

تاریخ ولادت:

شعر نمبر ۱:

بسال ہشتصد و ہفدہ ز ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ زد ز مکہ بہ یثرب سر اوقات جلال

ترجمہ: ”ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ صد اور ستر برس میں مکہ سے یثرب کی جانب کو کبہ سر جلال نے سفر فرمایا۔“

شعر نمبر ۲:

زاوَجِ قَلْبِ پَرْدَازِ گَاحِ عِزِّ وِ قَدَمِ

بَدَنِ حَضِيضِ هَوَانِ سَتِ كَرْدِهٔ اَمِ پَرِ وِ بَالِ

ترجمہ: ”پہاڑ کی چوٹی کی بلندی سے پرواز گاہ عزت و شرف ہے کہ جس کی پستی سے ذلت

و خواری نے ہمارے پروبال (پرواز کی قوت) کو ست کر دیا ہے۔“

۲۔ قصیدہ تحریر کرنے کی تاریخ:

شعر نمبر ۱:

بِشْصَدِ وِ نَوِ دُو سَهْ كَشِيْدِ اَمِ اَمْرُوْزِ

زَمَامِ عَمْرِ دَرِيْنِ تِنْگَنَایِ حَسِّ وِ خِیَالِ

ترجمہ: ”بسال ۸۹۳ھ میں ہم نے عمر کی لگام کو اس تنگنائے دہر کے حس و خیال سے کھینچ لیا

ہے۔“

تعلیمات:

شعر نمبر ۱:

دَرِ اَمْدَمِ پَسِ اَزِ اَنْ دَرِ مَقَامِ كَسْبِ عِلْمِ

مِمَارِسَانِ فَنُوْنِ رَا فِتَاوَهٔ دَرْدِ نَبَالِ

ترجمہ: ”ہم اس سے پیشتر اس مقام میں کسبِ علوم کے لیے چلے آئے کہ فنون کی تحصیل

و تجربہ کے لیے جدوجہد میں پڑ گئے۔“

۳۔ تصوف و سلوک کی وادی میں قدم رکھنا:

شعر نمبر ۱:

زَدَمِ قَدَمِ بَصْفِ صُوفِیَانِ صَافِیِ دَلِ

كِهْ نِیْسَتْ مَقْصِدِ شَانِ اَزِ عِلْمِ جِزِ اَعْمَالِ

ترجمہ: ”ہم نے صوفیان صافی دل کی صف میں قدم رکھا کہ جن کا مقصد تحصیلِ علوم سے

ماسوائے اعمال کے کچھ بھی نہیں ہے۔“

۵۔ شعر و شاعری:

شعر نمبر ۱:

ز طَوْرِ طَوْرِ گزِشتم و لے نشد ہر گز
 ز فکرِ شعرِ نشد حاصلِ فراغتِ بال
 ترجمہ: ”ہم طور کی فکر کے طور (طریقے / روش) سے گزر چکے اور لیکن (ابھی تک) ہمیں وہ
 بات حاصل نہ ہو سکی کہ فکر شعر سے ہماری جان کو ابھی تک فرصت حاصل نہ ہو سکی ہے۔“

شعر نمبر ۲:

ہزار بار ازیں شغل تو بہ کر دم لیک
 از آن نبود گریزم چو سائرِ اشغال
 ترجمہ: ”ہم نے اس شغل (شعر و شاعری) سے ہزار بار توبہ کی ہے کہ اس سے تمام اشغال
 کی طرح ہم گریز نہ کر پائے ہیں۔“

۶۔ مناجات:

قصیدے کے آخر میں (اختتام پر) نہایت پر اثر مناجات ہیں کہ جس میں خدائے تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام
 ، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت تابعین و تبع
 تابعین رحمۃ اللہ علیہ اجمعین، راہروانِ راہِ حق اور واصلانِ حریمِ قدس کی قسم دی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے حالات واقعات کو ہم نے انہیں کے
 شاگردِ رشید جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ کے (تکملہ حواشی نفحات الانس) ص: ۳۹-۴۳! سے
 تلخیص و ترجمہ کیا ہے۔

مزارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ

وفاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک اکاسی برس (برابر با اعداد حروف "کاس") تھی کہ ۱۸ محرم الحرام سال ۸۹۸ھ (۹ نومبر ۱۴۹۲ء) آپ کی حیاتِ مستعار کا جام چھلک کر لبریز ہو گیا۔

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ۔

"عالم کی موت ایک جہان کی موت (ہوا کرتی) ہے!"

مزارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ:

مولانا عبید اللہ بن ابوسعید ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "مزاراتِ ہرات" (تالیف: ۱۱۹۸ھ / بمطابق: ۱۷۸۳ء) میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کا ذکر یوں فرمایا ہے کہ "خامان کبیر سلطان حسین مرزا رحمۃ اللہ علیہ، امیر علی شیر رحمۃ اللہ علیہ ارکانِ حکومت، ساداتِ علما اور مشائخِ پل تو لکی، کے قریب واقع آنجناب (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے دولت خانہ تشریف لے گئے۔ تجھیز و تکفین کے بعد آنحضرت (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی نعش، عید گاہ ہرات لائی گئی اور نماز جنازہ کے بعد انہیں ان کے پیر مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے (مزار کے) سامنے دفن کر دیا گیا۔"

مرجعِ خلاق:

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قبلہ حاجات اور کعبہ مرادات ہے۔ ہرات کے اکثر لوگ ہفتہ کے دن مزار کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

حواشی:

- ① "پل تو لکی" اب بھی آباد ہے اور اسی نام کے ساتھ معروف و مشہور چلا آتا ہے۔
- ② "دولت خانہ" ہرات کا مضافی گاؤں ہے، اور وہاں پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر بھی اسی نام (دولت خانہ) سے مشہور و معروف تھا۔^①

① ملاحظہ کیجیے: (رسالہ مزاراتِ ہرات) ص: ۱۱۰۹

تختِ ہزار:

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر حضرت کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں واقع ہے۔ بدیں سبب، یہ جگہ، تختِ ہزار کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس احاطہ میں مدفون دیگر بزرگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ① حضرت مولانا عبداللہ ہاتھی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں جانب مدفون ہیں۔ موصوف، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے لگتے تھے۔
- ② حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ: ان کی قبر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں جانب ہے۔
- ③ حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے، اور ان کی قبر ”قبر جامی“ کے سامنے ہے۔

لوحِ مزار:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے سرہانے جو پتھر نصب ہے۔ اس پر درج ذیل عبارت کندہ ہے:

هو الباقي، كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال
والاكرام۔ قد اجاب دعوة الحق وأتى بقلب سليم۔ به فحوای
ندای یا ايتها النفس البطمئنة ارجعي الی ربك راضية مرضية
طاؤس روح مقدس عنقاي قاف لاهوت وشاهباز بلند پرواز اوج
جبروت۔ مہبط انوار قدم، کاشف اسرار علوم وحکم، مسند
نشین کعبہ عالی مقامی، بلبل خوش آہنگ، بہارستان بلند نامی،
عارف نامی و قطب گرامی۔ مولینا نور الحق والملة والدين
عبدالرحمن الجامي قدس الله تعالى سره السامي از مضيق رامگاه
غرور بوسعت سراي سرور پرواز نمود:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

جامی رٹائلہ کے بود مائل جنت مقیم گشت

فی روضۃ مخلدۃ ارضہا السماء

ترجمہ: ”جامی رٹائلہ جو کہ جنت کی جانب مائل تھے، ایسے باغ (جنت) میں مقیم ہو گئے

ہیں، جو ہمیشہ رہنے والا ہے کہ جس کی زمین السماء ہے۔“

شعر نمبر ۲:

کلک قضا نوشت روان بر در بہشت

تاریخ و ہن دخلہ کان آمنأ

ترجمہ: ”قضا کے قلم نے تحریر کیا کہ، وہ بہشت کے دروازے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اس کی

تاریخ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا۔ وہ امن والا ہو گیا۔“

بسعی و اہتمام ”رستم علی خان“ این لوح نصب شد۔ از زائرین

امید دعای خیر میدارد ۱۳۰۴ھ^①

مزارِ جامی رحمۃ اللہ علیہ کا محل وقوع

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہرات کے قدیم شہر سے شمال، مائل بہ مغرب (مغرب جانب) اور نئی آبادی سے شمال مغرب میں تقریباً ایک کرود کے فاصلہ پر واقع ہے۔

خیابان ہرات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کو ”خیابان ہرات“ کہتے ہیں۔ وہاں سے شمال مغرب میں حضرت شیخ زین الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ مزار سے تقریباً پندرہ سو قدم پر شمال کی جانب واقع پہاڑی پر حضرت سید ابو عبداللہ مختار رحمۃ اللہ علیہ کی قبر واقع ہے۔ سید ابو عبداللہ مختار رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۷ھ / ۱۳۸۰ء) علوم ظاہری و باطنی میں، مشائخ ہرات میں بلند مقام رکھتے تھے۔^①

خیابان ہرات کے اس علاقے میں بزرگوں کے مزار کثرت سے واقع ہیں کہ جن میں سے بعض آباد ہیں، اور بعض اب اس طرح بے نام و نشان ہو چکے ہیں کہ ان کے محل وقوع کے بارے میں معلومات اب اور اوراق تاریخ سے ہی مل سکتی ہے۔

مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آبادی کا نقشہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی آبادی کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ وہاں پر ایک صحن، ایک باغ اور ایک باغیچہ ہے۔ صحن ایک ایسے احاطہ پر مشتمل ہے کہ جس کے ارد گرد ایک خشتی (اینٹوں کی) چار دیواری ہے۔ صحن پتھر اور اینٹ سے تعمیر شدہ ہے۔

کہ ان سیاہ اور سفید قدرتی پتھروں کو ایک مناسب، موزوں اور منظم ترتیب کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے، اور فرش کی کیفیت یہی ہے۔ اس کے وسط میں تقریباً شمال کی جانب اینٹوں کے ایک چبوترے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔

صحن کی غربی جانب، درمیانی بلندی کا ایک ایوان ہے۔ ”ایوان“ کے دائیں بائیں اینٹوں سے تعمیر شدہ دو منزلہ حجرے ہیں۔ ایوان کا محراب مسجد کے محراب کی طرز پر ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (رسالہ مزارات ہرات): ۱۷ (متن) و ۵۷! (تعلیقات)

ایوان کی شمالی دیوار میں $1\frac{1}{2}$ میٹر بلند پتھر نصب ہے۔ اس پتھر پر کہ (جس پر ۱۳۲۹ھ کی تاریخ کا اندراج کیا گیا ہے) پر ۱۳۲۵ھ میں مرحوم امیر حبیب اللہ خان کے دورہ ہرات اور ان کے حکم سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے مزار، باغیچہ اور مسجد کی تعمیر و ترمیم کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایوان کے شمالی گوشے میں مسجد ہے۔ مذکورہ بڑے صحن کے دو راستے ہیں۔ ایک مشرقی جانب سے قبرستان کے عین وسط میں سیدھا چلا آتا ہے۔

اور دوسرا صحن کی شمالی سمت سے باغ کی طرف جاتا ہے۔ صحن کے شمال میں چنار کے درختوں کا باغ ہے۔ باغ کا احاطہ خام تھا اور اس کی دیوار دو میٹر بلند ہے۔

چنار کے بعض مضبوط درخت باغ کی کہنگی (قدامت) کی شہادت دیتے ہیں۔ صحن کی مغربی جانب بھی ایک باغیچہ موجود ہے۔ جس کے ایک کونے میں پختہ اینٹوں سے تعمیر شدہ باورچی خانہ ہے۔

اس باغیچہ میں صنوبر کے دو پرانے درخت ہیں۔ جبکہ اس باغیچے کا ایک حصہ اب قبرستان میں تبدیل ہو چکا ہے۔

صنوبر کے مذکورہ بالا باغ میں سبزھیوں کے نزدیک ایک پختہ حوض بنا ہوا ہے۔ باغ کے درمیان اینٹوں سے بنا ہوا آدھا میٹر بلند چبوترہ ہے۔ باغ کی تمام روشیں یہیں پر آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔

مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تولیت

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے لیے وقف تمام مزرعہ زمینوں (ارضی) وغیرہ کا انتظام ہرات کے محکمہ اوقات کے تحت ہے۔ مگر مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کو تولیت اب سے چالیس برس قبل ملا محمد فاروق خلف آخند ملا فیض محمد مرحوم کے پاس تھا۔ موجودہ صورت حالات کا علم نہیں ہے۔ مزار، باغ اور صحن کے علاوہ زائرین کی پذیرائی، مسجد جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت اور امامت انہی کے ذمہ تھی۔ ان کی اقامت گاہ، مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی جنوبی سمت میں واقع تھی۔

مزار جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت عوام کے عقائد و نظریات: یہاں کے لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر ہفتہ کے روز دن اور رات کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کی جائے تو اس کے خاص اثرات مرتب ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ، عوام میں درج ذیل شعر زبان زد عام چلا آتا ہے:

شعر:

ہر کہ آید یوم شنبہ در طواف مولوی

ہر طواف مولوی ہفتاد حج اکبر است

ترجمہ: ”جو کوئی یوم شنبہ (بروز ہفتہ) مولوی (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کی قبر کے طواف میں ہو، تو ہر

طواف کا بدلہ ستر حج اکبر کے مترادف ہے۔“

انہیں سطور پر ہم باب ۲۸ اور کتاب کے حصہ پنجم کو ختم کرتے ہیں والحمد للہ علی ذلک

معاصر اور قدیم شعرا کے ساتھ مناسبت

سوز و سازف جامی:

از راہِ امتثال آپ متقدم اساتذہ کرام اور ان کے علمی و ادبی احوال و آثار بیان فرماتے ہیں: مثلاً: فردوسی رحمۃ اللہ علیہ، نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ، خاقانی رحمۃ اللہ علیہ، انوری رحمۃ اللہ علیہ، ظہری فاریابی رحمۃ اللہ علیہ، کمال اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، سعدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ، کمال بخندی رحمۃ اللہ علیہ، حسن سنجر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل مضمون خیال کو جناب حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک منظوم حکایت کے شعر کی تشریح تک لے جاتے ہیں:

باز گشتم از سخن زیرا کہ نیست
در سخن معنی و در معنی سخن

ترجمہ: ہم کلام سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں کہ کلام پر معنی ہے اور پھر معنی میں کلام (پر مغز) ہے۔^①

ہم یہاں پر وہ قطعہ بند نقل کر رہے ہیں کہ جس میں سخن شناس حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان و ادب کے شہرہ آفاق شاعر معزی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین مکالمہ درج کیا ہے۔

چنانچہ، شاعر کے ارفع و اعلیٰ مقام، پھر اس کی معنوی قدر و منزلت اور کلام کی بقائے جاودانی کو اس سے بہتر انداز میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قطعہ بند درج ذیل ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

شنیدہ ای کہ معزی چہ گفت با سنجر؟
چو ذکر جودت اشعار و منت صلہ رفت

① ملاحظہ کیجئے: (سبحۃ الاسرار) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۵۶۷-۵۶۹۔

ترجمہ: ”کیا آپ نے (کچھ) سنا ہے کہ (شاعر) معزی رحمۃ اللہ علیہ نے (سلطان) سنجر سے کیا کہا تھا؟“

شعر نمبر ۲:

عطیہ تو کہ ذاتی بجوع آز نبود
ز جس معدہ چو آزاد شد بمزبلہ رفت
ترجمہ: ”آپ کا عطیہ، حرص و آز کی جوع (جستجو) کیلئے کافی نہیں ہے کہ جب (انسان) پرہیز کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بیت الخلاء چلا جاتا ہے! (یعنی بیمار ہو جاتا ہے۔)“

شعر نمبر ۳:

مدح من پی نشر فضائل کہ تراست
بشرق و غرب ہزار قافلہ رفت
ترجمہ: ”ہماری مدح (و توصیف) آپ کے فضائل (وکمالات) کی نشر و اشاعت کی خاطر ہے کہ (اس مدح کی نشر و اشاعت کے ساتھ) مشرق و مغرب میں ہزار قافلے چلے گئے۔“^①

عربی زبان و ادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت اور فن ترجمہ میں مہارت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ایک نابغہ روزگار اور عبقری انسان تھے۔ مختلف اصناف علم و ادب میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کی کتب نظم و نثر اور کتب تذکرہ کے حوالے سے آپ کے تجر علمی اور غزرت فکری (وسعت نظری) کا بخوبی طور پر اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عربی زبان و ادب میں تبحر ان کے عربی اشعار اور تالیفات سے نہایت واضح طور پر ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو عربی علم و ادب و مختلف اصناف علوم و فنون مثلاً:

① تفسیر ② لغت

③ تاریخ ④ حدیث

⑤ شعر و ادب و معانی و بیان ⑥ فن عروض و القوافی

میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ، عربی زبان و ادب نیز دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ گہری مہارت و مناسبت کے باوصف آپ نے اپنے فارسی زبان و ادب کے علمی و ادبی آثار کو مزید جلا بخش دی۔

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ علیہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۹۶۔

چنانچہ، فارسی زبان و ادب کے علمی آثار میں مستعمل ترکیبات و جملات اور معانی و مطالب کو خوبصورت اور دلکش لبادہ پہنانے میں نہایت عمدہ اور بجا طور پر علمی و ادبی کردار ادا کیا۔ عربی زبان و ادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت کے باوصف۔ عربی زبان و ادب کی حیثیت ان کے ہاں ایک بھرپور سر بمبر علمی خزانے کی تھی کہ جس خزانے سے آپ اپنی حسب منشا آبدار جواہرات کو چین چین کر فارسی زبان و ادب کے دلکش پیراہن پر مرسم کرتے چلے جاتے تھے۔

درحقیقت، یہی کاوش آپ کی دانشورانہ اور اتھاہ درجہ عالمانہ کاوش ہے۔ فیاض ازل نے آپ کو زبان و ادب کی علمی و فکری کاوشات کیلئے بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

یہی سبب ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا علوم میں علمی، ادبی اور فنی کتب میں بیش از بیش، پیش رفت فرمائی، اور اپنی عظیم علمی و فکری صلاحیتوں کے باوصف علم و فن کی مسند پر اپنی علمی بساط کو نئے انداز میں بچھا دیا کہ جس کا بخوبی طور پر اندازہ آپ کی بے مثال کتب کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

شرح جامی رضی اللہ عنہ:

آپ نے کافیہ ابن حاجب کی شرح ”الفوائد الضیائیہ“ جو اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف کے لیے تحریر فرمائی ہے وہ آج تک علم نحو کی تحصیل کیلئے ”شرح جامی“ کے نام سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ محققین کے ہاں ”علم نحو“ کی ایک بے مثال اور بہترین کتاب شمار ہوتی ہے۔

شرح جامی ”علم نحو“ کی مشکلات اور حل غوامض (پوشیدہ باتوں کے حل) میں حجت کے طور پر مانی جاتی ہے۔ چنانچہ، صاحب ”روضات الجنات“ اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

وَهُوَ مِنْ أَحْسَنِ مَا كُتِبَ عَلَيْهَا، وَادْقَهَا نَظْرًا، وَابْلَغَهَا تَقْرِيرًا وَأَتَمَّهَا
تَهْدِيئًا وَتَحْرِيرًا، وَأَجْمَعَهَا لِلنِّكَاتِ وَالِدَقَائِقِ وَالتَّحْقِيقَاتِ - وَنُقِلَ
أَنَّ الْمَوْلَى مِيرْزَا مُحَمَّدَ شِيْرَوَانِي الْفَاضِلُ الْعَلَّامَةُ كَانَ يَقُولُ إِنِّي
دَرَسْتُ هَذَا الشَّرْحَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً وَصَارَ إِعْتِقَادِي فِي كُلِّ مَرَّةٍ
أَنِّي لَمْ أَتَوَفَّ حَقَّ فَهْمِهِ وَمَعْرِفَةٍ فِي الْمَرَّةِ السَّابِقَةِ^①

ترجمہ: ”یہ (شرح جامی) ان تمام کتب سے نہایت عمدہ ہے کہ جو اس موضوع پر تحریر ہوئیں اور وقت نظر ”بلاغت بیانی“ تہذیب (اصلاح و حواشی) اور تحریر میں کامل و اکمل ہے اور (ان کتب کی بہ نسبت) نکات اور حقائق اور تحقیقات میں جامع ترین ہے۔

① ملاحظہ کیجئے: (روضات الجنات) از ملام محمد باقر غوانساری رضی اللہ عنہ، احوال: (جامی رضی اللہ عنہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر نکلت صاحب رضی اللہ عنہ (ص: ۱۲۷)۔

اور نقل کیا گیا ہے کہ المولیٰ مرزا شیروانی الفاضل العلامہ کہا کرتے تھے کہ بیشک میں نے اس ”شرح جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کا درس پچیس مرتبہ دیا ہے اور پھر میرا اعتقاد کچھ یوں ہو گیا کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں پہلی مرتبہ سے زیادہ اس (شرح) کی فہم اور معرفت کا حق ادا نہ کر سکا۔“

چنانچہ یہ کوئی جرأت کی بات نہیں ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فارسی نژاد ہونے کی بنا پر اور اپنی محنت و لگن کی بنا پر عربی علم و ادب کے ساتھ وہ عالمانہ مناسبت پیدا کر گئے کہ آپ عربی علوم و فنون میں عالم عربی کے شہرہ آفاق علمی شہروں مثلاً: عراق، شام اور مصر کے اساتذہ کے ہم پلہ سمجھے جانے لگے۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فارسی نژاد تھے، اور نویں صدی ہجری میں خراسان اور ماوراء النہر بذات خود علم و ادب اور مختلف اسلامی علوم و فنون کے شہرہ آفاق مراکز تھے، اور پھر شہر ہرات و سمرقند دنیائے اسلام کے اکابر علماء و ادبا کا مسکن تھے۔ اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آغاز شباب میں تحصیل علوم کے باوصف ان شہروں کا علمی سفر کر چکے تھے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ملمع غزلیات کی روش:

کہ ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”دیوان“ کے گہری نگاہ سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ تک پہنچ پائے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ملمع غزلیات کہ جن کا ایک مصرعہ عربی اور دوسرا فارسی ہے، ان ہر دو زبانوں کے عمدہ امتزاج کا بہترین اور خوبصورت ترین نمونہ اور انداز ہیں۔

اخلاقی قصائد اور مثنویات سبب:

چنانچہ اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاقی قصائد اور مثنویات سبب کا گہری فنی نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو ان اخلاقی قصائد اور ”مثنویات سبب“ کے نقوش و تاثرات و افکار و انداز و روش پر عربی زبان و ادب کے نقوش و تاثرات و افکار و آداب کا نہایت گہرا اور اتھاہ تاثر بے حد واضح اور نمایاں ہے۔

بدیں سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے عرب شعرا کے عمدہ کلام کے شہرہ آفاق شہ پاروں کو نہایت عمدہ سلیقہ اور شیریں بیانی سے فارسی زبان و ادب کا ایک عمدہ اور دلکش و زیبا پیرہن عطا کر دیا۔

چنانچہ اگر ہم یہ کہیں تو بجا ہوگا کہ حضرت شیخ مسلم الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۴ھ) کے بعد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ عظیم المرتبت اور ماہر ترین فاضل ادیب تھے کہ جنہوں نے عربی زبان و ادب کو فارسی زبان و ادب کا دلکش اور زیبا پیرایہ بیان عطا کیا، اور فارسی زبان و ادب کی مانگ کو نئے سرے سے سجا دیا اور اسے چار چاند لگا دیئے۔

مثنویات جامی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہ مثنویات جامی رحمۃ اللہ علیہ میں سے درج ذیل مثنویات:

① مثنوی سلسلۃ الذهب

② مثنوی تحفۃ الاحرار

③ مثنوی سبۃ الابرار

کہ جو اکثر و بیشتر، متفرق موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یعنی:

① قرآنی آیات

② احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

③ حضرات مشائخ کرام اور صوفیائے عظام کی روایات

④ عربی زبان و ادب کے اشعار اور حکایات

⑤ عربی زبان و ادب کی ضرب الامثال: وغیرہ سے ماخوذ و مستعار ہیں۔

اسی طور پر ”اربعین جامی“ یا ترجمہ چہل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مثنوی یوسف و زلیخا کہ جس کی بنیاد قرآن حکیم کے ”احسن القصص“ پر مبنی ہے۔

قصص و حکایات:

❖ یہ کہ دیگر قصص و حکایات میں سے قصہ ”سلامان و ابسال“ کہ جو اشارات ”شیخ الرییس“ پر خواجہ نصیر الدین طوسی کی شرح سے ماخوذ ہے۔

❖ مثنوی لیلیٰ و مجنون: کہ جو دیوان امرؤ القیس عامری اور کتاب الاغانی سے ماخوذ ”امرؤ القیس“ کی حکایات و اشعار پر مبنی ہے۔

❖ (کتاب الاغانی) از ابی الفرج علی بن حسین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۵۶ھ/ ۹۶۶ء) کی تالیف ہے۔^①

① ملاحظہ کیجئے: (کشف اللغون) حاجی خلیفہ جلد ۱: ص ۱۱۲۹

عربی زبان و ادب میں مہارت و سلیقہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان و ادب میں فنی طور پر عربی زبان و ادب کو نہایت مہارت اور خوش سلیقگی سے برتا ہے۔

مثلاً: بطورِ دلائل کے ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ”خرد نامہ اسکندری“ کے اکثر مضامین بھی تصوف اور فلسفے کی کتب و رسائل سے ماخوذ ہیں، پیش کر سکتے ہیں۔

اور اگر بہ نظر غائر ملاحظہ کیا جائے تو ان معارف ”و حقائق“ کا ماخذ و سرچشمہ عرب اکابر کا منشور اور منظوم ادب ہی تو ہے۔

ترجمہ میں فکری کاوشات:

عربی زبان و ادب سے فارسی زبان و ادب میں ترجمہ کرتے وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی کوشش کچھ یہی رہی ہے کہ وہ اصل مطالب و مفہیم بعینہ انہیں اسالیب میں فارسی زبان و ادب میں منتقل کر دیں۔

لیکن ایک بات ضرور ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ جب تشریحات و توضیحات اور بدیعیات کا رنگ اختیار کرتے ہیں تو پھر ان کی اپنی عالمانہ کاوشات کا اس قدر شیوع و انتشار فکری طور پر ہونے لگتا ہے کہ آپ کے لیے تشریحات و توضیحات، رشحات قلم کو روکنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ، بدیں صورت آپ اختصار اور ایجاز بیانی کو نظر انداز کرتے ہوئے تمام تر تفصیلات اور پھر جزئیات کو بیان کر دیتے ہیں۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر موضوعات کے شیوع، انتشار و ابلاغ کا صحیح حق ادا کرنا مقصود مطلوب ہوتا ہے۔

چنانچہ، اس سبب سے آپ موضوعات میں مفہیم مطالب، اضافات و تفصیلات و توضیحات پیش فرماتے ہیں، اور یوں موضوع کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اسے نئی صورت اور نیا پیرہن عطا کر دیتے تھے۔

مشہور انگریز مستشرق جناب مسٹر ہیڈ لینڈ ڈیوس کی مشہور انگریزی کتاب ملاحظہ کیجیے۔ اگرچہ وہ ایک مختصر کتاب ہے مگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور آپ کے علمی کام کے لیے بے مثال اشاریہ کی حیثیت کی حامل ہے اور اس سلسلہ کی بہترین اور بے مثال کاوش ہے۔

THE PERSIAN MYSTICS "JAMI"

(RA)

BY

Mr. F. HADLAND DAVIS

قصائد و رنگ غزل:

”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ کے مطالعہ سے ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر و شاعری، نیز ادبی رنگ اور فن سے بخوبی طور پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علم و ادب کے میدان میں بے میل تھی، اور پھر سب سے بڑھ کر اہم بات تو یہ ہے کہ آپ نے قدیم فارسی شعرا سے لے کر اپنے دور کے معاصر اصحاب علم و ادب و شعرو فن کے ساتھ فکری تسلسل و ربط کو قائم رکھا ہے۔ نیز ان کے تتبع (پیروی) میں اپنے عصر کے متنوع اسالیب اور بدیعیات سے ہمکنار فرمایا ہے، اور اصناف شعر و ادب کے جدید اسالیب کو اپنے قصائد و غزلیات، مثنویات، رباعیات اور معماجات وغیرہ میں برتا ہے، اور شعر و ادب اور فن شعر کے نشہ کو افزوں سے افزوں تر کر دیا ہے۔

کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ:

”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شعر و شاعری اور فن شعر و ادب پر خاصہ کی چیز ہے۔ اس میں قصائد اور غزلیات وغیرہ کی تعداد پانچ صد کے قریب ہے۔ ان غزلیات میں مرثیہ کا رنگ بھی ہے، رباعیات بھی ہیں مگر وہی رنگ تغزل ہے، اور دیگر اصناف شاعری کو بھی برتا گیا۔ ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“، ارباب علم و ادب و شعرو فن کے باوصف فارسی زبان و ادب کے حوالے سے کسی بھی دیگر فارسی زبان کے شاعر سے علمی و ادبی اور فنی نقطہ نگاہ سے کم تر نہیں ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصائد و غزلیات و مربعات، میراثی و معماجات اور رباعیات میں فن ادب و بلاغت و معانی و بیان کا نہایت عمدہ طور پر استعمال کیا ہے۔ تشبیہات و استعارات کے استعمال سے آپ نے اپنے قصائد و غزلیات کو اگرچہ کہ وہ مرثیہ کے رنگ میں ہوں اور رباعیات وغیرہ کو تلمیحات کا رنگ دے کر مضامین خیال کی آمد کو اور رواں دواں کر دیا ہے۔ آپ کے ہاں برجستگی ہے یعنی آمد ہے، اور آورد (یعنی تکلف اور تصنع) کم پایا جاتا ہے۔

آپ کو مضمون خیال کے باندھنے کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی غزلیات اور قصائد و رباعیات میں ادب و بلاغت اور معانی و بیان کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔

مگر ایک بات ضرور ہے کہ آپ ایک صوفی باصفا تھے، رند مشرب نہ تھے۔ ہمارے کہنے کا مقصد کچھ یہ ہے کہ جہاں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں بوسہ و وصل، سر زلف و چشم مخمور اور مد و خد و خال محبوب کا ذکر کیا ہے یا میخانے کا ذکر کیا ہے، وہاں آپ نے رنگ غزل کی

زیبائش اور عمدگی کی خاطر رنگ مجاز اختیار کیا ہے، اور حقیقت کا رنگ دیا ہے۔ اور یہ محض آداب شعر و شاعری کی شوریدہ سری اور سوخنگی ہے۔ آپ کا ”کلیات جامی“ تقریباً سات ہزار اشعار پر مشتمل ہے، اور ہر شعر مجاز و حقیقت ہر دو رنگ میں اپنا علیحدہ علیحدہ جہان معنی رکھتا ہے۔ (لیکن اس تمام کچھ میں حقیقت کا رنگ کارفرما ہے)۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مجموعی درحقیقت رہ نور و تصوف و طریقت تھے، اور کشف و ارشاد و اکتشافات باطنی میں نمایاں اور ممتاز تھے اور اشارات روحانی میں فائق الاقران تھے۔

بطور ثبوت کے کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ میں نعت وغیرہ کے قصائد کو ملاحظہ کیجیے۔ نیز مثلاً:

① نقد النصوص شرح قصیدہ تائبہ

② لوائح

③ لوامع

④ اشعة للمعات! (شرح لمعات عراقی رحمۃ اللہ علیہ)

ہمارے مذکورہ بالا نقطہ نگاہ کی بین اور واضح دلیل ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی ہجری کے فارسی زبان و ادب (نظم و نثر) اور دیگر علوم و فنون میں بزرگ عالم و فاضل و استاد زمانہ تھے، اور آپ بزرگ اساتذہ تصوف و سلوک میں سے ایک تھے اور سرزمین ایران میں مکتب تصوف و سلوک، معرفت و طریقت اور کشف و رشد اور اشارات روحانی کے آخری شاعر تھے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم المرتبت شخصیت کو سرزمین ایران اور پھر سر زمین ہندوستان (پاک و ہند) وغیرہ میں عدیم المثال عالم عرفان و تصوف و سلوک اور حضرات صوفیائے سلسلہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک عظیم المرتبت عارف کامل اور صوفی اور قطب الاقطاب ہونے کے باوصف نہایت عظیم شہرت حاصل ہے، اور علم و ادب اور متصوفانہ شاعری کی بنا پر آپ کی موقر کتب نظم و نثر و دیگر علوم و فنون کی کتب و رسائل کو جامعیت کی بناء پر نہایت درجہ اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے متصوفانہ کلام جو کہ اشعار کی صورت میں ہے بالخصوص، مدح ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مجالس و محافل سماع میں آج تک نہایت محبت و شوق سے پڑھا جاتا ہے اور سماعت کیا جاتا ہے۔

اور قاری و سامع ہر دو کے لیے وجد اور حال کے باوصف خاصے کی چیز ہے۔

انتخاب کلام جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم نے اپنی کتاب حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حصہ ہشتم کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ میں سے انتخاب کے لیے وقف کیا ہے۔ ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً پانچ صد غزلیات اور سات ہزار ابیات شعری پر مشتمل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محاز میں حقیقت کا رنگ اختیار کیا ہے۔ یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ حقیقت کو مجاز کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ یعنی مجاز کا پیرایہ بیان اختیار کیا ہے۔

آپ نے غزل میں حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ و اوحدی رحمۃ اللہ علیہ، سعدی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ نیز امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ اختیار کیا ہے۔ آپ حقیقت کا جو رنگ اپنے قلب اور نگاہ میں رکھتے تھے۔ اس سوزش فکر و نظر کو مجازی الفاظ، در تراکیب صوری میں پیش کیا ہے۔ در حقیقت، یہ رنگ غزل افکار قلبی کا وہ شعلہ سوزاں تھا کہ جس میں قدیم متصوفین اور حضرات شعرا مثلاً: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، عرفی رحمۃ اللہ علیہ و شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔

اور پھر کلام سنائی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ذریعہ سے نئے انداز و روش میں دسوزی عطا کر دی تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلیات اپنے فکری تاثر کے باوصف زیادہ تر عارفانہ ہیں جبکہ حکیمانہ کم ہیں۔

بالخصوص، ”مسئلہ وحدت الوجود“ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تمام طور پر غالب تھا۔ آپ کی کتب میں سے درج ذیل اس پر شاہد ہیں، مثلاً:

① کتاب لوائح

② اشعة اللمعات

③ نقد النصوص وغیرہ

آپ نے ”مسئلہ وحدت الوجود“ کو نہایت عام فہم، آسان اور دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلیات کیف بخشش ہیں اور عمدہ و نمایاں طور سے پڑا اثر ہیں۔ آپ نے اپنے قصائد میں حکیمانہ رنگ اختیار فرمایا ہے۔ بالخصوص حمد اور نعت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں عجیب اور طرح دار رنگ اختیار کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ”ارباب حکومت و سلطنت“ کی مدح نہایت کم کی ہے۔ آپ پر ”تصوف و وجد و حال“ کا رنگ قوی طور پر غالب تھا، اور بے نفسی و جذبہ حال نے آپ کو مدح سلاطین کے راستہ پر چلنے نہ دیا۔

البتہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے والی خراسان علم پرور بادشاہ ابو الغازی سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ علیہ کہ جو دار الخلافہ شہرت ہرات میں مسند حکومت و سلطنت پر ممکن تھے، اپنے انتساب میں چندتا مثنوی ہائے ہفت اورنگ کو ترتیب ضرور دیا، اور یہ بادشاہ وقت کے ساتھ باہمی مخلصانہ روابط کی دلیل ہے نہ کہ صلہ کے حصول کی آرزو و تمنا۔

کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ:

کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر کتب ہائے نثر اور مثنوی ہائے ہفت اورنگ کی طرح برصغیر پاک و ہند میں چھپ چکی ہے۔ خاص طور پر مطبع نول کشور، لکھنؤ میں شائع ہوئی۔ یہ کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو قصائد و غزلیات پر مشتمل تھی اول بار کلکتہ سے شائع ہوئی کہ جو بمبئی اور لکھنؤ کے نسخہ پر مبنی تھی۔ جبکہ لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ میں صحت متن کی جانب خاص توجہ مبذول کی گئی تھی۔

یہ نول کشوری ”مطبوعہ نسخہ“ کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں ایک عرصہ سے نایاب چلا آتا تھا۔ اب اسی نول کشوری نسخہ پر مبنی نسخہ ”کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ“ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، پاکستان نے نہایت عمدہ طور پر غالباً عکسی شائع کیا ہے۔

انتخاب: کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ (شرح کلام جامی):

”مختصر انتخاب جامی“ کو ”کلیات جامی“ میں سے ”شرح کلام جامی“ کے نام سے معنون کیا ہے۔ اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

- ① ”حمد باری تعالیٰ“ (نمونہ کلام)
- ② ”نعت بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم“ (نمونہ کلام)
- ③ در منقبت ”حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ“ (نمونہ کلام)
- ④ در منقبت شہید کرب و بلا ”حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ“ (نمونہ کلام)
- ⑤ ایک صد غزلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ”کلیات جامی“ میں سے بطور نمونہ کلام کیا گیا ہے۔
- ⑥ پانچ عدد مقطعات کا انتخاب ”کلیات جامی“ میں سے بطور نمونہ کلام کیا گیا ہے۔

④ آٹھ عدد ”رباعیات“ کا انتخاب ”کلیات جامی“ میں سے بطور نمونہ کیا گیا ہے۔

⑤ پانچ عدد معماجات کا انتخاب ”کلیات جامی“ میں سے بطور نمونہ کیا گیا ہے۔

غزلیات و قصائد وغیرہ، پر عناوین اپنی جانب سے نہیں دیئے گئے ہیں اور ان کو بلا عناوین کے بعینہ چھوڑ دیا گیا۔

⑥ عربی قصیدہ بردہ کا فارسی ترجمہ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

میں سے بیس عدد اشعار (نمبر ۱ تا نمبر ۲۰) کا انتخاب بطور نمونہ کیا گیا ہے۔ ساتھ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔

ہم نے اس انتخاب کا اردو ترجمہ مع تشریح کیا ہے، اور تشریحات میں موجود ذوق کے مطابق جدید رنگ اختیار کیا ہے۔ اور صفحات کے پیش نظر اس شرح کو ادارہ ”بک کارنز جہلم“ نے الگ کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ اردو ترجمہ و تشریح کو مطلب خیز اور سلیس اردو میں ہدیہ قارئین کیا گیا ہے۔ امید ہے قارئین کے لیے یہ مفید ثابت ہوگی اور وہ اسے بہ نظر تحسین دیکھیں گے۔

ہر حال:

السَّعْيُ مِثْلُ مِثْلِي وَالْإِتْمَامُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ!

اور بقول شاعر:

سپر دم بتو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

امید و اثق ہے کہ قارئین کرام ہماری خطاؤں سے چشم پوشی کرتے ہوئے عفو و درگزر فرمائیں گے کہ

عُذْرٍ مَنْ صَنَّفَ قَدْ اسْتُهُدِفَ!

”کہ جس نے تصنیف کی وہ نشانہ بنا.....“

کا عذر تو ہے ہی!

والسلام

آپ کا مخلص

احقر العباد

راجہ طارق محمود نعمانی

ایڈووکیٹ (ہائیکورٹ)

شرح کلام

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اردو ترجمہ و تشریح

چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے

انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح

شاع

راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر

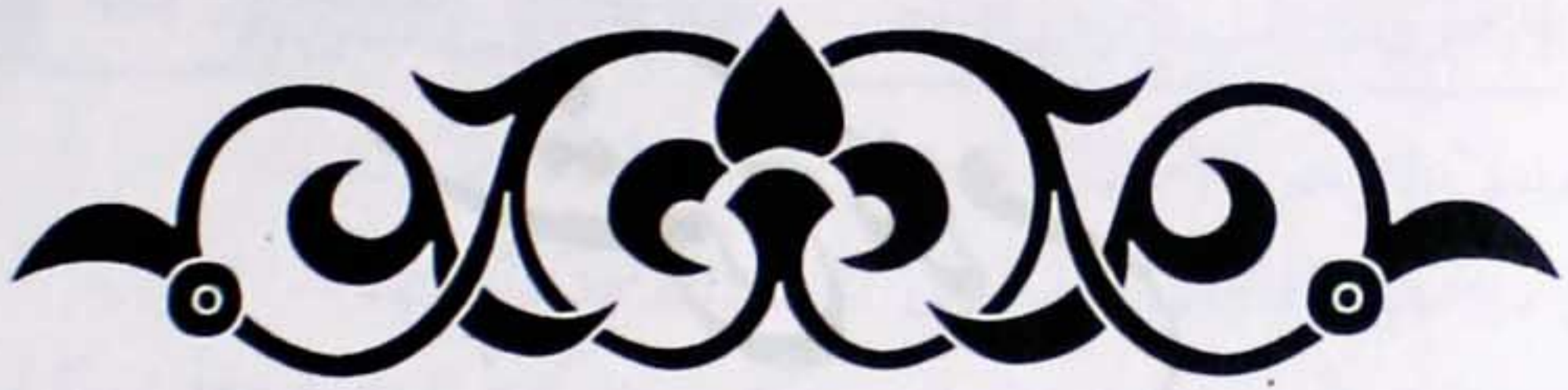
ناشران

بک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹس جہانم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائرز



رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حالات و واقعات اور افکار و تعلیمات کا مستند مجموعہ

تالیف

راجہ طارق محمود نعمانی

نظمانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر

ناشران

بنک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری کے بنک سٹریٹ، بہاولپور پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز - پبلشرز - کمپوزرز - ڈیزائنرز - بک سٹریٹ - ہول سیلز اینڈ لائبریری آرڈر سہیل سیرز

نایاب
تاریخی
تصاویر
کے ساتھ

سوانح حیات شمس المعارف

شمس ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت

مع مختصر انتخاب دیوان شمس تبریز

از مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ:

راجہ طارق محمود نعمانی

ناشران

بک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہانم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 سوبلک 0323-5777931

پرنٹرز- پبلشرز- کمپوزرز- ڈیزائنرز- بک سلیرز- ہول سلیرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائرز



نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

عظیم مسلم شخصیات کی زندگی پر مستند کتابیں

ان کتابوں کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے!

محمد حسین ہیکل

محمد رضی الاسلام ندوی

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نوید احمد ربانی

کامران اعظم سوہدروی

محمد حسین ہیکل

محمد حسین ہیکل

محمد حسین ہیکل

ڈاکٹر طہ حسین

حافظ ناصر محمود

حافظ ناصر محمود

حافظ ناصر محمود

کامران اعظم سوہدروی

کامران اعظم سوہدروی

راجہ طارق محمود نعمانی

راجہ طارق محمود نعمانی

علامہ شبلی نعمانی

مولانا عبدالسلام ندوی

حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حیات حضرت ابراہیم علیہ السلام

حیات حضرت خضر علیہ السلام

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام (مع قصہ یاجوج ماجوج)

حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سیرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت شمس تبریز رضی اللہ عنہ مع دیوان شمس تبریز

سوانح مولانا روم رضی اللہ عنہ

حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ

نفس طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائڈنگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ، بہار پور پاکستان

عظیم تاریخی شخصیات شاہکار سوانح عمیریاں

ان کتابوں کو اپنی لائبریری کی زینت بنائیے!

حضرت عمرو بن العاص <small>رضی اللہ عنہ</small>	(فاتح مصر)	ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن
حضرت خالد بن ولید <small>رضی اللہ عنہ</small>	(اللہ کی تلوار)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
محمد بن قاسم	(فاتح سندھ)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
طارق بن زیاد	(فاتح اُندلس)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
سلطان محمود غزنوی	(بت شکن)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
عماد الدین زنگی	(عظیم فاتح)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
غازی علم الدین شہید <small>رضی اللہ عنہ</small>	(عاشق رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>)	عبدالرشید عراقی
صلاح الدین ایوبی	(فاتح بیت المقدس)	ہیرلڈ لیم/ مترجم: محمد یوسف عباسی
امیر تیمور	(جس نے دنیا ہلا ڈالی)	ہیرلڈ لیم/ مترجم: محمد عنایت اللہ
چنگیز خان	(دہشت اور جنون کا نشان)	ہیرلڈ لیم/ مترجم: سید ذیشان نظامی
سقراط	(عظیم فلسفی)	کورامیسن/ مترجم: آنسہ صدیقہ حسن
سکندر اعظم	(عظیم فاتح)	انجم سلطان شہباز
شیر شاہ سوری	(شیر دل بادشاہ)	انجم سلطان شہباز
سلطان محمد فاتح	(فاتح قسطنطنیہ)	ڈاکٹر محمد مصطفیٰ صفوت
حیدر علی	(سلطنت خداداد کا بانی)	نریندر کرشن سنہا
خلیفہ ہارون الرشید	(پانچویں عباسی خلیفہ)	راجہ طارق محمود نعمانی
اورنگ زیب عالمگیر	(شہنشاہ مغلیہ سلطنت)	رئیس احمد جعفری
ابن خلدون	(مورخ، فقیہ، فلسفی اور سیاستدان)	ڈاکٹر طہ حسین
عمر خیام	(فارسی شاعر اور فلسفی)	سید سلیمان ندوی
امیر خسرو	(فارسی و ہندی شاعر، ماہر موسیقی)	سید صباح الدین عبدالرحمن

نفس طبعیت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائسٹنگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہانم پاکستان

بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول اقوال، حکایات، واقعات پر مبنی

زندگی سنوارنے والی سبق آموز کتابیں

- قرآنی بکھرے موتی _____ مرتب: علی اصغر
- جنت کے حسین مناظر _____ مرتب: علی اصغر
- ذکر اللہ والوں کے _____ مرتب: محمد فیروز
- اقوالِ علی رضی اللہ عنہ کا انسائیکلو پیڈیا _____ مرتب: محمد مغفور الحق
- شیخ سعدی کی باتیں _____ مرتب: محمد مغفور الحق
- حکایات سعدی _____ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
- حکایات رومی _____ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
- روحانی حکایات _____ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
- حکایات لقمان (سوانح حیات مع حکایات و واقعات) _____ کامران اعظم سوہدروی
- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انسائیکلو پیڈیا (کوزبک) _____ مرتب: سید ذیشان نظامی
- رازِ حیل (ناممکن کو ممکن بنائیں!) _____ مولانا وحید الدین خاں
- گفتگو تقریر ایک فن _____ ڈیل کارنیگی
- پریشان ہونا چھوڑیے جینا سیکھیے! _____ ڈیل کارنیگی
- میٹھے بول میں جادو ہے _____ ڈیل کارنیگی
- کامیاب لوگوں کی دلچسپ باتیں _____ ڈیل کارنیگی
- 39 بڑے آدمی _____ ڈیل کارنیگی
- مانیں نہ مانیں _____ ڈیل کارنیگی
- موت کا منظر (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟) _____ خواجہ محمد اسلام
- کلیاتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ _____ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
- مکالماتِ اقبال (علامہ اقبال کی زندگی کے سنہرے واقعات) _____ پروفیسر سعید راشد علیگ
- تذکرہ اقبال _____ پروفیسر سعید راشد علیگ

ناشران: بک کارنر شوزوم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ بھٹانہ پاکستان

مشہور و معروف قلم کار حافظ ناصر کی معرفت و تصوف پر شاہکار تصانیف

عاشق رسول ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات، واقعات، تعلیمات، اوصاف اور کمالات کا تذکرہ، جو اقلیم عشق کے امام، تاریخ فقر و عرفان میں یکتائے روزگار اور فنا فی الرسول ﷺ کے بلند مقام پر فائز ہو کر حیات جاوداں پا گئے

عاشق رسول ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

دوسری صدی ہجری کی شہرہ آفاق عارفہ کی سوانح حیات، واقعات، فرمودات، مناجات، تعلیمات، کرامات، اوصاف اور کمالات کا تذکرہ

رابعۃ العدویۃ حضرت ابی بصیر رضی اللہ عنہما

نقیس طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائسڈنگ

ناشران: بک کارنر شوروہ بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جمہوریہ پاکستان

قصیدہ بردہ شریف کے خالق

شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید البوصیری رحمۃ اللہ علیہ

شاعر المدائح النبویة و مرآة عصرہ

دیوان امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علاؤ حافظ محمد ذکار اللہ سعیدی

(ایم اے علوم اسلامیہ، اردو، تاریخ، بی ایڈ)

مصر کے معروف صوفی شاعر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نابغہ روزگار ہستی تھے۔ ان کے دیوان کا ایک ایک شعر ان کی سحر بیانی وہ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ کلام پڑھنے والا کسی ایک شعر کی عمدگی میں ہی محو ہو جاتا ہے اور گھنٹوں اس کی چاشنی اپنی ذات میں محسوس کرتا رہتا ہے۔ قصیدہ بردہ شریف (عربی: قصیدة البردة) ایک ایسا شاعرانہ کلام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، مدحت و ثناء خوانی پر مبنی ہے اور پوری اسلامی دنیا میں نہایت شہرت کا حامل ہے۔

ناشران

بنک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری کے بنک سٹریٹ سے جہانم پاکستان

فونہ نمبر 0544-614977 سوبلک 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بنک سلیرز۔ ہول سلیرز اینڈ لائبریری آرڈر سلیٹرز

عالمی شہرت یافتہ نعتِ مصطفیٰ ﷺ،

حُسنِ حدائقِ بخشش، کلامِ الامام امام الکلام، بقول امام احمد رضا:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ

بے جا سے ہے الممتہ للہ محفوظ

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

یعنی رہے احکامِ شریعت محفوظ

شرح کلامِ احمد رضا

فرہنگ، مفہم اور آسان اردو شرح کے ساتھ

کلام

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرہنگ شرح

علاؤ حافظ محمد ذکار اللہ سعیدی

(ایم اے علوم اسلامیہ، اردو، تاریخ، بی ایڈ)

ناشران

بک کارنر

شوروم: ہالقاہن اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہانم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز- پبلشرز- کمپوزرز- ڈیزائنرز- بک سلیرز- ہول سلیرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائرز



کتابوں کی دُنیا میں خوش آمدید!!!

بک کارنر شورووم

اب **facebook** پر!!!

جہاں آپ کو ملیں

کتابوں سے متعلق

معلومات اقتباسات تبصرے

..... تجزیے اور بہت کچھ!!!

براہِ راست لنک:

www.facebook.com/bookcornershowroom

آج ہی ممبر بننے کے لیے پیج پر بنے ممبر بنیں



پر کلک کیجئے!

اور سینکڑوں ممبرز کی فہرست میں آپ بھی شامل ہو جائیے!!

شرح کلام جامی

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اردو ترجمہ و تشریح
انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح کا کام بھی
راجہ طارق نعمانی صاحب کے قلم سے مکمل ہوا ہے

شرح راجہ طارق محمود نعمانی

NEW!
BOOK

ناشران

بک کورنر

جہلم پاکستان

facebook

book corner showroom

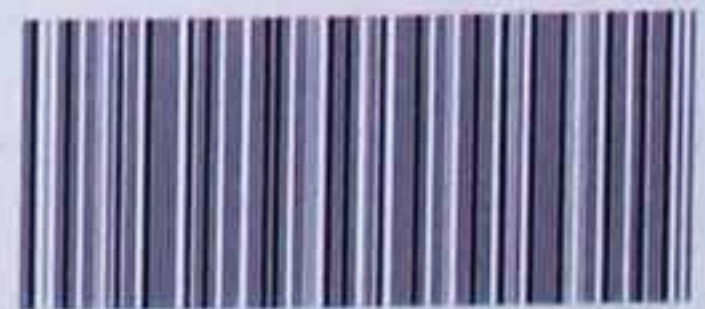
website

www.bookcorner.com.pk

email

bookcornershowroom@gmail.com

ISBN: 978-969-9396-84-7



Rs. 999.00